وذکرھم بایام اللہ ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور

تاریخ ابن خلدون

[illegible]

حصہ نہم

سلاطین ممالیک بحریہ کی مفصل تاریخ

۶۴۸ھ تا ۸۰۰ھ

اس میں ممالیک بحریہ کی مصر و شام پر حکومت و سلطنت کے حالات
ذکر ہیں نیز مصر میں اسلامی خلافت کے دوبارہ قیام تاتاری
قوموں کی شکست نیز صلیبی جنگوں کا خاتمہ اور سقوط بغداد
کے بعد مسلمانوں کے دوبارہ عروج و ترقی کے حالات شامل ہیں

تحقیق ترتیب و تبویب جدید

از

حافظ سید رشید احمد ارشد ایم اے

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

کتاب العبر و دیوان المبتدأ والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر و من عاصرهم من
ملوک الستر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت ذاتی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوہدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب ——— تاریخ ابن خلدون
مصنف: ——— رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون
ناشر: ——— نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ——— جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن ——— آفسٹ

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

فہرست

حصہ نہم

عنوان	صفحہ
مقدمہ مترجم	۱۷
باب : اول	۲۱
مصر و شام میں ترکی ممالیک کی سلطنت	
ترک قبائل و اقوام	
ترکوں کا وطن	۲۷
اسلامی دور میں ترک	
ترک غلاموں کا عروج	
ترک غلاموں کی تعلیم و تربیت	
اعلیٰ مناصب پر ترقی	۲۸
ترکوں کی خود مختاری	
ترک سلطنتیں	
اسلامی سلطنتوں کا زوال	
خاندان غلاماں کا آغاز	۲۹
غلاموں کی تربیت	
مناصب پر ترقی	
تقرر کا آغاز	
غلاموں کی کثرت	
قپچاق کے قبائل	۳۰
دو قبیلوں کی لڑائی	
قتل کا انکشاف	
شاہ تاتار سے فریاد	

عنوان	صفحہ
اقتدار کا آغاز	۳۱
سلطنت میں دخل	
ترک بحریوں کی فتح	۳۲
قطز کا قتل	
شجرۃ الدر کی حکومت	
ایوبی خاندان کا زوال	
ایوبی امراء کا اجتماع	۳۳
اشرف موسیٰ کی حکومت	
مصر کی طرف فوج کشی	
مصر و شام کا مقابلہ	
امرائے شام کا فرار	
ناصر کو شکست	
گرفتاری اور قتل	۳۴
دوبارہ حملہ اور صلح	
بالائی مصر میں بغاوت	
بغاوت کی سرکوبی	
اقطائی جامدار کا قتل	
بحریہ کا فرار	۳۵
بحریہ کی جماعت دمشق میں	
فریقین میں مصالحت	
علاؤ الدین کی گرفتاری	
عز الدین افرم کی خود مختاری	۳۶

عنوان صفحہ
علائی بغاوت
شکست اور فرار
اقزم کی گرفتاری
عسکری کا فرار
سلطان معز ایبک کا قتل
علی جوجری کا قتل ۳۷
علی منصور کی تخت نشینی
شرف الدین کا قتل
زہیر بن علی کی وفات
بحریہ کا ناصر سے مقابلہ
بحریہ کی شکست ۳۸
کردوں کے ساتھ اتحاد
ناصر کی شکست
معزی اور قلاوون کا فرار
بحریہ کے امراء کی گرفتاری
ہلاؤ کی یلغار
سلطان قطز کی حکومت ۳۹
ہلاکو خان کی پیش قدمی
شام کی فتوحات
غلط مشورہ
محاصرہ دمشق کی تسخیر
شامی حکام کی اطاعت ۴۰
اہل مصر کی تیاری
سلطان مصر کی فوج کشی
غداروں کی شرکت
عین جالوت کا معرکہ
تاتاریوں کی شکست
عنوان صفحہ
قتل اور تعاقب
قدیم حکام کی بحالی
نئے حکام کی بحالی
نئے حکام کا تقرر ۴۱
حاکم حلب
برلی کا تقرر
سلطان مظفر قطز کا قتل
جذبۂ انتقام ۴۲

باب: دوم

۴۳
ظاہر بیبرس کی تخت نشینی
ترقی کا آغاز
حاکم دمشق کی بغاوت
تاتاریوں کے حملے
بغاوت کا انسداد
برلی کی بغاوت ۴۴
مصر میں تجدید خلافت
مستنصر کی خلافت
فتح بغداد کا ارادہ ۴۵
رقت انگیز خطبہ
بیلبو کا زوال
اقتدار کی بحالی
خلیفہ کی شہادت
فتح موصل ۴۶
ایوبی حکام کی اطاعت
ایوبی خاندان کی تعظیم و تکریم
عرب قبائل پر بخشش

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
احمد کی خلافت		[illegible] کی موت	
فرنگیوں کی مصالحت	۴۷	[illegible]	
ترکمانوں کا فرار		فرنگیوں کے خلاف جہاد	
[illegible] اور افریقہ کی اہمیت		یافا کی تسخیر	۵۲
ان گروہوں کی بغاوت		انطاکیہ کی تاراجی	
البیرہ پر قبضہ		تاتاریوں سے صلح	۵۳
بغاوت اور اطاعت		[illegible]	
مغیث پر فوج کشی	۴۸	حشیشیوں کے مقام	
الکرک پر قبضہ		مصیاف پر قبضہ	۵۴
سلطان حمص کا خاتمہ		[illegible] کا تقرر	
تاتاریوں کی شکست		سلطان کا حج	
فتح قیساریہ و حیفہ	۴۹	[illegible] سے حسن سلوک	
فتح ارسوف		مصر کی طرف واپسی	
مفتوحہ علاقوں کی تقسیم		فرنگیوں اور تاتاریوں کا متحدہ حملہ	۵۵
ہلاکو کی موت		تونس کا مقابلہ	
[illegible]		فرنگی بادشاہوں کا اجتماع	
جنگ طرابلس و صفد		[illegible]	
فتح صفد	۵۰	فتح حصن الاکراد	
ارمینیہ کے حالات		دیگر فتوحات	۵۶
ارمن قوم کا نسب نامہ		فرقہ اسمٰعیلیہ کے حالات	
شاہ ارمن سے تعلقات		اسمٰعیلی قلعوں کی تسخیر	
شاہ ارمن کی شکست		تاتاریوں کو مزید شکست	
سیس پر حملہ		ارمینیہ پر فوج کشی	۵۷
ارمنوں کی تباہی		[illegible] کے مقامات کی تسخیر	
[illegible] تباہی	۵۱	حاکم طرابلس سے معاہدہ	
شاہ ارمن کی گرفتاری		بلاد الروم پر تاتاری اقتدار	
ارمینیہ کے قلعوں کی تسخیر		[illegible]	۵۸
[illegible] کی آمد		تاتاریوں سے مقابلہ	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تاتاریوں کا قتل اور گرفتاری		اقرم سے ملاقات	۶۴
سنجق قباریہ	۵۹	سنقر کی شکست	
سازش کا علم		شاہ تاتار سے خط و کتابت	
قتل عام		شیزر پر قبضہ	
بردنات کا قتل		حملہ تاتار کی خبر	
سلطان ظاہر بیبرس کی وفات		دشمن کے خلاف اتحاد	
برکہ سعید کی بادشاہت		سلطان کی فوج کشی	۶۵
امراء کی گرفتاری		مساجد حلب کی تباہی	
گرفتاری اور رہائی		حفاظتی فوج کا تقرر	
چغل خوروں کا تسلط	۶۰	سنقر کی رہائی	
الشمس دعل کی آمد		حصن مرقب میں شکست	
امراء کی بغاوت		فرنگیوں سے صلح نامہ	
قلعہ کا محاصرہ	۶۱	سازشیوں کا قتل	۶۶
شہزادوں کی رہائی		خاقون کا تبادلہ	
سلطان برکہ سعید کی برطرفی		قلعہ کرک کا مطالبہ	
قلعہ کرک کا حاکم		تاتاریوں کا زبردست حملہ	
سلامش کی حکومت		اسلامی لشکر کا مقابلہ	
امیر قلاوون کا انتظام	۶۲	ابتداء میں تاتاریوں کی فتح	
منصور قلاوون کی سلطنت		اسلامی فوجوں کے سپہ سالار	۶۷
منصور قلاوون کی تخت نشینی		تاتاریوں کو شکست	
حاکم کا تقرر		تاتاریوں کا تعاقب اور تباہی	
سعید کی بغاوت اور وفات		ابغا کا فرار	
سنقر اشقر کی باغی حکومت	۶۳	ابغا خان کی موت	
محاصرہ اور صلح		شاہ تاتار کی ہلاکت	
سنقر کی حکومت کا خاتمہ		مغل حاکم کی گرفتاری	
سنقر اشقر کی خود سری		حلب کی تباہی کا انتقام	۶۸
اعلان بغاوت		تکودار کا اعلان اسلام	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قازان کا قبول اسلام		خلیل اشرف کی حکومت	
قلعہ مرقب کی تسخیر		حکام کا تقرر	
قلعہ [illegible] کی تسخیر		نئے وزیر کا تقرر	
فتح صہیون	۶۹	عکا کا محاصرہ	۷۵
[illegible] کی وفات		فتح عظیم	
نوبہ کے حالات		فرنگی شہروں کی تباہی	
نوبہ کے خلاف جنگ		فتح قلعۃ الروم	
جانشین بادشاہ کا تقرر	۷۰	حلب کا نیا حاکم	۷۶
[illegible]		لاچین کی دوبارہ گرفتاری	
دیگر حالات		سلطان کا نیا شہر	
طرابلس الشام کے حالات	۷۱	بیسری کی وفات	
طرابلس کی تباہی		نائب السلطنت سے بدگمانی	
فتح طرابلس شام کی تاریخ		شاہ ارمن سے مصالحت	۷۷
رومی بحریہ کا مرکز		سلطان اور بیدرا کی ناچاقی	
طرابلس کے مستقل حکام		سلطان کی ناراضگی	
ابو طالب کی حکومت	۷۲	امراء کی سازش	
فرنگیوں کا محاصرہ		سلطان اشرف کا قتل	
فاطمی حکام کا تسلط		بیدرا کی عارضی بادشاہت	۷۸
ابن عمار کی تباہی		بیدرا کا قتل	
طرابلس کے فرنگی حکام		محمد الناصر کی پہلی بادشاہت	
ہسپتال اور دارالعلوم کی تعمیر	۷۳	سازشیوں کا قتل	
ملحق کر دینے کا اعلان		[illegible]	
عکہ پر چڑھائی		کتبغا کی بغاوت	
منصور قلاوون کی وفات		شجاعی وزیر کا قتل	۷۹
باب سوم		ممالیک کا شہر میں داخلہ	
منصور قلاوون کے جانشین	۷۴	ممالیک کا فتنہ و فساد	
		فساد کا قلع قمع	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کتبغا کی بادشاہت		دمشق کے خاتمے میں	
نائب کا تقرر	۸۰	نیروز کا قتل	
شام میں اقتدار		منکوتمر کی چغل خوری	
تاتاری جماعت کی آمد		امراء کی مخالفت	
شام تاتار کے باغی		سلطان لاجین کا قتل	۸۵
شام و مصر میں استقبال		منکوتمر کا قتل	
تاتاریوں سے تعلقات		لاجین کا مختصر حال	
کتبغا کے خلاف سازش	۸۱	حلب سے امراء کی آمد	
شام کا سفر		طغجی کا قتل	
امرائے مصر کا متفقہ فیصلہ		کرجی کا قتل	
وفاداروں کا قتل		امرائے مصر کی حکومت	۸۶
لاجین المنصور کی بادشاہت		سلطان ناصر کی دوبارہ بادشاہت	
دمشق میں پناہ		نئے حکام کا تقرر	
کتبغا کی حکومت کا قطعی [illegible]		تاتاریوں کی فوج کشی	
حکام مصر کی تبدیلی	۸۲	سپہ سالاروں کی بغاوت	
جامع ابن طولون کی تعمیر		شاہ مصر کی آمد	
ناصر کی الکرک کی طرف روانگی		باغی فوج کی شکست	۸۷
بیسری کی وفات		ناصر کی فوج کشی	
اراضی کا نیا انتظام		ماردین کا قتل عام	
نئی تقسیم		تاتاریوں سے مقابلہ	
قلاوون کا بیان	۸۳	ناصر کی شکست	
منکوتمر کی امراء سے		اہل دمشق میں بے چینی	
مخالفت		غازان سے مشائخ کی ملاقات	۸۸
ارمینیہ پر فوج کشی		قلعہ دمشق کی حفاظت	
ارمینیہ کے قلعوں کی تسخیر		غازان کے نام کا خطبہ	
تاتاری حملے کی افواہ		دمشق اور مضافات کی تباہی	
مصر میں پناہ	۸۴	اہل دمشق پر بھاری تاوان	
امراء کا فرار		جامع اموی کی بے حرمتی	۸۹

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مساجد و مدارس کی تباہی		بلوائی گرفتار	
نعمان کا تقرر		جشن فتح	
سلطان کی دوبارہ فوج کشی		شاہ تاتار کی ہلاکت	
حاکم شام کی آمد		ارمنوں سے معاملات	۹۶
شام پر دوبارہ قبضہ	۹۰	شاہ قلیج بن الیون	
شامی حکام کا تقرر		شاہ ہیثوم	
قازان کی دوبارہ لشکر کشی		شاہ [illegible] کو شکست	
مستکفی کی خلافت	۹۱	لیون کی حکومت	۹۷
بدوؤں کی سرکوبی		سنباذ	
[illegible] کے [illegible] گرفتاری		الدین	
جزیرہ ارواد کی فتح		ہیثوم ثانی کی دوبارہ حکومت	
غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ		ارمنوں کا فتنہ و فساد	
مسودہ کے الفاظ		ارمنوں کی سرکوبی	
معاہدہ کی تصدیق	۹۲	جزیہ کی ادائیگی	
حضرت عمرؓ کا معاہدہ		ارمنی کی آزادی کا اعلان	۹۸
معاہدہ کے شرائط		ہیثوم کی قتل [illegible]	
شرائط میں اضافہ	۹۳	ہیثوم کا قتل	
معاہدہ کی شرعی حیثیت		نیا شاہ اوشن	
تاتاریوں کی زبردست شکست		اظہار اطاعت	
تاتاریوں کی فوج کشی	۹۴	سلطان مغرب کے تحائف	
رحبہ کا محاصرہ		تحائف کا جواب	
مغل بادشاہ کی واپسی		دوبارہ تحائف	۹۹
شامی فوجوں کی آمد		تاتاری پر حملہ	
معرکہ کا آغاز		سلطان مجاہد کی امداد	
مرج الصفر کا معرکہ		اندلس کا محاصرہ	
تاتاریوں کو شکست	۹۵	ابو یحییٰ کی پسپائی	

عنوان	صفحہ
معز کا عہد حکومت	١٠٠
سلطان کا الکرک میں قیام	
سلطان ناصر کی دستبرداری	
جاشنگیر بیبرس کی تخت نشینی	
ملک میں بے چینی	
شامی امراء کی اطاعت	١٠١
فرمودہ نامہ	
شامی حکام کی اطاعت	
مصری فوج کی روانگی	
مصر میں ہنگامہ	
ناصر کی فوج کشی	
حاکم شام کی بے بسی	١٠٢
ناصر کا دمشق پر قبضہ	
مصری امراء کی بغاوت	
تجدید بیعت کی کوشش	
حامیوں کا اضافہ	
جاشنگیر بیبرس کی معزولی	١٠٣
تیسری بار ناصر کی حکومت	
جشن تخت نشینی	
سلار کو اجازت	
مال و ذخیرہ ضبط	
حکام کا تقرر و تبادلہ	
نیا وزیر	
بیبرس کی گرفتاری	١٠٤
سلار کا انجام	
بھائی کی سازش	
سلار کی وفات	

عنوان	صفحہ
اس کی بے اندازہ دولت	
سلار کا ابتدائی حال	
حکام کے تقرر و تبادلے	١٠٥
قراسنقر کی بغاوت	
شامی حکام کی نافرمانی	
شاہ تاتار کی حمایت	١٠٦
سازش کا الزام	
شامی حکام کی گرفتاری	
سلطان کی فوج کشی	
فریضہ حج کی ادائیگی	
[illegible]	١٠٧
منصوری کی بحالی	
مظفر بن منصور کی حکومت	
قراسنقر کی حکومت	
تنکز کا تقرر	
مختلف احکام	١٠٨
ابو الفداء کا تقرر	
ایلخانی حکومت کا خاتمہ	
بغاوت کی سرکوبی	
فتح ملطیہ	
حکام کا تقرر اور معزولی	١٠٩
عمارت کی تعمیر	
شاہی حج و زیارت	
دوسرا حج	١١٠
تیسرا حج	
ناصر کی وفات	
اس کے بیٹے کے حالات	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
توبہ کے حکام		شرفا اور غلاموں کا بلوہ	
سلطان حاکم کی حکومت	١١١	سوڈان اور مالی کے حالات	١١٧
امراء توبہ کا قبول اسلام		مالی کی وسیع سلطنت	
توبہ کی سلطنت کا خاتمہ		مالی کے سلاطین کے حج	
ارمینیہ کے باقی حالات	١١٢	شاہ تکرور کی تعظیم	
ارمینیہ کی فتوحات		راہ سے بھٹکنا	١١٨
فتح ایاس		قرض لینا	
دیگر فتوحات		یمن کے حالات	
تاتاریوں کی دو سلطنتیں		خانہ جنگیاں	
خانہ جنگیاں		فوجی امداد کی درخواست	١١٩
شمالی سلطنت سے مصالحت	١١٣	بغاوت کا قلع قمع	
شمالی سلطنت سے رشتۂ ازدواج		شہزادہ احمد کی حکمرانی	
شادی کے قافلہ کی روانگی		جوبان نویان کی اولاد	
شاہی قافلہ کا استقبال		نائب کا قتل	
رسم نکاح		جوبان کی بغاوت و قتل	١٢٠
معاہدہ صلح کی تکمیل	١١٤	دمرداش کا فرار	
ازبک کو امداد		مصر میں قیام	
ابوسعید سے صلح		سلطان ابوسعید کا پیغام	
سلاطین کے درمیان مصالحت		قراسنقر کا قتل	
حکام حجاز کے حالات		سلطان ابو سعید سے	
حکام کی گرفتاری	١١٥	مصالحت	١٢١
بھائیوں کی خانہ جنگی		شام کے عرب قبائل	
سلطان کی مداخلت		آل فضل کا قبیلہ	
مکر و سازش کی افواہ		بنو حارثہ	
دوبارہ خانہ جنگی	١١٦	غلط روایت	
رمیثہ کا قتل		سیادت کا آغاز	
سلطان کی فریاد رسی		بنو جراح کی سیادت	١٢٢

عنوان	صفحہ
حسان کے کارنامے	
حنظلہ کے حالات	
آل ادریس سے تعلق	
قبیلہ [illegible] کی سیادت	۱۲۳
قبیلہ [illegible] کی [illegible]	
[illegible] سے تعلق	
آل اغلب کی امارت	
[illegible]	۱۲۴
زیادۃ اللہ	
زیادۃ اللہ کی [illegible]	
[illegible] کا تقرر	
[illegible] کی [illegible]	
آل اغلب کی جلاوطنی	۱۲۵
[illegible]	
[illegible]	
[illegible] کی [illegible]	
[illegible] سے [illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible] کی [illegible]	۱۲۶
[illegible]	
[illegible] کا [illegible]	
[illegible] سے ملاقات	
[illegible]	۱۲۷
مغرب کی [illegible]	
[illegible] کی آمد	

عنوان	صفحہ
مغربی امویوں کا استقبال	
[illegible]	۱۲۸
خلفاء کے حالات	
[illegible] دربار [illegible]	
[illegible] کا تقرر	
[illegible] کا تقرر	۱۲۹
[illegible]	
[illegible]	
[illegible] گرفتاری	
[illegible] وفات	۱۳۰
ناصر کے [illegible]	
[illegible] ملاقات	
[illegible]	
ناصر کے کاتب	
ناصر کے قاتل	
[illegible]	۱۳۱

فاطمی حکومت [illegible]

عنوان	صفحہ
[illegible]	۱۳۲
[illegible] کی بادشاہت	
[illegible] کا تقرر	
[illegible]	
[illegible] کی بادشاہت	
[illegible] کی بغاوت	
[illegible] کی حمایت	۱۳۳
[illegible] بادشاہت کا اعلان	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بنی داؤد قتادہ		شاہ حسن کی گرفتاری اور بحالی	
ابن حسن کی گرفتاری اور موت		سلطان حسین صالح کی حکومت مصر	۱۳۰
سلطان احمد کی بادشاہت	۱۲۴	یلبغا روس کی بغاوت	۱۳۱
امراء کی گرفتاری		دمشق پر قبضہ	
احمد کا کرک میں قیام		شاہی لشکر کشی	
شام میں بے چینی		یلبغا روس کا فرار	
سلطان اسماعیل کی تخت نشینی		باغیوں کا تعاقب	
رمضان کی بغاوت اور قتل	۱۲۵	سلطان صالح کی واپسی	
قلعہ کرک کا محاصرہ		یلبغا روس کا قتل	
سابق سلطان احمد کا قتل		ترکمان سردار کا تعاقب	
سلطان صالح کی وفات		بغاوت کا انسداد	۱۳۲
الکامل کی بادشاہت		عرب قبائل کی سرکوبی	
سلطان الکامل کا قتل	۱۲۶	حسن ناصر کی دوبارہ تخت نشینی	
مظفر حاجی کا عہد حکومت		تقرر و معزولی	
مظفر و استبداد کا طریقہ		شیخون [illegible]	۱۳۳
یحیاوی کی بغاوت	۱۲۷	شیخو کا قتل	
غلام سازشیں		[illegible] کا قتل	
یحیاوی کا قتل		صرغتمش کا اقتدار	
[illegible]		امراء کی گرفتاری	
امرائے مصر کی بغاوت		صرغتمش کا قتل	
سلطان مظفر کا قتل		سلطان کی گرفتاری	
حسن ناصر کی حکومت مصر	۱۲۸	[illegible] کے جانشین	۱۳۴
حسن ناصر کے وزراء		منجک کی معافی	
[illegible] کا قتل		[illegible] کی بغاوت	
قاصدوں کی گرفتاری اور قتل		شاہی لشکر کو شکست	
امرائے شام کے [illegible]	۱۲۹	سلطان کا قتل	۱۳۵
یلبغا کی بغاوت		منصور محمد بن مظفر حاجی کی تخت نشینی	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حاکم دمشق کی بغاوت		استدمر کی شکست	
خلیفہ المتوکل	۱۴۶	استدمر کی گرفتاری	
سلطان اشرف کا عہد حکومت		جلبانیوں (اجلاب) کا خاتمہ	
حکام کے تبادلے		قیدیوں کی سزا	
اہل قبرص کے حالات		حکام کی تبدیلی	۱۵۳
اہل قبرص سے جنگیں	۱۴۷	خلیفہ المتوکل کی وفات	
اہل قبرص کا اسکندریہ پر حملہ		عرب قبائل کی بغاوت	
جنگ کے نقصانات		نئے عہدیداروں کا تقرر	۱۵۴
اسکندریہ کی تباہی	۱۴۸	[illegible]	
فرنگیوں کی غارت گری		الجائی یوسفی کی بغاوت اور شکست	۱۵۵
فرنگیوں کی واپسی		بغاوت کا آغاز	
مصری لشکر کی روانگی		دوبارہ موافقت	
ایک سو جنگی جہازوں کی تیاری		الجائی کی شکست	
[illegible] کی بغاوت		الجائی کی ہلاکت	
خاصکیوں (مصاحبین) کی بغاوت	۱۴۹	[illegible]	۱۵۶
بغاوت کے اسباب		منکلی بغا کا استقبال اور تقرر	
اتابک کی بغاوت	۱۵۰	شاہانہ استقبال	
سلطان اشرف کی معزولی		حج اور مدینہ	
سلطان اشرف کا اقدام		منکلی بغا کی تحسین	۱۵۷
یلبغا کی شکست		[illegible]	
یلبغا کا قتل		[illegible]	۱۵۸
نئے امراء سے مخالفت	۱۵۱	[illegible]	
جلبان بیرونی افراد		امیر اسنبغا کی جلاوطنی	
جلبان اور [illegible]		[illegible] کی بغاوت	
جلبانیوں کا محاصرہ		حج کے لیے روانگی	۱۵۹
جلبانیوں کا خاتمہ		بغاوت اور جنگ	۱۶۰
سلطان کی معزولی کا مطالبہ	۱۵۲	ولی عہد کی تخت نشینی	۱۶۱
		سلطان اشرف کا قتل	۱۶۲

ممالیک سلاطین مصر
کا
دورِ حکومت

از چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون حصہ نہم و دہم دونوں کا سلیس ترجمہ بھی جناب حافظ سید رشید احمد ارشد سابق صدر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی نے کیا ہے۔ جلد نہم میں مصر و شام میں قائم ہونے والی اسلامی سلطنت کے سلاطین ممالیک بحریہ کے حالات پہلی بار اردو زبان میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس سے پیشتر اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی تاریخ موجود نہ تھی۔

تاہم ممالیک سلاطین مصر کا دور اسلامی تاریخ میں اس لئے اہم سمجھا جاتا ہے کہ یہ ممالیک سلاطین مصر ہی تھے جنہوں نے سقوط بغداد کے بعد چنگیز خان اور تاتاریوں کے لشکر کو شکست فاش دی اور نہ صرف اسلامی دنیا و مصر و شام کو ان کی تباہ کاریوں سے بچایا بلکہ یورپ اور پوری دنیا کو ان کی تباہ کن یلغار اور پیش قدمی سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ اس زمانے میں ان سلاطین مصر کے علاوہ یورپ یا ایشیا کی کوئی سلطنت فوجی حیثیت سے تاتاریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

ممالیک سلاطین مصر نے نہ صرف تاتاریوں کی پیش قدمی کو روکا بلکہ انہوں نے ان صلیبی جنگوں کا قلع قمع بھی کیا جو دو سو سال سے مسلمانوں کی جانی اور اقتصادی بربادی کا ذریعہ بنی ہوئی تھیں۔

ان سلاطین مصر نے اس زمانے میں مصر میں اسلامی خلافت کا احیاء کیا جب کہ سقوط بغداد کے بعد اسلامی خلافت کا خاتمہ ہو گیا تھا گو یہ خلافت برائے نام تھی مگر اس کی بدولت سلطنت مصر کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی تھی اور اس کی وجہ سے دنیائے اسلام کے مشہور اہل علم و فضل ہجرت کر کے مصر و شام میں جمع ہو گئے اور انہوں نے اسلامی علوم و فنون کی شمع کو دوبارہ روشن کیا۔

تاریخ ابن خلدون کے حصہ دہم میں اسی زمانے کے ان مغل سلاطین کی سلطنتوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے ایران، ترکستان، عراق اور بلاد الروم میں جداگانہ سلطنتیں قائم کر لی تھیں۔

فاضل مترجم نے اصل کتاب کا ترجمہ کرنے کے علاوہ ترتیب کے آغاز میں تمہید کے طور پر ایک تعارف بھی شامل کیا ہے جو اپنی معلومات کے لحاظ سے ایک بلند پایہ تحقیقی مقالہ ہے جس میں ممالیک سلاطین کے قائم کردہ تعلیمی مدارس اور ان کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور فنی تعمیر میں ان کے یادگار کارنامے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

فاضل مترجم نے نہ صرف اس کتاب کا بامحاورہ سلیس اور شستہ ترجمہ کیا ہے بلکہ اصل عربی تاریخ کی خامیوں اور فروگذاشتوں کی کافی حد تک تلافی بھی کر دی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے واقدی و سیرت کے دوسرے ماخذوں سے مدد لی ہے۔

اصل کتاب میں نہ تو پیراگراف تھے نہ ذیلی عنوانات تھے اور نہ ابواب مقرر کئے گئے تھے۔ محترم مترجم صاحب نے ترجمہ کتاب میں ہر سلطنت کے حالات ایک جداگانہ باب کے تحت ترتیب دیے ہیں اور ہر نئے مضمون کے لئے جدا پیراگراف متعین کئے ہیں، ان کے لئے مناسب ذیلی عنوانات قائم کئے۔ نیز بڑے بڑے عنوانات کے تحت چھوٹے عنوانات قائم کئے تاکہ عام قارئین کرام بالخصوص تاریخ اسلام کے طلباء [illegible] کرنے اور واقعات کا خلاصہ معلوم کرنے میں سہولت محسوس کریں۔

کتاب کے ابتدائی صفحات میں ان سب چھوٹے بڑے عنوانات کی ایک مکمل اور جامع فہرست اس طرح مرتب کی گئی ہے کہ پڑھنے والے کے ذہن میں بیک نظر تاریخی واقعات کا تسلسل قائم رہے۔

ہم مولانا رشید احمد ارشد صاحب کے دل سے ممنون ہیں کہ انہوں نے غیر معمولی دلچسپی اور تحقیق سے کام لے کر تمام [illegible] ہے۔

ڈاکٹر [illegible]

مقدمہ مترجم

(از مولوی سید احمد رشید سابق صدر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی)

ہماری اس جلد نمبر ۹ کا آغاز مملوکیہ عہد یعنی مصر کے سلاطین سے ہو رہا ہے جن کے ماتحت شام، مصر کا ایک علاقہ تھا۔ یہ سلطنت ایوبی خاندان کے زوال کے بعد قاہرہ (مصر) میں قائم ہوئی۔

اس عہد حکومت کے سلاطین ابتداء میں غلام (مملوک) تھے۔ وہ معمولی منصب سے ترقی کر کے اپنے زور بازو اور غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے بادشاہت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے تھے۔ اس لئے وہ شجاعت، سیاسی اور فوجی صلاحیت کا اعلیٰ نمونہ ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان "غلام" بادشاہوں نے ایوبی سلاطین کے زوال کے بعد جب کہ تاتاری قوم کا سیلاب اسلامی ممالک کو تباہ و برباد کر رہا تھا انہوں نے مصر و شام میں مضبوط حکومت قائم رکھی بلکہ تقریباً ڈھائی سو سال تک مصر و شام پر اس وقت تک حکومت کرتے رہے جب کہ بغداد کی عباسی خلافت اور مشرق کی اسلامی سلطنتوں کو تباہ کر دیا گیا تھا اور تاتاریوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کے مشہور مرکزی شہروں کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ یوں نہ صرف مشرق میں مسلمان تباہ ہو رہے تھے بلکہ تھوڑے عرصے کے بعد مغرب میں اندلس کی اسلامی سلطنت بھی صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گئی۔

سقوط بغداد اور عباسی خلافت کا خاتمہ اسلامی تاریخ کا سب سے المناک واقعہ ہے۔ گویہ مسلمانوں کی تباہی کا آخری باب تھا کیونکہ اس سے پیشتر چنگیز خان اور اس کی اولاد ایران، خراسان اور ترکستان کی اسلامی سلطنتوں اور ان کے بارونق شہروں کو تباہ کر چکی تھی۔ ان المناک حادثات کی بدولت مسلم قوم نہ صرف مادی اور سیاسی حیثیت سے تباہ ہو گئی بلکہ وہ اخلاقی، علمی اور روحانی حیثیت سے بھی مفلوج ہو گئی تھی۔ ان ممالک میں ہر طرف مایوسی اور محرومی کا دور دورہ تھا اور ان تباہ شدہ اسلامی ممالک میں دشمن کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ باقی نہ رہا تھا۔

ایسے موقع پر ان "ترک غلام" بادشاہوں اور ان کی فوج نے "عین جالوت" کا معرکہ جیت کر مقابلہ کیا اور نہ صرف مصر و شام کو ان کی یلغار اور تباہ کاریوں سے بچایا بلکہ یورپ اور باقی ماندہ دنیا کو ان کے وحشیانہ حملوں سے محفوظ رکھا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے:

سقوط بغداد کے بعد ہلاکو خان کی فوجیں برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے اسلامی شہروں کو تباہ و برباد کرتی ہوئی شام و فلسطین تک پہنچ گئیں یہاں تک کہ ہلاکو کی فوج ارض مصر کے سرحدی شہر غزہ تک پہنچ گئی تھی۔

اس وقت اہل شام پر خوف و ہراس طاری تھا کیونکہ مشرقی ممالک کا انجام ان کے پیش نظر تھا۔ تاتاریوں کی تباہ کاریوں کے تصور سے ان کے دل لرز رہے تھے تمام شام و مصر کے لوگ ان کا مقابلہ کرنے کے اہل نہیں تھے۔ وہ صلاح الدین جیسے "مرد میدان" کے منتظر تھے۔ آخر کار "مصر" سے ان کی غیبی مدد آ پہنچی۔ "قطز" کے مصداق مصر کے سلطان ملک المظفر

قطز نے مسلمانوں کی منتشر قوت کو جمع کر کے عین جالوت کے مقام پر تاتاریوں کے ٹڈی دل لشکر کا مقابلہ کیا۔

قریب تھا کہ مسلمانوں کا دل ٹوٹ جائے۔ یہاں تک کہ سلطان معز الملک قطز نے خود بھی معرکہ جنگ میں شریک ہو کر مسلمان سپاہیوں کا حوصلہ بڑھایا اور شوق شہادت کی حرارت کو اکسایا۔ چنانچہ سلطان کی حوصلہ افزائی اور روح جہاد سے متاثر ہو کر مسلمان نوجوان نعرہ شہادت سے سرشار ہو گئے اور دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے داد شجاعت دیے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تاتاریوں کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ وہ دوبارہ کسی جنگ میں مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور بھاگ کر اپنے وطن کی طرف لوٹ گئے۔

یہ وہ تاتاری فوج تھی جو ناقابل شکست سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ اس نے ایران، خراسان اور ترکستان کی عظیم الشان سلطنتوں کو نہایت آسانی سے تہ و بالا کر دیا تھا۔ مگر آج [illegible] کو یہ دن دیکھنا پڑا: تاتاری [illegible] مصر کے ترک غلاموں سے شکست کھا گئے۔ یہ شکست اتنی بڑی تھی۔ ان کا سپہ سالار کتبغا میدان جنگ میں مارا گیا اور اس کا لشکر جرار (ترکی) طرح بھاگ گیا۔ یہاں تک کہ مسلمان فوج نے اس کا تعاقب کر کے ان کا قتل عام کیا۔

اس فتح عظیم نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان گو کمزور ہو گئے ہیں مگر ان میں نہ صرف اپنے ملک کی حفاظت کی سکت ہے بلکہ وہ [illegible] بڑی سے بڑی طاقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ [illegible]

> عین جالوت کی فتح نے تمام دنیا کو تاتاریوں کے خوف سے نجات دلا دی۔ [illegible]
> سے لیے ان کا مقابلہ کرنا ناممکن تھا۔

بہرحال مصر و شام کے مسلمان اس فتح عظیم پر بہت خوش ہوئے اور جب سلطان معز الملک المظفر قطز دمشق میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوا تو اس کے چاروں طرف اسلامی علم لہرا رہے تھے اور اس فتح کے بعد تمام مصر و شام ایک واحد حکومت میں تبدیل ہو گئے اور شام میں ترک مملوک سلاطین کی طرف سے نائب حاکم مقرر ہو کر آنے لگا۔

عہد مملوکیہ کا آغاز: مصر کا پہلا ترک سلطان (مملوک) بادشاہ المعز عز الدین ایبک تھا ..... جو [illegible] ۱۲۵۰ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ یعنی اس خاندان کی سلطنت کا آغاز سقوط بغداد سے پہلے ہو گیا تھا

سلطان قطز ۱۲۵۹ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ لیکن اس نے صرف ایک سال تک حکومت کی تاہم عین جالوت کی فتح عظیم کے واقعہ نے اسے زندۂ جاوید بنا دیا۔ کیونکہ اس نے تاتاریوں کی ہیبت کو ختم کر کے دنیا کو ان کی تباہ کاریوں سے بچا لیا تھا

اسلامی خلافت کا احیاء: سلطان قطز کے بعد سلطان الظاہر بیبرس بندقداری مصر و شام کا بادشاہ ہوا۔ وہ مملوک سلاطین کا عظیم بادشاہ تھا۔ اس نے طویل عرصے تک حکومت کی۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے بغدادی عباسی خلافت کو مصر منتقل کیا۔ مصر کی یہ خلافت برائے نام تھی اور اسے مستقل اقتدار حاصل نہ تھا۔ تاہم اس کے ذریعے مصر کے مملوک سلاطین کو مذہبی اور روحانی طور پر استحکام حاصل ہوا اور خلیفہ کے وجود سے اس سلطنت کو عالم اسلام میں مرکزی حیثیت حاصل ہوئی اور وہ حقیقتاً تمام مسلمانوں کی پناہ گاہ بن گئی۔ نیز حجاز کے مقامات مقدسہ کی خدمت اور نگرانی کا اعزاز بھی اسی سلطنت کے سپرد تھا۔ چونکہ مصر کے مملوک سلاطین بے پناہ اختیارات اپنی طاقت کے زور سے حاصل کرتے تھے اور دشمنوں کے خلاف جنگوں میں ان خلفاء کے نام کے ذریعے سلطان قوم میں مذہبی جذبات کے ذریعے پیدا کرتے تھے۔

اس قسم کے خلفاء ممالیک بحریہ و چراکسہ دونوں ادوار میں برقرار رہے اور جب ترکی کے عثمانی سلطان سلیم نے مصر پر قبضہ کر کے ان کی متحدہ سلطنت کا خاتمہ کر دیا تو اسلامی خلافت ترک سلاطین کی طرف منتقل کر دی گئی۔

دو مشہور سلاطین: علامہ ابن خلدون نے صرف ۷۹۶ھ تک کے حالات تحریر کئے ہیں کیونکہ اس کے بعد وہ سیاسی ہنگاموں میں مصروف رہا اور پھر ۸۰۸ھ میں فوت ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ چرکسی ممالیک میں سے صرف سلطان برقوق الظاہر کے نامکمل حالات اس وقت تک کے تحریر کر سکا جب کہ سلطان برقوق تاتاریوں کے متوقع حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دمشق میں مقیم تھا۔

ابن خلدون نے ممالیک بحریہ سلاطین کے سیاسی حالات مکمل تحریر کئے ہیں تاہم وہ ان کے دور کے علمی اور ثقافتی کارناموں کا حال نہیں تحریر کر سکا اور قدیم تاریخوں کی طرح وہ جنگوں اور درباری جوڑ توڑ، سازشوں اور خانہ جنگیوں کے حالات ہی بیان کر سکا ہے۔ لہٰذا ہم اس دور کی دیگر تواریخ اور تذکروں کی مدد سے ممالیک بحریہ کے دو مشہور سلاطین کا وہ پہلو نمایاں کرتے ہیں جو ابن خلدون کے تحریر کردہ حالات میں پوشیدہ رہ گیا ہے۔

یہ دو مشہور سلاطین سلطان ظاہر بیبرس اور سلطان ناصر محمد بن قلاوون ہیں۔ ان دونوں سلاطین کا دور حکومت نسبتاً طویل رہا اور یہ دونوں سلاطین عوام پسند تھے اور رائے عامہ کے مطابق حکومت کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے رفاہ عام کے لئے بے شمار کام انجام دیئے اور ان کے دور میں تعلیمی اداروں میں بھی اضافہ ہوا اور فن تعمیر نے بھی ترقی کی۔

سلطان ظاہر بیبرس: سلطان ظاہر بیبرس بہت بہادر، فیاض اور عوام دوست بادشاہ تھا۔ اس نے اپنی بہادری، شجاعت اور فیاضی کی بدولت تخت شاہی حاصل کیا۔ بادشاہ بننے کے بعد بھی وہ بنفس نفیس تاتاریوں کے خلاف جنگوں میں شریک ہوتا تھا۔ چنانچہ اس عہد کے مشہور مورخ ابوالمحاسن ابن تغری بردی نے اپنی کتاب "النجوم [illegible]ہرہ" میں اس کی بہادری اور شجاعت کے ایک واقعہ کا حال اس طرح بیان کیا ہے:

> "پھر سلطان ظاہر بیبرس نے بذاتِ خود حملہ کیا۔ جب سپاہیوں نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بھی تند طور پر اسی طرح جانبازی کے ساتھ حملے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاتاری فوج اپنے گھوڑوں سے اتر آئی اور پیادہ لڑنے لگی۔ وہ نہایت بہادری کے ساتھ موت سے بے خوف جنگ کر رہی تھی۔ مگر تاتاریوں کی کوششیں بے سود تھیں کیونکہ سلطان ظاہر بیبرس اور اس کا لشکر بھی بے مثل شجاعت اور صبر و استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کر رہا تھا۔ سلطان ظاہر بیبرس بذاتِ خود صف آرا ہو کر شیر کی طرح دشمن پر بھرپور حملے کر رہا تھا اور خطرناک مقامات کے اندر خود گھس جاتا تھا۔ وہ اپنے سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کر کے ان کے سامنے جہاد و شہادت کی اہمیت کو واضح کرتا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان پر فتح و نصرت نازل کی۔"[1]

رفاہِ عام کی خدمات: سلطان ظاہر بیبرس جو بعض تاریخی واقعات سے بے رحم اور سنگدل بادشاہ ظاہر ہوتا ہے۔ درحقیقت عوامی مفادات کا بہت خیال رکھتا تھا اور غریب عوام پر بے حد بخشش اور سخاوت کرتا تھا۔ اس سلسلے میں "النجوم

---

[1] النجوم الزاہرہ ج ۷ ص ۱۶۶۔

الظاہر کا مؤلف یوں رقم طراز ہے:

> "وہ بڑا صاحب دل بزرگ تھا۔ جب انہیں فرصت ملتی تو سفروں اور قافلوں کی نگہداشت پر صرف کرتا تھا۔ جنگلوں میں شہید ہونے والوں کی وجہ سے لاوارث لاشوں کی تجہیز و تکفین کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ تاہم سلطان بیبرس نے مستقل انتظام کے لئے ان کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک مخصوص رقم اس کام کے لئے مقرر کی تھی کہ اس سے غریب الوطن مسافروں کی تجہیز و تکفین کی جائے جو قاہرہ اور مصر کے دیگر حصوں میں (لاوارث ہو کر) فوت ہو جاتے ہیں۔
>
> سلطان موصوف نے ایک دوسرا وقف اس کام کے لئے مخصوص کر دیا تھا کہ اس کی آمدنی سے روٹیاں خرید کر (فاقہ کش) غریب مسلمانوں میں تقسیم کی جائیں۔"[1]

علماء کی حق گوئی: سلطان ظاہر بیبرس دینی علماء کا جو اسلام کے ترجمان ہوتے تھے بہت احترام کرتا تھا اور ان سے مشورہ کئے بغیر کوئی اہم کام انجام نہیں دیتا تھا۔ اس زمانے کے علماء بھی بلا خوف و خطر حق بات کہتے تھے اور شرعی معاملات کو پوری صداقت کے ساتھ بیان کرنے میں حکومت سے کبھی نہ ڈرتے تھے۔

اس سلسلے میں علامہ جلال الدین سیوطی ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:

> "ایک مرتبہ علماء کی ایک جماعت نے سلطان ظاہر بیبرس کی مرضی کے مطابق فتویٰ دیا تو امام محی الدین نووی (شارح صحیح مسلم) اس سے سخت ناراض ہوئے اور کہنے لگے "علماء نے تمہارے لئے جھوٹا فتویٰ دیا ہے"۔

امام نووی کی صداقت اور حق گوئی کا دوسرا واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

> "جب سلطان ظاہر بیبرس تاتاریوں کے خلاف جنگ کرنے لگے تو انہوں نے علماء سے یہ فتویٰ حاصل کیا کہ رعیت سے جنگ کرنے کے لئے مال وصول کرنا جائز ہے۔ یہ فتویٰ شام کے علماء اور فقہاء نے دیا تھا۔ آخر میں سلطان بیبرس نے پوچھا
>
> "کیا اور کوئی مفتی باقی رہ گیا ہے جس نے اس فتوے پر دستخط نہ کئے ہوں؟"
>
> لوگوں نے کہا "امام محی الدین نووی باقی رہ گئے ہیں"۔
>
> چنانچہ سلطان نے ان کو بلا کر کہا:
>
> "آپ بھی علمائے کرام کے اس فتوے پر دستخط کر دیں"۔
>
> مگر امام نووی نے دستخط کرنے سے انکار کیا۔ جب سلطان نے انکار کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا:

کلمۂ حق: "مجھے معلوم ہے کہ تم امیر بندقدار کی غلامی میں رہے تھے اور تمہارے پاس مال و دولت نہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا اور تمہیں بادشاہ بنا دیا۔ میں نے سنا ہے کہ تمہارے پاس ایک ہزار مملوک ہیں اور ہر غلام کے پاس سونے کی پیٹیاں ہیں۔ پھر تمہاری ملکیت میں دو سو لونڈیاں ہیں اور ہر لونڈی کے پاس زیورات کے صندوقچے ہیں۔ اگر تم یہ مال و دولت صرف کر دو۔

---

[1] ایضاً کتاب مذکور صفحہ ۱۲۲

[2] حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ از جلال الدین سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

تمہارے [illegible] ہوں اور شہزادوں کی بیگمات اور لونڈیوں کے پاس صرف کپڑے رہ جائیں اور تمہارا مال باقی نہ رہے تو اس وقت میں رعایا کا مال حاصل کرنے کا فتویٰ دوں گا۔"

سلطان ظاہر، نووی کی اس گفتگو سے ناراض ہوا اور کہنے لگا:

"میرے شہر سے نکل جاؤ۔" شہر سے ان کی مراد دمشق شہر تھا۔ امام نووی نے جواب دیا: "سمعاً و طاعۃ" یہ کہہ کر وہ نوی (اپنے آبائی وطن) چلے گئے۔ بعد میں علمائے کرام نے بادشاہ سے درخواست کی

"یہ ہمارے بڑے عالم اور بزرگ شخصیت ہیں [illegible] ان کو آپ دمشق بلا لیں۔"

چنانچہ بادشاہ نے ان کو دمشق آنے کی اجازت دے دی لیکن وہ دمشق واپس نہیں آئے اور

کہنے لگے

"جب تک ظاہر بیبرس بادشاہ ہے میں دمشق نہیں جاؤں گا۔" اس واقعے کے ایک ماہ کے بعد سلطان ظاہر بیبرس کا انتقال ہو گیا۔[1]

شیخ عز الدین بن عبد السلام [illegible] شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام [illegible] تھے ان کی حق گوئی کا ایک مشہور واقعہ جو اس طرح ذکر ہے۔

"سلطان قطز کے قتل کے بعد جب ملک ظاہر بیبرس نے اپنی بادشاہت کے لئے بیعت لینی چاہی تو اس وقت کے تمام امراء و اعیان حکومت [illegible] تھے [illegible] شیخ عز الدین بن عبد السلام نے (جو مصر کے شیخ الاسلام تھے) بیعت [illegible] سلطان ظاہر [illegible] سے [illegible] تھے انہوں نے سلطان سے مخاطب ہو کر کہا

"اے رکن الدین! مجھے [illegible] ہے۔"

[illegible] شیخ عز الدین بن عبد السلام نے [illegible] بیعت کی۔"

شیخ عز الدین [illegible] شیخ [illegible] تھے [illegible] جب ان کو معلوم ہوا کہ [illegible] مصر کی [illegible] تھا [illegible] گیا۔

"[illegible] مصر کے [illegible] تمام [illegible] کے [illegible] جائے [illegible]

[illegible] گیا ہے۔"

اس قسم کے [illegible] مصر [illegible] السلطنت کا نام [illegible] شامل تھا۔ [illegible] سے [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

برپا کرنے لگا۔ مگر اس کی کوششیں (مخالفت) بے سود رہیں (مصری عوام نے شریعت کے مقابلہ میں اس کی کوئی بات نہیں مانی) آخرکار شیخ عزالدین کی تجویز مان لی گئی اور امراء کو کھلے نیلام میں فروخت کی بولی لگنے لگی۔ چنانچہ نائب السلطنت کی قیمت فروخت بہت زیادہ لگائی گئی۔ پھر وہ قیمت بیت المال میں داخل کی گئی۔[1]

ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت کے مقابلے میں مسلمان عوام بڑے سے بڑے بادشاہ تک سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ انہیں شرعی احکام پر عمل کرنے کے لئے مجبور کرتے تھے۔ مصری حکام بھی عوام اور مذہبی علماء کا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ سلطان ظاہر بیبرس کا یہ حال تھا کہ اگر شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام کسی معاملے میں اس کی مخالفت کرتے تھے تو اسے ان کا حکم ماننا پڑتا تھا ......

......

...... یہی وجہ ہے کہ جب شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی وفات کی خبر اس کو موصول ہوئی تو اس نے فرمایا:

"میری حکومت اب قائم ہوئی ہے۔ پہلے (ان کے دور میں) میری اپنی حکومت نہ تھی۔"

یہ چند واقعات ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں کہ سلطان ظاہر بیبرس کا روشن پہلو بھی سامنے آ جائے۔ اب ذیل میں اس کے رفاہ عام اور ملکی ترقی کے کاموں کو مختصر طور پر بیان کر دیا جاتا ہے۔

سلطان موصوف نے صلیب پرست فرنگیوں کے مقابلے میں قیساریہ کے مقام پر فیصلہ کن فتح حاصل کی تھی اور تعصب پرستوں کے مظالم کا انتقام لیا۔ یہ بڑی جنگ تھی جو یادگار ہو گئی۔

سلطان ناصر محمد بن قلاوون: مملوک عرب کے اہم سلاطین میں سے جنہوں نے طویل عرصے تک حکومت کی۔ سلطان ناصر محمد بن قلاوون کا نام نمایاں ہے وہ بھی عوام پسند بادشاہ تھا۔ اس کا دور ہنگامہ خیز تھا۔ وہ دو مرتبہ معزول ہوا اور تین مرتبہ بادشاہ بنا۔ تاہم اس نے رفاہ عام کے ایسے کام انجام دیئے کہ وہ عوام میں مقبول ہو گیا تھا اسی لئے مصری عوام نے اسے دوبارہ تخت سلطنت پر بٹھایا اور جب وہ دوبارہ بادشاہ بن کر ۷۰۹ھ میں مصر آیا تو مصری عوام نے نعرہ تکبیر کے ساتھ اس کا زبردست استقبال کیا۔ اس موقع کا حال مشہور مؤرخ ابوالمحاسن ابن تغری بردی یوں بیان کرتا ہے:

> "جب امراء اور عوام اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے تو اس وقت ہر شخص بے حد مسرور تھا اور قاہرہ کا کوئی شخص (سلطان کے) استقبال کرنے میں پیچھے نہیں رہا۔ عوام نے بادشاہ کے دوبارہ آنے پر جس قدر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا وہ ناقابل بیان ہے۔ جب وہ آیا تو شہر قاہرہ کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ آراستہ کیا گیا۔ اس موقع پر لوگوں نے اپنے کاروبار بند کر دیئے اور بادشاہ کے واپس آنے کی خوشی میں سجدۂ شکر ادا کیا اور دعائیں مانگیں۔"[2]

سلطان ناصر اپنی قوم میں اس قدر مقبول تھا کہ قوم مختلف تقریبوں پر اسے مبارکباد پیش کر کے اپنی محبت کا اظہار کرتی تھی۔ ایسا ایک موقع اس وقت آیا جب کہ سلطان ناصر ایک جنگی معرکہ سے فتح یاب ہو کر مصر واپس آیا تو مصری عوام

---

[1] طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۵ ص ۸۱-۸۵ مطبوعہ حسینیہ مصر۔

[2] النجوم الزاہرہ ج ۸ ص ۲۱۱

کثرت کے ساتھ بادشاہ کے پاس پہنچے اور انہوں نے اسے شان دار فتح و نصرت پر مبارکباد پیش کی اور اس کے تخت پر دوبارہ واپس آنے پر اظہار مسرت کیا۔

ایک دوسرے موقع پر جب یہ معلوم ہوا کہ چند مصری امراء سلطان کے خلاف ہو گئے ہیں اور اس کو قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں تو سب لوگ سلطان کے محل کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت انہوں نے ان امراء سے غم و غصہ اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہے تھے:

''اے ہمارے محترم! اللہ تمہارا دوست و مددگار رہے گا۔ اللہ اس کی حفاظت کرے گا جو اسلام کی قوت کے ساتھ تعاون کرے گا۔''

جب ان امراء کو معلوم ہوا کہ عوام سلطان کے زبردست حامی ہیں تو انہوں نے مجبوراً رضا مندی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اسی وقت وہ سلطان ناصر کے پاس گئے اور زمین بوسی کے بعد اظہار اطاعت اور وفاداری کے لئے اس کی بیعت کر لی۔

سلطان ناصر نے بھی رعایا و عوام کے لئے بہت کچھ کیا۔ اس نے بہت سی مساجد، خانقاہیں اور مدرسے تعمیر کرائے۔ ان تعمیرات کے نادر نمونے قائم کئے جو اس کی زندہ جاوید یادگار ہیں۔ اس کے عہد میں سیاسی کشمکش، سازشوں اور رقابتوں کے باوجود علوم و فنون کی بہت ترقی ہوئی اور مشہور علماء و فضلاء کا جم غفیر پیدا ہوا۔ [illegible] کی صورت میں [illegible]۔

مصر کی سیاسی تاریخ: مملوک سلاطین کے ان روشن پہلوؤں سے بھی ہم کو باخبر کرتی ہے۔ ان سلاطین کی سیاسی تاریخ امراء کی باہمی چپقلش، امراء کے باہمی جھگڑوں اور بغاوتوں سے بھری ہوئی ہے۔ لیکن ان واقعات کا تجزیہ کرتے وقت ان کو اس دور کی بے اطمینانی پر محمول کرنا چاہئے۔ ہم جب ان کا مطالعہ کرتے ہیں تو بڑی حد تک ابن خلدون نے اپنے مقدمہ تاریخ میں جو اصول وضع کئے تھے ان پر غور کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ عام طور سے مصری سلاطین کی تاریخ تحریر کرتے وقت ان کی خانہ جنگیوں اور ان کے امراء کی سازشوں کا ایک پہلو ہی نمایاں ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ کا طالب علم ان باتوں کو دیکھ کر اپنے سلاطین اور اسلاف سے بدظن ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ امر قابل غور ہے کہ مسلم سلاطین، روم و یونان اور یورپ کی تاریخ میں بھی جہاں شخصی حکومتیں قائم تھیں، اسی قسم کے واقعات ملتے ہیں۔ ان کے ہاں بھی درباری سازشوں اور خانہ جنگیوں کے واقعات بکثرت مذکور ہیں۔

قدیم زمانے میں تاریخ کا مقصد صرف یہ رہ گیا تھا کہ سلاطین کے دربار کی سازشوں اور خانہ جنگیوں کے واقعات بیان کئے جائیں۔ لیکن جب سے قدیم مورخین جن میں مسعودی، ابن خلدون شامل ہیں، سلاطین کے تمدنی اور رفاہ عامہ کے کاموں کی جانب منتقل ہوئے ہیں [illegible] بھی نمایاں ہوتا ہے۔

تاریخ ابن خلدون: ابن خلدون اسلام کا پہلا مورخ ہے جس نے تمام واقعات کے ان تمام پہلوؤں پر

۱۔ [illegible] ۱۱۲

۲۔ [illegible]

ان کا ذکر اپنے مقدمہ تاریخ میں کیا ہے مگر اپنے دور کے ہنگامہ خیز حالات، سیاسی مصروفیات اور سرکاری مشاغل کی وجہ سے وہ خود اپنی تاریخ میں ان اصولوں پر عمل نہیں کر سکا جو خود اس نے اپنے مقدمہ تاریخ میں وضع کئے تھے بلکہ اس کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ نہایت عجلت اور بے سروسامانی کی حالت میں تحریر کی ہے جس کی طرف وہ کہیں کہیں اشارہ بھی کرتا ہے۔ مثلاً اس عہد میں وہ یہ تحریر کرتا ہے کہ جب وہ مصر منتقل ہوا تو اس نے اپنے اہل و عیال کو افریقیہ سے بلایا تو وہ بحری راستے سے سوار ہوئے تھے اور بدقسمتی سے وہ شاہی جہاز جس میں شاہ مصر کے لئے تحائف بھی تھے غرق ہو گیا اور اس کے اہل و عیال بھی ہلاک ہو گئے۔

ابن خلدون کی مجبوریاں یہ ایک المناک واقعہ تھا جس نے اس کے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا۔ اس کے علاوہ افریقہ اور مصر میں درباری امراء کی سازشوں کی وجہ سے اسے مختلف ممالک میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھٹکنا پڑا اور آخر میں امیر تیمور جس کا تذکرہ اس نے اسی جلد میں کیا ہے اسے گرفتار کر کے اپنے ملک لے گیا۔ جہاں وہ کافی عرصے تک حبس بے جا میں رہا۔

ترجمہ کی مشکلات یہی وجہ ہے کہ اس کی تاریخ میں متعدد مقامات پر عبارتیں مختصر ہیں اور مختلف شاہی خاندانوں کی ترتیب کی وجہ سے تاریخی حالات بالعموم مکرر تحریر ہو گئے ہیں۔ اس تکرار کو دور کرنے کے لئے وہ جابجا اختصار سے کام لیتا ہے اور اس اختصار کی وجہ سے عبارت مبہم اور پیچ در پیچ ہو جاتی ہے اور اسی کی وجہ سے مترجم کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عجلت نگاری کی وجہ سے کہیں کہیں متن اور نام بھی غلط لکھے گئے ہیں اور جا بجا خالی جگہ (بیاض) ہے اسی وجہ سے آگے پیچھے کی عبارتوں کا مطلب خبط ہو جاتا ہے۔ ہم اس معاملے میں اسے اپنی پر آشوب زندگی کے حالات کی وجہ سے معذور سمجھتے ہیں۔ تاہم یہ مترجم کے علاوہ ناشر کا فرض تھا کہ وہ اس کی تاریخ کے نسخوں کی نقل کرتے وقت اس کی مناسب تصحیح کرتے یا موجودہ دور میں جب کہ یورپ اور عرب ممالک میں نسخوں کی تحقیق و تصحیح کا کام مغربی اصولوں کے مطابق ہو رہا ہے۔ بہتر تھا کہ اس تاریخ کی تصحیح محقق علماء سے کرائی جاتی مگر ایسا نہیں ہوا جیسا کہ ہم بولاق اور بیروت کے ایڈیشنوں کا حال بیان کر چکے ہیں۔ ان مطابع کے مصححین نے نام اور متن کی وہ معمولی اغلاط بھی درست نہیں کی ہیں جو سیاق و سباق کے مطالعہ سے بآسانی درست ہو سکتی تھیں جیسا کہ ہم نے ترجمہ کرتے وقت درست کی ہیں۔

تعلیمی دور مصائب، مصروفیات، خانہ جنگیوں، حادثوں، جوڑ توڑ اور سیاسی سازشوں کے باوجود مسلمانوں کا شاندار علمی دور ہے۔ کیونکہ یہی متحدہ سلطنت مصر و شام مسلمان اہل علم و فضل کی پناہ گاہ تھی۔ کیونکہ ایران و خراسان اور ترکستان کے مشرقی ممالک تاتاری حملوں اور یلغار کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے تھے اور وہاں کے دارالعلوم، علمی ادارے، کتب خانے، مساجد اور خانقاہیں بھی تہس نہس ہو چکی تھیں۔ نیز بغداد، عراق عرب، عراق عجم اور دیار بکر کے علاقے بھی تباہ ہو گئے تھے اور اب صرف شام اور مصر کے علاقے ہی ایسے تھے جہاں ان مذکورہ ممالک کے علماء کو پناہ ملی اور وہ فراغت کے ساتھ تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ یہاں بے شمار تعلیمی ادارے، مساجد، خانقاہیں اور کتب خانے قائم ہو گئے تھے۔

چونکہ مصر و شام کی اس متحدہ سلطنت نے صلیب پرستوں کا خاتمہ کر دیا تھا اور تاتاریوں کے حملے کا مقابلہ نہایت

[illegible] تھی ۔ اس سے [illegible] ابوالفضل [illegible]
قدر کی اور [illegible] کی بدولت قدیم [illegible] زبان [illegible] انہوں نے مختلف
علوم و فنون کی [illegible] کتب [illegible] مقبول
ہو گئیں [illegible] وقت [illegible] باقی [illegible] علماء و فضلاء نے [illegible] مختلف
علوم و معارف پر جامع کتب [illegible] لکھتے رہے ۔ چنانچہ [illegible]
کتب [illegible]
[illegible] تاریخ کے [illegible]

ہمارا ترجمہ [illegible] اصل کتاب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
(حاشیہ) اور [illegible] درست [illegible]

تبویب و ترتیب اصل کتاب [illegible] عنوانات [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
سہولت ہو ۔

ہم نے [illegible] فہرست [illegible]
[illegible]

کراچی [illegible]

رشید احمد ارشد

باب اوّل

مصر و شام میں ترکی ممالیک کی سلطنت

کتاب کے آغاز میں ہم ترکوں کا نسب نامہ بیان کر چکے ہیں۔ پھر ہم نے سلجوقی اقوام کا حال بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ تمام دنیا کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں البتہ عرب ماہرین انساب یہ کہتے ہیں کہ وہ عامور بن سوبیل بن یافث کی اولاد سے ہیں (ان کے برخلاف) رومی ماہرین انساب کی رائے یہ ہے کہ وہ طیراش بن یافث کی اولاد سے ہیں اور تورات میں بھی یہی مذکور ہے۔ بظاہر عرب ماہرین انساب کی رائے غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ عامور کومر کا معرب ہے۔ کیونکہ اس کا کاف کا حرف معرب بناتے وقت عین میں تبدیل ہو جاتا ہے اور گومر سے بھی غین معجمہ (با نقطہ) میں بدل دیا جاتا ہے اور حرف یا اپنی اصلی حالت پر برقرار رہتا ہے۔ سوبیل کا اضافہ بھی غلط ہے۔

رومی عالموں نے ترکوں کو طیراش کی طرف جو منسوب کیا ہے تو یہ اسرائیلی روایت کے مطابق ہے۔ البتہ تورات کی روایت کے مخالف ہونے کی وجہ سے یہ رائے ضعیف ہے۔

ترک قبائل و اقوام: ترکوں کے قبائل اور قومیں بہت سے ہیں ہم نے کتاب کے شروع میں ان کا شمار کیا ہے (ان سے قابل ذکر) الغز ہیں جو تاتار اور خطا کی قومیں ہیں۔ وہ طمغاج کی سرزمین میں آباد تھے۔ یہ ترکستان اور کاشغر کا علاقہ تھا یا جہاں ترکوں کے بادشاہ مسلمان ہوئے تھے۔

ترکوں کی ایک شاخ خزلجیہ اور غز بھی ہے۔ سلجوقی بھی اسی قوم سے تھے۔ ایک شاخ ہیاطلہ کی ہے خلج قوم انہی کی شاخ ہے اور سمرقند کے قریب صغد کے علاقے میں یہ لوگ رہتے تھے اور یہ لوگ صغدی بھی کہلاتے تھے۔

انہی ترک اقوام میں غوری، خزر اور قفجاق کی قومیں ہیں انہیں قفجاق و یمک رمعوزین بھی کہا جاتا ہے۔ الان، ترکس اور چرکس بھی انہیں کہا جاتا ہے۔

کتاب زجار کے مؤلف نے ان کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے کہ ترکوں کی تمام اقوام (ترکستان) کے ماوراء النہر کے علاقے سے لے کر بحر محیط تک پھیلی ہوئی تھیں (ان کے مختلف قبائل کے نام یہ ہیں) عسیہ، تغزغزیہ، ترکمنیہ، کیماکیہ، خزلجیہ، خزر، خلمان، اذکش، خفشاخ، خلخ، غزیہ، بلغار، تیاکت، یمناک، برطاس، سجرت، خرجان، انکر۔

دوسرے مقام پر یہ مذکور ہے کہ انکر ترک قوم ہے جو روم کے علاقے وینس میں رہتی تھی۔

ترکوں کا وطن: ترک دنیا کے شمالی حصے کے نصف مشرقی حصے کے مالک تھے وہ ہند، عراق کے مقابل علاقوں میں تھے اقلیم

میں آباد تھے نیز وہ تعلیم و تجربہ، شعر اور نظم میں ماہر تھے۔ ان کے برخلاف عرب اقوام [illegible] کے جنوبی حصے میں آباد تھے یعنی جزیرہ عرب اور اس کے متصل علاقوں یعنی شام و عراق میں آباد تھے۔

عربوں کی طرح ترک قوم بھی بنیادی طور پر جنگجو اور [illegible] کرنے والی قوم تھی۔ ان کا ذریعہ معاش لوٹ مار تھا۔ البتہ ان کی قلیل تعداد کاروبار پیشہ تھی۔

اسلامی دور میں ترک جب مسلمانوں نے مختلف ممالک فتح کئے تو اموی خلافت کے عہد میں وہ بہت زیادہ [illegible] مسلمانوں کے ہاتھ مغلوب اور مطیع ہوئے تھے [illegible] عباسی دور کے ابتدائی زمانے میں بھی یہی سلسلہ جاری رہا۔ (ترکوں کے ساتھ ان جنگوں میں) [illegible] (جنگی قیدی بہت تھے اور انہوں نے ان جنگی قیدیوں کو مختلف صنعت و حرفت کے پیشوں میں مشغول رکھا۔ مسلمانوں نے ان جنگوں میں ایرانی، روم اور دیگر اقوام کی عورتوں کو لونڈی بنا کر [illegible] کا کام لیا تھا۔ یہی طریقہ انہوں نے ترک خواتین کو لونڈی بنا کر جاری رکھا۔

(آغاز اسلام میں عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ [illegible] غلاموں اور [illegible] میں ان [illegible] سے خدمت لیتے تھے۔ ان میں سے جو مسلمان ہو جاتا تھا انہیں یہ [illegible] حاصل تھا کہ وہ اپنی مرضی اور [illegible] سے [illegible] ہو جائے اور [illegible] اختیار کرے۔ [illegible] عربوں کا [illegible] مستحکم تھا اور وہ اپنے سلطنت [illegible] میں [illegible] تھے اور وہ اپنا اقتدار [illegible] قائم رکھنے کے لئے [illegible] جاتے تھے۔

ترک غلاموں کا عروج تاہم [illegible] اور شاہی اقتدار کا [illegible] انتظامی [illegible] کے [illegible] قوی ہو گئے کہ اس قدر بادشاہوں [illegible] ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ اپنے [illegible] غلاموں [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible] کا [illegible] کے [illegible] اور ہارون الرشید نے [illegible] ترک [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] شاہی تقریبات اور [illegible] جنگوں [illegible] کے لئے استعمال کیا [illegible] کے لئے [illegible] کے [illegible] کا کام بھی لیا جاتا تھا [illegible] [illegible] جانے کا کام بھی لیا جاتا تھا [illegible] خلیفہ معتصم نے [illegible] تعمیر کرایا۔ کیونکہ ان کی [illegible] بغداد کی [illegible] تکلیف پہنچتی تھی۔ [illegible] تکلیف سے بچانے کے لئے ان کے لئے الگ [illegible] بنایا گیا [illegible] [illegible] ان کی تعداد [illegible] [illegible] ان کی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] بن گئی تھیں۔

ترک غلاموں کی تعلیم و تربیت [illegible] ترکوں کا [illegible] کیونکہ [illegible] [illegible] ان کے تابع ہوتے تھے اور [illegible] میں شامل کئے جاتے تھے اس زمانے میں مسلمانوں کی جنگیں [illegible] کے علاوہ بھی ہوتی رہتی تھیں [illegible] ان کی جنگیں [illegible] ہوتی رہتی تھیں اور بالعموم انہیں فتح حاصل ہوتی تھی اس لئے ہر طرف سے ان کے جنگی قیدیوں کی [illegible] تعداد موصول ہوتی تھی۔ لہذا ایسی صورت میں مسلمان خلفاء [illegible] مقصد پورا کرنے کے بعد

ان غلاموں کی فوج میں مخصوص جاں نثاروں کی فوج کا انتخاب کرتے تھے اور منتخب افراد کو بہ تدریج بالا امراء اور افسروں کے عہدے پر ترقی دی جاتی تھی۔ وہ اس انتخاب میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے اور ترکی قیدیوں میں سے خوبصورت غلام اور لونڈی کا انتخاب کرتے تھے۔ ایسے چیدہ چیدہ آدمیوں کو شاہی محلوں کا داروغہ یا اپنے محافظ کا افسر مقرر کرتے تھے۔ انہیں شریعت اسلامی کے احکام و قوانین اور ملک و سیاست کے آداب سکھائے جاتے تھے۔ انہیں تیراندازی، شمشیرزنی، نیزہ بازی، شہسواری اور دیگر فنون حرب کی تعلیم دی جاتی تھی۔ نیز انہیں ہتھیاروں کے استعمال اور سیاسی چالوں سے بھی آگاہ کیا جاتا تھا۔

اعلیٰ مناصب پر ترقی: جب ان کی تعلیم و تربیت مکمل ہو جاتی تھی اور یہ غلام مہذب اور شائستہ بن جاتے تھے تو انہیں خواص افراد میں شامل کیا جاتا تھا اور شاہی دربار میں انہیں مناسب منصب و مراتب پر سرفراز کیا جاتا تھا انہیں نہ صرف شاہی تقریبات اور شاہی جلوسوں کے موقع پر اعلیٰ مراتب پر سرفراز کیا جاتا تھا بلکہ اہم حادثات اور بغاوتوں کے موقع پر بھی انہیں ان کے انسداد کے لئے بھیجا جاتا تھا اور سابقہ خدمات و نوازش کے ساتھ ساتھ انہیں سرحدوں کی حفاظت کے لئے بھی مقرر کیا جاتا تھا اور جنگ کے موقع پر فوجوں کی قیادت بھی انہیں تفویض کی جاتی تھی۔

ترکوں کی خود مختاری: یوں عباسی خلفاء ترک غلاموں کے ساتھ اس قسم کی عنایت و نوازش کرتے رہے۔ کیونکہ ان کا شاہی تخت ان کے ستونوں سے مستحکم ہو رہا تھا اور ان کی خلافت ان کے تعاون سے قائم ہو رہی تھی لہٰذا یہ سلطنت و خلافت کا لازمی حصہ بن گئے۔ پھر جنگوں میں حصہ لینے کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ (ترک غلام) بھی خود مختار ہو کر سلطنت پر چھا گئے تا آنکہ (ایک وقت ایسا آیا کہ) انہوں نے خلفاء کو سلطنت سے الگ کر کے خود سلطنت پر قبضہ کر لیا اور ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن بیٹھے۔ اب سلطنت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنے ناموں کے ساتھ "سلطان" کے لقب کا اضافہ کر لیا۔

ترک سلطنتیں: (ترک غلاموں کی خود مختاری کا) آغاز متوکل کے واقعہ (قتل) سے ہوا۔ اس کے بعد موالی سلطنت اور سلاطین ہو کر خلفاء پر غالب آ گئے۔ چنانچہ ان کے سلف نے خلف (بعد میں آنے والوں) کو (خود مختاری کا) راستہ دکھا دیا اور انہوں نے اپنے پیش روؤں کی پیروی کی۔ یوں مسلمانوں کی متعدد (چھوٹی) سلطنتیں قائم ہو گئیں جن کی بنیاد قومیت اور عالی نسب پر تھی۔ جیسے ماوراء النہر (ترکستان) کی سامانی حکومت قائم ہوئی اور ان کے بعد سبکتگین کے خاندان کی حکومت آئی۔ اسی طرح مصر میں خاندان طولون اور خاندان تغج کی سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ اور سلجوقی سلطنت قائم ہونے کے بعد ماوراء النہر میں خوارزم شاہی سلطنت قائم ہوئی اور دمشق میں طغتکین کی سلطنت اور ماردین میں بنو ارتق کی سلطنت۔ موصل و شام میں زنگی سلطنت قائم ہوئی۔ ان کے علاوہ دیگر سلطنتیں بھی قائم ہوئیں جن کا حال ہم بیان کر چکے ہیں۔

اسلامی سلطنتوں کا زوال: یہ سلطنتیں عیش و عشرت سے مستغرق ہو گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کمزور ہوتی گئیں اور آخرکار تاتاریوں کے ہاتھوں ان کا خاتمہ ہو گیا جنہوں نے خلافت کا خاتمہ کر دیا اور ملک کی شان و شوکت ختم کر دی چونکہ ان ممالک کے باشندے عیش و عشرت میں غرق ہو گئے تھے اس لئے ان کی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ اپنے وطن کی حفاظت

کرنے کے قابل نہیں رہے۔ ان میں بہادری اور مردانگی کے جوہر باقی نہیں رہے تھے اس لئے مسلمانوں کی بجائے غلام (تاتاری) ان پر مسلط ہو گئے تھے۔

خاندانِ غلاماں کا آغاز۔ ان ہولناک حادثات کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ مہربانی کی کہ اس نے ایمان کی اس وقت (مسلمانوں کی ابھری ہوئی طاقت کو) اس صورت میں باقی رکھا کہ اس نے سلطانوں کی تیز ذہنی ان کے نظم کی ہمت اور ان کی مردوں کی شجاعت کی یہ صورت نکالی کہ اس نے ترک قوم اور ترکی قبائل میں سے ایسے بہادر غلام ان کے مصر میں پیدا کر دیئے جو دار الحرب سے دار الاسلام میں غلاموں کی صورت میں لائے ہوتے تھے جن کے اندر اللہ تعالیٰ کی لطف و عنایت پوشیدہ ہوتی تھی اور وہ ایمانی قوت برقرار رکھتی۔ ان غلاموں کے بدویانہ اخلاق جنگی سے خالی ہوتے تھے اور وہ تہذیب و تمدن کی برائی اور فسق و فجور سے پاک صاف ہوتے تھے۔

غلاموں کی تربیت: یہ دولتمند اور امراء ان غلاموں کو مصر یا مصری غلام کو پیش کرتے تھے اور انہیں گراں قیمت پر اسی لئے خریدتے تھے کہ انہیں محض غلام بنا کر رکھا جائے بلکہ انہیں اپنی طاقت اور شان و شوکت بڑھانے کے لئے خریدتے تھے۔ وہ ان کی پرورش و تربیت کرتے اور ایسے غلاموں کا انتخاب کرتے تھے جن میں ان کی قوتی جرأت اور بہادری کے آثار نظر آتے تھے۔ پھر وہ ان غلاموں کی شاہی محلوں میں اس طرح پرورش کرتے تھے کہ وہ مخصوص افراد بن جاتے تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ابتدائی کوشش صرف ہوتی تھی۔ انہیں قرآنی تعلیم سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ جب وہ جوان ہوتے تھے تو انہیں تیر اندازی، شہسواری، نیزہ بازی، شمشیر زنی اور دوسرے فنون سپہ گری سکھائے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مشہور امراء اور طاقتور انسان بن جاتے تھے اور وہ اپنے آقاؤں کی مدافعت کرنے اور اپنی جان نثاری کے جوہر دکھانے کے قابل ہو جاتے تھے۔

مناصب پر ترقی: جب (یہ غلام) اس مقام پر پہنچ جاتے تھے تو سلاطین ان کی تنخواہیں مقرر کر دیتے تھے اور انہیں جاگیریں دیتے تھے اور ان کے لئے لازمی قرار دیتے تھے کہ وہ ہتھیاروں کا بھی فرض سے استعمال کریں (جنگی مقاصد کے لئے) گھوڑوں کے اصطبل قائم کریں اور اس مقصد کے لئے انہیں اپنے ہم جنس لوگ اپنے ساتھ رکھنے۔ چونکہ یہ شاہی غلام ترقی سے آراستہ ہوتے تھے اور انہیں لیاقت کے مطابق مناصب پر ترقی دی جاتی تھی۔ چنانچہ کئی [illegible] کے سپہ سالار بنے تھے اور اللہ کی مہربانی سے سلطانوں کے امور سلطنت کو (حسن) خوبی کے ساتھ سرانجام دیتے تھے۔ چنانچہ ان غلاموں کے ایک خاندان کے بعد دوسرا خاندان اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل آتی رہی اور ان کی بدولت مسلمانوں کو عروج اور خوشحالی حاصل ہوتی رہی۔

ترقی کا آغاز: اس قسم کے غلاموں کی پرورش و ترقی کا آغاز سلطان صلاح الدین یوسف سلطان مصر و شام اور اس کے بھائی ملک عادل ابوبکر کے زمانے سے ہوا۔ پھر ان کی اولاد کے زمانے میں اس سلسلہ میں اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان کے آخری بادشاہ ملک صالح نجم الدین ایوب کے عہد میں (غلاموں کی پرورش و ترقی کا) یہ سلسلہ اپنی انتہائی حد تک پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ اس کی اکثر فوج انہیں غلاموں پر مشتمل تھی۔

غلاموں کی شہرت: جب اس کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ایوبی خاندان منتشر ہو گیا اور اس کے مددگاروں نے اس کے ساتھ غداری

تھی جب اس کے ساتھیوں اور فوج نے اس کا ساتھ نہیں دیا تو اس نے ترکی غلاموں کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور ان (بردہ فروش) تاجروں سے وہ کافی قیمت پر انہیں خریدتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں ترکی غلاموں کی کثرت ہو گئی تھی کیونکہ تاتاریوں نے شمالی چین سے مغربی ایشیا تک (جو ترکوں کا وطن تھا) روند ڈالا تھا اور یہاں سے ترک غلام بھی آگئے۔ [illegible] اور جس کی قبائلی [illegible] اس زمانے میں شمال میں تاتاریوں کا بادشاہ چنگیز خان تھا اس نے ترک قبائل کو [illegible] قتل کر دیا تھا یا غلام بنا لیا تھا۔ اس لئے مصر کے بازاروں میں (خریداری کے لئے) بہت سے غلام پہنچ گئے تھے [illegible] کے لئے سب سے بڑا [illegible] بازار بن گئے تھے۔

قپچاق کے قبائل: ڈاکٹر [illegible] سلطان مصر کا [illegible] قبائل قپچاق [illegible] کے متعلق معلومات اس طرح بیان کرتا ہے:

> "قپچاق کے گیارہ مشہور قبائل ہیں (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible] (۸) [illegible] (۹) [illegible] (۱۰) [illegible] (۱۱) [illegible]۔"

([illegible] ابن فضل اللہ [illegible])

> "ان قبائل میں [illegible] قدیم قبائل کا [illegible] مورخین [illegible] ذکر کرتے ہیں اور جس [illegible] صرف قپچاق کی شاخیں ہیں [illegible] کا ذکر کر رہے ہیں [illegible]۔"

دو قبیلوں کی لڑائی: تاریخ [illegible] کے مطابق "جب تاتاری [illegible] ان کے ملک میں داخل ہو گئے تو اس وقت چنگیز خان [illegible] بادشاہ تھا۔ اس زمانے میں اتفاق سے یہ واقعہ ہوا کہ [illegible] کا ایک شخص [illegible] کے لئے نکلا۔ اسی وقت [illegible] ایک شخص سے [illegible] کا نام [illegible] تھا۔ ان دونوں اشخاص کے قبیلوں میں [illegible] اس نے مقتول [illegible] قتل کر دیا۔

قتل کا انکشاف: جب مقتول کے [illegible] کی خبر نہ ملی تو انہوں نے اس کا حال معلوم کرنے [illegible] ایک شخص [illegible] کا نام جعفر تھا [illegible] کا حال معلوم کر [illegible] قتل ہو گیا ہے۔ اس نے اس کے قاتل کا نام بھی بتایا۔ چنانچہ اس کا قبیلہ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور دونوں قبیلوں کی جنگ ہونے لگی۔ [illegible] کو شکست ہوئی اور قاتل [illegible] بھاگ نکلا اور اس کی جماعت منتشر ہو گئی۔

شاہ [illegible] تاجر سے خریدا: [illegible] کے پاس [illegible] اس نے [illegible] قپچاق [illegible] دوسرے کی [illegible] اس کے بھائی (مقتول) کے ساتھ جو غلام تھے اس کا حال بیان کیا [illegible] اس کی [illegible] اور [illegible] کا [illegible] جب [illegible] تو اس سے [illegible] سے [illegible] ہے۔

وہ چیل کی طرح اپنے شکار کو پکڑے ہوئے ہیں چنانچہ جب وہ تمہیں بھگا دے گا تو وہاں پر غالب آ جائے گا۔

اس خبر سے شاہ تاتار کو قپچاق کے علاقے پر حملہ کرنے کی رغبت ہوئی۔ انصر نے جو فریاد کرنے کے لئے آیا تھا اسے مزید جرأت دلائی۔ اس نے جو بات کہی تھی اس کا مفہوم یہ ہے

"ہمارے ایک ہزار امراء ہیں جو صرف ایک امر کے منتظر رہتے ہیں اور آپ کا ایک امر ایک ہزار دلوں کو تقویت دیتا ہے"۔

اس گفتگو سے بادشاہ کو مزید تقویت پہنچی اور وہ تاتاری فوجیں لے کر علاقہ قپچاق پر حملہ آور ہوا اور ان کا صفایا کر دیا۔ بہت سے افراد مارے گئے اور ایک بہت بڑی تعداد جنگی قیدی بنالی گئی جو مختلف ممالک میں فروخت ہونے لگے (ان کی خرید و فروخت سے) بردہ فروش مالا مال ہو گئے اور وہ ان (ترک غلاموں) کو مصر لے گئے (ان میں بیبرس بندقداری بھی شامل تھا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس غلامی) کے بدلے میں انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا اور (اس ملک کی) بادشاہت اور تخت و تاج عطا کیا"۔

یہاں پر مصری کی گفتگو کا ترجمہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس واقعہ کے سیاق و سباق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ورت کا قبیلہ قپچاق سے تعلق رکھتا تھا اور منصب کا قبیلہ تاتاری تھا۔ (کیونکہ ہم قوم ہونے کی وجہ سے اس قبیلے کی شکایت پر تاتاری بادشاہ حملہ آور ہوا تھا۔ اس سے ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ ترکوں اور مذکورہ بالا قبائل کی جنگ شاخوں کا شمار کیا گیا تھا وہ ایک قوم سے نکلی ہیں۔ مزید اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ترک ممالیک (سلاطین) جو مصر میں آ کر حکمران ہوئے ان میں سے اکثر علاقہ قپچاق سے آئے تھے۔

اقتدار کا آغاز: یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ملک صالح نجم الدین ایوب بن کامل نے ترک، ترکمان، ارمن اور روم کی غلاموں کو (اپنی فوج) میں کثرت سے شامل کر رکھا تھا مگر چونکہ ان غلاموں میں ترک غلاموں کی تعداد زیادہ تھی اور وہ (اپنے کارناموں کی وجہ سے بھی) نمایاں تھے۔ اس لئے ان سب گروہوں پر ترک کا لفظ بالعموم غالب تھا۔ ان غلاموں کے بھی مختلف بادشاہوں سے منسوب ہونے کی وجہ سے کئی گروہ تھے چنانچہ ایک گروہ کا نام عزیزیہ تھا یہ ملک عزیز عثمان بن صلاح الدین کی طرف منسوب تھے۔ دوسرا گروہ صالحیہ کے نام سے منسوب تھا ان کا تعلق ملک صالح ایوب سے تھا۔ تیسرا گروہ بحریہ کا تھا ان کا تعلق اس قلعہ (بحر) سے تھا جو ملک صالح نے جزیرہ روضہ کے بالمقابل دریائے نیل کی دونوں شاخوں کے درمیان تعمیر کرایا تھا۔ یہ لوگ اس قلعہ کی محافظ فوج میں شامل تھے اور سلطان کے محل کی ذاتی فوج میں شمار کئے جاتے تھے اور اس کی شان و شوکت کے اظہار کا ذریعہ تھے۔ ان کے سربراہوں میں عزالدین ایبک جاشنگیر ترکمانی، فارس الدین اقطائی جامدار اور رکن الدین بیبرس بندقداری تھے۔

سلطنت میں دخیل: جب (صلیبی) فرنگی ۶۴۷ھ میں دمیاط کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور ملک صالح نے منصورہ میں وفات پائی تو (ان ترک سرداروں نے) اس کی موت کی خبر کو پوشیدہ رکھا اور سلطنت کے امور ملک صالح کی بیوی اور اس کے فرزند خلیل کی والدہ شجرۃ الدر کے سپرد کر دیئے۔ اس عرصے میں انہوں نے اس کے فرزند معظم توران شاہ کو بھی بلا بھیجا اور اس کا انتظار کرنے لگے۔

ترک بحریوں کی فتح: ترکیوں نے ملک صالح کی موت کا اعلان نہ کیا تھا اس لئے وہ پوشیدہ طور پر [illegible] مسلمانوں کے ذہنوں میں [illegible] تھے اور بہادری سے [illegible] کا مقابلہ کرتے [illegible] نے فخر الدین اتابک کو قتل کر دیا۔ (اس عارضی شکست کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر و استقامت عطا کی اور وہ ثابت قدم رہے۔ اس دن ترک بحریوں نے زبردست بہادری کا [illegible] (مغربی افواج) کے پیچھے [illegible] کا نتیجہ یہ ہوا کہ (مسلمانوں) نے پلٹ کر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی۔

اس کے بعد معظم توران شاہ آیا تب وہاں فتح کیا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور قوت اس کے سپرد کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حالات درست ہو گئے اور مسلمانوں نے بحری اور بری دونوں [illegible] فرنگیوں کو کامل شکست ہوئی اور ان کا بادشاہ لوئیس گرفتار ہو گیا۔

معظم کا قتل معظم توران شاہ جو وہاں آئے ہوئے [illegible] فتح کے بعد مصر کی طرف کوچ کیا۔ [illegible] ان کے خواص اور امیروں سے [illegible] ترکوں [illegible] نظر انداز کر دیا تھا۔ اس لئے جب وہ مصر پہنچنے کے لئے [illegible] نے [illegible] قتل کر دیا۔

شجر الدر کی حکومت [illegible] ترکیوں نے [illegible] شجر الدر کو [illegible] خطبہ پڑھا [illegible] اور [illegible]

بعد ازاں (ترکیوں نے) [illegible] لوئیس نے [illegible] رہائی حاصل کی۔ [illegible] مسلمانوں نے [illegible] فرانسیس [illegible] مسلمانوں نے [illegible] کے ملک [illegible]

ایوبی خاندان کا زوال اب مصر میں ترک [illegible] مستقل حکومت قائم ہو گئی اور ایوبی خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ جب ایوبی خاندان کے [illegible] معظم کے قتل اور ایک عورت کی تخت نشینی کی خبر [illegible] عز الدین [illegible] ایبک [illegible] حکومت کی باگ سنبھال لی۔

جب مصر میں یہ خبر پہنچی [illegible] انہوں نے [illegible] معزول کر دیا [illegible] ایک عورت [illegible] سیف الدین قطز کو اپنا نائب مقرر کیا اور ترک [illegible] مناصب و مراتب پر مقرر کیا۔

ایوبی امراء کا اجتماع: ملک صالح ایوب نے اپنی وفات سے پہلے ابن مطروح کے بجائے جمال الدین ابن یغمور کو دمشق میں اپنا نائب حاکم مقرر کیا تھا۔ وہاں ایوبی خاندان کے شہزادے (امراء) بہت موجود تھے۔ جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ مصر میں ترک امراء خود مختار ہو گئے ہیں اور ایبک مصر کا حاکم ہو گیا ہے اور (دوسری طرف) الکرک میں مغیث کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کر لی ہے۔ ایسی حالت میں ان ایوبی امراء نے گزشتہ واقعات کی تلافی کرنے کی تدابیر پر غور و خوض کیا۔ اس زمانے میں شام میں ایوبی خاندان کے افراد حسب ذیل تھے:

(۱) ناصر یوسف بن عزیز (۲) محمد بن ظاہر غازی بن صلاح الدین حاکم حلب و حمص۔ چنانچہ انہوں نے ناصر کو بلوا کر دمشق میں اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے آمادہ کیا کہ وہ مصر کی حکومت بھی حاصل کر لے۔

اشرف موسیٰ کی حکومت: ادھر مصر کے امراء کو بھی یہ اطلاع ملی تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ایوبی خاندان کے کسی شخص کو بادشاہ مقرر کریں تاکہ عوام ان کی مذمت نہ کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے موسیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی جس کا والد یوسف المسعود بن کامل یمن کا حاکم تھا۔ وہ اس زمانے میں چھ سال کا بچہ تھا تاہم اس کا لقب اشرف رکھا گیا (اور اسے بادشاہ بنا دیا گیا) اور ایبک نے اس کے حق میں بادشاہت کی کرسی چھوڑ دی اور ایبک نے (نائب سلطان) کے منصب کو قبول کر لیا۔

مصر کی طرف فوج کشی: اس تدبیر کے باوجود ناصر نے مصر کے حملے کے ارادے کو برقرار رکھا۔ اس نے ایوبی خاندان کے بادشاہوں کو بلوایا چنانچہ اس کے پاس حسب ذیل ایوبی حکام آ گئے:

(۱) موسیٰ اشرف حاکم حمص (۲) اسماعیل صالح بن عادل حاکم بعلبک (۳) معظم توران شاہ بن صلاح الدین (۴) اس کا بھائی ناصر الدین (۵) داؤد ناصر حاکم الکرک کا فرزند ابو حسن (۶) اس کا دوسرا فرزند ظاہر شادی

ناصر دمشق سے ۶۴۸ھ میں (مصر کی طرف) روانہ ہوا۔ اس کی اگلی فوج کا سردار اس کا نائب لولو ارمنی تھا۔

مصر و شام کا مقابلہ: جب یہ خبر مصر پہنچی تو وہاں ہلچل مچ گئی۔ اس موقع پر انہوں نے عباسی خلافت اور خلیفہ مستعصم کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا اور اشرف موسیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کی اور اپنی فوجیں تیار کر کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گئے۔ ان کی اگلی فوجوں کا سپہ سالار اقطائی جاندار تھا۔ اس فوج میں تمام بحریہ جماعت شامل تھی۔ ان کے پیچھے ایبک (باقی ماندہ) فوجوں کی قیادت کر رہا تھا۔ عباسیہ کے مقام پر فریقین کا مقابلہ ہوا۔ ابتداء میں مصری فوجوں کو شکست ہوئی اور اہل شام نے ان کا تعاقب کیا مگر ناصر جائے قدم پر رہا اور جنگ کی چکی اس کے گرد گھومنے لگی۔

امرائے شام کا فرار: اسی دوران میں ناصر کے بہت سے ترکی افسر (محاذ سے) بھاگ گئے۔ ان میں عزیزیہ فوج کے امراء شامل تھے جن کے نام یہ ہیں: (۱) جمال الدین ایدغدی (۲) شمس الدین اقوش البرلی (۳) شمس الدین اقوش حسامی۔

ناصر کی شکست: یہ لوگ ناصر کی قیادت سے ناراض ہو کر بھاگ گئے تھے۔ اب معرکہ میں ناصر تن تنہا رہ گیا۔ [illegible] نے ناصر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف زبردست حملہ کیا جس میں انہیں شکست ہوئی۔ دوران (جنگ) لشکر منتشر ہو گیا جب لولو کو گرفتار کر کے اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور ایوبی خاندان کے امراء کو قید کر دیا۔

جب ایبک جنگ سے فارغ ہو کر جا رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ ناصر کی فوجیں عباسیہ میں موجود ہیں اور یہ [illegible]

تھیں کہ وہ غالب ہو رہے ہیں (تاہم وہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا ایبک) اور بلبیس کی طرف آ گیا اور پھر وہ قاہرہ چلا گیا۔

جب شام کے لشکر کو معلوم ہوا کہ انہیں شکست ہوئی ہے تو وہ لوٹ گئے اور ناصر کے پاس دمشق آ گئے۔

گرفتاری اور قتل: جب ایبک قاہرہ پہنچا تو اس نے ایوبی ناموران کے افراد کو قلعہ میں مقید رکھا۔ پھر اس نے ان میں سے اسمٰعیل صالح اور اس کے وزیر امین الدولہ کو قتل کرا دیا جو اس سے پہلے وہاں مقید تھے۔

دوبارہ معرکہ اور صلح: جب ناصر دمشق پہنچا تو اس نے اپنی فوجوں کی کمزوریوں کو دور کیا اور جلدی سے پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ ۶۵۱ھ میں غزہ کے مقام پر پہنچا اور مصری فوجیں بھی اس کا مقابلہ کرنے کیلئے نکلیں۔ فریقین نے کچھ عرصے تک توقف کیا پھر خلیفہ مستعصم باللہ کا قاصد نجم الدین بادرائی پہنچ گیا اور اس نے فریقین کے درمیان اس طرح صلح کرا دی کہ بیت المقدس اور ساحل شام نابلس تک المعز کے قبضے میں رہے گا اور دریائے اردن ان دونوں سلطنتوں کے درمیان سرحد کا کام دے گا۔

جب ان شرائط پر مصالحت ہو گئی تو ناصر اپنے وطن چلا گیا اور المعز نے ان امراء کو [illegible] چھوڑ دیا جو اس نے جنگ میں قید کر دیئے تھے۔

بالائی مصر میں بغاوت: جب ملک صالح فرنگیوں کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا تو مصر کے بالائی حصہ (صعید) میں عربوں نے بہت فساد برپا کیا۔ وہ شریف حصن الدین جعفری کی قیادت میں اکٹھے ہو گئے جو جعفر بن ابو طالب کی اولاد میں سے تھا جو مدینہ میں ان کے چچا زاد بھائیوں کے غلبے کی وجہ سے گزر کر یہاں پہنچ گئے تھے۔

بالائی مصر کے تمام عرب بدوؤں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اور کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس لئے ان کی بغاوت بڑھ گئی۔

جب ملک صالح فوت ہو گیا اور مصر میں ترک خود مختار ہو گئے تو وہ بھی ان کی طرف متوجہ نہیں ہو سکے کیونکہ وہ ایوب کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔

بغاوت کی سرکوبی: جب المعز ایبک ناصر کے ساتھ جنگ سے فارغ ہو گیا اور اس کے ساتھ مصالحت ہو گئی تو اس نے ان (عربوں) کے مقابلہ کے لئے فارس الدین اقطائی اور عز الدین ایبک افرم کو جو بحریہ جماعت کا سردار تھا روانہ کیا اور وہ (فوج لے کر) وہاں پہنچے اور انہوں نے علاقے میں ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دی۔ (ان کا سپہ سالار) ثعلب بچ نکلا۔ اس کے بعد گرفتار ہو کر مارا گیا۔ لہٰذا (اس بغاوت کو دور کرنے کے بعد) یہ فوجیں قاہرہ واپس آ گئیں۔

اقطائی جمدار کا قتل: اقطائی جامدار بحریہ جماعت کا امیر اور ان کی عظیم شخصیت تھا۔ اس کا لقب فارس الدین تھا اور وہ سلطنت مصر میں معز ایبک کا ہم پلہ اور اس کا رقیب تھا۔ وہ بحریہ جماعت کے ساتھ بہت لطف و محبت سے پیش آتا تھا کہ وہ اس سے مانوس ہو جائیں۔ چنانچہ وہ ایبک سے زیادہ اس سے محبت کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بہت مقبول اور طاقتور ہو گیا۔ اس نے معز ایبک سے اسکندریہ کا علاقہ حاصل کر لیا اور اس کے بیت المال میں حسب منشا تصرف کرنے لگا۔ اس نے فخر الدین محمد بن نصر کو حماۃ کے مالک مظفر کے پاس بھیجا کہ اپنی بیٹی کا رشتہ دیں۔ [illegible] چنانچہ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح

اس سے کر دیا۔

اقطائی چاداروں نے اس کے بعد دہشت کے لیے اپنا ہاتھ کھول دیا۔ یوں ان کے طرفداروں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ اس سے معز ایبک کو بہت خطرہ لاحق ہوا۔

آخرکار ایبک نے اقطائی جاندار کو قتل کرنے کا عزم کر لیا چنانچہ اس نے ۱۲۵۴ء میں اسے اپنے محل میں مشورہ کے لیے بلوایا۔ اس سے پیشتر اس نے اس کی گزرگاہ پر ستونوں والے ہال میں اپنے تین سپاہی چھپا دیے تھے۔ ان کے نام یہ تھے قطز، بہادر، سنجر۔ جب وہ ان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس پر حملہ کیا اور پے در پے تلواروں کے وار سے اسی وقت اس کو قتل کر دیا۔

بحریہ جماعت کو جب اس کی خبر ملی تو وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور قلعہ کا گھیراؤ کیا۔ ایبک نے اس کا سر قلعہ کے باہر ان کی طرف پھینک دیا تو وہ منتشر ہو گئے۔

بحریہ کا فرار: بحریہ کی جماعت کے امراء کو خطرہ لاحق ہوا تو وہ جن میں چند امراء یہ تھے بھاگ گئے (۱) رکن الدین بیبرس بندقداری (۲) سیف الدین قلاوون صالحی (۳) سیف الدین سنقر الاشقر (۴) بدر الدین بیسری شمسی (۵) سیف الدین بلبان رشیدی (۶) سیف الدین تمرزے (ان کا بھائی سیف الدین) یہ لوگ بحریہ جماعت کے ساتھ شام چلے گئے اور جو لوگ نہیں بھاگ سکے تھے وہ چھپ گئے تمام ان کا مال و دولت ضبط کر لیے گئے اور اقطائی نے اسکندریہ کی بیت المال سے جو لیا تھا وہ واپس لے لیا گیا۔ اسکندریہ کی بندرگاہ جو اقطائی کو دے دیا گیا تھا، سلطان کی ملکیت میں شامل ہو گیا۔

اب سلطان معز ایبک مصر کے نظام سلطنت کے لیے تنہا خود مختار حکمران ہو گیا۔ اس نے موسیٰ اشرف کو بھی معزول کیا اور اس کے نام کا خطبہ جو اس وقت تک جاری تھا بند کروا دیا۔ اب اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے علاوہ اس نے یعنی حجرۃ الامرے میں بھی اضافہ کر لیا جو اس سے پہلے مقرر نہ کی گئی تھی۔ اس نے علاؤ الدین بندقداری کو نیابت عزیز ہو کر وزیر بنایا اور علاء الدین کو نائب سلطنت کے طور پر دیا۔

بحریہ کی جماعت دمشق میں: جب بحریہ اور ان کے امراء پہنچے تو ایوبی ناصر سے خط لکھ کر ان سے وہاں آنے کی اجازت طلب کی اور پھر ان کے پاس پہنچ گئے۔ ناصر نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ انہوں نے اس کو مصر پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کیا چنانچہ ناصر نے ان کی تجویز منظور کر لی اور جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ سلطان معز ایبک نے ناصر کو ان کے بارے میں تحریر کیا مگر ناصر نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔

فریقین میں مصالحت: انہوں نے ان سے بیت المقدس اور ساحلی شہروں کا مطالبہ کیا تو ناصر نے یہ علاقے ان کو دے دیے۔ پھر ناصر مصر کی طرف روانہ ہوا اور عباسہ کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ وہاں پہنچ کر فریقین نے کچھ عرصے تک توقف کیا پھر انہوں نے مصالحت کر لی اور ۶۵۴ھ میں ہر ایک اپنے وطن لوٹ گیا۔

[illegible] الدین کی گرفتاری: اب سلطان ایبک نے خلیفہ عباسی مستعصم کے پاس اپنا قاصد بھیج کر اپنی اطاعت کا اظہار کیا

(خلیفہ سے) علم اور تقرر نامہ طلب کیا جب وہ قاصد مصر واپس آیا تو اس نے علاء الدین ایدغدی کو گرفتار کرا لیا۔ کیونکہ اس کا معاملہ مشتبہ تھا۔ پھر اس نے دمیاط (جو اس نے اسے دے دیا تھا) سرکاری قلمرو میں شامل کیا علاء الدین اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ ہلاک ہو گیا۔

عزالدین افرم کی خودمختاری: عزالدین ایبک افرم صالحی قوص، اخمیم اور ان سے متعلقہ علاقوں کا حاکم تھا۔ اس کی طاقت بڑھ گئی تھی اور اس نے خودمختار ہونے کا ارادہ کیا۔ سلطان معز اسے معزول کرنا چاہتا تھا مگر نہ کر سکا۔ پھر اس نے ایک خوارزمی شخص کو اس کی امداد کے لئے بھیجا۔

اس کے بعد عزالدین صیمری نے اسے اس کے عہدے سے معزول کر دیا اور اسے مصر بلوا لیا۔ تھوڑے عرصے تک وہ اس کے پاس رہا پھر اس کو اقطائی کے ساتھ مصر کے بالائی حصے کی طرف (عربوں کی بغاوت دور کرنے کے لئے) بھیجا گیا۔ چنانچہ وہ شریف ابوالثعلب اور عرب (کے باغیوں) کو لے کر آیا۔ اقطائی نے آ کر ان کا مقابلہ کیا مگر سلطان معز ایبک افرم کو لے کر مصر کے بالائی حصہ کا انتظام کرنے کے لئے وہاں مقیم رہے۔ صیمری اس کی خدمت میں رہے گا۔

علاقہ میں بغاوت: جب افرم وہاں تھا تو اسے یہ خبر ملی کہ معز نے اقطائی پر ظلم کر کے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کی بحریہ جماعت کے ساتھ تمام لوگ مصر سے بھاگ گئے ہیں۔ تو (یہ خبر سن کر) وہ بہت پریشان ہوا اور کھلا باغی ہو گیا۔ اس نے شریف ابو ثعلب کو بلوا کر اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور بہت سے عرب بدوؤں کو اکٹھا کر کے قبضہ پر آنے لگا۔

شکست اور فرار: سلطان معز ایبک نے ۶۵۲ھ میں شمس الدین برلی کو فوج دے کر بھیجا جس نے ان باغیوں کو شکست دی۔ شریف کو قید کر لیا گیا اور وہ قید خانے ہی میں رہا یہاں تک کہ سلطان ظاہر نے اسے قتل کر دیا۔ مگر افرم اپنی موالی کی جماعت کے ساتھ بچ نکلا اور وہ [illegible] کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس نے شام جانے کا ارادہ کیا مگر وہ مصر کے بالائی حصے کی طرف بعض جذام کے بدوؤں کے ساتھ جو سویس اور کوہ طور کے علاقے سے گزر رہے تھے مصر کے بالائی حصے کی طرف لوٹ گیا وہاں سے اس کے موالی مصر کی طرف لوٹ گئے۔

افرم کی گرفتاری: جب افرم غزہ پہنچا تو اس کی ملاقات امراء سے ہو گئی۔ انہوں نے اسے دمشق آنے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ دمشق پہنچ گیا۔ ناصر نے اسے خلعت عطا کیا اور پانچ ہزار دینار دیئے۔ وہ دمشق ہی میں مقیم رہا مگر جب بحریہ کی جماعت ملک ناصر سے بھاگ گئی تو اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں ناصر اسے گرفتار نہ کر لے۔ اس لئے اس نے معز کو ایک خط لکھ کر اجازت طلب کی اور اس کے پاس پہنچ گیا۔ شروع شروع میں اس نے اس کا استقبال کیا مگر بعد ازاں اسے گرفتار کر کے اسکندریہ میں قید کر دیا۔

صیمری کا فرار: افرم کے بعد صیمری مصر کے بالائی حصے میں مقیم رہا۔ جب اس کی طاقت میں اضافہ ہو گیا تو آخر کار اس نے بھی خودمختار ہونا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا اس لئے وہ بھی ۶۵۳ھ میں بھاگ کر ناصر کے پاس چلا گیا۔

سلطان معز ایبک کا قتل: جب سلطان معز ایبک کی سلطنت میں خوب ترقی ہوئی اور اس کا نظم و نسق درست ہوا اور اس

نے دشمنوں کو اپنے سامنے سے نکال دیا تو اس نے ارادہ کیا کہ [illegible] منصور اور [illegible] سے تعلق [illegible] سے جا کر ان دونوں علاقوں پر بھی وہ غالب آ گئے۔ چنانچہ اس نے اس مقصد کے لیے ان دونوں بادشاہوں کی بیٹیوں کا [illegible] طلب کیا۔ اس وجہ سے ان کی بیوی [illegible] کے دل میں حسد اور غیرت کے جذبات پیدا ہو گئے اور اس نے [illegible] (قیسیوں) کی ایک جماعت [illegible] جس میں [illegible] اور [illegible] تھے (شامل تھے)۔ [illegible] ایک رات کے وقت اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ [illegible] کا ہے [illegible] اس کی مدت حکومت [illegible] سال تھی۔

علی جوجری کا قتل [illegible] کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو [illegible] کے ساتھ [illegible] قتل [illegible] طرف [illegible] کر دیا۔

علی منصور کی تخت نشینی انہوں نے [illegible] تخت نشین کیا اور ان کا لقب منصور [illegible] الدین [illegible] کے [illegible] (نظر [illegible]) [illegible]

شرف الدین کا قتل منصور [illegible] صاحب شرف الدین [illegible] کے خلاف [illegible] بہت [illegible] تھا۔ لہٰذا اس نے اس کو قتل کرا دیا۔

زبیر بن علی کی وفات [illegible] کے ساتھ [illegible] تھا۔

بحریہ کا ناصر سے مقابلہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ [illegible] جماعت [illegible] ناصر کے [illegible] ناصر [illegible] ان کے [illegible] جب [illegible] جماعت اپنے [illegible] ناصر [illegible] کیا [illegible] چلے گئے اور [illegible] کا [illegible] ناصر نے اپنی فوجیں [illegible] کہ وہ ان پر حملہ کریں۔ جب [illegible] پہنچیں تو انہوں نے ان فوجوں کو شکست دے دی۔ ....

....

ان کے بعد [illegible] نے ان کی فوج کو شکست [illegible] کا قبضہ [illegible] اور پھر وہ [illegible] چلے گئے۔ [illegible] انہوں نے [illegible] سے امداد طلب کی۔ اس نے [illegible] ان کے ساتھ روانہ کیا۔

بحریوں کی شکست: بحریہ نے [illegible] مصر پہنچے (۱) بیبرس بندقداری (۲) قلاوون صالحی (۳) بلبان رشیدی۔ ان کے مقابلے کے لئے امیر سیف الدین قطز معزی کو فوجوں کے ساتھ [illegible] صالحیہ کے مقام پر پہنچا اور انہیں شکست دی۔ اس میں [illegible] مارا گیا اور قلاوون صالحی گرفتار ہوا اور اس کے ساتھ بلبان رشیدی بھی گرفتار ہوا۔

چند دنوں کے بعد قلاوون [illegible] اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے [illegible] (جنگ کے لئے) آمادہ کیا [illegible] مصر پہنچا اور صالحیہ میں [illegible] اب امیر سیف الدین قطز معزی فوجوں [illegible] مقابلے کے لئے آیا اور فریقین میں جنگ ہوئی۔ [illegible] شکست [illegible] بھاگ آیا۔

کُردوں کے ساتھ اتحاد: بحری جماعت جو بھاگ گئی [illegible] کے ساتھ [illegible] اور ان کے ساتھ [illegible] کے [illegible] کے لئے [illegible]

ناصر کی شکست: [illegible] کے مقابلے [illegible] بحری جماعت نے [illegible] مقابلہ [illegible] کے مقام پر [illegible] مقابلہ [illegible]

بیبرس اور قلاوون کا فرار: بحری جماعت [illegible] کے ساتھ [illegible] بحری جماعت [illegible] بیبرس اور قلاوون [illegible] کے [illegible]

بحریہ کے امراء کی گرفتاری: جب بیبرس اور قلاوون [illegible] بحریہ کے امراء [illegible] ناصر کے پاس [illegible] اپنے [illegible]

ہلاکو کی یلغار: ([illegible]) ہلاکو [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] کے [illegible] مصر کے [illegible] کی طرف سے [illegible]

(جلد) ہی فرنگیوں کے حملے کا خطرہ ہے۔

سلطان قطز کی حکومت (یہ حالات دیکھ کر) امرائے مصر کو بھی اپنے بارے میں پریشانی لاحق ہوئی۔ ان کے خیال میں ان کا بادشاہ منصور علی بن المعز ایک اس قدر نو عمر تھا کہ وہ دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس نے جنگوں میں حصہ نہیں لیا تھا اور اسے فوجی قیادت کا کوئی تجربہ نہیں تھا اس لئے انہوں نے اتفاق رائے کے ساتھ سیف الدین قطز المعزی کے ہاتھ پر بیعت کر لی کیونکہ وہ اپنی دلیری اور روشن تدبیری کے لئے بہت مشہور تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے مصر کے تخت پر ۶۵۷ھ میں بٹھایا اور اس کا لقب مظفر رکھا۔ انہوں نے منصور کو معزول کر دیا جس نے صرف دو سال تک حکومت کی۔ امرائے مصر نے اسے اور اس کے دونوں بھائیوں کو دمیاط کے مقام پر قید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ظاہر نے ان دونوں کو قسطنطنیہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔

(سلطان قطز کو بادشاہ بنانے کے) یہ سب انتظامات صاحب ارزبیا اور سلطان قطز سے متعلق معزیہ گروہ نے انجام دیئے۔ اس موقع پر (دو سردار) بہادر اور سنجر الغتمی غائب تھے جب وہ دونوں آئے تو سلطان قطز کو ان دونوں کے بارے میں شک و شبہ پیدا ہوا اور اسے ان کی چالاکیوں اور مزاحمت کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے انہیں قید کر دیا پھر اس نے سلطنت کا انتظام درست اور مستحکم کر لیا۔

سلطان قطز شاہان خوارزم سے تعلق رکھتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ خوارزم شاہ کا بھانجا تھا اور اس کا نام محمود بن ممدود تھا۔ ان پر جب تاتاریوں نے حملہ کیا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا تھا اس کے بعد اسے فروخت کر دیا گیا تھا اور ابن الزعیم نے اسے خرید لیا تھا۔ یہ واقعہ نووی نے مؤرخین کی ایک جماعت کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

ہلاکو خان کی پیش قدمی: ہلاکو خان نے ۶۵۸ھ میں دریائے فرات کو عبور کیا (اس کی آمد کی خبر سن کر) الناصر اور اس کے ساتھی یہاں سے بھاگ نکلے اور بیابانوں میں گھس گئے حاکم حماۃ منصور اور عرب کی وہ جماعت جو عرب قبائل کے ساتھ بیابانوں میں مقیم تھی مصر چلی گئی۔

شام کی فتوحات: ہلاکو خان نے وہاں پہنچ کر ایک ایک کر کے شام کے شہروں کو فتح کر لیا اور ان شہروں کی فصیلیں گروا کر وہاں اپنے حاکم مقرر کئے اس نے حلب میں بحریہ جماعت کے قیدیوں کو رہا کر دیا جن میں سنقر الاشقر اور بیسری شامل تھے اس نے ان سے کام لیا اور پھر وہ عراق کی طرف لوٹ گیا۔ کیونکہ اس کے بھائیوں میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے ایک بڑے حاکم کتبغا کو شام کی حفاظت کے لئے نائب حاکم مقرر کیا اور اس کے ماتحت بارہ ہزار فوج چھوڑی۔ حمص کے حاکم اشرف ابراہیم بن شیرکوہ نے بھی اس سے ملاقات کی۔

غلط مشورہ: ہلاکو خان نے (جب ناصر اس کے پاس آیا) تو اس سے اہل مصر کے مقابلے میں مدد اور فوجی تیاریوں کے بارے میں مشورہ کیا تو ناصر نے اہل مصر کی اہمیت کم کر کے بیان کی اور انہیں حقیر ظاہر کیا۔ لہٰذا اس نے اس (مشورہ) کے مطابق کتبغا اور اس کے ساتھیوں کو جنگی تیاریاں کرنے کا حکم دیا۔

قلعہ دمشق کی تسخیر جب ہلاکو خان وہاں سے رخصت ہوا تو کتبغا نے قلعہ دمشق کی طرف فوج کشی کی وہ ابھی تک فتح

تھیں [illegible] تو ہلاکو نے اس کا محاصرہ کرنے والے [illegible] شہر فتح کر لیا اور اس کے [illegible] کو قتل کرا دیا۔

شامی حکام کی اطاعت: اس کے بعد دمشق فتح ہوا تو اس کے پاس حاکم [illegible] ناصر کا بھائی الظاہر آیا اور اطاعت قبول کی تو اس نے اسے اپنی صرخد کی طرف لوٹا دیا۔ حاکم الکرک مغیث نے اپنے فرزند عزیز کی قیادت میں ایک وفد اظہار اطاعت کے لئے بھیجا۔ اس نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اسے بھی اپنے والد کے پاس لوٹا دیا۔

والیٔ مصر کی تیاری: اہل مصر میں [illegible] شامی فوجیں اکٹھی ہو رہی تھیں اور سلطان مظفر قطز نے [illegible] فوجوں میں بھرتی کیا اور انہیں خرچ سے مالا مال کیا اور ان کی خامیاں اور کمزوریاں دور کیں۔

سلطان مصر کی فوج کشی: جب ہلاکو [illegible] سلطان مظفر قطز کو پیغام بھیجا کہ وہ اہل مصر [illegible] مطیع ہو جائیں [illegible] سلطان مصر نے [illegible] ان کے ساتھ حاکم [illegible] اور [illegible] بھی شریک تھے۔

غداروں کی شرکت: ۶۵۸ھ [illegible] جب حاکم شام [illegible] کتبغا تاتاری فوجوں کا سپہ سالار [illegible] اس کے ساتھ اشرف حاکم حمص اور [illegible] بن عزیز [illegible] حاکم [illegible] بھی مسلمانوں کے خلاف شریک جنگ تھے۔ سلطان قطز نے ان دونوں کو پیغام بھیجا کہ وہ دونوں اس کی حمایت کریں۔ اشرف (حاکم حمص) نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ جنگ کے دوران بھاگ کر اس کے پاس چلا آئے گا مگر [illegible] میدان [illegible] نے اس کے قاصد کو جواب دیا بلکہ اس پر [illegible]۔

عین جالوت کا معرکہ

تاتاریوں کی شکست: فریقین میں [illegible] کے قریب عین جالوت کے مقام پر جنگ ہوئی۔ اشرف حاکم حمص [illegible] جنگ کے موقع پر (مسلمانوں کے پاس) آگیا [illegible] اس کے بعد تاتاریوں کو شکست ہوئی اور ان کا سپہ سالار کتبغا میدان جنگ میں مارا گیا۔

قتل اور تعاقب: جنگ کے بعد [illegible] بن عزیز حاکم [illegible] جب گرفتار کر کے سلطان کے پاس لایا گیا تو سلطان نے اسے [illegible] کرنے کے بعد قتل کروا دیا۔ [illegible] بن مغیث حاکم الکرک [illegible] گرفتار [illegible] (اس کی [illegible]) [illegible] تاتاریوں کا تعاقب [illegible] تعاقب کرتے [illegible] تاتاریوں کی امدادی فوج آ گئی [illegible] انہیں بھی شکست [illegible]۔

قدیم حکام کی بحالی: حاکم حمص اشرف [illegible] سلطان کے پاس [illegible] آیا اور اظہار اطاعت کیا تو اسے اس [illegible] پر برقرار رکھا گیا۔ [illegible] حاکم [illegible] مقرر [illegible] کر دیئے گئے۔

البتہ اس نے سلمیہ کا علاقہ لے کر عربوں کے ایک حاکم عیسیٰ ابن مہنا کو جاگیر کے طور دے دیا۔

نئے حکام کا تقرر: بعد ازاں (سلطان) دمشق پہنچا، وہاں جو تاتاری تھے وہ سب بھاگ گئے۔ ان میں سے جو وہاں رہ گئے تھے وہ مارے گئے۔ اب سلطان نے مختلف شہروں میں فوجیں متعین کیں۔ پھر دمشق پر علم الدین سنجر حلبی صالحی کو مقرر کیا۔

یہ وہ شخص تھا جو علی بن ایبک اور نجم الدین ابو الہیجا ابن خشتر بن کردی کا نائب تھا۔

حاکم حلب: سلطان نے حلب پر سعید کو حاکم مقرر کیا، اسے مظفر علاء الدین بن لولو (حاکم موصل) بھی کہا جاتا ہے وہ ناصر کے پاس پہنچا تھا جب کہ وہ تاتاریوں کے ڈر سے بھاگ گیا تھا۔ جب ناصر (دوبارہ شام) آیا تو وہ مصر چلا گیا تھا، جہاں سلطان قطز نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ پھر ناصر نے اسے حلب کا حاکم بنا دیا تھا تاکہ وہ اس کے بھائی صالح سے جو موصل میں تھا تاتاریوں کے حالات معلوم کرتا رہے۔

برلی کا تقرر: سلطان نے نابلس، غزہ اور سواحل شام پر شمس الدین بدر الاشقر برلی کو حاکم مقرر کیا۔ یہ عزیز محمد کے امراء میں سے تھا جو ناصر کا باپ تھا۔ یہ شخص ناصر کے پاس سے بھاگ گیا تھا۔ جب اس نے عزیزیہ کی جماعت کے ساتھ مصر پر فوج کشی کی تھی۔ اور یہ مغیث کے پاس پہنچ گیا تھا۔ پھر اسے ان پر شک و شبہ ہوا تھا اور اس نے بعض لوگوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ برلی باقی لوگوں کے ساتھ ناصر کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے اس کو قلعہ حلب میں مقید کر دیا تھا، یہاں تک کہ اسے تاتاریوں نے فتح کیا۔ برلی اس کے بعد فوجوں کے ساتھ مصر چلا گیا جہاں سلطان مظفر نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس موقع پر اس نے اسے سواحل شام اور غزہ کا حاکم مقرر کیا۔

سلطان مظفر قطز دمشق میں ایک ماہ رہا، اس کے بعد مصر چلا گیا۔

ہلاکو خان کو جب شام میں اس کی شکست کا حال معلوم ہوا اور یہ پتہ چلا کہ ترک (سلاطین) شام پر قابض ہو گئے ہیں تو اس نے (سابق) حاکم دمشق (ناصر) پر یہ الزام لگایا کہ اس نے مشورہ دینے میں اسے دھوکا دیا ہے بعد ازاں اس نے اسے (ناصر کو) قتل کر دیا۔

اس کے بعد شام کے تمام علاقے سے ایوبی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور ان علاقوں پر مصر کے ترکی سلاطین کا قبضہ ہو گیا۔

سلطان مظفر قطز کا قتل: جب بحریہ جماعت کا سردار اقطائی جاندار مارا گیا تو اسی وقت سے بحریہ جماعت اس کا انتقام لینے کے درپے تھی۔ چونکہ سلطان قطز نے اسے قتل کرایا تھا، اس لئے وہ اس جماعت کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ مگر جب وہ تاتاریوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا تو ہر ایک نے اپنے ذاتی اختلافات بھلا دیئے تھے چنانچہ بحریہ جماعت کے ممتاز سردار جو حاکم الکرک سے بھاگ کر بیابانوں میں چلے گئے تھے وہ بھی سلطان کے پاس چلے آئے۔ اس نے ان کی جان بخشی کی۔ کیونکہ اسے اس وقت مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ان جیسے افراد کی زیادہ ضرورت تھی۔ اس لئے اس نے انہیں اپنے لشکر اسلام میں شامل کر لیا اور بحریہ جماعت تاتاریوں کے خلاف عین جالوت کے معرکے میں شریک ہوئی اور اس (فیصلہ کن) جنگ میں زبردست کارنامے انجام دیئے اور مندرجہ ذیل (بحریہ جماعت کے) سرداروں نے آگے بڑھ کر جنگ میں حصہ لیا (۱) بیبرس بندقداری (۲) انز اصفہانی (۳) بلبان رشیدی (۴) بکتوت جوکنداری (۵) بیدوغان رکنی۔

جذبۂ انتقام: جب شام میں تاتاریوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے شام کو فتح کر لیا اور (قتل و فساد کا) ایک سیلاب جو رواں ہوا تو خوف زدہ (مسلمانوں) کو چین نصیب ہوا اور اسی وقت بحری سرداروں کا جذبۂ انتقام بھی زندہ ہو گیا۔

جب سلطان قطز ۶۵۸ھ میں دمشق سے مصر کی طرف روانہ ہوا تو بحری سرداروں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ وہ راستے میں اس پر حملہ کریں گے۔ جب وہ مصر کے قریب پہنچا تو وہ ایک دن شکار کے لئے (دشت کی طرف) گیا۔ صورت یہ تھی کہ باقی قافلہ (مقررہ) راستے پر چلتا رہا۔ (اس موقع پر) بحری سرداروں نے اس کا تعاقب کیا اور انہوں نے آگے بڑھ کر اپنے کسی رفیق کی سفارش کی۔ اس نے ان کی سفارش قبول کی۔ جب وہ دست بوسی کے لئے جھکا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ فوراً بیبرس نے تلوار سے حملہ کیا اور وہ ہاتھوں کے بل گر پڑا۔ اسی وقت دوسرے لوگوں نے تیروں سے حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ پھر وہ جلدی سے خیموں کی طرف آ گئے۔ وہاں علی ابن المعز ایبک کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا:

> "تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟" بیبرس نے جواب دیا "میں نے۔" چنانچہ اس نے فوراً اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد باقی لوگوں نے بھی بیعت کی۔ اتابک نے اس کا لقب ملک قاہر رکھا۔ اس کے بعد بیبرس نے یہ مناسب سمجھا کہ وہ مصر کی طرف جائے۔ چنانچہ اس نے وہاں جا کر وہاں کے لوگوں سے اپنی بادشاہی کی بیعت حاصل کی۔

باب: دوم

ظاہر بیبرس کی تخت نشینی

سلطان الظاہر [illegible] سال کی جدوجہد [illegible] (قیدی [illegible]) [illegible] اور بادشاہت کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے مختلف عہدوں [illegible] مقرر کئے اور تمام مملکت میں [illegible] ہدایات [illegible]۔ اس نے لوگوں کی [illegible] مقرر کیں اور [illegible] مقرر کیا [illegible] سے [illegible] کی [illegible] اور اپنے [illegible] جاری کر دئے۔

ترقی کا [illegible]: سلطان ظاہر بیبرس کی ترقی کا [illegible] انعام) تھا۔ جب [illegible] الدین [illegible] قتل [illegible] قید [illegible] اور اس [illegible] تمام مال و دولت اور [illegible] سب چھین لئے گئے [illegible] اس نے [illegible] مقرر [illegible] اور [illegible] کے بعد [illegible] ترقی [illegible] کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

[illegible] دمشق کی بغاوت: جب [illegible] دمشق [illegible] تھا) سلطان قطز کے قتل کی [illegible] معلوم ہوا [illegible] ہو گیا ہے تو اس نے [illegible] دمشق کی تخت نشینی پر بیٹھ گیا۔ [illegible] لقب [illegible] اور اپنے نام کا [illegible]

[illegible] سلطان الظاہر کی [illegible] کے بعد جب [illegible] روانہ [illegible] کے مقابلہ کے لئے بھیجا [illegible] نے اس [illegible] شکست دی اور [illegible] گرفتار کر دیا۔

[illegible] انہوں نے اپنا [illegible] مقرر [illegible] سلطان [illegible] کر دیا۔

تاتاریوں کے حملے: [illegible] تاتاریوں نے حلب پر [illegible] حسام الدین [illegible] تمام [illegible] چلے گئے۔ [illegible] تھا ان کے [illegible] انہوں نے [illegible] تاتاریوں کا مقابلہ [illegible] کھائے [illegible] شکست [illegible]

منصور اور حمص کے حاکم اشرف سنجر حلبی کے پاس دمشق گئے مگر انہوں نے اس کی اطاعت قبول نہیں کی کیونکہ وہ کمزور تھا۔ تاتاری فوجیں حماۃ سے افامیہ پہنچیں۔ انہوں نے ایک دن اس کا محاصرہ کیا اور پھر دریائے فرات کو عبور کر کے اپنے وطن واپس چلے گئے۔

بغاوت کا انسداد: سلطان ملک ظاہر حاکم مصر نے اپنے استاذ علاء الدین بندقداری کو فوج دے کر حاکم دمشق سنجر حلبی سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو جنگ میں اسے شکست ہوئی اور اس نے قلعہ دمشق میں جا کر پناہ لی۔ پھر وہاں سے رات کے وقت نکل کر وہ بعلبک کی طرف روانہ ہوا۔ مگر اس کا تعاقب کر کے اسے گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اسے سلطان ظاہر کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس نے اسے قید کر دیا اور ایدکین کو دمشق میں برقرار رکھا۔ اس کے بعد حمص اور حماۃ کے دونوں حکمران اپنے اپنے شہر لوٹ گئے۔

برلی کی بغاوت: سلطان ظاہر نے ایدکین کو پیغام بھیجا کہ وہ عزیزیہ گروہ کے بہاء الدین بغدی اور شمس الدین اقوش البرلی وغیرہ کو گرفتار کر لے چنانچہ اس نے بغدی کو گرفتار کر لیا مگر عزیزیہ اور ناصریہ کے افراد اقوش البرلی کے ساتھ ہو گئے جنہوں نے حمص اور حماۃ کے دونوں حکمرانوں کو بھی بغاوت پر آمادہ کیا۔ مگر ان دونوں نے ان کی حمایت نہیں کی (پھر وہ [illegible] جہاں فخر الدین حمصی موجود تھا) برلی نے فخر الدین سے کہا "ہم سلطان ظاہر کے مطیع ہونا چاہتے ہیں"۔ چنانچہ وہ سلطان کے پاس سے جا رہا تھا کہ اچانک برلی حلب کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں اس نے علم بغاوت بلند کیا۔ اس نے عربوں اور ترکمانوں کو اکٹھا کر کے انہیں جنگ کے لئے تیار کیا۔ چنانچہ مصری فوجیں جنگ کرنے کے لئے آئیں اور اسے شکست دی لہٰذا وہ البیرہ پہنچ گیا اور اس مقام پر قابض ہو گیا اور وہاں جم گیا۔

جب سلطان ظاہر نے اپنی فوجیں ۶۶۰ھ میں عز رومی کی قیادت میں حلب کی طرف روانہ کیں تو اس کے ساتھ حمص اور حماۃ کے دونوں حکام انطاکیہ پر حملہ کرنے کے لئے اس کے ساتھ روانہ ہوئے اس عرصے میں برلی نے ان سے ملاقات کر کے ان سے اطاعت کا اقرار کیا۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے اسے البیرہ کی حکومت پر برقرار رکھا۔ پھر جب وہ اس سے بدگمان ہو گیا تو اسے قید کر دیا۔

سلطان نے علاء الدین ایدکین کو بھی قید کر دیا اور طیبرس وزیری کو دمشق کا حاکم بنا کر مصر واپس آ گیا۔

مصر میں تجدید خلافت: جب بغداد میں خلیفہ عبد اللہ مستعصم شہید ہوئے تو تمام اسلامی ممالک میں خلافت کا عہدہ خالی رہا۔ سلطان ظاہر اسلامی خلافت کو بحال کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ ۶۵۹ھ میں اتفاق سے خلیفہ مستعصم کا چچا مصر پہنچا۔ اس کا نام ابو القاسم احمد بن الظاہر تھا۔ وہ بغداد کے شاہی محلوں میں رہتا تھا۔ بیعت کے دن وہ بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس وقت کے مختلف قبائل میں قیام کرتا ہوا وہ مصر پہنچا تھا۔ سلطان الظاہر اس کی آمد سے بہت خوش ہوا اور وہ خود سوار ہو کر (شہر کے باہر) اس سے ملاقات کے لئے پہنچا اور سلطانوں کے مختلف جتھوں کو قلعہ کے شاہی دروازوں پر (اس کا استقبال کرنے کے لئے) جمع کیا۔ پھر ادب و احترام کے طور پر تنہا مجلس میں اس سے ملاقات کی اور قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز بھی حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے عباسی خاندان سے ان کے صحیح النسب ہونے کے سلسلے میں ان عربوں سے شہادتیں طلب کیں جو وہاں موجود تھے

ان کی خلافت کے مطابق [illegible] سے بھی ان کی تصدیق ہو گئی۔ اس کے بعد [illegible] ان کے [illegible] ہونے اور جائز وارث ہونے کا فیصلہ دیا۔

مستنصر کی خلافت: اس کے بعد سلطان [illegible] اور مسلمانوں نے سب سے پہلے ان کے ہاتھ پر بیعت (خلافت) کی۔ پھر سلطان نے بیعت کے [illegible] میں [illegible] کے لیے [illegible] اور اسلامی ممالک کے [illegible] میں ان کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور [illegible] ان کا نام [illegible] جائے۔ ان کا لقب مستنصر رکھا گیا۔ خلیفہ نے [illegible] سلطان ظاہر بیبرس کو [illegible] کا سلطان [illegible] اور [illegible] ثابت کیے گئے تھے۔

فتح بغداد کا ارادہ: اس کے بعد سلطان [illegible] مسلمان [illegible] ایک [illegible] کی طرف [illegible] سلطان نے [illegible] اور [illegible] سلطان [illegible] میں ان کی [illegible]۔

رقت انگیز خطبہ: [illegible]

[illegible]: اس کے بعد [illegible] بغداد [illegible] مصر [illegible] سلطان [illegible] خلافت [illegible] مستنصر [illegible] سلطان مستنصر کے ساتھ [illegible] سب [illegible]

[illegible]

واقعہ [illegible]: [illegible] سلطان [illegible]

[illegible] سلطان [illegible] مقصد [illegible] تھے۔

پھر سلطان [illegible] سلطان [illegible]

رخصت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ صالح اسمٰعیل اور اس کے دونوں بھائی بھی موصل کی طرف روانہ ہو گئے۔

خلیفہ کی شہادت: جب ہلاکو کو یہ اطلاع ملی تو اس نے خلیفہ کے مقابلہ کے لئے فوجیں بھیجیں اور انبار و حدیثہ کے مقام پر اسے شکست دی۔ خلیفہ نے تھوڑی دیر صبر و استقلال سے کام لیا اور پھر جامِ شہادت نوش کر لیا۔

فتح موصل: ہلاکو نے موصل کی طرف بھی فوجیں بھیجیں جنہوں نے موصل کا نو مہینے تک محاصرہ کیا۔ آخر کار اہل موصل محاصرہ سے تنگ آ گئے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ تاتاریوں نے موصل کو فتح کر کے صالح اسمٰعیل کو قتل کر دیا۔ اس عرصے میں سلطان ظاہر دمشق میں مقیم تھا۔

ایوبی حکام کی اطاعت: (جب سلطان دمشق میں مقیم تھا تو) اس کے پاس شام کے مختلف علاقوں سے بنو ایوب کے افراد آئے اور انہوں نے اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ ان میں منصور حاکم حماۃ اور اشرف حاکم حمص بھی شامل تھے۔ سلطان نے ان دونوں کا استقبال کیا اور انہیں ان کے علاقوں پر دوبارہ حاکم مقرر کیا اور ان دونوں کو یہ اجازت دی کہ وہ اپنی حکومت کا دائرہ اسماعیلیوں تک وسیع کر سکتے ہیں اور منصور بارین کا قلعہ بھی حاصل کر سکتا ہے جو اس کے باپ کے قبضہ میں تھا جب کہ یہ علاقہ حاکم حلب ناصر نے اس سے چھین لیا تھا۔

ایوبی خاندان کی تعظیم و تکریم: سلطان ظاہر کے پاس مندرجہ ذیل (ایوبی) امراء بھی آئے (۱) الزاہد اسد الدین شیر کوہ (سابق) حاکم حمص (۲) حاکم حلب (۳) صالح اسمٰعیل بن عادل کے فرزند منصور (۴) ان کے بھائی سعید (۵) امجد بن ناصر داؤد (۶) ظاہر بن معظم۔

سلطان ظاہر نے دمشق میں ان کے رتبہ کی تعظیم و تکریم کی اور ان کی جماعت کو منتشر کرنے کے بجائے ان سے اچھا سلوک کیا اور ان کی تنخواہیں اور وظائف مقرر کئے۔

سلطان جب مصر جانے لگا تو اس نے مغیث کے فرزند عزیز کو رہا کر دیا۔ جسے سلطان مظفر نے الکرک کی جنگ میں قید کر دیا تھا۔

عرب قبائل پر بخشش: سلطان نے شام کے عرب قبائل پر عیسیٰ بن مہنا کو سردار مقرر کیا جو ان کا خاص آدمی تھا۔ اس نے ان (عربوں) کو بکثرت جاگیریں دیں کیونکہ وہ عراق کی سرحد کے راستوں کی حفاظت کرتے تھے۔

احمد کی خلافت: جب سلطان مصر واپس آیا تو بغداد کے خلیفہ مسترشد کی اولاد میں سے ایک شخص جس کا نام احمد تھا، اس کے پاس آیا۔ پہلے خلیفہ کی طرح قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز نے اس کے صحیح النسب ہونے کی تصدیق کی۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے لوگوں کو حسب مراتب بلایا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ نئے خلیفہ نے بھی سلطنت کے تمام اختیارات سلطان کے سپرد کر دیے اور اپنے اختیارات سے دستبردار ہو گیا۔ یہ بیعت (خلافت) ۶۶۱ھ میں ہوئی۔ اس خلیفہ کا نسب نامہ جیسا کہ ان کے شجرۂ نسب میں یوں ہے:

"احمد بن ابی بکر علی بن ابی بکر بن احمد بن امام المسترشد"۔

مصر کے ماہرین انساب کے نزدیک اس طرح ہے:

"احمد بن حسین بن ابی بکر بن الامیر ابی علی القبی بن الامیر حسن بن الامام الراشد بن الامام المسترشد"۔ چنانچہ حاکم حماۃ (ابو الفداء) نے اپنی تاریخ میں شجرہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

فرنگیوں کی مصالحت: جب تاتاری شام میں گھس آئے تو تمام ترکمانی قبائل ساحل شام کی طرف بھاگ گئے تھے اور ان کے قبیلے صفد کے قریب جولان کے مقام پر اکٹھے ہو گئے تھے۔

جب سلطان ظاہر نے شام کی طرف فوج کشی کی تو یافا، بیروت اور صفد سے فرنگیوں کے ایلچی آئے۔ وہ سلطان صلاح الدین کے زمانے کی طرح صلح کے خواہاں تھے لہذا ان سے صلح کر لی گئی اور سلطنت فرانس کے بادشاہ کے نام پر صلح نامہ لکھا گیا جو سمندر پار تھا۔ یوں معاہدہ کی رو سے یہ فرنگی سلطان ظاہر کی حفاظت میں آ گئے تھے۔

ترکمانوں کا فرار: اسی اثناء میں صفد کے فرنگیوں اور ترکمانی قبائل کی درمیان جھڑپ ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ اہل صفد نے پہلے ان ترکمانی قبائل پر حملہ کیا تھا۔ پھر ان ترکمانوں نے ان پر حملہ کر کے ان کے متعدد افسروں کو گرفتار کر لیا اور تاوان وصول کر کے انہیں چھوڑا تھا پھر وہ سلطان ظاہر کے ڈر سے بلاد روم کی طرف کوچ کر گئے اور شام کا علاقہ ان سے خالی ہو گیا۔

عزیزیہ اور اشرفیہ کی اہمیت: عزیزیہ اور اشرفیہ کے گروہ ترک غلاموں کے سب سے بڑی طاقتور جماعت تھی۔ اشرفیہ گروہ کا سردار بہاء الدین بجری تھا اور عزیزیہ گروہ کا سردار شمس الدین اقوش تھا۔ سلطان مظفر قطز نے اسے نابلس، غزہ اور سواحل شام کی حکومت عطا کی تھی۔ جب سلطان ظاہر بادشاہ ہوا تو دمشق کے حاکم سنجر الحلبی نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ لہذا اس نے اپنے استاد علاء الدین بندقداری کو فوج دے کر اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔

ان گروہوں کی بغاوت: اشرفیہ اور عزیزیہ کے گروہ حلب میں تھے۔ انہوں نے بھی وہاں کے نائب سعید بن [illegible] کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ اس لئے بندقداری ان کی درخواست پر اس کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ پھر سلطان ظاہر نے برلی کے مقبوضات میں بیسان کا اضافہ کیا۔ وہ گیا اور اس نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔

البیرہ پر قبضہ: پھر سلطان ظاہر نے بندقداری کو ہدایت کی کہ وہ عزیزیہ اور اشرفیہ کے گروہوں کو گرفتار کرے۔ مگر وہ صرف اشرفیہ کے سردار بجری کو گرفتار کر سکا باقی لوگ بھاگ گئے اور انہوں نے بغاوت کا اعلان کیا بلکہ شرف الدین برلی نے البیرہ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں اس نے [illegible] ان تاتاریوں پر حملے کرنے شروع کئے جو فرات کے مشرقی کنارے پر تھے۔ اس نے انہیں کافی نقصان پہنچایا۔

بغاوت اور اطاعت: سلطان ظاہر نے اس کے خلاف فوجیں جمال الدین المحمدی کی سرکردگی میں بھیجیں۔ جس نے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد سلطان ظاہر سختی اور نرمی دونوں طریقوں سے برلی کو اپنا حامی بنانے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر کار وہ اطاعت کرنے پر آمادہ ہو گیا اور اس نے آنے کی اجازت مانگی۔ لہذا [illegible] اس سے ملاقات کرنے کے لئے روانہ ہوا اور وہ ۶۶۱ھ میں دمشق میں اس سے ملا۔ پھر اس نے سلطان سے ملاقات کی۔ سلطان نے اسے بخشش سے مالا مال کر دیا

اور ان کے ساتھیوں کو بھی حسب مراتب عطیات دیے اور اسے اتابک [illegible] صاحب [illegible] ان کے حمایت [illegible] ہدایت کی کہ وہ انہیں کے مطابق [illegible] سلطان ظاہر کے حوالے کر دیا [illegible] کے معاوضہ میں دوسرا علاقہ دیا۔

مغیث پر فوج کشی: سلطان ظاہر جب ۶۶۱ھ میں شام سے واپس جا رہا تھا تو اس نے امیر علاء الدین ایدغدی کی قیادت میں ایک لشکر شوبک کی طرف بھیجا جس نے شوبک فتح کر لیا۔ سلطان نے اس کا نظم و نسق بدر الدین بیلبان حسنی کو مقرر کیا اور خود مصر کی طرف واپس چلا گیا۔

اس وقت الکرک میں اس کے حاکم مغیث کے پاس بحریوں کا ایک گروہ تھا جو مصر سے فرار ہو کر بھاگ گیا تھا۔ اس نے ان بحریوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا تھا اور انہیں [illegible] اور ان کے [illegible] مصر پر حملہ کرنے کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے مغیث کی سرکوبی کے لئے الکرک کو مہم بھیجی۔ اس نے اطاعت کا اظہار کیا اور [illegible] کے لئے چند شرائط پیش کیں۔ لہٰذا سلطان نے اس کی اطاعت قبول کر لی [illegible] کے پاس پہنچ گئے۔

مغیث کا قتل: پھر سلطان نے ۶۶۱ھ میں شام کی طرف فوج کشی کی [illegible] اپنا نائب مقرر کیا۔ یہاں سلطان سے مغیث کی والدہ نے ملاقات کی اور اس سے اپنے فرزند کے لئے معافی اور جان بخشی کی درخواست کی اور اس کی ملاقات کے لئے امن طلب کی۔ سلطان نے اس کی بات مان لی اور بیسان کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد مغیث ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو سلطان نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی وقت [illegible] قتل کر دیا۔

الکرک پر قبضہ: سلطان نے الکرک پر [illegible] عز الدین [illegible] کو وہاں بھیجا تا کہ وہ الکرک کے باشندوں کے لئے [illegible] امان کا اعلان کرے اور وہاں کا نظم و نسق درست کرے۔ سلطان [illegible] جب [illegible] وہاں کا انتظام درست کر لیا [illegible] سلطان [illegible] کا نظم [illegible] کر کے مصر واپس آ گیا۔

سلطنت حمص کا خاتمہ (ایوبی شاخ) [illegible] الاشرف [illegible] ۶۶۱ھ [illegible] سلطان ظاہر نے [illegible] حمص [illegible] سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

تاتاریوں کی شکست: ۶۶۳ھ میں [illegible]

کا محاصرہ کر لیا۔ انھوں نے مجانیق (قلعہ شکن آلات) بھی نصب کر دیے تھے (یہ حالت دیکھ کر) سلطان ظاہر نے ایک ترک جرنیل کی سرکردگی میں جس کا نام [illegible] تھا (ان سے مقابلے کے لیے) فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ وہ اسی سال کے موسم بہار میں روانہ ہوئیں۔ ان کے پیچھے سلطان بھی (فوجیں لے کر) روانہ ہوا اور غزہ پہنچ گیا۔ جب وہ فوجیں البیرہ پہنچیں اس وقت دشمن اس کا محاصرہ کر رہا تھا۔ سلطانی فوجوں کے مقابلے میں تاتاریوں کا لشکر بھاگ گیا اور انہیں شکست ہوئی یہ لوگ سب ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جسے (سلطانی) لشکر نے لوٹ لیا تھا۔

فتح قیساریہ و حیفا اسی وقت سلطان نے غزہ سے کوچ کیا اور قیساریہ کا قصد کیا۔ جو فرنگیوں کے قبضہ میں تھا۔ سلطان وہاں اسی سال کے ۹ جمادی الاول کو پہنچا اور وہاں کے باشندوں کو جنگ کی دعوت دے کر شہر پر مجانیق نصب کرا دیں پھر وہ شہر کے اندر گھس گیا تو وہاں کے لوگ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہوئے اس نے قلعہ کا پانچ دن تک کا محاصرہ کیا۔ پھر قلعہ کو بھی بزور شمشیر فتح کر لیا اور فرنگی وہاں سے بھاگ گئے۔ پھر سلطان ایک [illegible] لشکر لے کر [illegible] ان کے علاقے پر غارت گری کرنے لگا اور ایک لشکر حیفا کی طرف بھیجا۔ اس لشکر نے اسے بھی فتح کر لیا اور شہر حیفا اور اس کے قلعے کو اسی دن کے اندر تباہ و برباد کر دیا۔

فتح ارسوف سلطان نے پھر ارسوف پر چڑھائی کی اور ۱ جمادی الآخر کو وہاں پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر کے اسے بھی فتح کر لیا۔ وہاں جو فرنگی قیدی تھے انہیں گرفتار کر کے الکرک کی طرف بھیج دیا۔ ان کی فصیلوں کا کام (مرمت کرنے کے لیے) اس نے [illegible] امراء میں بانٹ دیا امراء نے ان کی مرمت اور درستی کی۔

مفتوحہ علاقوں کی تقسیم سلطان نے ان ملکوں میں جو دیہات فتح کر لیے اور اراضی حاصل کی تھیں وہ سب اپنے ان امراء میں تقسیم کر دیں جو اس کے ساتھ تھے۔ ان امراء کی تعداد باون تھی۔ اس بارے میں سلطان نے ایک تحریری حکم کی صادر کیا تھا اس کے بعد وہ مصر لوٹ گیا۔

ہلاکو کی موت اسی سال کے موسم بہار میں سلطان کو تاتاریوں کے بادشاہ ہلاکو کی موت کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا فرزند ابغا اس کی جگہ بادشاہ ہوا ہے اور اس کے اور شمال و مشرق کے ... سلطان برکہ کے درمیان خانہ جنگی ہو رہی ہے۔

انسداد فتنہ و فساد سلطان نے مصر پہنچ کر شمس الدین سنقر رومی کو گرفتار کر کے اسے مقید کر لیا۔ اس کی گرفتاری سے پہلے عیسیٰ بن مہنا کے درمیان جنگ ہو رہی تھی۔ اس کے بعد وہ ہلاکو کے پاس پہنچ گیا بعد ازاں اس نے سلطان ظاہر سے پناہ کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان نے اسے پناہ دے دی اور وہ اپنے قبائل کے پاس لوٹ آیا۔

جنگ طرابلس و صفد طرابلس (شام) فرنگیوں کے قبضے میں تھا وہاں کا حاکم [illegible] الفرنجی تھا۔ انطاکیہ پر بھی اس کی حکومت تھی سلطان ظاہر کو یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ جنگ کرنے کے لیے تیار ہے چنانچہ سلطان کے نائب علم الدین سنجر باشقرد نے ان کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان میں سے بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ اس لیے سلطان نے خود جہاد کرنے کی تیاری کی اور مصر سے ماہ شعبان ۶۶۴ھ میں فوج لے کر روانہ ہوا۔ (اس نے سلطان نے خود جہا

کرنے کی تیاری کی اور مصر سے ماہ شعبان ۶۱۲ھ میں فوج لے کر روانہ ہوا۔ اس نے اپنے فرزند سعید علی کو تعز میں عز الدین ایبک مرعلی کی نگرانی میں چھوڑا۔ سلطان نے اپنے فرزند مسعود کو ۶۱۲ھ میں ایالت یمن پر مقرر کیا تھا۔

جب سلطان تعز پہنچا تو اس نے سیف الدین قلاوان کی قیادت میں وہاں سے فوج بھیجی۔ اس نے طرابلس کے قلعوں اور تعز سے صعدہ و عراق پر حملہ کیا۔ آخرکار وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور فوجوں نے فتح پایا۔

فتح صعدہ سلطان نے صعدہ کی طرف فوج بھیجی اور اس کا [illegible] دن تک محاصرہ کیا۔ پھر اسی سال کی ۲۴ رمضان المبارک کو اس کے اندر گھس کر حملہ کیا اور وہاں جو فوج موجود تھی اس کو شکست دی اور [illegible] سب کا صفایا کر دیا اور وہاں کوتوال بھی مقرر کیں نیز ان کے لئے سرکاری خزانہ میں باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں۔ پھر وہ دمشق واپس آیا۔

ارمینیہ کے حالات

اس قوم کا نسب نامہ مورخین کا خیال ہے کہ یہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کی نسل سے ہیں۔ وہ قموئیل بن ناحور کی اولاد سے ہیں اور ناحور ان کا دادا ہے جیسا کہ توریت میں آئے ہوئے نسب نامہ سے بیان ہوتا ہے۔ ناحور حضرت ابراہیم کے بھائی تھے۔ یہ بھی بیان ہوتا ہے کہ کرج قوم ان کے بھائی ہیں۔ ارمینیہ علاقہ انہی کی قوم کی طرف منسوب ہے۔ ان کا قدیمی علاقہ وہ دروب ہیں جو حلب کے علاقہ کے قریب ہیں۔ ان کا مرکز شہر سیس ہے اور ان کے بادشاہ کا لقب تکفور ہے۔

شاہ ارمن سے تعلقات ملک کامل و سلطان عادل کے زمانے میں ان دروب اور راستوں کا حاکم ارمنی تھا جس کا نام قلیج بن الیون تھا۔ سلطان عادل نے اس سے صلح کی تھی اور اس کے لئے جاگیر مقرر کی تھی اور وہ اس کے ساتھ فوج کشی میں شامل ہوتا تھا۔ سلطان صلاح الدین نے بھی اس کے ساتھ مصالحت کر رکھی تھی۔

شاہ ارمن کی شکست بلاد ارمن [illegible] کے زمانے میں ان کا بادشاہ ہیثوم بن قسطنطین تھا۔ تاہم وہ قلیج کی اولاد میں سے تھا اس کا رشتہ دار تھا۔ جب ہلاکو نے عراق اور شام کو فتح کر لیا تو ہیثوم نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اس لئے اس نے اس کی سلطنت برقرار رکھی۔ پھر اس نے [illegible] سے یہ طے کیا کہ وہ شام کے شہروں پر حملہ کرے۔ بلاد روم کے حاکم نے بھی اسے امداد دی اور وہ ۶۶۲ھ میں حلب کے قریب [illegible] کے لئے روانہ ہوا اور یہ سب لوگ [illegible] پہنچ گئے۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے حماۃ و حمص کی فوجوں کو تیار کر کے ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ پھر انہیں شکست دے کر اپنے وطن واپس آ گیا۔

سیس پر حملہ جب سلطان ۶۶۴ھ میں [illegible] کی جنگ سے فارغ ہوا تو اس نے سیس اور ارمن کے شہروں پر حملہ کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ اس کے سپہ سالار سیف الدین قلاوون اور منصور حماۃ تھے۔ چنانچہ وہ دمشق سے روانہ ہو گئے۔

ارمنوں کی تباہی ارمنوں کا بادشاہ ہیثوم بہت خوفزدہ ہو گیا تھا اس لئے اس نے اپنے فرزند لیفون کو تخت پر بٹھا دیا تھا اور وہ خود راہب بن گیا تھا۔ چنانچہ لیفون نے ارمنوں کو اکٹھا کیا اور ان سب کو لے کر مقابلہ کے لئے گیا۔ [illegible] اس کے ساتھ [illegible]

بھائی اور چچا بھی تھے۔ مسلمانوں نے ان پر سخت حملہ کیا اور ان کے بہت سے افراد قتل کر دیے گئے اور باقی لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ بادشاہ کا بھائی اور چچا بھی مارے گئے۔ مسلمانوں کی فوج نے ان کے شہروں کا صفایا کر دیا اور سیس کے شہر میں گھس کر اسے تباہ کر دیا۔ انہوں نے بہت سا مال غنیمت اور جنگی قیدی حاصل کر لئے تھے۔ اس لئے جب وہ لوٹ کر پہنچے تو سلطان ظاہر نے قارا کے مقام پر ان کا استقبال کیا اور ان کے پاس بیٹھ کر مال غنیمت دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔

خانہ بدوش قبائل کا صفایا: وہاں کی رعایا نے سلطان سے یہ شکایت کی کہ خانہ بدوشی کرنے والے قبائل ان پر بہت مظالم کرتے ہیں اور وہ عکا کے فرنگیوں سے جو چیزیں حاصل کرتے ہیں اسے وہ فروخت کر دیتے ہیں۔ اس پر سلطان نے حکم دیا کہ ان قبائل کا صفایا کیا جائے۔ چنانچہ مسلمان فوجیوں نے انہیں قتل کر دیا اور باقی جو بچے انہیں گرفتار کر کے جنگی قیدی بنا لیا۔

شاہ ارمن کی گرفتاری: پھر سلطان ظاہر مصر آیا اور اس نے لیفون شاہ ارمن کو رہا کر دیا اور اس سے اس کے شہر کے بارے میں مصالحت کر لی مگر وہ سلطان کے پاس ہی رہا۔ آخر کار اس کا زر فدیہ بھیجا گیا اور اس کے بدلے میں بہت سا مال، دولت اور قلعے دینے کی پیش کش کی گئی۔ مگر سلطان ظاہر نے انہیں لینے سے انکار کیا اور یہ شرط لگائی کہ ان مسلم امراء کو رہا کیا جائے جنہیں ہلاکو حلب کے قید خانے سے نکال کر لے گیا تھا۔ ان میں سنقر اشقر اور اس کے ساتھی شامل تھے۔ لہٰذا انہوں نے ہلاکو کو ان کی (رہائی) کے بارے میں پیغام بھیجا تو ہلاکو نے انہیں بھیج دیا۔

ارمینیہ کے قلعوں کی تسخیر: اس کے بعد سلطان ظاہر نے اپنے فرزند کو بھیجا کہ وہ شوال کی چودھویں تاریخ کو ان قلعوں پر قبضہ کر لے جو زر فدیہ کے طور پر دیے گئے تھے۔ ان میں سب سے بڑے اور مستحکم قلعے مرزبان اور رعبان کے قلعے تھے۔

اشقر کی آمد: (اسی سنہ میں) سنقر اشقر (ابو تک) سلطان ظاہر کی خدمت میں دمشق پہنچ گیا اور اس کے جلوس میں شریک ہو گیا (اس سے پیشتر) اس کی آمد کا کسی کو علم نہیں ہو سکا تھا۔ سلطان نے اس کا بہت اعزاز و اکرام کیا اور اس کے منصب کو بلند کر کے ترقی دی اور اس کی گزشتہ خدمات کا لحاظ رکھا۔

ہیثوم کی موت: ہیثوم (شاہ ارمن) ۶۶۹ھ میں فوت ہو گیا تھا۔

تجدید جامع ازہر: جب سلطان ظاہر سیس کی جنگ سے (فارغ ہو کر) مصر لوٹا تو اس نے جامع الازہر کی از سر نو تعمیر کا حکم دیا اور حکم دیا کہ یہاں خطبہ جمعہ پڑھا جائے۔ یہ جامع ازہر [illegible] جب فاطمیوں نے قاہرہ شہر بسایا تو ان کی یہ پہلی مسجد تھی جو انہوں نے تعمیر کرائی تھی۔

فرنگیوں کے خلاف جہاد: (اسی سنہ میں) سلطان کو تاتاریوں (کے حملے) کی خبر ملی تو وہ دمشق روانہ ہوا۔ مگر یہ خبر صحیح نہیں تھی۔ اس لئے وہ وہاں سے صفد کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں سے روانہ ہوتے وقت اس نے ازہر کی تعمیر کا حکم دے دیا تھا۔ اسی زمانے میں اسے اطلاع ملی کہ اہل شقیف نے سرحدوں پر یلغار کر دی ہے۔ اس نے وہاں پہنچ کر عکا پر حملے کئے اور وہاں کے میدانوں کو روند ڈالا۔ آخر کار فرنگیوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ جس طرح چاہے صلح کر لے۔ سلطان نے یہ شرط

[illegible]

[illegible] تباہ و برباد کر دیا۔

یافا کی تعمیر [illegible]

[illegible] سلطان [illegible] تباہ و برباد کر دیا۔

[illegible] سلطان [illegible]

[illegible]

انطاکیہ کی تاریخ [illegible]

[illegible]

جب سلطان [illegible]

اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کریں۔ مگر انہوں نے اس کی بات نہیں مانی۔ پھر وہ محاصرے سے تنگ آ گئے تو سلطان زبردستی شہر میں گھس آئے اور وہاں خوب قتل و غارت کی۔ وہاں کے بچے کچھے لوگوں نے قلعہ میں پناہ لی اور آخرکار پناہ حاصل کر کے وہاں سے نکل گئے۔

سلطان ظاہر نے انطاکیہ کے حاکم کو جو طرابلس میں تھا اس کی اطلاع دی۔ کندا صطبل اور اس کے رشتہ داروں کو چھوڑ دیا گیا اور انہیں شاہ ارمن توروس کے پاس بھیج دیا گیا۔

اب سلطان نے مال غنیمت کو اکٹھا کر کے اسے تقسیم کر دیا۔ پھر قلعہ انطاکیہ میں آگ لگا کر اسے تباہ و برباد کر دیا۔ بغراس کے حاکم نے پناہ طلب کی تو اس کے پاس سلطان نے اپنے (استاد الدار) سنقر فارقی کو بھیجا۔ جس نے بغراس پر قبضہ کر لیا۔

عکا کے حاکم نے جو شاہ قبرص کا بھانجا تھا، سلطان ظاہر کو صلح کا پیغام بھیجا۔ لہٰذا سلطان نے اس سے دس سال کی مدت کے لئے صلح کر لی۔ پھر سلطان مصر چلا گیا۔ وہاں وہ بقر عید کے دوسرے دن پہنچا۔

تاتاریوں سے صلح۔ ٦٦٧ھ میں سلطان نے سواحل شام پر صلیبی فرنگیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے مصر سے فوج کشی کی۔ اس نے مصر میں عز الدین ایدمر حلی کو اپنے فرزند اور ولی عہد سعید کا نگران مقرر کیا۔ وہ عوف کے مقام تک پہنچا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ ابغا بن ہلاکو کی طرف سے قاصد بھیجے گئے ہیں کہ وہ شاہ حماہ منصور کے پاس پہنچے تھے۔ اس نے انہیں ان کی طرف بھیج دیا۔ سلطان نے حلب کے ایک امیر کو بھیجا تا کہ وہ ان قاصدوں کو اس کے سامنے پیش کرے (جب وہ قاصد حلب آ گئے تو) سلطان نے ابغا (بن ہلاکو) کا خط پڑھا۔ جس میں مصر کی مصالحانہ کوشش کا ذکر تھا۔ سلطان نے خط کا جواب دے کر قاصدوں کو لوٹا دیا اور اپنے امراء کو مصر جانے کی اجازت دے دی اور خود دمشق لوٹ گیا۔ پھر وہ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ قلعوں پر حملہ کرنے کے لئے گیا۔

پوشیدہ سفر: اس عرصے میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ ایدمر حلی مصر میں فوت ہو گیا ہے لہٰذا وہ خربۃ اللصوص میں خیمہ زن ہوا اور پوشیدہ طور پر بھیس بدل کر دو تین کمانوں کی تھوڑی سی فوج کے ساتھ شعبان کی چودہ تاریخ کو سرعت کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے (مصر جانے) کی یہ خبر اپنے کمانڈر فوج سے پوشیدہ رکھی تھی۔ وہاں اس نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ بیماری کی وجہ سے وہ خیمے کے اندر آرام کرے گا۔ سلطان بدھ کی رات کو مصر کے قلعے پہنچ گیا۔ قلعہ کے محافظ اسے نہ پہچان سکے۔ آخرکار (کسی تدبیر سے) وہ داخل ہوا تو اسی وقت انہوں نے شناخت کر لیا۔ جمعرات کے دن سلطان میدان میں پہنچا تو لوگ اس کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ پھر سلطان نے وہاں جو ضروری کام کرنا تھا وہ پورا کیا اور وہ دوشنبہ کی رات شام کو روانہ ہو گیا۔ وہاں وہ جمعہ کی شب کو واپس اپنے خیمے میں (پوشیدہ طور پر) پہنچ گیا۔ اس کی آمد پر امراء بہت خوش ہو گئے۔

بعد ازاں سلطان نے مختلف سمتوں کی طرف فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے صور پر حملہ کیا اور ایک مقام پر قبضہ کر لیا۔ وہ کرک کے میدانوں میں پہنچے۔ انہوں نے اس کا صفایا کر دیا۔ یہ فوجیں بہت زیادہ مال غنیمت حاصل کر کے لوٹ آئیں۔

صہیون کے حکام۔ سلطان صلاح الدین نے جب صہیون کو فتح کیا تھا تو اسی وقت ٥٨٤ھ میں ناصر الدین منکورس کو دے

مقام ہوئے یہ قلعہ ان کی وفات تک انہی کے قبضے میں رہا۔ اس کے بعد اس کا فرزند مظفر الدین عثمان اس کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کے بعد اس کا فرزند سیف الدین عثمان صہیون کا حاکم رہا۔ اسی عرصے میں مصر میں ترک خود مختار حاکم بن گئے تو سیف الدین نے اپنے بھائی عماد الدین کو ۶۶۱ھ میں تحفے دے کر سلطان ظاہر بندقداری کی خدمت میں بھیجا سلطان نے اس کے تحائف قبول کر لیے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

صہیون پر قبضہ سیف الدین ۶۶۹ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے (مرنے سے پہلے) اپنی اولاد کو یہ وصیت کی تھی کہ وہ صہیون سلطان ظاہر کے حوالے کر دیں چنانچہ اس کے دو فرزند سنجق الدین اور فخر الدین سلطان کے پاس مصر آ گئے۔ سلطان نے ان دونوں کی تعظیم و تکریم کی اور انہیں انعام دیا۔ پھر سلطان نے ایک فرزند سابق الدین کو اپنی طرف سے صہیون کا حاکم مقرر کیا۔ وہ بہت عرصہ وہاں حکومت کرتا رہا تا آنکہ جب سنقر اشقر نے سلطان منصور کے زمانہ میں دمشق میں بغاوت اختیار کی تو اس نے اسی وقت صہیون پر بھی قبضہ کر لیا۔

حاکم مکہ معظمہ کا تقرر سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ ابونمی بن ابوسعید بن قتادہ اپنے چچا ادریس بن قتادہ پر غالب آ گیا ہے اور وہ مکہ معظمہ کا خود مختار حاکم بن گیا ہے مگر اس نے سلطان ظاہر کے نام کا خطبہ (مساجد میں پڑھوانے) کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا سلطان نے اپنی طرف سے اسے مکہ معظمہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

سلطان کا حج سلطان نے ۶۶۷ھ میں حج کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی خامیوں کو دور کیا اور ان کی ضرورتیں پوری کیں اور اپنے استاد الدار آقسنقر فارقانی کی قیادت میں فوجیں دمشق کی طرف روانہ کیں۔ پھر سلطان نے سیر و شکار کا بہانہ کر کے الکرک کا قصد کیا اور شوبک پہنچ گیا۔ وہاں سے اس نے ۱۱ تاریخ ذوالقعدہ (حج کا) سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ پہنچا۔ وہاں روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے بعد احرام باندھا۔ سلطان ۵ تاریخ ذوالحجہ کو مکہ معظمہ پہنچا۔ اس نے خانہ کعبہ کو غسل اپنے ہاتھ سے دیا اور اس کے لئے پانی اپنے کندھے پر لے کر گیا۔ پھر اس نے تمام مسلمانوں کو اس کے اندر آنے کی اجازت دی۔ سلطان نے اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر ان سے مصافحہ کیا۔ پھر اس نے حج کے باقی مراسم ادا کیے۔

اہل حجاز سے حسن سلوک سلطان نے شمس الدین مروان کو مکہ معظمہ کا نائب حاکم مقرر کیا۔ اس نے امیر ابونمی اور حاکم ینبع و خلیص اور دیگر شرفائے حجاز کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اس نے حاکم مدینہ کو لکھ کر "مکہ معظمہ میں جو اور بھی وہاں مقرر تمام ٹیکس بھی معاف کیے۔

مصر کی طرف واپسی سلطان ذوالحجہ کی ۱۳ تاریخ کو مکہ معظمہ سے رخصت ہوا اور مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ پھر وہ سال کے آخری دنوں الکرک پہنچ گیا۔ وہ دمشق ۶۶۸ھ میں اس سال کی پہلی تاریخ کو پہنچا (وہاں سے) جب وہ بیت المقدس کی زیارت کے لئے روانہ ہوا تو اس نے امیر آقسنقر کی قیادت میں فوجوں کو مصر کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ جب وہ زیارت سے فارغ ہوا تو وہ تل العجول کے مقام پر اپنی فوجوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ وہ اسی سال کی تاریخ ۳ صفر کو (قاہرہ کے) قلعہ میں پہنچ گیا۔

فرنگیوں اور تاتاریوں کا متحدہ حملہ: تاتاریوں کا ایک [illegible] بادشاہ روم کی فوج [illegible] تھا اور [illegible] کا حاکم [illegible] نے فرنگیوں سے [illegible] شمالی شہروں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ [illegible] کے مطابق اپنی فوجیں [illegible] فتح کیا اور اس نے حلب کے [illegible] عرب قبائل کی بستیوں پر حملہ کیا۔

حملہ کا مقابلہ: ۶۶۸ھ میں جب سلطان ظاہر سکندریہ کے قریب [illegible] اطلاع پہنچی وہ اسی وقت روانہ ہو کر دمشق پہنچا۔ پھر وہاں سے [illegible] تاتاری فوج [illegible] کی خبر سنتے ہی بھاگ گئی۔ [illegible] کے گرد و نواح کا صفایا کر دیا اور قتل عام کیا۔ اسی طرح اس نے حصن الاکراد [illegible] کیا۔ [illegible] جب [illegible] دمشق واپس آیا [illegible] جاتے ہوئے [illegible] کے پاس [illegible] نے اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا [illegible] ویران کر دیا۔

فرنگی بادشاہوں کا اجتماع: [illegible] سلطان کو یہ معلوم ہوا کہ [illegible] فرنگی بادشاہ [illegible] اور فرنگی بادشاہوں کی ایک [illegible] (سسلی [illegible]) [illegible] نے کئی کشتیاں اور سامان جنگ کثرت کے ساتھ [illegible] کیا ہے [illegible] کہاں جا رہے ہیں۔

سرحدوں کی حفاظت: [illegible] سلطان ظاہر نے ملک کی سرحدوں اور ساحلوں کی حفاظت کا خاص انتظام کیا اور اس نے کئی بحری بیڑے اور جنگی کشتیاں جلدی سے تیار کرانی شروع کیں۔ پھر یہ خبر آئی کہ [illegible] تیونس کی طرف جا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کا پورا حال [illegible] کے حالات میں بیان کریں گے۔

فتح حصن الاکراد: ۶۶۹ھ میں سلطان فرنگیوں کے شہروں پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس نے [illegible] اپنے [illegible] کو [illegible] کی طرف بھیجا اور [illegible] خود [illegible] کی طرف (فوج کے ساتھ) [illegible] ۹ رجب کو حصن الاکراد پہنچا۔ سلطان نے اس [illegible] کا محاصرہ کیا [illegible] اور فرنگی [illegible] قلعہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ آخرکار [illegible] اپنے شہروں کی طرف چلے گئے اور سلطان نے ان قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس نے صاحب [illegible] فتح کی اطلاع دی تو اس نے [illegible] پیغام بھیجا۔ چنانچہ طرطوس اور مرقب کے لیے صلح کا [illegible] سلطان نے حصن الاکراد کی تعمیر [illegible] کے لیے [illegible] کا ذخیرہ جمع کرا دیا۔

دیگر فتوحات: حصن الاکراد سے روانہ ہو کر سلطان نے عکار کے قلعہ پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخرکار وہاں کے باشندوں نے [illegible] اور سلطان نے اسے فتح کر لیا۔

[illegible] کے بعد سلطان طرابلس پہنچا اور وہاں [illegible] کی جنگ کی۔ آخرکار اس کے فرنگی حاکم [illegible] صلح کی درخواست کی تو سلطان نے اس کے ساتھ دس سال کے لیے صلح کر لی اور دمشق واپس آیا۔

بعد ازاں سلطان نے شوال کے آخر میں علیقہ کی طرف فوج کشی کی۔ اس نے اس شہر پر دھاوا دے کر قلعہ فتح کیا کہ وہاں کے باشندے مال و دولت اور ہتھیار چھوڑ کر چلے جائیں۔ قبضہ کرنے کے بعد اس نے قلعہ کو گرا دیا اور لبون کی طرف روانہ ہو گیا۔

صور کے حاکم نے بھی اس شرط کے ساتھ مصالحت کی کہ وہ پانچ قلعے سلطان کے حوالے کر دے گا۔ چنانچہ سلطان نے دس سال کے لئے اس سے مصالحت کی اور ان قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے اپنے نائب مصر کو لکھا کہ وہ دس جنگی کشتیاں تیار کر کے قبرص (کے جزیرہ) کی طرف بھیجے۔ چنانچہ اس نے اتنی کشتیاں تیار کیں اور وہ ایک رات میں قبرص پہنچ گئیں۔

فرقہ اسماعیلیہ کے حالات فرقہ اسماعیلیہ شام کے چند قلعوں میں رہتا تھا جو انہوں نے فتح کر رکھے تھے۔ وہ قلعے یہ تھے۔ مصیاف، علیقہ، الکہف، سعد، قدموس۔

سلطان ظاہر کے زمانے میں ان کا سردار نجم الدین شعرانی تھا۔ سلطان ظاہر نے اسے اپنی طرف سے حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ مگر ایک دفعہ اس نے سلطان سے ملاقات کرنے میں تاخیر کی تو اسے معزول کر دیا گیا تھا اور اس کے بجائے صارم الدین ابن الرضا کو اس شرط پر حاکم کیا گیا کہ وہ قلعہ مصیاف سلطان کے حوالے کر دے۔ چنانچہ اس کے ساتھ فوجیں بھیجی گئیں (تاکہ وہ اس سے قلعہ حاصل کر لیں) چنانچہ قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا گیا۔

جب سلطان ۶۶۹ھ میں حصن الاکراد پر حملہ کر رہا تھا تو اس موقع پر نجم الدین شعرانی اس کے پاس آیا۔ وہ اس وقت بہت بوڑھا ہو چکا تھا (اس نے گزشتہ غلطیوں کی) معذرت پیش کی جسے سلطان نے قبول کر لیا اور اس پر اظہار ہمدردی کرتے ہوئے (اسماعیلیوں کے قلعوں کی) حکومت اس کے اور ابن الرضا کے درمیان تقسیم کر دی اور ان دونوں پر ایک لاکھ بیس ہزار درہم سالانہ ٹیکس مقرر کیا جو انہیں ادا کرنا ہوگا۔

اسماعیلی قلعوں کی تسخیر ۶۶۹ھ میں جب سلطان حصن الاکراد کو فتح کرنے کے بعد وہاں سے گزرا تو اس نے اسی سال شوال کی چودھویں تاریخ کو صارم الدین ابن الرضا کے قبضے سے علیقہ کا قلعہ چھین لیا اور وہاں اپنی محافظ فوج بھی مقرر کر دی۔ وہاں سے وہ البیرہ کے مقام پر تاتاریوں سے جنگ کرنے کے لئے گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اسے معلوم ہوا کہ اسماعیلیوں نے اپنے مقبوضہ قلعے بھی اس کے نائب کے حوالے کر دیئے ہیں اور انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ یوں اسماعیلیوں کے تمام قلعے سلطان ظاہر کے زیر نگیں آ گئے اور وہاں سے ان کی عملی تحریک کا خاتمہ ہو گیا۔

تاتاریوں کو مزید شکست: ۶۷۱ھ میں اباقا بن ہلاکو نے اپنے بڑے حاکم اور جرنیل درباری کی قیادت میں البیرہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ اس نے اس مقام کا محاصرہ کر لیا اور اس پر مجانیق نصب کر دیں۔ اس وقت سلطان دمشق میں موجود تھا۔ اس نے مصر و شام سے فوجیں جمع کیں اور دریائے فرات کی طرف فوج کشی کی۔ اس نے آخری حد تک فوجوں کو تیار کر رکھا تھا۔ اب امیر قلاوون فوج لے کر آگے بڑھا اور تاتاریوں کے خیموں تک پہنچ کر ان سے جنگ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاتاری شکست کھا گئے اور ان کا سپہ سالار مارا گیا۔ سلطان نے اپنی فوجوں سمیت دریائے فرات کو عبور کیا اور ان کے پاس پہنچ گیا۔ چنانچہ وہ خیموں اور دوسرے تمام ساز و سامان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ البیرہ کے لوگوں نے نکل کر ان کا تمام ساز

سامان لوٹ لیا اور اگلے مصر کے تمام محلات کو جلا ڈالا۔ سلطان نے اس علاقے میں تھوڑی دیر قیام کیا اور وہاں کے نائب حاکم کو [illegible] کیا۔[1]

(تاتاری فوج کا سپہ سالار) اور باری شکست کھا کر اپنے بادشاہ ابغا کے پاس پہنچا تو بادشاہ اس پر بہت ناراض ہوا اور اس نے اس کی کوئی معذرت قبول نہیں کی۔

آرمینیہ پر فوج کشی سلطان ظاہر نے ۶۷۳ھ میں ماہ شعبان میں (آرمینیہ کے پایہ تخت) سیس پر حملہ کرنے کے لئے مصر سے فوج کشی کی اور وہ ماہ رمضان میں دمشق پہنچ گیا۔ وہاں سے وہ (سیس پر حملہ کرنے کے لئے) روانہ ہوا۔ اس کی اگلی فوجوں کی قیادت امیر قلاوون اور بدرالدین بیلبک خزندار کے سپرد تھی۔ جب وہ مصیصہ پہنچے تو انہوں نے اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ ان کے پیچھے سلطان بھی (اپنی فوجوں کے ساتھ) آ پہنچا۔ سلطان نے [illegible] کے قلعوں کے درمیان وہاں زبردست محافظ فوج متعین کی اور اس کے بعد وہ تمام فوجوں کو لے کر سیس کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے حسام الدین عنتابی اور شام میں محمد بن [illegible] کو اپنے اپنے علاقوں کی طرف سے [illegible] پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ سیس پہنچا تو اس نے اس شہر کو تباہ و ویران کر دیا۔

سلطان نے فوجی دستے وہاں کے مختلف علاقوں میں بھیجے۔ چنانچہ وہ [illegible] تک پہنچے اور انہوں نے وہاں کی مختلف بستیوں کو روند ڈالا۔ سلطان بھی دربند الروم تک پہنچا۔ پھر وہ مصیصہ لوٹ آیا اور اسے جلا ڈالا۔

متبرک مقام کی تسخیر اس کے بعد سلطان انطاکیہ گیا اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ اس نے مال غنیمت کو تقسیم کیا۔ پھر اس نے القصیر کی طرف کوچ کیا جو فرنگیوں کا مخصوص متبرک مقام تھا۔ کیونکہ اس کی تعمیر کا ان کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا نے حکم دیا تھا جو روم (اٹلی) میں رہتا تھا اور جو پوپ کے نام سے موسوم تھا۔ سلطان نے اس (متبرک مقام) کو بھی فتح کیا۔ وہاں اس کی ملاقات حسام الدین عنتابی اور مہنا ابن عیسیٰ سے ہوئی جو دریائے فرات کے پیچھے حملہ کر کے واپس آ رہے تھے۔

حاکم طرابلس سے معاہدہ: اسی زمانے میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ پرنس بوہیمنڈ بن بوہیمنڈ حاکم طرابلس فوت ہو گیا ہے۔ لہذا سلطان نے بلبان دوادار کو بھیجا تاکہ وہ اس کے بیٹوں کے ساتھ مصالحت طے کرائے (اس نے جا کر) یہ معاملہ طے کرایا کہ اس کے فرزند سالانہ بیس ہزار دینار اور بیس قیدی بھیجا کریں۔ اس معاہدہ کے موقع پر حاکم قبرص بھی موجود تھا۔ جو پرنس کے فرزندوں کے پاس تعزیت کے لئے آیا ہوا تھا۔ جب دوادار (مصالحت کرا کے) سلطان ظاہر کے پاس آیا تو وہ ماہ ذوالحجہ [illegible] رخصت کیا گیا۔

بلاد الروم پر تاتاری اقتدار: علاؤ الدین کیقباد [illegible] قلیج ارسلان کے فرزندوں میں سے غیاث الدین کیخسرو [illegible] (الثالث) میں) غالب تھا جو بلاد الروم کا حاکم تھا۔ اس وقت تاتاری بلاد الروم (ایشیائے کوچک) کے تمام علاقوں پر غالب آ گئے تھے۔ انہوں نے پرواناتی کی نگرانی میں کیخسرو کو برائے نام بادشاہ برقرار رکھا تھا اور اپنی طرف سے ان کا ایک حاکم رہتا تھا جس

---

[1] یہاں پر کتاب میں بیاض ہے۔ تاریخ ابو الفدا اور ابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۷ میں یوں ذکر ہے کہ سلطان وہاں سے لوٹ آیا اور [illegible] جمادی الثانی [illegible] کو مصر پہنچا۔ (مترجم)

کے پاس تاتاری فوج ہوتی تھی جو ملک کی حفاظت کرتی تھی۔ یہ شحنہ (کوتوال) کے نام سے موسوم تھی۔ بلاد الروم میں تاتاریوں کا پہلا حاکم بیجو تھا جس نے ان علاقوں کو فتح کیا تھا۔ اس کے بعد صمغار یہاں کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کے بعد توقو اور تودان مقرر ہوئے۔ یہ دونوں سلطان ظاہر کے زمانے میں وہاں کی حکومت میں شریک تھے۔ پروانات تاتاریوں سے بیزار تھا کیونکہ وہ اس پر دست درازی کرتے تھے اور ان کا اخلاق بہت خراب تھا۔

پوشیدہ خط و کتابت: جب سلطان ظاہر کی حکومت کو مصر و شام میں تقویت حاصل ہوئی تو پروانات کو تاتاریوں پر غالب آنے کی امید نظر آئی اور سلطان کی امداد سے قلج ارسلان کے خاندان کی دوبارہ سلطنت قائم ہونے کی توقع ہوئی۔ چنانچہ اس نے سلطان سے پوشیدہ طور پر خط و کتابت کی (یہ کام اس وقت شروع ہوا جب کہ) تاتاریوں کے بادشاہ ابغا نے ۶۶۹ھ میں البیرہ کی طرف فوجیں بھیجیں اور سلطان ظاہر (ان کے مقابلہ کے لئے) فوجیں لے کر دمشق سے نکلا تھا۔ اس وقت پروانات نے خط و کتابت کر کے اسے بلایا تھا۔ جب سلطان حمص میں مقیم تھا تو اس وقت پروانات نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ تاتاریوں کے ساتھ جنگ کرے۔ اس وقت ابغا (تاتاریوں کا بادشاہ) نے اسے اپنے پاس طلب کیا تھا مگر اس نے معذرت پیش کی اور بیماری کا بہانہ کر کے اس نے توقف کیا تھا۔

مورخ نے اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ سلطان ظاہر نے بلاد روم کی طرف اپنی عادت کے مطابق فوج کشی کی۔ جب اس نے پیغام بھیج کر ابغا سے امداد طلب کی۔ چنانچہ اس نے امداد کے لئے مغل فوج بھیج دی اور اسے حکم دیا کہ وہ سلطان ظاہر کا مقابلہ کرنے کے لئے لوٹ آئے۔ چنانچہ وہ واپس آ گیا۔ یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ امراء کی ایک جماعت نے سلطان سے خط و کتابت کی تھی اور اسے آنے کے لئے آمادہ کیا تھا۔ اس پر وہ سب حیران اور پریشان ہوئے اور ان کا مقصد پورا نہیں ہو سکا۔

تاتاریوں سے مقابلہ: سلطان اسی سال واپس مصر چلا گیا اور وہاں ایک سال تک رہا۔ اس عرصے میں تاتاریوں کے بلاد الروم میں حکام شام کی سرحدوں پر پہنچ گئے۔ جب بادشاہ کو ان کی خبر پہنچی تو وہ مصر سے رمضان ۶۷۵ھ میں روانہ ہوا اور براہ راست بلاد الروم کا قصد کیا اور دریائے ارزق تک پہنچ گیا۔ وہاں سے اس نے شمس الدین سنقر اشقر کو (فوج دے کر) بھیجا۔ اس کا مقابلہ تاتاریوں کی اگلی فوج سے ہوا اور اس نے انہیں شکست دے دی۔ پھر وہ سلطان کے پاس لوٹ آیا۔

تاتاریوں کا قتل اور گرفتاری: اب (سلطان کی سب فوجیں) روانہ ہو گئیں اور ابلستین کے مقام پر ان کا تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ معین الدین پروانات بھی اپنا لشکر[1] لے کر ان کے ساتھ شامل ہوا۔ اس میں مغل فوجوں کو شکست ہوئی اور امیر توقو اور تودان دونوں مارے گئے۔ پروانات اور اس کا بادشاہ کیخسرو دونوں بھاگ گئے کیونکہ وہاں سے الگ تھے۔ مغلوں کے بہت سے سردار گرفتار ہوئے۔ ان (گرفتار ہونے والوں) میں سلار بن طغرل قبچاق اور جاورسی بھی شامل تھے۔ بعد میں

---

[1] پروانات کا مطلب حاجب سلطان ہے اور پروانات لقب ہے جسے ترکی زبان میں حاجب (دربان) کو کہتے ہیں۔ (تاریخ ابو الفداء جلد ۴ صفحہ ۱۰)

علاء الدین بن ... پروانہ کی گرفتاری ... اور ان میں بہت سے الگ ہو گئے۔

فتح قیساریہ: پھر سلطان نے قیساریہ کی طرف کوچ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ وہاں مقیم ہو کر وہ سلطان پروانہ کا انتظار کرتا رہا۔ کیونکہ ان دونوں کے درمیان وہاں ملاقات کا وقت مقرر تھا اور اس نے تاخیر کی تھی۔ پھر وہاں سے سلطان اپنے ملک لوٹ گیا۔

سازش کا علم: جب مغلوں کی شکست کی خبر ان کے بادشاہ اباقا کے پاس بھی پہنچی تو اسے اپنے جاسوسوں کے ذریعے یہ بھی پتہ چلا کہ پروانہ اور سلطان ظاہر کے درمیان ساز باز تھی۔ اسے پروانہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔ وہ اسی وقت [illegible] کا محاصرہ کرنے کے لئے نکلا۔

قتل عام: اسے اس بات پر شک رہا کہ جو مغل قتل ہوئے ان کی لاشیں بکھری پڑی ہیں لیکن ان کے برخلاف رومی فوجوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی اس بات سے متاثر ہو کر اس نے ان کے شہروں میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ مغلوں کے بہت سے لشکر قتل و تباہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ اس نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور پھر وہ واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھ پروانہ بھی تھا۔

پروانہ کا قتل: سب سے پہلے اس نے اسے قتل کر دینے کا ارادہ کیا پھر اسے چھوڑ دیا۔ جب وہ ملک کی طرف لوٹنے لگا تو مقتولوں کی بیویوں نے اس کے سامنے رونا چلانا شروع کر دیا (انہوں نے پروانہ کو قتل کرنے کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ وہی ان کے شوہروں کے قتل کا سبب تھا) آخر کار بادشاہ نے ان پر رحم کھایا اور ایک مغل امیر کو بھیجا اس نے پروانہ کو راستے ہی میں قتل کر دیا۔

سلطان ظاہر کی وفات: جب سلطان قیساریہ سے دمشق پہنچا تو محرم ۶۷۶ھ ... آنکھوں میں وہ بیمار ہو گیا اور اسی مہینے کے آخر میں فوت ہو گیا۔ اس وقت بلبک خزندار سلطنت کا نگران تھا۔ اس نے اس کی موت کی خبر کو چھپا لیا اور فوج لے کر مصر واپس آ گیا۔

برکہ سعید کی بادشاہت

جب وہ مصر میں پہنچا تو اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور برکہ بن ظاہر کی بادشاہت کے لئے ان سے بیعت لی اور اس کا لقب سعید رکھا۔ اس کے تھوڑے عرصے کے بعد بلبک خزندار بھی فوت ہو گیا تو سلطنت کا نظام شمس الدین فارقانی کے سپرد ہوا۔ کیونکہ جب سلطان ظاہر شام میں تھا تو وہ مصر کا نائب بنا کر رکھا گیا تھا۔ اس لئے انتظام سلطنت درست رہا۔

امراء کی گرفتاری: پھر اس نے شمس الدین سنقر اشقر اور بدر الدین بیسری کو گرفتار کر لیا جو سلطان ظاہر کے مخصوص امراء میں سے تھے۔ ان کے بارے میں اس کے اتالیق اور دوستوں نے چغل خوری کی تھی جو اس کی حکومت کے ابتدائی دنوں میں اس کے پاس پہنچے ہوئے تھے۔ وہ رذیل قسم کے موالی تھے۔ تاہم وہ اپنے ارادوں کی تکمیل میں ان سے مدد لیتا تھا۔

گرفتاری اور رہائی: جب اس نے ان دونوں امراء کو گرفتار کیا تو اس کے ماموں محمد بن برکہ خان نے اس بات کو ناپسند

گیا۔ اس نے اس لڑکی [illegible] ان دونوں کے ساتھ [illegible] اس بات پر اس کی والدہ [illegible] نے [illegible]
ان پر تمام امراء [illegible] ہوئی [illegible] ان کو [illegible] ان سے [illegible] پیش [illegible]۔

چرکسی غلاموں کا تسلط [illegible] شمس الدین قراسنقر [illegible] کا [illegible] سلطنت کا نگران تھا۔ چنانچہ اس نے [illegible] بعد وفات ہو گیا۔ اس کے بجائے [illegible] (قمران) [illegible]۔ اس کے [illegible] نے اس کے [illegible] چرکسی غلاموں کی [illegible] کے بجائے سیف الدین [illegible] سیف الدین قلاون کا [illegible] لقب تھا۔ [illegible] بن گئی۔

[illegible] سلطان قلاوون کے پاس [illegible] تھا۔ اس نے [illegible] قلاون سے لیا تھا [illegible]۔

[illegible] کی آمد [illegible] کے بعد سلطان [illegible] کا نائب [illegible] اس کا [illegible] کے امراء [illegible] کرتے [illegible] لیا [illegible]۔

[illegible] سلطان [illegible] کی سلطنت مصر میں [illegible] ہوگئی تو اس نے [illegible] کے [illegible] اس مقصد کے لئے وہ [illegible] میں [illegible] چلا گیا [illegible] (ابھی خود [illegible]) [illegible] مشہور [illegible] بادشاہ [illegible] کیا گیا۔

[illegible] بادشاہ [illegible] سیف الدین [illegible] کے درمیان [illegible] بادشاہی [illegible] بہت [illegible]۔

امراء کی بغاوت [illegible] اس نے [illegible] جب [illegible] کے نائب [illegible] امراء نے [illegible] بادشاہ [illegible] انہوں نے [illegible] بادشاہ [illegible] کے مطابق [illegible] اپنے نائب کے ساتھ [illegible] اتفاق [illegible] اپنے [illegible] کی طرف [illegible] ان کے [illegible] ان کے پاس آ گئے۔ انہوں نے [illegible] سلطان کی [illegible] بعد سلطان نے ان کے [illegible] انہوں نے [illegible] اس نے [illegible] (امراء) نے [illegible]

[illegible]

تبرہندہ کا محاصرہ [illegible]

شاہی فوج کی [illegible] [illegible]

سلطانہ رضیہ کی برطرفی [illegible]

[illegible] کا [illegible] [illegible]

[illegible] کی حکومت [illegible]

امیر قلاوون کا انتظام۔ امیر قلاوون سپہ سالار مقرر ہوا۔ اقوش شامی دمشق کا تبادلہ کر کے اسے صفد کا حاکم بنا دیا گیا۔ امیر قلاوون نے بدر الدین بیسری الشمسی کو وزیر مقرر کیا۔ اس نے ممالیک صالحیہ کو اکٹھا کر کے ان کی جاگیروں میں اضافہ کیا اور انہیں سلطنت کے اعلیٰ مناصب پر مقرر کیا۔ اس نے ظاہریہ جماعت کو (جو سلطان ظاہر سے تعلق رکھتی تھی) دور دراز بھیج دیا اور انہیں قید خانوں میں ڈال دیا تاکہ وہ فتنہ و فساد برپا نہ کریں۔ جب ان کی سزا کی مدت پوری ہو گئی تو اس نے ان کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد ملک میں امن و امان ہو گیا اور اس کے تمام معاملات سلطنت درست ہو گئے۔

منصور قلاوون کی اصلیت امیر قلاوون قبچاق کے ایک قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جو برج اغلی کہلاتا تھا۔ یہ سب سے پہلے علاء الدین اقسنقر کاملی کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھا جو خود ملک صالح نجم الدین ایوب کا مولیٰ تھا۔ جب علاء الدین فوت ہو گیا تو قلاوون (براہ راست) ملک صالح کے موالی میں شامل ہو گیا۔ اس کی بہادری اور وفاداری مشہور تھی۔

امیر قلاوون سلطان ظاہر بیبرس کے عہد حکومت میں ظاہر بیبرس کے ساتھ مصر آیا۔ جب ظاہر بادشاہ ہو گیا تو اس نے اسے مقرب بارگاہ بنایا اور اس کے ساتھ خصوصی تعلقات قائم کئے پھر اس نے اس کے فرزند سعید کے ہاتھ پر اس کے مرنے کے بعد بیعت کی۔

منصور قلاوون کی تخت نشینی جب امراء سعید سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے اسے برطرف کیا تو وہ امیر قلاوون کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے مگر جب اس نے اس کے بھائی سلامش بن ظاہر کو بادشاہ مقرر کیا تو امراء نے بھی اس کے انتخاب میں اس کی موافقت کی۔ اس کے عہد حکومت صرف دو مہینے رہا۔ آخر کار امیر قلاوون نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔ چنانچہ ان امراء نے ماہ جمادی الاولیٰ ۶۷۸ھ میں منصور قلاوون کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی عوام کی شکایت کا ازالہ کیا اور کئی قسم کے محصول اور ٹیکس منسوخ کئے۔ اس نے امرائے مصر میں عہدوں کو (مناصب امارت) تقسیم کیا۔ اس نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو امارت کے منصب پر مقرر کیا اور ان کی جاگیروں میں اضافہ کیا۔

حکام کا تقرر۔ اس نے فوراً عز الدین ایبک افرم صالحی کو (جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے) امرائے مصر کا نائب حاکم مقرر کیا۔ مگر اس نے استعفیٰ دے دیا اس لئے اس نے اس کی جگہ اپنے غلام حسام الدین طرنطائی کو نائب مقرر کیا اور علم الدین سنجر شجاعی کو سرکاری دفاتر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ سلطان قلاوون نے برہان الدین سنجاری کو وزارت پر بحال رکھا۔ بعد ازاں اسے معزول کر کے فخر الدین ابراہیم بن لقمان کو وزیر مقرر کیا۔ اس نے عز الدین ایبک افرم ظاہری کو طلب کیا جسے جمال الدین اقوش نے اس وقت گرفتار کیا تھا جب کہ سعید نے کرک سے شام کی فوجوں کو اس کے ساتھ بھیجا تھا جب اسے جیزہ میں گرفتار کیا گیا تو اس نے اسے مقید رکھا۔

سعید کی بغاوت اور وفات جب سلطان قلاوون بادشاہ ہوا تو اس وقت سابق سلطان سعید بن ظاہر الکرک میں تھا۔ اس نے مصر و شام کے امراء سے خط و کتابت کر کے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا۔ سلطان قلاوون نے اس عہد شکنی پر اسے ملامت کی مگر وہ اس سے متاثر نہیں ہوا۔ بلکہ اس نے اپنی فوجیں حسام الدین لاچین جاشنگیر کی قیادت میں قلعہ شوبک کی طرف بھیجیں اور ان نے وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ لہذا سلطان نے نور الدین بلبک ایدمری کو فوجیں دے کر بھیجا اور اس نے ماہ

ذوالقعدہ ۶۷۸ھ میں یہ علاقے اس سے واپس لے لیے۔ اس کے بعد سعید الکرک میں فوت ہو گیا۔

مسعود خضر کی باغی حکومت اس کے بعد الکرک میں امراء کا اجتماع اس کے نائب ایدغدی حرانی کی قیادت میں ہوا۔ ایدکین ترکی نے اپنے نائب ایدغدی حرانی کو مقرر کیا اور سعید کے بھائی خضر کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس کا لقب مسعود نجم الدین رکھا۔ اس نے سوائی کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔ چنانچہ وہ بے حساب اور بے اندازہ مال و دولت خرچ کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے الکرک کا تمام ذخیرہ صرف کر دیا جو کہ ظاہر اور بعض امرائے شام نے وہاں جمع کر رکھا تھا۔

محاصرہ اور صلح انہوں نے فوجیں بھیج کر صلت پر قبضہ کر لیا اور صرخد کا محاصرہ کر لیا مگر وہ فتح نہیں ہو سکا۔ انہوں نے سنقر الاشقر سے بھی خط و کتابت کی جو باغی ہو گیا تھا۔ پھر سلطان قلاوون نے ایبک افرم کی قیادت میں الکرک کے محاصرے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ اس کا سختی سے محاصرہ کیا گیا۔ آخر کار مسعود نے یہ درخواست پیش کی کہ جس طرح ناصر داؤد بن المعظم نے اس طرح مصالحت کی تھی اسی طرح کا صلح نامہ اس کے ساتھ بھی کیا جائے۔ سلطان نے یہ شرط منظور کر لی اور اسی قسم کا صلح نامہ ہو گیا۔

مسعود کی حکومت کا خاتمہ مسعود نے دوبارہ وعدہ خلافی اختیار کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا نائب حاکم علاء الدین ایدغدی حرانی اس کے پاس سے بھاگ کر سلطان کے پاس پہنچ گیا اور اس کی بغاوت کی تصدیق کی۔ پھر سلطان نے ۶۸۵ھ میں اپنے نائب حسام الدین طرنطائی کو فوجیں دے کر الکرک کے محاصرے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے اس کا محاصرہ کیا۔ آخر کار مسعود اور اس کے بھائی خضر نے امان طلب کی اور الکرک پر قبضہ کر لیا گیا اور ان دونوں بھائیوں کو سلطان قلاوون کے پاس مصر بھیج دیا گیا۔ سلطان نے ان دونوں کی تعظیم و تکریم کی اور انہیں اپنے لڑکے کے ساتھ شامل رکھا۔ یہ سلسلہ اس کی وفات تک جاری رہا۔ اس کے بعد اشرف نے ان دونوں کو لے کر قسطنطنیہ بھیج دیا۔

سنقر الاشقر کی خود سری شمس الدین سنقر الاشقر جب دمشق کا نائب حاکم ہوا تو اس نے خود مختار بادشاہ بننے کا عزم کر لیا تھا۔ اس نے ظاہر بیبرس کی جماعت سے قلعوں کو چھین لیا تھا اور ان پر اپنے حاکم مقرر کر دیئے تھے۔ سلطان منصور قلاوون سے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ اپنے فوت تک کا تمام علاقہ شام کی حکومت میں شامل کر لے۔ یہ علاقے اس کے زیر حکومت رہے جو اس نے پہلے ہی حاصل کر لئے تھے کیونکہ سلطان نے اس کے ساتھ اس بات کا معاہدہ کیا تھا

دمشق میں بغاوت جب سلطان نے قلعہ دمشق کا حاکم اپنے موالی (آزاد کردہ غلام) حسام الدین لاچین صغیر سلحدار کو ماہ ذوالحجہ ۶۷۸ھ میں مقرر کیا تو سنقر نے اس کو بہت ناپسند کیا اور بغاوت کا اعلان کر دیا اور اپنے آپ کو بادشاہ مشہور کیا۔ جب اسے قلاوون کی تخت نشینی کی خبر ملی تو اس نے اپنی جماعت کے لشکر اور امراء سے حلف اٹھوایا اور جس نے حلف نہیں اٹھایا اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا لقب الکامل رکھا۔ یہ تمام واقعات اسی سال کے ماہ ذوالحجہ میں ہوئے۔

اس نے قلعہ کے (نائب) حاکم لاچین کو گرفتار کر لیا اور سیف الدین کو شام کی اصلاح اور قلعوں میں اپنی حمایت کے لئے حلف (اطاعت) حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ وزارت پر مجد الدین اسماعیل بن کسیرات کو مقرر کیا اور خود شہر قلعہ میں رہنے لگا۔

افرم سے ملاقات: اس اثناء میں سلطان نے ایک افرم کو بھی [illegible] بلایا۔ اسی وقت جب صاحب الکرک کا حاکم سعید فوت ہو گیا تھا جب وہ خود وہاں پہنچا تو وہاں [illegible] بھی الکرک فتح کر کے واپس آیا ہوا تھا اور دونوں کی ملاقات ہوئی تھی۔ سنقر الاشقر نے انہیں خبردار کیا اور افرم سے مخاطب ہوا۔ اس نے سلطان پر الزام لگایا کہ اس نے اسے [illegible] کا حاکم مقرر نہیں بنایا۔ اور قلعہ دمشق اور حلب کی حکومت دوسرے لوگوں کو دے دی۔ اس ملاقات کے بعد افرم نے سلطان کو ایک خط بھی [illegible] لکھا اور اطاعت کی [illegible] سے [illegible] گئے۔

محرم (اپریل [illegible]) [illegible] آیا۔ اس نے شام کے مختلف علاقوں سے فوج اکٹھی کی اور [illegible] کرنے کے لئے [illegible] کی قیادت میں فوج روانہ کی۔ [illegible] اور ان کے ساتھیوں نے [illegible] فوج کا مقابلہ کرنے [illegible] کی اور ان کے افسروں کی ایک جماعت قید کر کے سلطان قلاوون کے پاس بھیج دی۔ سلطان نے انہیں [illegible] کر کے خلعت عطا کئے۔

سنقر کی شکست: جب یہ خبر [illegible] دمشق پہنچی تو سنقر الاشقر اپنی فوجوں کے ساتھ باہر نکلا [illegible]۔ اس نے فوج میں مقیم امرا کو اپنی طرف [illegible] کرنے کی کوشش کی۔ [illegible] سلطان نے مصر [illegible] علم الدین سنجر الحلبی منصوری اور بدر الدین بکتاش الفخری [illegible] کی قیادت میں روانہ کیا۔ وہ بھی دمشق کی طرف روانہ ہو گئے۔ دمشق کے قریب ان کا مقابلہ سنقر الاشقر کی فوجوں سے ہوا [illegible] سنقر [illegible] شکست [illegible]۔ [illegible] لوگوں نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور علم الدین سنجر الحلبی منصوری کو [illegible] دمشق کا نائب [illegible] گیا۔ قلعہ دمشق کا حاکم سیف الدین [illegible] منصوری مقرر ہوا۔ اس کے بعد سلطان کو فتح دمشق کی اطلاع دی گئی۔

سنقر کی تاتار سے خط و کتابت: سنقر (شکست کھانے کے بعد) جب [illegible] وہاں کے حاکم نے اس کا مقابلہ کیا تو وہ [illegible] کے پاس [illegible] لی۔ [illegible] شکست خوردہ [illegible] سب نے تاتاریوں کے بادشاہ ابغا سے خط و کتابت کی اور [illegible] کہ وہ شام [illegible] کرے۔ [illegible]

شیزر پر قبضہ: سنقر نے صہیون [illegible] شیزر پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] سلطان مصر نے [illegible] کی قیادت میں شیزر کا محاصرہ کرنے کے لئے فوج بھیجی [illegible] محاصرہ کر لیا۔

حملۂ تاتار کی خبر: اسی عرصہ میں یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا بادشاہ ابغا [illegible] شام پر حملہ کرنے والا ہے۔ [illegible] بلاد روم کے [illegible] کے ساتھ [illegible] اور اپنے [illegible] کو [illegible] کی سمت سے روانہ کیا ہے اور وہ خود شام کے راستے سے آ رہا ہے اور اس کی [illegible] اس کے بھائی منگو تمر [illegible] ہے۔

دشمن کے خلاف اتحاد: جب یہ خبریں [illegible] پہنچیں تو افرم نے شیزر کے مقام سے محاصرہ اٹھا لیا اور سنقر کو [illegible] دعوت دی کہ وہ [illegible] مسلمانوں کے دشمن کے خلاف متحد ہو جائے۔ چنانچہ اس نے یہ دعوت قبول [illegible] ([illegible])

سے ترک موالات کر کے مسلمانوں کی فوج میں شامل ہونے کے لئے حمص سے روانہ ہوا۔

سلطان کی فوج کشی اُدھر سلطان نے مصر میں فوجیں جمع کیں اور شام کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے مصر میں اپنے فرزند علاء الدین علی کو اپنا جانشین بنایا اور اس کی ولی عہدی کا اعلان کیا۔ چنانچہ اس بارے میں ایک تحریر لکھی جو امراء کے سامنے پڑھ کر سنا دی گئی۔ پھر وہ فوجوں کو تیار کر کے دمشق کی جانب اوائل ۶۷۹ھ میں روانہ ہوا اور [illegible] کیا۔

حلب کی دوبارہ بربادی اُدھر تاتاری فوجیں جب حلب پہنچیں تو وہاں کے باشندے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان کے گھر ویران ہو گئے۔ ان فوجوں نے وہاں پہنچ کر گھروں اور مسجدوں کو جلا ڈالا۔ [illegible] اور مدرسہ [illegible] جلا دیا گیا تھا۔ جب انہیں یہ خبر ملی کہ سلطان مصر دمشق آ پہنچا ہے تو وہ بھاگ کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔

حفاظتی فوج کا تقرر سلطان نے حمص اور شام کے ساحلی شہروں پر مزید فوجیں متعین کیں تاکہ فرنگیوں کے حملے سے ان کی حفاظت ہو سکے۔ اس کے بعد سلطان بھی مصر واپس چلا گیا۔

سنقر کی واپسی سنقر اشقر بھی صہیون چلا گیا۔ اب اس کی فوج کے بہت سے افراد اسے چھوڑ کر شام چلے گئے۔ اس کے ساتھ صرف [illegible] عز الدین ازدمر اور [illegible] باقی رہے جنہوں نے اس کی حکومت کے وقت سے [illegible] قلعوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔

حصن مرقب میں شکست ان فرنگیوں کو جو مرقب کے قلعوں میں تھے جب تاتاریوں کے حملہ شام کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے قریبی علاقوں پر قتل و غارت شروع کر دی۔ جب تاتاری شام سے لوٹ گئے تو حصن اکراد کے حاکم بلبان طباخی نے سلطان سے ان پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی اور اجازت ملنے پر اپنے قلعوں کی محافظ فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ اس نے ترکمان فوجوں کو بھی جمع کر لیا تھا۔ جب وہ مرقب کے قلعہ کے پاس پہنچا تو اس کے پیچھے خیمہ زن ہوا اور قلعہ والوں کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر وہ پہاڑ کے دشوار گزار راستوں میں پھنس گیا۔ اس وقت ان فرنگیوں نے یکبار حملہ کر کے اسے شکست دے دی جس سے مسلمانوں کو نقصان ہوا۔

فرنگیوں سے صلح نامہ جب یہ اطلاع سلطان مصر کو پہنچی تو وہ [illegible] فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے [illegible] اپنے بیٹے اپنے فرزند کو نائب بنا کر جب روانہ ہوا اور [illegible] کے مقام پر پہنچا تو وہاں فرنگیوں کے ایلچی [illegible] نے آ کر [illegible] کہ وہ مرقب والوں کے ساتھ مصالحت کر لے [illegible] انہوں نے وعدہ کیا کہ [illegible] وہاں کے حاکموں کے [illegible] چونکہ سلطان نے [illegible] محرم ۶۸۰ھ میں ان سے صلح نامہ کر لیا۔ پھر اس نے [illegible] کے حاکم اور اس کے فرزند سے بھی صلح کی۔ نیز طرابلس کے حاکم [illegible] اور [illegible] عکا کے ساتھ بھی ان کے شہروں اور ساحلی قلعوں [illegible] سلطان کی شرط [illegible] کہ مسلمانوں کے [illegible] اور وہ کسی قلعہ کے قیدی اور دوسرے لوگوں کی مدد نہیں کریں گے اور [illegible] تاتاریوں کے ساتھ ساز باز نہیں کریں گے اور جہاں تک [illegible] مسلمانوں کے علاقوں میں سے گزرنے کی اجازت نہیں

دیں گے۔ سلطان نے ان کے ساتھ یہ معاہدہ گیارہ سال کے لئے کیا تھا۔ اور اپنے امراء میں سے کچھ لوگوں کو فرنگیوں کے پاس ان سے (اس معاہدہ کے لئے) حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا تھا۔

سازشیوں کا قتل: اس عرصے میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ اس کے امراء کی ایک جماعت اسے اچانک قتل کرنے کی سازش کر رہی ہے اور انہوں نے اس (سازش) میں فرنگیوں کو بھی شریک کیا تھا۔ اس کا سرغنہ کوندک تھا۔ چنانچہ جب وہ بیسان پہنچا تو سلطان نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کرا دیا اور جو اس (سازش میں شریک تھے وہ مشتبہ قرار دیئے گئے۔ چنانچہ وہ سنقر کے پاس صہیون پہنچ گئے۔

علاقوں کا تبادلہ: دمشق پہنچ کر سلطان نے قلعہ شیزر کے محاصرے کے لئے فوجیں بھیجیں آخر کار سلطان اور اشقر کے درمیان قاصدوں کا تبادلہ ہوا اور ان شرائط پر صلح ہوئی کہ سنقر اشقر شیزر سے دستبردار ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اس کے معاوضہ میں اسے شغر اور بکاس کا علاقہ دیا جائے۔ یہ بھی طے پایا کہ اشقر اپنے قلعوں کی حفاظت کے لئے صرف چھ سو سوار کا فوجی دستہ رکھے گا اور وہ ان امراء کو نکال دے گا جو اس کے پاس بھاگ کر آتے ہیں۔ جب یہ معاہدہ مکمل ہو گیا تو اس کو نافذ کرنے کے لئے فرمان جاری ہو گیا۔

اشقر کے پاس سے سنجر دوادار مصر کے پاس چلا آیا تو سلطان نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ سلطان نے شیزر کا حاکم بلبان طباخی کو مقرر کیا۔

الکرک کا معاملہ: اس سے پہلے ملک ظاہر کے فرزند جو الکرک میں تھے۔ سلطان سے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ صلح نامہ میں سلطان داؤد کے زمانے کی طرح الکرک کے علاقہ پر قابض ہو گئے۔ سلطان نے ان کے رشتہ داروں کو قاہرہ سے بھیجا اور ان کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کر لیا اور امیر سنجر ارادو اور قاضی تاج الدین الاثیر کو ان سے حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا۔

تاتاریوں کا زبردست حملہ: ۶۸۰ھ میں تاتاریوں نے بحیرت سے شام کی طرف فوج کشی کی۔ چنانچہ تاتاریوں کا (بادشاہ) ابغا تورمغلوں اور تاتاریوں کی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ جب وہ رحبہ کے مقام پر پہنچا تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا (اس محاصرہ میں) اس کے ساتھ حاکم ماردین بھی شریک تھا۔ اس (بادشاہ) کے بھائی منکوتمر نے بھی شام کی طرف فوج کشی کی۔ شمالی علاقے کا بادشاہ منکوتمر جو دوشی خان کی اولاد سے تھا وہ بھی اپنے پائے تخت سے ابغا بن ہلاکو کی مدد کے لئے شام پر حملہ آور ہوا۔ وہ قسطنطنیہ سے گزرتا ہوا اقیادیا اور تفلیس کے درمیان خیمہ زن ہوا۔ پھر وہ منکوتمر بن ہلاکو کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھ مل کر اس نے شام کی طرف پیش قدمی کی۔

اسلامی لشکر کا مقابلہ: سلطان مصر دمشق سے مسلمانوں کی فوجوں کو لے کر تاتاریوں سے پہلے حمص پہنچ گیا۔ وہاں اس کے ساتھ سنقر الاشقر بھی امرائے ظاہریہ سمیت شامل ہو گیا۔

اسی ہزار کی تاتاری فوج: تاتاریوں کے زبردست لشکر میں روم، فرنگی، ارمن اور کرج اقوام سمیت اسی ہزار سے زائد فوج تھی۔ فریقین کا حمص کے مقام پر مقابلہ ہوا۔

اسلامی صفوں کے سپہ سالار: سلطان مصر کی میمنہ (دائیں طرف کی فوج) میں حاکم حماۃ محمد بن المظفر، نائب حسام دمشق حسین طمدار تھے۔ عیسیٰ بن مہنا عرب بدوؤں کی قیادت کر رہے تھے۔ میسرہ (بائیں طرف کی فوج) میں سنقر اشقر ترکمان فوج اور ظاہریہ کی جماعت اور ان کے امراء کے ساتھ شریک تھا۔ قلب (درمیانی صفوں) میں سلطان کا نائب حسام الدین طرنطائی نائب، رکن الدین اباجی اور فوج کا کثیر حصہ اور ممالیک (مصر) شریک تھے۔ سلطان (بذات خود) جھنڈوں کے پیچھے اپنے موالی اور مخصوص ملازمین کے ساتھ شریک جنگ تھا۔

تاتاریوں کو شکست: تاتاری فوجیں بھی مختلف دستوں میں تقسیم تھیں۔ یہ جنگ چودہ رجب ۶۸۰ھ میں ہوئی۔ جنگ صبر و استقلال کے ساتھ زور و شور کے ساتھ جاری رہی۔ پھر مسلمانوں کا میمنہ منتشر ہو گیا اور تاتاریوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اس کے بعد تاتاریوں کا میسرہ منتشر ہوا اور ان کی فوجیں پیچھے ہٹ کر اپنے بادشاہ منکوتمر کی طرف جو قلب (درمیانی صف) میں تھا بھاگیں تو اسے شکست ہو گئی اور تاتاری فوج نے بھی مسلمانوں کے میسرہ کا تعاقب کرنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ جب وہ سلطان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ سلطان اپنے مقام پر ڈٹا ہوا ہے اور ثابت قدمی سے جنگ کر رہا ہے۔ اس کے بعد وہ اور فوراً اس سے لڑنے کو آ گئے۔

تاتاریوں کا تعاقب اور تباہی: (تاتاریوں کی شکست کے بعد) سلطان مصر (قلاوون) تیسرے دن حمص لوٹ آیا۔ دوسرے دن اس نے دشمن کے تعاقب کے لیے کوچ کیا۔ دوران ان قلعوں کا قصد کیا جو دریائے فرات کے اطراف میں تھے تاکہ ان کی فوجوں کو روکا جائے۔ لہٰذا انہوں نے راستہ تبدیل کر لیا اور وہ دریائے فرات کے نامعلوم مقامات میں گھس گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دریا میں ڈوب گئے۔ ان میں سے کچھ فوج سلمیہ کے جنگل بیابانوں میں سے گزری اور وہاں کی جنگ کر کے تباہ و برباد ہو گئی۔

ابغا کا فرار: ابغا تاتاریوں کا بادشاہ رحبہ کے مقام پر تھا۔ جب اسے (فوج کی شکست) کی خبر ملی تو وہ بغداد بھاگ گیا۔

تاتاری دستوں کی موت: اس کے بعد سلطان (قلاوون) نے فوجوں کو ان کے اصلی ٹھکانوں کی طرف بھیج دیا۔ سنقر اشقر صہیون چلا گیا۔ ظاہریہ جماعت کے افراد پیچھے رہ گئے اور وہ سلطان کے ساتھ مل گئے۔ جب سلطان دمشق آ گیا اور پھر وہاں سے اسی سال ماہ شعبان کے آخر میں مصر پہنچا۔

مصر پہنچتے ہی اسے اطلاع ملی کہ منکوتمر بن ہلاکو ہمدان میں فوت ہو گیا ہے اور شمالی علاقہ کا بادشاہ منکوتمر صرائے میں مر گیا ہے۔ لہٰذا اس خبر کے بعد اسے فتح کامل حاصل ہوئی۔

شاہ تاتار کی ہلاکت: ابغا بن ہلاکو ۶۸۱ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کی موت کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے وزیر شمس الدین الجوینی کو اپنے بھائی منکوتمر کے اچانک قتل کا ملزم قرار دیا۔ تاتاری بادشاہ (ابغا) نے اسے گرفتار کرنے کے بارے میں تحقیقات کروائی تو جوینی نے کسی کو پوشیدہ بھیج کر (اس کے کھانے میں) زہر ملوا دیا جس سے وہ مر گیا۔

مغل حاکم کی گرفتاری: ابغا نے ایک دوسرے مغل حاکم پر بھی اپنے بھائی کی موت کا الزام لگایا جو جزیرہ کا گورنر تھا۔

چنانچہ وہ (الفرام کی قید سے نکل کر) بھاگ گیا۔ جب سلطان قلاوون نے ایک فوجی مہم موصل کے علاقے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجی اور وہ [illegible] کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے اس غدار مغل کو پکڑ لیا اور اسے سلطان کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے متعدد دفعہ اس کے بعد [illegible] کر کے اس کا نام اپنے دفتر میں درج کرا دیا۔ چنانچہ وہ تاتاریوں کے بھید اور واقعات بیان کرتا تھا اور بہت سے واقعات اس کی روایت سے تاریخ میں لائے گئے ہیں۔

حلب کی تباہی کا انتقام: اس سال سلطان نے دوسری فوجیں بھیجیں جو دارالحرب میں سیس (ارمینیا) کے علاقے کی طرف گئیں۔ کیونکہ ارمنیوں نے شہر حلب اور اس کی مساجد کو تباہ کیا تھا۔ لہٰذا ان سے انتقام لینا (ضروری) تھا۔ ان فوجوں نے ان کے علاقوں کو تباہ کر دیا تھا۔ وہاں انہوں نے ایک مقام پر بعض تاتاری اور مغل دیکھے۔ چنانچہ [illegible] تو ان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ یہ فوجیں [illegible] کے پہاڑوں تک جا پہنچیں اور وہاں سے مال غنیمت حاصل کر کے واپس آ گئیں۔ اس زمانے میں سلطان نے شمس الدین قراسنقر منصوری کو حلب بھیجا تاکہ وہ حلب کے قلعہ اور جامع مسجد کی مرمت کرے۔ جسے تاتاریوں نے برباد کر دیا تھا۔ چنانچہ اس نے ان کی اس طرح تعمیر و مرمت کرائی کہ ان کی حالت پہلے سے بہتر ہو گئی۔

تکودار کا اعلان اسلام: [illegible] کے بعد [illegible] بادشاہ ہوئے ان میں سے اکثر مسلمان ہو گئے۔ سب سے پہلے ہلاکو کا بیٹا تکودار بن ہلاکو خان [illegible] نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اس نے اپنا نام (احمد) رکھا [illegible] اس کے ایلچیوں نے آ کر یہ خبر سلطان مصر کو پہنچائی۔ ان ایلچیوں کے نام یہ ہیں (۱) شمس الدین اتابک (۲) [illegible] (۳) قطب الدین محمود شیرازی قاضی سیواس (۴) شمس الدین محمد بن الصاحب [illegible] (اس کے اسلام لانے کی خبر) کے خط پہنچا۔ یہ جمادی الاولیٰ ۶۸۱ھ [illegible] لوگوں نے اس (واقعہ) کو [illegible] سمجھا [illegible] کا مذہب [illegible] گیا۔

غازان کا قبول اسلام: [illegible] کے بعد غازان [illegible] اپنے بھائی [illegible] کی وفات کے بعد ۶۹۴ھ میں [illegible] علاقے کی سلطنت کا بادشاہ ہوا تھا۔ اس نے بھی اپنی بادشاہت اور مسلمان ہونے کی خبر پہنچائی۔ اس نے [illegible] اپنی بادشاہت کی خبر، لقب اور اپنے تحفے بھیجے۔ [illegible] ان کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے (اسلامی) جھنڈا [illegible] کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ اسے یہ سب چیزیں عطا کی گئیں۔

قلعہ مرقب کی تسخیر: ۶۸۴ھ میں منصور بن المظفر [illegible] خراسان میں فوت ہو گیا۔ سلطان قلاوون نے اس کے [illegible] مظفر [illegible] کا [illegible] مقرر کیا [illegible] ارمنیوں کے [illegible] ۶۸۴ھ میں [illegible] سلطان قلعہ مرقب کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں نے [illegible] کی مدد کی۔ چنانچہ سلطان نے وہاں پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ تو آخر کار انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد [illegible] صلیبیوں سے [illegible] معاہدہ کر کے [illegible] سلطان مصر چلا آیا۔

قلعہ الکرک کی تسخیر (۶۸۵ھ): سلطان نے اپنے نائب [illegible] حسام الدین طرنطائی کو الکرک [illegible] کی طرف [illegible] بھیجا [illegible] ۶۸۵ھ میں الکرک [illegible] کا محاصرہ کر لے۔

آخر کار انہوں نے پناہ طلب کی تو حسام الدین انہیں مصر سلطان کے پاس لے آیا (اور الکرک پر قبضہ کر لیا۔)

سلطان گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی ملاقات کے لئے گیا اور اس نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ مگر جب ان کا چال چلن خراب ہو گیا تو سلطان نے بدگمان ہو کر انہیں قید کر کے قسطنطنیہ جلاوطن کر دیا اور الکرک کا حاکم عز الدین منصوری کو مقرر کیا۔ اس کے بعد مصری دویدار کو حاکم مقرر کیا یہ اخبار الترک کا مخالف ہے۔

فتح صہیون: سلطان نے حسام الدین طرنطائی کو دوبارہ لشکر دے کر اسی مقصد کے لئے بھیجا کہ وہ صہیون میں سنقر الاشقر کا محاصرہ کرے کیونکہ وہ بھی باغی ہو گیا تھا اور اس نے سلطان کے شہروں پر حملہ کیا تھا۔ وہ ۶۸۶ھ میں صہیون پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب سنقر اور اس کے ساتھیوں نے ہتھیار ڈال دیئے (اور صہیون پر قبضہ ہو گیا) تو وہ اسے سلطان کے پاس (مصر) لے آیا اور اسے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ چنانچہ وہ سلطان کے پاس مقیم رہا تا آنکہ سلطان فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا فرزند اشرف بادشاہ ہوا۔

شاہ قسطنطنیہ کی وفات ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ فرنگی ۶۰۲ھ میں قسطنطنیہ پر قابض ہو گئے اور انہوں نے رومیوں کو شکست دی تھی۔ میخائیل ان کا مذہبی پیشوا تھا اور اس کے قریب کسی قلعہ میں رہتا تھا۔ آخر کار اسے موقع ملا تو اس نے رات کے وقت قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا اور وہاں جو فرنگی تھے انہیں مار ڈالا جو زندہ بچے وہ اپنے جہازوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے۔ پھر رومیوں نے اکٹھے ہو کر میخائیل کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور جو بادشاہ اس سے پہلے تھا وہ مارا گیا۔ سابق شاہ قسطنطنیہ اور شاہ مصر کے ساتھ اور اس کے بعد سلطان قلاوون کے ساتھ گہرے تعلقات تھے اور ان میں تحفوں کا تبادلہ بھی ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ جب سوغامر کو جلاوطن کیا گیا تو وہ اس بادشاہ کے پاس جا ٹھہرے۔

۶۸۱ھ میں میخائیل (شاہ قسطنطنیہ) فوت ہو گیا تو اس کا فرزند اس کے بعد بادشاہ ہوا۔ وہ دوقش کے لقب سے مشہور تھا۔ میخائیل اشکری کے نام سے بھی مشہور تھا اور اس کے بعد اس کے فرزند بھی اشکری کہلاتے تھے اور یہی لوگ آج کل (ابن خلدون کے زمانے تک) قسطنطنیہ کے بادشاہ ہیں۔

نوبہ کے حالات: ۶۷۴ھ میں جب ملک ظاہر حکمران تھا نوبہ کا بادشاہ (مصر) آیا تو اس نے اپنے بھتیجے کے خلاف جس کا نام داؤد تھا امداد طلب کی تھی کیونکہ اس نے اسے شکست دے کر اس کے قبضے سے اس کا علاقہ چھین لیا تھا۔ سلطان ظاہر نے امداد دینے کا وعدہ کیا تھا اور وہ اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔ ادھر سے مگر داؤد کی طاقت میں اضافہ ہو گیا تھا اور سلطنت کی حدود وسیع ہو گئی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ مصر کے بالائی حصہ (صعید) کی آخری حد یعنی اسوان کے قریب تک پہنچ گئیں۔

داؤد کے خلاف جنگ (یہ حالات دیکھ کر سلطان ظاہر نے آقسنقر فارقانی اور ایبک افرم کو فوج دے کر بھیجا اور اس کے ساتھ نوبہ کے (سابق) بادشاہ مرتشکین کو بھی بھیجا۔ جب یہ لوگ روانہ ہوئے تو انہوں نے عرب کی فوج کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا جب وہ راس الجنادل پہنچے تو وہ اس علاقے پر قابض ہو گئے اور وہاں کے باشندوں کو تباہ کر دیا۔ جب وہ آگے بڑھے تو ان کا بادشاہ داؤد سے مقابلہ ہوا انہوں نے اسے شکست دی اور اس کی فوجوں کا صفایا کر دیا۔ مصری فوجوں نے اس کے بھائی ممکن اور والدہ کو گرفتار کر لیا۔ داؤد دونان کے علاقے کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے حاکم نے جب اسے دیکھا تو اس

نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دے دی اور اسے گرفتار کر لیا۔ بعد میں اسے زنجیروں میں جکڑ کر سلطان کے پاس بھیج دیا گیا جہاں وہ قلعہ میں مقید رہا اور وہیں فوت ہو گیا۔

جائز بادشاہ کا تقرر: اب (حقیقی بادشاہ) مرقشنین نوبہ کا بادشاہ ہو گیا۔ اس کے ذمہ یہ شرائط تھیں کہ وہ سالانہ خراج کی مقررہ رقم ادا کرے اور مقررہ تحائف بھیجا کرے۔ ایک شرط یہ بھی تھی کہ اسوان کے قریبی قلعے خالص سلطان کی ملکیت میں رہیں گے۔ نیز وہ اپنے بھتیجے داؤد اور اس کے تمام ساتھیوں کو اپنے علاقے سے نکال دے گا۔ چنانچہ اس نے یہ تمام شرائط پوری کر دیں۔

نوبہ پر فوج کشی: اس کے بعد سلطان بیبرس فوت ہو گیا اور اس کے فرزندوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ جب منصور قلاوون بادشاہ ہوا تو اس نے ۱۲۸۷ء میں علم الدین سنجر خیاط اور عز الدین الکورانی کی قیادت میں نوبہ کی طرف فوج بھیجی۔ ان کے ساتھ قوص کا حاکم عز الدین ایبک الافرم بھی شامل تھا۔ اس نے فوج میں مشہور عرب قبائل کے افراد، مغرب کے لوگوں اور بدوی قبائل کو بھرتی کر لیا تھا۔ مشہور خاندانوں میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کی اولاد اور شریف شیبان اور عز الدین کی اولاد کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ یہ فوج دو حصوں میں مشرقی اور مغربی کناروں پر پیش قدمی کرتی رہی، یہاں تک کہ بادشاہ دنقلہ سے بھاگ گیا۔ اس وقت نوبہ کا بادشاہ شمامون تھا جو ہمارے خیال میں غالباً مرقشنین کا بھائی تھا۔ جب اس کی فوج مقابلے کے لئے آئی تو اس نے شکست کھائی اور مصری فوجیں اس کا دنقلہ کے پیچھے پندرہ دن تک تعاقب کرتی رہیں۔

دیگر حالات: اس کے بعد شمامون کے بھانجے کو بادشاہ بنا کر فوج مصر واپس چلی گئی۔ ان کے جانے کے بعد شمامون دنقلہ آ گیا اور اس نے اس علاقہ پر قبضہ کر کے اقتدار بحال کر لیا۔ اس کا بھانجا مصر بھاگ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے سلطان (قلاوون) سے فریاد کی۔ سلطان نے اس کی مدد کے لئے عز الدین ایبک الافرم کو بھیجا۔ اس کے ساتھ تین دوسرے افسر تھے اور قوص کا حاکم عز الدین بھی اس کے ہمراہ تھا۔ یہ فوج کشی ۱۲۸۹ء میں ہوئی۔

نیا بادشاہ اسوان ہی میں فوت ہو گیا تھا اور وہیں مدفون ہوا۔ تو اس کا نائب فریاد رسی کے لئے سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اس کے ساتھ مرقشنین کے بھتیجے داؤد کو بھیجا جو کہ مصر میں اسیر تھا۔ جب فوجیں دنقلہ کے سامنے پہنچیں تو شمامون بھاگ کر دریائے نیل کے وسط میں ایک جزیرہ میں جا کر پناہ گزین ہوا جو دنقلہ سے پندرہ مرحلے کے فاصلے پر تھا۔ جزیرہ کے قریب اس کثرت سے پتھر تھے کہ وہاں تک کشتیوں کا پہنچنا بہت مشکل تھا۔ شمامون وہاں سے نکل کر ابواب میں چلا گیا (یعنی صورت میں) اس کے ساتھی بھی لوٹ گئے اور فوجیں بھی دنقلہ واپس آ گئیں۔ اور انہوں نے داؤد کو حاکم بنایا اور ۱۲۹۰ء میں مصر لوٹ گئیں۔ فوجی حکام (انہیں) جو صرف [illegible] ہوئے۔ یہاں وہ داؤد کی مدد کے لئے ایک افسر بھی مقرر کر گئے تھے۔

جب فوج مصر واپس چلی گئی تو شمامون دنقلہ واپس آ گیا۔ اس نے داؤد کے (مقررہ حاکم) کو قتل کر کے اس افسر کو جو کہ وہاں موجود تھا سلطان کے پاس بھجوایا تا کہ وہ سلطان کے ساتھ اس کی سفارت کرائے (اس نے وعدہ کیا کہ) وہ اس کے بدلے میں مقررہ دو گنا خراج ادا کرتا رہے گا۔ سلطان نے اس کی یہ تجویز منظور کر لی اور

اپنے علاقے کا حاکم بحال ہو گیا۔

طرابلس کے حالات

وہ فرنگی جو طرابلس میں مقیم تھے بار بار عہد شکنی کرتے رہے اور مختلف سمتوں میں حملہ کرتے رہتے تھے۔ اس لئے سلطان مصر نے مصر و شام کی فوجوں کو اکٹھا کیا اور ان کی خامیوں کو دور کیا۔ اس نے محاصرے کے (جدید) آلات بھی تیار کئے۔ وہاں وہ ماہ محرم ۶۸۸ھ میں فوج لے کر پہنچا اور اس شہر کا محاصرہ کر کے وہاں مجانیق نصب کرا دیئے۔ چونتیس دن تک محاصرہ کرنے کے بعد سلطان نے طرابلس کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور وہاں قتل عام کرایا۔

طرابلس کی تباہی: بعض فرنگی جان بچانے کے لئے جنگی کشتیوں میں سوار ہو گئے مگر بادِ مخالف نے پھر انہیں ساحل پر پہنچا دیا جہاں انہیں یا تو قتل کر دیا گیا یا گرفتار کر لیا گیا۔ بادشاہ مصر نے طرابلس شہر کو تباہ و ویران کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے منہدم کر کے تباہ و برباد کر دیا گیا۔ سلطان نے اس شہر سے متعلق جس قدر قلعے تھے ان سب کو فتح کر لیا۔ پھر سلطان نے محافظ فوجیں اور نائب حاکم متعین کر کے ان میں منقری کو مقرر کیا اور ایک دوسرا قلعہ تعمیر کرایا تاکہ وہاں اس کا حاکم اور محافظ فوجیں رہ سکیں۔ اس کا نام بھی طرابلس رکھا گیا جو آج تک (تا عہد ابن خلدون) موجود ہے۔

فتح طرابلس کی تاریخ: اس شہر (طرابلس) کی تاریخ (اسلامی) فتوحات کے زمانے سے یہ ہے کہ جب امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں شام کے حاکم تھے تو انہوں نے طرابلس فتح کرنے کے لئے سفیان بن مجیب الازدی کو (فوج دے کر) بھیجا۔ انہوں نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بالمقابل ایک اور قلعہ تعمیر کرا لیا۔ وہاں کے باشندے محاصرے سے تنگ آ کر وہاں سے بحری کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ گئے (یوں یہ شہر فتح ہو گیا تو) سفیان بن مجیب نے حضرت معاویہؓ کو اس کے مفتوح ہونے کی اطلاع دی۔ چنانچہ امیر معاویہؓ اہل سرحد کی حفاظت کے لئے ہر سال فوجیں بھیجا کرتے تھے۔

رومی پادری کا مرکز: خلیفہ عبدالملک بن مروان (کے عہد خلافت میں) اس کے پاس روم کا ایک بڑا پادری آیا۔ اس نے خلیفہ سے اجازت طلب کی کہ وہ اسے آباد کرے کہ وہاں رہے اور اس کے عوض وہ (سالانہ) خراج ادا کرتا رہے گا۔ خلیفہ نے اسے اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ دو برس (طرابلس میں) رہا۔ پھر وہاں کے مسلمانوں سے غداری کر کے بلاد روم روانہ ہوا۔ مگر مسلمانوں کے جنگی جہازوں نے اسے سمندر ہی میں گرفتار کر لیا (اور خلیفہ کے پاس بھیج دیا) خلیفہ عبدالملک یا ولید بن عبدالملک نے اسے قتل کرا دیا۔ اس کے بعد یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔

طرابلس کے مختلف حکام: یہاں کے حکام دمشق ہی سے مقرر ہو کر آتے تھے مگر جب فاطمیوں کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے یہاں مستقل حکام مقرر کئے چنانچہ پہلے یہاں کا حاکم ریان الخادم مقرر ہوا۔ پھر (بالترتیب) امین الدولہ ابو السعادات علی بن عبدالرحمٰن، نزال الکرخی، سعد الدولہ بن نزال یہاں کے حکام مقرر ہوتے رہے۔ یہ سب فاطمی حکام کے ارکان سلطنت سے تھے۔

بنو عمار کی حکومت: پھر یہاں کا قاضی امین الدولہ ابو طالب حسن بن عمار خود مختار حاکم ہو گیا۔ وہ ۴۶۴ھ میں فوت ہوا۔ وہ شیعوں کا بہت بڑا عالم اور فقیہ تھا اور اس نے وہ کتاب تصنیف کی ہے جو ترواب الدول یا ابن عقرب کوہ کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے بعد اس کا بھائی ابوالحسن بن محمد بن عمار حاکم ہوا۔ اس کا لقب جلال الدین تھا۔

فرنگیوں کا محاصرہ: ۴۹۸ھ میں فرنگیوں کا ایک حاکم صنجیل جس کا نام ریمنڈ تھا فوت ہو گیا۔ صنجیل ایک شہر کا نام بھی ہے۔ جو اس کے نام پر موسوم ہو گیا۔ صنجیل اس (طرابلس) کا طویل عرصہ تک محاصرہ کرتا رہا تھا (اس کا حاکم) ابن عمار اس کی حفاظت کرنے سے عاجز آ گیا تھا۔ اس لئے وہ عراق کے سلجوقی محمد بن ملک شاہ کے پاس امداد حاصل کرنے کے لئے پہنچا۔ اس نے اپنے چچا زاد بھائی ابو المناقب کو طرابلس میں اپنا جانشین بنایا۔ اس کے ساتھ سعد الدولہ فتیان بن الاعز بھی تھا جسے ابو المناقب نے قتل کر دیا اور اس نے افضل بن امیر الجیوش کی اطاعت قبول کر لی جو اس زمانے میں فاطمی خلفاء کا خود مختار حاکم تھا۔

صنجیل (فرنگی حاکم) طرابلس کے محاصرہ کے دوران ہی مر گیا تھا اور اس کے بجائے فرنگیوں کا ایک افسر سردانی ان کا حاکم مقرر ہوا۔

فاطمی حکام کا تسلط: (فاطمی سپہ سالار) افضل نے طرابلس پر اپنا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ مگر وہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے بجائے مال و دولت سمیٹنے میں مشغول رہا۔ افضل کو اس کے بارے میں یہ خبر ملی کہ وہ خود مختار بننا چاہتا ہے مگر اس نے اپنی بری حرکتوں کی وجہ سے اہل شہر کو اپنا مخالف بنا لیا تھا۔ لہٰذا افضل نے دوسرا حاکم اس کے بجائے بھیجا اور امداد کے لئے مصر سے جنگی جہاز بھی پہنچ گئے۔ اس کے بعد شہر کے ارباب اقتدار کو گرفتار کر لیا گیا اور فخر الملک بن عمار کے باقی ماندہ اہل و عیال کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا۔

ابن عمار کی ناکامی: فخر الملک بن عمار (جو سلجوقی بادشاہ کے پاس امداد کے لئے گیا تھا) ان کی امداد سے مایوس ہو کر واپس آ گیا۔ کیونکہ وہ ابھی خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ ۵۰۲ھ میں دمشق واپس آیا اور (وہاں کے حاکم) طغتگین اتابک کے پاس ٹھہرا۔

طرابلس کے فرنگی حکام: (فرنگی حکام) سردانی نے سات سال کے محاصرہ کے بعد طرابلس کو فتح کر لیا۔ لیکن صنجیل کے فرزند نے یورپ سے آ کر طرابلس پر قبضہ کر لیا اور طرابلس ایک شہزادی کی سلطنت میں تین سو سال تک شامل رہا۔ بعد میں فرنگی افسروں نے اس کے خلاف بغاوت کی اور بطرس اعور نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد طرابلس کا (فرنگی) حاکم القومس مقرر ہو گیا۔ جب اتابک زنگی حاکم موصل اور بیت المقدس کے فرنگی بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی اور اس میں فرنگیوں کو شکست ہوئی تو اس جنگ میں القومس (حاکم طرابلس) گرفتار ہو گئے۔

فرنگی بادشاہ جان بچا کر بعرین کے قلعہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ زنگی نے اس کا محاصرہ کیا۔ آخرکار فریقین نے اس پر مصالحت کی کہ وہ بعرین حوالے کر دے گا اور زنگی ان قیدیوں کو رہا کر دے گا جو جنگ میں گرفتار ہوئے تھے (اس صلح کی رو سے القومس بھی رہا ہو گیا) اور وہ طرابلس واپس چلا گیا اور وہاں کافی عرصہ تک حکومت کرتا رہا کہ

(اچانک ان امیروں کے کچھ افراد نے اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد ریمنڈ طرابلس کا اس وقت حاکم مقرر ہوا جب کہ وہ ابھی بچہ تھا۔ وہ فرنگی فوجوں کے ساتھ ۵۵۹ھ میں جنگ حارم میں شریک تھا جس میں ملک عادل نے فرنگیوں کو شکست دی تھی اور اس جنگ میں وہ گرفتار ہو گیا تھا اور وہ بہت دیر تک مقید رہا۔ آخر کار جب سلطان صلاح الدین یوسف ابن ایوب تخت نشین ہوا تو اس نے ۵۶۸ھ میں اسے رہا کر دیا اور وہ طرابلس پہنچ گیا۔ اس وقت سے طرابلس کی حکومت اس کے اور اس کی اولاد کے پاس رہی۔ حتیٰ کہ سلطان منصور قلاوون نے ۶۸۸ھ میں طرابلس کو فتح کر لیا۔

ہسپتال اور دارالعلوم کا قیام: سلطان منصور قلاوون نے یہ عزم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ قاہرہ میں ایک ہسپتال قائم کرے گا۔ اس نے اس مقصد کے لئے بہت سے مقامات کا معائنہ کیا۔ آخر کار اسے فاطمی خلفاء کے محلوں میں سے دو محلوں کے قریب الدار القطبیہ کا مقام پسند آیا۔ اور اس نے وہاں ہسپتال تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اصل حویلی کو ہسپتال کے لئے مقرر کیا اور اس کے ساتھ ہی مختلف علوم و فنون کی تعلیم کے لئے اعلیٰ درس گاہ اور اپنے لئے ایک مقبرہ کی تعمیر بھی شروع کر دی۔ ان سب کی تعمیر و تکمیل کے لئے اس نے علم الدین شجاعی کو مقرر کیا۔ چنانچہ اس نے بہت جلد یہ تمام عمارتیں تعمیر کرا دیں اور یہ ۶۸۳ھ میں مکمل ہو گئیں۔ سلطان نے اس کے اخراجات کے لئے مصر و شام کی بہت سی جائیدادیں اور اراضی وقف کیں۔

وقف کر دینے کا اعلان: (جب ہسپتال مکمل ہو گیا تو) ایک مقررہ دن کے موقع پر وہ ہسپتال پہنچا اور ایک طبی شربت کا پیالہ پی کر کہا: "میں نے یہ ہسپتال اپنے جیسے اور اپنے سے کمتر (ہر خاص و عام) مخلوق کے لئے وقف کر دیا ہے"۔ چنانچہ یہ ہسپتال اس کی نہایت عمدہ یادگار ہے۔

عکا پر فوج کشی: سلطان منصور قلاوون نے اپنے فرزند علاء الدین کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور اس کا لقب الصالح رکھا تھا۔ مگر وہ ۶۸۷ھ میں فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بھائی دوسرے فرزند خلیل کو ولی عہد بنایا۔ اسی عرصہ میں عکا کے فرنگیوں نے بغاوت کی اور انہوں نے گرد و نواح کے (مسلمانوں کے) علاقوں پر حملے کرنے شروع کر دیے تھے۔ اسی زمانے میں وہاں سے (مسلمان) تاجروں کا ایک قافلہ روانہ ہوا اور ترک غلاموں کو لے کر گزرا۔ وہ یہ غلام سلطان کے لئے لے جا رہے تھے کہ راستے میں فرنگیوں نے انہیں لوٹ لیا اور گرفتار کر لیا۔

قلاوون منصور کی وفات: (یہ خبر سن کر) سلطان نے ان سے جنگ کرنے کا عزم ارادہ کر لیا اور عیدالفطر کے بعد ۶۸۹ھ میں فوج لے کر روانہ ہوا۔ اس نے اپنے فرزند خلیل کو قاہرہ میں اپنا جانشین بنایا۔ اس کے ہمراہ زین الدین سیف اور علم الدین شجاعی وزیر تھے۔ (وہاں پہنچ کر) وہ شہر کے باہر خیمہ زن تھا کہ اچانک وہ بیمار ہو گیا جس کی وجہ سے اسے محل پہنچایا گیا۔ وہاں اس کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ ماہ ذوالقعدہ ۶۸۹ھ میں فوت ہو گیا۔

باب: سوم

منصور قلاؤن کے جانشین

خلیل اشرف کی حکومت (اس کی وفات کے بعد) اس کے فرزند خلیل کے ہاتھ پر بیعت لی گئی اور اس کا لقب اشرف رکھا گیا۔ اس وقت حسام الدین طرنطائی منصور کا نائب تھا۔ خلیل نے اسے اس عہدے پر برقرار رکھا اور اس کے ساتھ زین الدین سیف کو آستانہ عالیہ کی نیابت میں شریک کیا۔ اس نے علم الدین شجاعی کو بھی وزیر برقرار رکھا۔ بدر الدین بیدو (جو منصور) اس کا وزیر مالیات رہا اور عز الدین ایبک خزانہ دار تھا۔

حکام کا تقرر: اس وقت حسام الدین لاجین منصوری دمشق کا حاکم تھا اور شمس الدین قراسنقر جو کہ حلب کا نائب حاکم تھا۔ خلیل نے دونوں کو برقرار رکھا۔ اس نے اپنے والد کے مقرر کردہ جتنے حکام تھے انہیں فی الحال برقرار رکھا۔ تاہم اس نے تھوڑے دنوں کے بعد اپنے نائب حسام الدین طرنطائی کو گرفتار کر کے قتل کروا دیا اور اس کی جمع کردہ تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا۔ وہ اپنی دولت کو چھپایا کرتا تھا۔ کم از کم اس کے پاس چھ لاکھ دینار تھے جو سب کے سب اس کے شاہی خزانہ میں جمع کروا دیئے گئے تھے۔

نئے وزیر کا تقرر: اب بدر الدین مستقل طور پر اس کا نائب مقرر ہو گیا تھا۔ خلیل نے محمد بن عثمان بن سلعوس کو حجاز سے بلوا کر اسے وزیر مقرر کیا۔ وہ اس سے پہلے شام کا ایک تاجر تھا۔ اس کے والد کے عہد میں وہ اس کا مقرب بارگاہ ہو گیا تھا اور اس کی اچھی خدمت کی تھی۔ لہٰذا اس نے اسے اپنی شام کی جاگیروں کا منتظم بنا دیا۔ جہاں رہ کر اس نے بہت رقم وصول کر کے دی۔ اب اسے مصر کے دفتر کا نگران مقرر کیا گیا۔ یہاں آ کر اس نے بہت مظالم برپا کئے جس کی اطلاع سلطان کے نائب طرنطائی تک پہنچی تو سلطان نے اس کی دولت ضبط کر لی اور اسے سزا دے کر اسے شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔

محمد بن عثمان نے اسی سال حج کیا تھا اور وہ حجاز میں مقیم تھا۔ جب خلیل اشرف تخت نشین ہوا تو اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اسے بلوا بھیجا اور اسے وزیر مقرر کیا۔ یہاں آتے ہی اس نے بہت اثر و رسوخ حاصل کر لیا۔ وہ خود اس کا کام کرتا تھا اور عوام الناس سے بے تکلف تعلق رکھتا تھا۔

خلیل اشرف نے شمس الدین سنقر کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ اس نے اپنے نائب سلطنت طرنطائی کے ساتھ عز الدین سیف کو بھی گرفتار کیا تھا کیونکہ اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ طرنطائی سے مل کر اس کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ مگر جب اس کی بے گناہی ثابت ہوئی تو اس نے اسے رہا کر دیا۔

عکا کا محاصرہ: انتظام سلطنت درست کرنے کے بعد خلیل اشرف نے ۶۹۰ھ میں عکا کے محاصرہ کا قصد کیا تا کہ اپنے والد کی فوجی مہم کی تکمیل کرے۔ چنانچہ اس نے فوجوں کو تیار کیا۔ اور اہل شام کو اطلاع بھیج دی۔ وہ قاہرہ سے فوج کشی کر کے تیز رفتاری کے ساتھ براہ راست عکا پہنچا۔ شام کے حکام اور حاکم حماۃ مظفر بن منصور (فوج لے کر) اس کے پاس عکا پہنچا۔ محاصرہ کے بعد قلعہ پر منجنیق (قلعہ شکن آلات) سے حملہ کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فصیل کی برجیں ٹوٹ گئیں جہاں سے فوجیوں نے گھسنے کی کوشش کی تو دشمن نے ان پر تیر اندازی کی۔ تاہم انہوں نے مٹی سے خندق کو بھرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ اسے پاٹ دیا۔ شکستہ برجوں کو زمین کے برابر ہموار کر دیا اور اسی سمت سے شہر میں گھس کر دشمن کا صفایا کر دیا اور بے حد قتل و غارت کی۔ شکست خوردہ اور بچے کھچے دشمن چونکہ ان بڑے بڑے برجوں میں پناہ گزین ہوئے جو ابھی تک قائم تھے۔ اس لئے دس دن تک ان کا بھی محاصرہ کر کے مسلمان سپاہی ان میں بھی گھس گئے اور انہیں تہ تیغ کیا۔

فتح عظیم: عکا ۶۹۰ھ میں فتح ہوا۔ یہ شہر فرنگی کفار کے قبضے میں ایک سو تین سال تک رہا۔ کیونکہ فرنگیوں نے سلطان صلاح الدین کے قبضے سے ۵۸۷ھ میں حاصل کیا تھا۔

فرنگی شہروں کی تباہی: سلطان خلیل اشرف کے حکم سے عکا کا شہر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ جب اس کی خبر صور، صیدا، عتلیت اور حیفا کے فرنگیوں کو ملی تو وہ ان شہروں کو ویران چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان جب ان شہروں میں سے گزرا تو اس کے حکم کے مطابق یہ تمام (فرنگی) شہر برباد کر دیئے گئے۔ پھر سلطان دمشق روانہ ہو گیا۔

سلطان نے راستے میں حسام الدین لاچین حاکم دمشق کو پکڑ لیا۔ کیونکہ اس کے شیطان (مخبروں) نے اسے اطلاع دی تھی کہ سلطان اسے اچانک قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ فرار ہونے کے لئے سوار ہو گیا۔ اس کے تعاقب میں علم الدین سنجر شجاعی گیا تھا۔

پھر سلطان بیروت گیا اور اسے فتح کر لیا۔ سلطان جب کرک کے پاس سے بھی گزرا تو وہاں کے نائب حاکم رکن الدین بیبرس دوادار نے جو مؤرخ بھی تھا، اپنا استعفیٰ پیش کیا لہٰذا سلطان نے اس کے بجائے جمال الدین آقوش اشرفی کو کرک کا حاکم مقرر کیا۔

جب سلطان قاہرہ واپس آیا تو اس نے سلطان ظاہر کے دونوں فرزندوں سلامش اور خسرو کو اسکندریہ کے قید خانے سے رہا کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جہاں پہنچنے کے بعد سلامش فوت ہو گیا۔ سلطان نے حسام الدین لاچین منصوری اور شمس الدین سنقر الاشقر کو بھی قید خانے سے رہا کر دیا۔ علم الدین سنجار نائب حاکم دمشق کو گرفتار کر کے پہلے سے مصر بھیج کر قید کر دیا گیا تھا۔

سلطان نے یہ حکم دیا کہ قلعہ کے اوپر کے نشستوں کو جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ وسیع اور بلند کیا جائے اور اس کے سامنے جشن اور عید کے دنوں میں سلطان کے جلوس کے لئے ایک گنبد تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ میدان اور گھوڑوں کے بازار کے قریب ایسی عمارت تعمیر کی گئی۔

فتح قلعۃ الروم: سلطان خلیل اشرف نے جب حسام الدین لاچین کو چھوڑ دیا تھا تو اس کو شام کے حاکم کے عہدے پر بحال

کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ [illegible] میں اپنی فوج لے کر شام روانہ ہوا۔ دمشق پہنچنے کے بعد وہ حلب پہنچا اور وہاں سے اس نے قلعہ الروم کی طرف فوج کشی کی اور اسی سال کے جمادی الاولیٰ میں اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور تیس دن تک محاصرہ کرنے کے بعد سلطان نے اس قلعہ کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور وہاں کی منتشر فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا اور وہاں بطریک الارمن کو قیدی بنا لیا۔

حلب کا نیا حاکم: پھر وہاں سے واپس آ کر سلطان نے ماہ شعبان میں حلب میں قیام کیا اور قرا سنقر ظاہری کے بجائے حلب کا نائب حاکم سیف الدین طباقی کو بنایا۔ کیونکہ سلطان نے قرا سنقر کو ممالک کا سردار بنا دیا تھا۔

لاشین کی دوبارہ گرفتاری: وہاں سے سلطان دمشق پہنچا اور میر انظر منائی (شام کے حاکم) لاشین کو بدگمانی ہوئی تو وہ عید الفطر کی رات کو وہاں سے بھاگ گیا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں سوار بھجوائے تو کسی عرب بدو نے اپنے قبیلے میں (سے گزرتے ہوئے) اسے پکڑ لیا اور اسے لے کر سلطان کے پاس آیا۔ سلطان نے اس کو بیڑیوں میں جکڑ کر قاہرہ بھجوا دیا اور دمشق کا حاکم عز الدین ایبک حمیدی کو علم الدین سنجر شجاعی کے بجائے مقرر کیا۔

سلطان کا نیا مشیر: جب سلطان مصر واپس آیا تو اس نے علم الدین سنجاقی کو رہا کر دیا مگر وہ رہائی کے ایک سال بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے سنقر اشقر کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔ سلطان کے نائب بیدو کو جب لاشین کی بے گناہی معلوم ہوئی تو اسے رہا کر دیا۔ ایک مہینے کے بعد الاثیر فوت ہو گیا اس کے منصب پر اس کے فرزند عماد الدین ایوب کو مقرر کیا گیا۔ ایوب کو سلطان منصور نے اپنی حکومت کے آغاز میں مقید کر دیا تھا۔ مگر سلطان خلیل اشرف نے اسے اسی سال رہا کر دیا تھا۔ یوں وہ تیرہ سال تک قید میں رہا ......

......

...... مگر اب سلطان اشرف نے رہا کر کے اسے اپنی ہم نشینی اور مشورہ کے لئے مخصوص کر لیا۔

میر منشی کی وفات: (اسی سال) سلطان کے میر منشی اور پرائیویٹ سیکرٹری قاضی فتح الدین محمد بن عبداللہ بن عبدالظاہر فوت ہو گیا۔ اس کا سلطان اور اس کے والد کے دربار میں بلند مقام تھا۔ اب سلطان نے اس کے بجائے فتح الدین احمد بن الاثیر حلبی کو (اس منصب کے لئے) مقرر کیا۔ ابن عبدالظاہر کا فرزند علاء الدین علی تھا۔ سلطان نے اس کے ساتھ بھی نوازش کی اور اسے بھی منشیوں میں ملازم رکھ لیا۔

نائب السلطنت سے بدگمانی: بعد ازاں جب سلطان مصر کے بالائی حصے (صعید) میں سیر و شکار کے لئے گیا تو اس نے بیدو نائب السلطنت کو دار الخلافہ کے انتظام کے لئے اپنا جانشین مقرر کیا مگر جب وہ قوص میں پہنچا تو ابن السلعوس نے اسے پوشیدہ طور پر یہ اطلاع پہنچائی کہ بیدو (نائب حاکم) نے مصر کے بالائی حصے (صعید) میں بے شمار زرعی اراضی اپنے قبضہ میں کر رکھی ہے۔ چنانچہ وہاں جا کر سلطان نے ان کا معائنہ کیا اور جب ان اراضی کی کثرت کو (بری طرح) محسوس کیا تو وہ بیدو سے بدگمان ہو گیا۔ جب سلطان اشرف مصر واپس آیا تو اس نے اس سے اس کی کچھ جاگیریں واپس لے لیں۔ اس وقت سے بیدو کے بارے میں اسے شک و شبہ ہونے لگا تھا اس لئے بیدو نے نجیبوں اور عمدہ مویشیوں کے تحفے سلطان کو پیش کئے۔

شاہ آرمینیا سے مصالحت: ۶۹۲ھ میں سلطان نے شام کے سفر کی تیاری کی اور بیدرا کو [illegible] سے پہلے [illegible] حلب [illegible] پہنچا اور وہاں کے حالات درست کر کے شام آگیا۔ وہاں اسے آرمینیا کے حاکم کا ایلچی ملا۔ جو اس سے ملاقات کا [illegible] اس کی طرف سے مصالحت کا طالب ہوا۔ اس مقصد کے لیے وہ بہسنا، مرعش اور تل حمدون کے قلعے (سلطان کے) حوالے کرنے کے لیے تیار تھا۔ چنانچہ سلطان نے مصالحت کر لی اور ان (قلعوں) پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] کے ہاتھوں [illegible] قلعہ [illegible] سلطانوں کا تھا [illegible] فتح کیا تو یہ قلعہ شاہ آرمینیا کو فروخت کر دیا تھا۔

پھر سلطان اسی سال [illegible] رجب میں حمص پہنچا۔ اس کے ساتھ [illegible] بھی تھا۔ سلطان [illegible] میں قیام کیا۔ وہاں اس سے عرب قبائل کے سردار مہنا بن عیسیٰ نے ملاقات کی۔ سلطان نے اسے اور اس کے [illegible] بھائی محمد اور فضل اور اس کے فرزند موسیٰ کو گرفتار کر کے [illegible] کے ساتھ دمشق بھیج دیا۔ وہاں سے وہ مصر بھیجے گئے اور وہاں وہ سب قید میں رہے۔ سلطان نے ان کی جگہ عرب قبائل پر محمد بن ابی بکر [illegible] کو امیر مقرر کیا۔

جب سلطان حمص میں تھا تو اس نے طرابلس کے نائب [illegible] کو حکم دیا کہ [illegible] قلعہ [illegible] کو منہدم کر دے۔ چنانچہ یہ قلعہ [illegible] سلطان مصر کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے [illegible] بیدرا کے ساتھ [illegible] اپنے [illegible] میں [illegible]۔ جب وہ مصر پہنچا تو اس نے شمس الدین [illegible] کو قید سے رہا کر دیا۔

سلطان اور بیدرا کی ناچاقی: جب [illegible] بیدرا سلطان اشرف پر [illegible] اور اشرف اس کی [illegible] اس سے بدگمان تھا [illegible] بیدرا کی طرف سے [illegible] اور کینہ رکھتا تھا۔

سلطان کی ناراضگی: ۶۹۳ھ میں سلطان اشرف [illegible] شکار کے لیے نکلا تو اس نے اپنے وزیر ابن سلعوس کو [illegible] کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے دیکھا کہ بیدرا (نائب سلطنت) [illegible] پہلے سے پہنچ [illegible] وہاں [illegible] سب [illegible] حاصل کر لی تھیں۔ اس نے سلطان کو [illegible] تو سلطان بہت ناراض ہوا اور اس نے بیدرا کو بلوا کر اسے [illegible] کی۔ [illegible] بیدرا نے [illegible] اس کے [illegible] ہاتھ اٹھایا۔ یہاں تک کہ سلطان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

امراء کی سازش: اس کے بعد بیدرا نے اپنے ساتھیوں کی طرف [illegible] اور ان سے بادشاہ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ اس سازش کے [illegible] میں شمس الدین لاجین منصوری [illegible] قرا سنقر منصوری [illegible] تھے۔ ان کے علاوہ تمام امرائے مصر سلطان اشرف سے ناراض تھے۔ کیونکہ اس نے اپنے ادنیٰ ملازموں کو ان پر ترجیح دے رکھی تھی۔ چنانچہ جب ایک دفعہ ابن سلعوس نے [illegible] تو اس نے [illegible] کی طرف [illegible] (بیدرا) [illegible] کر دی۔

سلطان اشرف کا قتل: ایک دن سلطان بیدرا [illegible] شکار کے لیے [illegible] (مع [illegible]) امرائے مصر نے اس کو [illegible] شکار کرتے ہوئے گھیر لیا۔ جب سلطان کو [illegible] محسوس ہوا تو [illegible] کے [illegible] تمام [illegible] کے [illegible]

اس پر حملے کیے۔ سب سے پہلے وار بیدرا کا تھا اور دوسرا وار لاچین نے کیا۔ انہوں نے اسے قتل کر کے زمین پر گرا دیا۔ یہ واقعہ اس سال کے ماہ محرم کی چودھویں تاریخ کو ہوا۔

بیدرا کی عارضی بادشاہت: اس کے بعد وہ اپنے خیموں کو لوٹ گئے۔ انہوں نے عزم ارادہ کیا تھا کہ وہ بیدرا کو بادشاہ بنا دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بادشاہ بنا کر اس کا لقب القاہر رکھا۔ بیدرا نے بیسری شمسی اور سیف الدین بکتمر سلحدار کو گرفتار کر کے انہیں شاہی قلعہ لے جانے کے ارادے سے اپنے ساتھ رکھا۔

بیدرا کا قتل: اسی وقت زین الدین سیف کی (کسی اور جگہ) شکار کے لئے گیا ہوا تھا اسے (بادشاہ کے قتل) کی خبر شکار کرتے ہوئے ملی تو وہ (فوراً) ان کے تعاقب کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ حسن جاشنکیر حسام الدین استاذ الدار رکن الدین بیبرس اور قبچق جاشنگیر کی جماعت کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ان (بیدرا اور ان کے ساتھیوں) کو طرانہ کے مقام پر جا پکڑا۔ جب بیسری بکتمر نے جو خیمے میں گرفتار تھے انہیں دیکھا تو وہ کتبغا اور ان کے ساتھیوں کی طرف بھاگ گئے بلکہ بیدرا کے ساتھ جو عرب قبائل کے سپاہی تھے وہ بھی بھاگ گئے۔ بیدرا نے ان کے ساتھ جنگ کی مگر مارا گیا اور اس کے ساتھی قراسنقر اور لاچین وغیرہ بھی قاہرہ بھاگ گئے۔ بیدرا کا سر نیزے پر لٹکا کر لے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں ابن طولون کی جامع مسجد کی اذان کے مینار میں پوشیدہ کر دیا گیا تھا۔

محمد الناصر کی پہلی بادشاہت: کتبغا امراء کے ساتھ قلعہ مصر پہنچا وہاں علم الدین شجاعی تھا۔ انہوں نے سلطان اشرف کے بھائی محمد بن قلاوون کو بلوا کر اس کے ہاتھ پر (بادشاہت کے لئے) بیعت کر لی اور اس کا لقب ناصر رکھا۔ نائب السلطنت کتبغا مقرر ہوا اور حسام الدین اتابک اور علم الدین شجاعی وزیر بنا۔ (وزیر مالیات) استاذ الدار رکن الدین بیبرس جاشنگیر بنایا گیا۔

سازشیوں کا قتل: یہ سب (امراء) خود مختار اور مطلق العنان تھے۔ ناصر کو کوئی اختیار حاصل نہیں تھا۔ ان امراء نے ان لوگوں کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی جنہوں نے بیدرا کے ساتھ مل کر سلطان کے قتل کرنے کی سازش کی تھی چنانچہ انہیں قتل، سولی اور قطع و برید سے ختم کیا گیا۔ نوبت یہ کہ بہادر اور اقوش موصلی کو بھی قتل کیا گیا اور ان کی لاشیں جلا دی گئیں۔

سرغنوں کی رہائی: کتبغا نے لاچین اور قراسنقر کے بارے میں جو قتل کے اصل سرغنہ تھے سفارش قبول کی اور وہ دونوں پوشیدہ مقامات سے نمودار ہو کر سلطنت کے اعلیٰ مناصب پر بحال ہو گئے۔ پھر جب محمد بن سلعوس اسکندریہ سے واپس آیا تو اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر شجاعی نے اس کی جائیداد ضبط کر لی اور اسے سزا دی گئی۔ چنانچہ وہ اسی دوران فوت ہو گیا۔

عز الدین ایبک افرم صالحی کو قید سے رہا کر دیا گیا اسے سلطان اشرف نے ۶۹۲ھ میں مقید کیا تھا

کتبغا کی بغاوت: سلطان ناصر کے سرپرستوں کے وزیر شجاعی کے تعلقات بہت خراب ہو گئے تھے اور وہ ناصر کا ہمراز بن گیا تھا۔ اس نے تجویز دی کہ وہ امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لے۔ چنانچہ ناصر نے ان امراء کو گرفتار کروا دیا۔ ان میں سیف الدین کرجی اور سیف الدین طوغی بھی شامل تھے۔ کتبغا سے یہ واقعہ پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ اس کی اطلاع کتبغا کو اس وقت ملی جب وہ قلعہ کے میدان میں ایک جلوس کی رہنمائی کر رہا تھا اور امراء اس کے سامنے سوار ہو کر جا رہے تھے۔ وہ اس خبر

سے بہت پریشان ہوا اور وہ شجاعی اور تاجروں سے بدگمان ہو گیا۔ اتنے میں شجاعی کا ایک غلام اس کے جلوس میں کتبغا کی طرف بڑھا اور اسے قتل کرنے کے لئے تلوار نکالی تو اس کے نائب تمام نے اس غلام کو قتل کر دیا۔ کتبغا اور اس کے ساتھ کے امرا قلعہ میں داخل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اسے گھیر لیا۔ (وزیر [illegible]) [illegible] جاشنگیر [illegible] کے انتظام [illegible] ان کے بعد فوج و بلوائی [illegible] لیا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان ناصر نے ان کے پاس ایک افسر کو (تحقیق حالات کے لئے) بھیجا تو انہوں نے یہ شرط پیش کی کہ شجاعی کو ان کے حوالے کیا جائے۔

وزیر شجاعی کا قتل جب سلطان نے یہ بات نہیں مانی تو ان (امراء) نے قلعہ کا سخت محاصرہ کر لیا اور پھر سخت جنگ شروع ہوئی۔ قلعہ کے اندر جو فوج موجود تھی وہ بھی بھاگنے لگی کیونکہ کتبغا کے حامی [illegible] تھے۔ شجاعی ان کے مقابلے کے لئے [illegible] کر نکلا اور وہ سلطان کے پاس چلا گیا وہ بہت خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس لئے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ چنانچہ امرا اسے قید خانے کی طرف لے جا رہے تھے کہ راستے ہی میں اس کو قتل کر دیا۔

ممالیک کا شہر میں داخلہ جب کتبغا اور اس کے ساتھیوں کو ان (وزیر) کے قتل کی خبر ملی تو ان کے تمام خدشات ختم ہو گئے اور انہوں نے سلطان سے [illegible] کی درخواست کی۔ سلطان نے ان کی درخواست قبول کی۔ پھر انہوں نے معافی (امان نامے) طلب کئے۔ جب یہ معافی نامے ان کے حوالے ہو گئے تو وہ قصر میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد کتبغا نے امراء کو [illegible] سے نوازا اور ان تمام کو ایک [illegible] اشرفی [illegible] کی وجہ سے [illegible] تھے [illegible] ان کو شہر کی مختلف سرکاری عمارتوں میں لا کر بسایا گیا۔ یہ تقریباً [illegible] افراد تھے۔ یہ لوگ شہر میں رہنے لگے۔

ممالیک کا فتنہ و فساد محرم ۶۹۴ھ میں جب محرم کی نئے سال کا آغاز ہوا تو ان (ممالیک) نے (فتنہ و فساد کے لئے) ایک رات مقرر کی۔ اس رات وہ سب سوار ہو کر (باہر نکل آئے)۔ انہوں نے قید خانوں کو کھول کر قیدیوں کو رہا کر دیا اور امراء کے گھروں کو لوٹ لیا۔ ابھی ان کا مقصد پورا نہ ہونے پایا تھا کہ صبح ہو گئی۔ صبح ہوتے ہی [illegible] نے ان کے مقابلے کے لئے کوچ کیا۔

فسادیوں کا قلع قمع اس نے انہیں شکست دے کر منتشر کر دیا۔ وہ منتشر ہو گئے۔ ان میں سے اکثر گرفتار کر لئے گئے اور انہیں مختلف قسم کی سزائیں دی گئیں کچھ کو قتل کر دیا گیا [illegible] کے بعد معزول کر دیا گیا۔ عز الدین ایبک [illegible] رہا کر کے اسے امیر جاندار کے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔ مگر وہ بعد میں [illegible] ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان کا نظم و نسق برقرار ہو گیا۔ تاہم [illegible] کتبغا ہی [illegible] حکومت [illegible]۔

کتبغا کی بادشاہت

جب کتبغا اور شجاعی میں چپقلش ہوئی اور اس کے بعد (مذکورہ بالا) [illegible] تو کتبغا نظام حکومت پر قابض رہا۔ اپنے [illegible] کی نیابت سے مستعفی ہو کر بیمار بن گیا۔ سلطان اس کی عیادت کے لئے جاتا رہا۔ اسی اثنا میں اس کے کچھ دوستوں نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ الناصر کو تخت سے ہٹا دے کیونکہ وہ بالکل نو عمر ہے [illegible] اس حکم کے اقتدار

[illegible]

[illegible] **کا تقرر** [illegible]

[illegible]

تاتاری جماعت کی آمد [illegible]

[illegible]

شام و مصر میں اتحاد [illegible]

تاتاریوں سے تعلقات [illegible]

[illegible] کے بعد اس ۔ یہ [illegible] بھی قائم ہوئی تھی۔

کتبغا کے خلاف سازش۔ مصر کے ارکان سلطنت سلطان کتبغا سے اس وجہ سے ناراض ہو گئے کہ اس نے اپنے مملوک کو ان پر مقدم کر رکھا تھا حالانکہ ان میں سے [illegible] کے زیادہ حقدار تھے۔ لہٰذا انہوں نے اسے معزول کرنے کے لئے باہم مشورہ کیا۔

شام کا سفر۔ سنہ ۶۹۵ھ میں شوال میں سلطان شام کی طرف روانہ ہوا اور اس نے حاکم دمشق عز الدین ایبک حموی کو معزول کر دیا اور اس کے بجائے اپنے مملوک سیف الدین اغزلو کو حاکم دمشق مقرر کیا۔ پھر [illegible] دوبارہ حمص پہنچا۔ وہاں اس کی ملاقات حاکم حماۃ ملک مظفر سے ہوئی۔ سلطان نے اس کی تعظیم و تکریم کی اور اسے اس کے شہر واپس کر دیا۔

امرائے مصر کا متفقہ فیصلہ۔ جب سلطان مصر واپس جانے کی تیاریاں کر رہا تھا تو اسی وقت امرائے مصر نے [illegible] سے معزول کرنے اور اس سے مقابلہ کرنے کا متفقہ فیصلہ کیا۔ لہٰذا جب لشکر قلعہ عوجاء کے مقام پر پہنچا تو [illegible] اعلان [illegible] نے [illegible] کتبغا نے [illegible] اپنے [illegible] قتل ہو گئے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل امرا اور ان کے ساتھیوں نے لاجین کے ہاتھ پر (بادشاہت کے لئے) بیعت کر لی (۱) بدر الدین بیسری (۲) شمس الدین قراسنقر (۳) سیف الدین قبجاق (۴) بہادر حلبی حاجب (۵) جمال الدین اقوش (۶) [illegible] (۷) [illegible] (۸) بکتمر سلحدار (۹) سلار (۱۰) طغجی (۱۱) کرجی (۱۲) اصلان۔

[illegible] کا قتل۔ [illegible] خیمے میں بیٹھا [illegible] سے قتل کر دیا جب ان کے پاس [illegible] تو انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ جب سلطان کتبغا نے [illegible] دیکھا تو انہوں نے [illegible] اور شکست کھا کر دمشق کی طرف بھاگ گیا۔

لاجین کی بادشاہت

آخر کار امرا نے لاجین کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کا لقب منصور رکھا۔ مگر اس کے سامنے یہ شرط رکھی کہ وہ [illegible] حکومت نہیں کرے گا۔ اس نے یہ شرط تسلیم کر لی اور مصر پہنچ کر وہ شاہی قلعہ میں داخل ہو گیا۔

دمشق میں پناہ۔ جب کتبغا دمشق پہنچا تو اس کا نائب حاکم سیف الدین اغزلو اس سے ملا اور اس نے اسے قلعہ میں پناہ دی۔ [illegible] جو اس کے ساتھ تھے [illegible] اور اس کے حامیوں کی ایک جماعت کو بھی پناہ دی۔ [illegible] لاجین کے حامی تھے اس لئے دمشق کے [illegible] لاجین کی بیعت کا اعلان کر رہے تھے۔

کتبغا کی حکومت کا مکمل خاتمہ۔ جب سلطان کتبغا کو اپنی حکومت کا کوئی امکان باقی نہیں رہا تو اس نے [illegible]

واپس بھیجے اور اسے وہاں کے قلعے میں مقید کر دیا گیا۔ اس نے صرف دو سال بادشاہت کی۔ اب اس نے (اپنے لئے) صرف صرخد کی حکومت کے لئے درخواست کی۔ اس (درخواست) کے بعد دمشق کے امراء نے بھی لاجین کے پاس اپنی بیعت اور وفاداری کا پیغام بھیج دیا اور سیف الدین جاغان قلعہ میں داخل ہو گیا۔

حکام مصر کی تبدیلی: لاجین نے اہل دمشق کو لکھا کہ کتبغا کو صرخد بھیج دیا جائے۔ اس نے کتبغا کا یہ مطالبہ بھی تسلیم کر لیا کہ اسے صرخد کی حکومت دی جائے۔ دمشق کا (نیا) حاکم قبجق منصوری بھی وہاں پہنچ گیا۔ لاجین نے مصر میں رکن الدین بیبرس جاشنگیر اور دیگر ممالیک کو بھی قید سے رہا کر دیا۔ اس نے قراسنقر کو نائب السلطنت اور سیف الدین سلار کو استاذ الدار (افسر مال) اور سیف الدین بکتمر سلحدار کو امیر جندار مقرر کیا۔ اس نے بہادر حلبی کو بھی اس عہدہ دیا اور فخر الدین خلیلی کو بدستور وزیر مقرر کیا۔ تاہم (کچھ عرصے کے بعد) اسے معزول کر کے اس کے بجائے شمس الدین سنقر اشقر کو وزیر مقرر کیا۔

۶۹۶ھ کے آخر میں لاجین نے اپنے نائب قراسنقر اور سیف الدین سلار (افسر مال) استاذ الدار کو گرفتار کر لیا اور سلار کے بجائے اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سیف الدین منکوتمر حسامی کو استاذ الدار مقرر کیا اور سیف الدین قبجق منصوری کو نائب السلطنت مقرر کیا۔

جامع ابن طولون کی تعمیر: لاجین نے ابن طولون کی جامع مسجد کی از سر نو تعمیر کا حکم دیا اور اس کام کے لئے علم الدین سنجر دوادار کو مقرر کیا۔ اس نے اس کے (تعمیری) اخراجات کے لئے اپنے ذاتی مال سے ایک لاکھ بیس ہزار دینار کا عطیہ دیا اور اس کے لئے جائیدادیں اور اراضی وقف کیں۔

ناصر کی الکرک کی طرف روانگی: ۶۹۷ھ میں لاجین نے (سابق سلطان) ناصر محمد بن قلاوون کو سیف الدین سلار استاذ الدار کے ساتھ الکرک بھجوا دیا۔ اس وقت اس نے اپنے شاہی محل کے خازن زین الدین ابن مخلوف سے یہ بات کہی: "یہ میرے استاد کا فرزند ہے اور حکومت میں اس کا نائب میں ہوں اور اگر مجھے یقین ہوتا کہ وہ حکومت کر سکتا ہے تو میں ضرور اسے تخت شاہی پر بٹھاتا۔ مجھے اس وقت (اس کی جان کا) خطرہ ہے اس لئے میں نے اسے الکرک بھجوا دیا ہے۔" چنانچہ وہ ماہ ربیع الاول میں الکرک پہنچ گیا۔

علامہ نویری تحریر فرماتے ہیں: "اس نے اس کے ساتھ جمال الدین ابن اقوش کو بھی بھیجا تھا"۔

بیسری کی وفات: سلطان لاجین نے اسی سال نائب السلطنت منکوتمر کی شکایت پر بدر الدین بیسری شمسی کو گرفتار کر لیا۔ کیونکہ (سلطان) لاجین نے (حکومت کا) کام اس کے سپرد کرنا چاہا تھا۔ مگر بیسری نے اسے اس کام سے باز رکھا اور اس کی برائی کی۔ منکوتمر نے بیسری کے ایک غلام کو پوشیدہ طور پر سلطان کے پاس بھجوا کر یہ کہلوایا کہ وہ (بیسری) بغاوت کا ارادہ کر رہا ہے۔ اس وجہ سے سلطان نے اسی سال کے آخر ربیع الثانی میں گرفتار کر کے اسے قید خانے میں محبوس کر دیا اور وہ قید خانے ہی میں فوت ہو گیا۔

اراضی کا نیا انتظام: سلطان نے اسی سال بہادر حلبی اور عز الدین ایبک حموی کو بھی گرفتار کر لیا۔ سلطان لاجین نے اس سال یہ بھی حکم دیا کہ وہ جاگیریں جو گرد و نواح کی ہیں تقسیم کی جائیں اور اس مقصد کے لئے اس نے حکام اور منشیوں کو بھیجا۔

[illegible] انتظام سلطنت کے مناسب [illegible] الملک العادل [illegible] نے اپنے [illegible]

[illegible]

علامہ نووی کا بیان [illegible] فرماتے ہیں

> [illegible]

[illegible] [illegible] سلطان [illegible]

ارمینیہ پر فوج کشی: سلطان نے [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible]

ارمینیہ کے قلعوں کی تسخیر [illegible]

[illegible] اقوام [illegible]

سب پہنچے۔ چنانچہ [illegible] چکی تھیں۔

اس کے بعد [illegible] سے متاثر ہو کر سلطان نے سیف الدین [illegible]

[illegible]

حاصل نہیں ہوئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

امراء کی مخالفت اس میں سے سیف الدین [illegible]

روانہ ہوا کرجی اور طغجی کے پاس آیا تو وہ سب سلطان کو اچانک قتل کرنے پر متفق ہو گئے۔

لاجین کا قتل: ان امراء نے رات کے وقت سلطان کے قتل کا قصد کیا جب کہ وہ شطرنج کھیل رہا تھا۔ اس کے پاس حنفیہ کا قاضی حسام الدین بیٹھا ہوا تھا۔ اسے کرجی نے بتایا کہ غلاموں کے آنے کے لئے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اس نے یہ بات پسند نہیں کی تاہم کرجی اس کے سامنے اپنی تمام کارروائی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی تلوار کو ایک رومال میں چھپا لیا۔

جب سلطان عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھا تو اس نے تلوار نکال کر سلطان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت سلطان کی تلوار نیچے تھی اس لئے سب نے مل کر اپنی تلواروں سے اس پر پے در پے حملے کئے۔ یہاں تک کہ سلطان قتل ہو گیا۔ انہوں نے قاضی کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر پھر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

منکوتمر کا قتل: وہ یہاں سے نکل کر طغجی کے پاس گیا جہاں وہ اس کا انتظار کر رہا تھا وہ دونوں مل کر منکوتمر کے پاس گئے تو اس نے خلیفہ سے پناہ مانگی تو اس نے اس کی جان بخشی کر کے اسے ایک کنوئیں کے اندر بند کر دیا۔ پھر وہ آپس میں مشورہ کرتے رہے اور یہ فیصلہ کیا کہ اسے بھی قتل کر دیا جائے چنانچہ وہ بھی مار دیا گیا۔

لاجین کا مختصر حال: لاجین کا قتل ماہ ربیع الاول ۶۹۸ھ میں ہوا۔ وہ علی بن المعز ایبک کا غلام تھا۔ جب وہ قسطنطنیہ جلاوطن ہوا تو وہ اسے قاہرہ چھوڑ گیا تھا۔ منصور قلاوون نے مالک کے نائب قاضی کے ترکہ سے ایک ہزار درہم میں خرید لیا وہ لاجین صغیر کے نام سے موسوم تھا۔ کیونکہ لاجین کے نام کا اس سے بڑی عمر کا ایک اور بھی غلام تھا جو اس سے عمر میں بڑا تھا اور وہ دمشق کا نائب حاکم تھا۔

حلب سے امراء کی آمد: لاجین کے قتل کے بعد امراء بھی مصر آ گئے ان میں رکن الدین بیبرس جاشنگیر، سیف الدین سلار، فخر الدین اور حسام الدین لاجین رومی بھی شامل تھے۔ یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر سیس (آرمینیہ) گئے ہوئے تھے۔ جمال الدین اقوش افرم بھی وہاں پہنچ گیا تھا وہ دمشق سے نائب حاکم اور فوجوں کو ساتھ لے کر دمشق سے واپس آیا تھا۔ اس کے علاوہ عز الدین ایبک خزندار اور بدر الدین بکتمر بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے قلعہ کی حفاظت کی اور الکرک میں ناصر محمد بن قلاوون کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ مصر آ کر امارت کا کام سنبھال لے۔

طغجی کا قتل: اس وقت طغجی نے خود تخت نشین ہونے کا ارادہ کیا تھا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ امراء جو حلب میں تھے وہ سیس (آرمینیہ) کی فتوحات کے بعد وہاں پہنچ گئے۔ ان میں سیف الدین کرتی شمس الدین سنقر شاہ بھی تھے اور ان کا سپہ سالار بدر الدین بکتاش امیر سلاح تھا۔ (جب وہ قاہرہ کے قریب پہنچے تو امراء نے اسے مشورہ دیا کہ وہ سوار ہو کر ان کے استقبال کے لئے جائے۔ اس نے پہلے پہل تو انکار کیا پھر بوجہ مجبوری کے (بادل ناخواستہ) سوار ہو کر گیا اور ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے اس سے سلطان کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ "وہ قتل کر دیا گیا ہے۔" لہٰذا ان جوانوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔

کرجی کا قتل: اس وقت کرجی (اصل قلعہ) قلعہ کے قریب تھا۔ وہ فوراً سوار ہو کر بھاگ گیا۔ اسے قبرستان کے قریب پکڑ

کو قتل کر دیا گیا اور بکتاش اور دیگر امراء قلعہ میں داخل ہو گئے۔

امرائے مصر کی حکومت: پھر یہ امراء مصر میں (مشورہ کے لئے) اکٹھے ہوئے مشورہ میں یہ امراء شریک تھے (۱) سلار (۲) بیبرس (۳) ایبک جامدار (۴) اقوش افرم (۵) بکتمر امیر جندار (۶) کرت الحاجب۔ یہ لوگ الکرک سے ناصر کی آمد کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے دمشق کے امراء کو اپنی کارروائی سے مطلع کیا تو انہوں نے ان کی حمایت کی۔

انہوں نے بہادر ابن قرا [illegible] کو جاغان حسامی کو گرفتار کرنے کے لئے دمشق بھیجا۔ چنانچہ اس نے اسے گرفتار کر کے مقید کر دیا اور وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گیا۔ مصر کے امراء نے اس کے بجائے سیف الدین قطلوبک منصوری کو دمشق کا حاکم بنا کر بھیجا۔

سلطان ناصر کی دوبارہ حکومت: ناصر محمد بن قلاوون ماہ جمادی الاولی ۶۹۸ھ میں مصر پہنچ گیا اور اہل مصر نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس نے سلار کو نائب السلطنت بیبرس کو استادار بکتمر جوکندار کو امیر جندار اور شمس الدین اعسر کو وزیر مقرر کیا۔

حکام کا تقرر: اس نے [illegible] کو مقرر کرنے کے بعد سے معزول کر دیا۔ اس نے سیف الدین قطلوبک کے بجائے جمال الدین اقوش افرم کو دمشق کا حاکم مقرر کیا۔ اس نے سیف الدین قطلوبک کو مصر بلا کر اسے حاجب مقرر کیا۔ سیف الدین کرت کو طرابلس کا حاکم بنا کر بھیج دیا اور قلعوں کا حکم سیف الدین [illegible] مقرر ہوا۔ سلطان ناصر نے بلبان طباخی کو حلب کا حاکم برقرار رکھا۔ اس نے قراسنقر منصوری کو قید سے رہا کر کے اسے صبیبہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اور جب سال کے آخر میں حماۃ کے حاکم مظفر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے قراسنقر کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔

سلطان نے امراء میں خلعت تقسیم کئے اور لوگوں کو سخاوت اور بخشش سے مالا مال کیا۔ یوں اس کی سلطنت منظم ہو گئی۔ البتہ بیبرس اور سلار اس پر چھائے رہے۔

تاتاریوں کی فوج کشی: یہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ تاتاریوں اور اہل مصر کی حکومتوں کے درمیان نا اتفاقی ہو گئی تھی اور غازان نے شام پر حملہ کرنے کے لئے فوجیں اکٹھی کر لی تھیں۔ اس نے قطلو شاہ [illegible] کو پچیس ہزار مغل فوج دے کر بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی قطلغ کو بھی روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ حمص (رحبہ) کی سمت سے حملہ کرے۔

سپہ سالار کی بغاوت: اس نے کوچ کیا مگر ( ) کو قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا اور فوج کو اپنا مطیع بنا لیا اور پھر اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔ اس نے ترکمانوں کے سردار [illegible] قرمان کو بھی لکھ کر بلایا تو وہ دس ہزار سواروں کو لے کر اس کے پاس پہنچا [illegible] دس ہزار سواروں کو لے کر روانہ ہوا۔ جب اس نے [illegible] پر حملہ کیا تو وہ ناکام رہا۔ پھر اس نے [illegible] مصر کے بادشاہ کے پاس بھیج کر امداد طلب کی تو سلطان مصر نے دمشق کے نائب حاکم کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی مدد کرے۔

شاہ مصر کی امداد: جب غازان (شاہ تاتار) کو (بغاوت کی) خبر ملی تو اس نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے [illegible] سپہ سالار [illegible] کی قیادت میں [illegible] ہزار سوار بھیجے۔ جب وہ [illegible] پہنچے تو [illegible] کا لشکر ان سے الگ ہو گیا اور [illegible]

تو جس سوار کی فوج میں بھی تھیں اور ترکمانی فوج پہاڑوں کی طرف چلی گئی۔ [illegible] خود اپنی شکست خوردہ فوج کو لے کر انہیں بھاگتے ہوئے [illegible] دمشق کے راستے مصر پہنچا۔ اس نے سلطان [illegible] [illegible] [illegible] کر دے [illegible] [illegible] اپنے اہل و عیال کو شام میں منتقل کر دے۔ چنانچہ سلطان نے حلب کے نائب [illegible] کو حکم دیا کہ وہ [illegible] [illegible] اس نے اس کے ساتھ [illegible] کی قیادت میں ایک فوج بھیجی [illegible] [illegible] پہنچی [illegible] فوج نے ان کا مقابلہ کیا۔

باغی فوج کی شکست اس نے انہیں شکست دی جس میں [illegible] مارا گیا۔ [illegible] [illegible] کسی قلعہ میں پناہ گزین ہوا مگر [illegible] نے اسے وہاں سے نکال [illegible] اسے قتل کر دیا [illegible] [illegible] مصر [illegible] کے جہاں ان دونوں کو [illegible] اور انہیں مصری فوج میں شامل کر دیا گیا۔

ناصر کی فوج کشی جب [illegible] [illegible] [illegible] سلطان [illegible] [illegible] شام پر فوج کشی کرنے والا ہے۔ تو اس نے فوجیں تیار کیں۔ پہلے اس نے [illegible] سیف الدین [illegible] کی قیادت میں فوجیں بھیجیں پھر اس نے پیچھے پیچھے ۶۹۸ھ کے آخر میں وہ بھی فوج لے کر روانہ ہوئے۔

سازش کا قلع قمع جب سلطان [illegible] [illegible] پہنچا [illegible] [illegible] (غزہ) [illegible] [illegible] [illegible] جماعت [illegible] [illegible] [illegible] اس سازش میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک [illegible] تلوار [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] [illegible] واقعہ کے بعد تحقیقات [illegible] اصل حقیقت ظاہر ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا کام تمام کیا [illegible] [illegible] [illegible] قتل کیا گیا اور باقی افراد کو [illegible] قید کر دیا گیا۔

تاتاریوں سے مقابلہ سلطان وہاں سے [illegible] دمشق پہنچا [illegible] وہاں سے روانہ ہو کر [illegible] (۶۹۹ھ) تاتاریوں سے حلب اور حمص کے درمیان [illegible] کے درمیان مقابلہ کیا۔ اس کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور اس کی فوج میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں یہ لوگ شامل تھے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سیف الدین [illegible]

ناصر کی شکست فریقین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مقابلہ [illegible] [illegible] [illegible] (اس [illegible] طرف کی فوج) کو شکست ہوئی۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس وقت (سلطان [illegible] [illegible] [illegible] ([illegible]) [illegible] [illegible] حسام الدین قاضی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بھی شامل تھے۔ تاتاری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قابض ہو گیا۔

اہل دمشق میں بے چینی (شکست کی) خبر دمشق پہنچی تو عوام میں بے چینی [illegible] [illegible] [illegible] شروع ہو گیا۔

[illegible] غازان [illegible]

مشائخ کی غازان سے ملاقات [illegible]

قلعہ دمشق کی حفاظت [illegible]

[illegible]

غازان کے نام کا خطبہ [illegible] غازان [illegible] خطبہ [illegible]

دمشق اور مضافات کی تباہی [illegible]

[illegible]

اہل دمشق پر بھاری تاوان [illegible] غازان [illegible]

جامع اموی کی بے حرمتی: تاتاری فوجیں مدرسہ عادلیہ میں مقیم رہیں تو قلعہ کے حاکم ارجواش نے اس میں آگ لگا دی اور تاتاریوں نے جامع اموی کی چھت کے قریب منجنیق نصب کر دی تھی۔ انہوں نے اس میں آگ لگا دی۔ چنانچہ اس کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ مغل فوجیں اس کی حفاظت کرتی تھیں مگر انہوں نے جامع مسجد کی بری طرح سے بے حرمتی کی۔

اہل قلعہ نے بھی حملہ کیا اور انہوں نے اس مجاور [illegible] کو آگ لگا دیا جو [illegible] جاتا تھا۔ حاکم قلعہ نے اس کے ارد گرد کے تمام مکانات، مدارس، مدرسے اور [illegible] جو بازار اور جو قریب تھے ان کا صفایا کیا۔

مساجد و مدارس کی تباہی: (اس زمانے میں) تاتاریوں اور فوجیوں کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔ مساجد میں نماز باجماعت اور جمعہ کا پڑھنا بھی موقوف ہو گیا اور بری طرح قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا یہاں تک کہ [illegible] کی دکانیں اور مدارس بھی تباہ و برباد ہو گئے۔

قپچق کا تقرر: غازان (شہنشاہ تاتار) نے دمشق اور شام کے پورے علاقے پر قپچق کو حاکم مقرر کیا جو حمص کا حاکم تھا۔ بکتمر کو حلب اور [illegible] اور ساحلی علاقوں کا حاکم تاتاری البکی کو مقرر کیا۔ اس نے اپنا نائب قطلوشاہ کو مقرر کیا اور شام کی حفاظت کے لئے اس کو ساٹھ ہزار فوج دی۔ اس کے بعد وہ اپنے وطن واپس ہو گیا اور اپنے ساتھ اپنے وزیر بدر الدین فضل اللہ، شرف الدین بن الاثیر اور علاء الدین قلانسی کو ساتھ لے گیا۔

قطلوشاہ (نائب) نے قلعہ دمشق کا محاصرہ کر لیا مگر وہ اس سے فتح نہ ہو سکا۔ [illegible] قپچق (حاکم شام) نے اس سال کے جمادی الاولیٰ میں دوبارہ [illegible] اب قپچق ([illegible]) تنہا حاکم ہو گیا اور کسی حد تک امن و امان قائم کیا۔ اس نے اپنا نائب ([illegible]) کو مقرر کیا۔

تاتاری لشکر میں جو ترک فوجوں کے دستے تھے وہ بھی دمشق سے واپس چلے گئے وہ بیت المقدس غزہ اور رملہ پہنچے۔ اور انہوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ ان کا سپہ سالار اس وقت تاتاری امیر مولائی تھا۔ شیخ ابن تیمیہ اس کے پاس گئے اور اس سے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ اس نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

سلطان کی دوبارہ فوج کشی: سلطان ناصر قلعہ مصر پہنچ گیا تھا اور اس کے ساتھ کتبغا العادل بھی آ گیا تھا۔ وہ اپنے مرکز حکومت صرخد سے جنگ میں شریک ہوا اور جب شکست ہوئی تو وہ بھی سلطان کے پاس مصر آ گیا اور نائب السلطنت سلار کی ملازمت میں رہنے لگا۔ یہاں آ کر سلطان نے فوجی انتظامات درست کئے اور اپنا پورا خزانہ کھول کر مال و دولت خرچ کی۔ پھر وہ صالحیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

سابق حکام کی آمد: سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ غازان شام سے کوچ کر گیا ہے اب اس کے پاس حاکم حلب بلبان الطباخی طرابلس کے راستے پہنچ گیا تھا۔ نیز حاکم دمشق جمال الدین افرم اور سیف الدین کرای حاکم طرابلس

……

بھی پہنچ گئے۔ سلطان نے ان کی فوجیں اپنے ساتھ شامل کر لیں [illegible] سے یہ بھی اطلاع ملی۔ غازان کا نائب قطلوشاہ بھی غازان کے بعد شام سے چلا گیا ہے۔

شام پر دوبارہ قبضہ: [illegible] سلطان کا سپہ سالار [illegible] فوج لے کر آگے بڑھا تو [illegible] اور بکتمر [illegible] سب نے اطاعت کا اظہار کیا اور وہ مصری سالار کے پاس پہنچے۔ انہوں نے اسی سال کے ماہ شعبان میں انہیں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ وہ صالحیہ میں تھا جب اسے ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ خود سوار ہو کر ان کی ملاقات کے لیے گیا اور ان کا گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا اور انہیں [illegible] عطا کیں۔ اس نے قبچق کو قلعہ شوبک کا حاکم بنا دیا۔

شامی حکام کا تقرر: اس کے بعد سلطان نے مصر واپس جانے کے لئے کوچ کیا۔ مصری امراء [illegible] انہوں نے جمال الدین اقوش الافرم کو دمشق کا حاکم بنایا۔ طرابلس کا نائب [illegible] منصوری کو مقرر کیا [illegible] اپنے عہدے سے [illegible] تھا۔ حماۃ کا حاکم سیف الدین [illegible] کو مقرر کیا گیا اور [illegible] کو [illegible] بنایا گیا۔ دمشق کا [illegible] بدر الدین [illegible] کو مقرر کیا گیا [illegible] امام الدین [illegible] فوت ہو گئے تھے۔ مصری امراء ماہ شوال کی پندرہ تاریخ کو واپس آ گئے تھے۔

جب افرم حاکم کی حیثیت سے دمشق پہنچا تو اس نے اہل دمشق میں سے [illegible] جنہوں نے تاتاریوں کی مدد کی تھی۔ اس نے [illegible] (دروزیوں) [illegible] کی تھی کیونکہ انہوں نے شکست کے موقع پر (سلطان کی) فوجوں کو نقصان پہنچایا۔ اس نے اہل دمشق کے لئے تیر اندازی اور ہتھیاروں کا استعمال کرنا ضروری قرار دیا۔ اسی زمانے میں [illegible] مصر [illegible] (عیسائیوں) [illegible] کی علامت ضروری قرار دی گئی۔

[illegible] سلطان (مصر) [illegible] تاکہ [illegible] جب [illegible] (قازان) [illegible] کی طرف روانہ ہوا۔ [illegible] انتظامات [illegible] پھر اس نے [illegible] دمشق کی طرف بھیجے [illegible] واپس آ گیا۔

قازان کی دوبارہ فوج کشی: جب قازان فوج لے کر روانہ ہوا تو [illegible] (اس کی فوج اتنی [illegible]) [illegible] میدان [illegible] تمام [illegible] کثرت باراں اور کیچڑ اور [illegible] بڑی بارش [illegible] اپنے وطن کی طرف لوٹ گئے۔

سلطان مصر نے [illegible] شام کی طرف [illegible] اس نے [illegible] سیف الدین قبچاق منصوری کو [illegible] (حماۃ) [illegible] بنایا تھا۔ پھر قازان اور سلطان مصر کے درمیان خطوط اور ایلچیوں کا تبادلہ ہوا۔ سلطان نے [illegible] پر [illegible] الدین [illegible] کو حاکم مقرر کیا۔

مستکفی کی خلافت

[illegible]

بدوؤں کی سرکوبی [illegible]

امیر مظفر ... کی گرفتاری [illegible]

[illegible]

غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ [illegible]

[illegible]

چاہئے۔ غیر مسلم (ذمی) کسی گھوڑے پر سوار نہ ہوں اور نہ وہ ہتھیار استعمال کریں۔ جب وہ گدھوں پر سوار ہوں تو انہیں عرض میں سوار ہونا چاہئے۔ وہ راستے کے درمیانی حصے سے الگ رہیں۔ وہ مسلمانوں کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کریں اور نہ مسلمانوں کی عمارتوں سے زیادہ اونچی عمارت تعمیر کریں۔ وہ نہ ہی (مذہبی) شعائر کا (کھلم کھلا) اظہار کریں اور نہ ناقوس زور سے بجائیں۔ انہیں کسی مسلمان کو یہودی یا عیسائی بنانے کا اختیار نہیں ہے۔

(غیر مسلم) ذمی کسی مسلمان غلام کو نہ خریدیں اور نہ کسی مسلم جنگی قیدی پر قبضہ کریں اور نہ وہ چیز خریدیں جو مسلمانوں کے حصوں میں آ چکی ہو۔

ان میں سے جو کوئی (عام) حمام میں داخل ہو تو اپنے گلے میں تعویذ باندھے جس سے اس کی شناخت ہو سکے۔ وہ انگوٹھی کے نگینے کا عربی میں نقش نہ کندہ کرائیں اور نہ اپنی اولاد کو قرآن کریم کی تعلیم دیں۔ وہ کسی مسلمان سے خدمت نہ لیں اور نہ آگ کو بلند کر کے روشنی کریں۔ ان میں سے جو کوئی مسلمان عورت سے زنا کرے گا تو وہ قتل کر دیا جائے گا۔

معاہدہ کی تصدیق: جب یہ معاہدہ پڑھ کر ان غیر مسلموں کو سنایا گیا تو عیسائیوں کے بڑے مذہبی پادری نے چند گواہوں کے سامنے یہ کہا "میں نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی اور مخالفت کا اعلان کر دیا ہے"۔ یہودیوں کے بڑے سردار نے یہ کہا "میں نے اس معاہدہ پر دستخط کر دئے اس لئے کہ ہم قیدیوں اور زائرین کے لئے بازاری قیمت سے سودا بیچتے ہیں"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاہدہ: مناسب ہے کہ اس موقع پر ہم اس معاہدہ کی نقل پیش کریں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصر و شام کے عیسائیوں نے کیا تھا۔ اس کی عبارت یہ ہے:

> "شام و مصر کے عیسائیوں کی طرف سے امیر المومنین (حضرت) عمر کے نام یہ تحریر (معاہدہ) ہے۔
>
> "جب آپ (مسلمان) ہمارے پاس آئے تو ہم نے اپنی اور اپنی اولاد کی جان و مال اور اپنے مذہبوں کی حفاظت کے لئے آپ سے درخواست کی تھی اور ہم نے آپ سے یہ شرائط طے کر لی ہیں۔"

معاہدہ کی شرائط: ہم اپنے شہروں میں اور ان کے قرب و جوار میں نئی خانقاہ تعمیر نہ کریں گے اور نہ کوئی گرجا یا کنیسہ اور نہ کوئی عمارت راہبوں کے لئے تعمیر کریں گے۔ جس کسی عمارت کی دیوار بھی منہدم ہو جائے یا ٹوٹ پھوٹ جائے تو اسے دوبارہ تعمیر نہیں کریں گے۔

ہم راہ گیروں اور مسافروں کے لئے اپنے دروازے کشادہ رکھیں گے اور جو ہمارے پاس سے مسلمان گزرے گا تو ہم اسے تین دن تک اپنے پاس ٹھہرائیں گے اور اسے کھانا کھلائیں گے۔

ہم اپنے گرجاؤں اور اپنے گھروں میں کسی جاسوس کو پناہ نہیں دیں گے اور مسلمانوں سے کوئی عیب نہیں چھپائیں گے۔ ہم اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم نہ دیں گے اور نہ ہم اپنے مذہب کی تبلیغ کریں گے اور نہ کسی کو اس کی دعوت دیں گے اور اگر کوئی ہمارا رشتہ دار اسلام قبول کرنا چاہے تو ہم اسے مسلمان ہونے سے نہیں روکیں گے۔

ہم مسلمانوں کی عزت و احترام کریں گے اور جب وہ ہمارے پاس بیٹھنے کا ارادہ کریں گے تو ہم اپنی مجالس میں ان کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔

◆

جاری ہے

ہم اپنی [illegible] مسلمانوں کے لباس، ٹوپی، عمامہ اور جوتی میں مشابہت اختیار نہیں کریں گے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تاتاریوں کی زبردست شکست

[illegible]

شاہ (؟) کا نائب اور دریائے فرات کے قریب پہنچ گیا ہے اور اس نے سب کے نائب [illegible] کو بھیجا ہے کہ ان کے شہر قلعہ [illegible] میں اس نے دریائے فرات کے گرد و نواح میں پڑاؤ ڈالوں کی تلاش میں آ رہے ہیں۔

[illegible] قریب ہے اس نے قریب۔ یا کیا اس کا مقصد جنگ نہیں ہے [illegible] سے رہا یا کبھی یہ مخالفت [illegible] وہیں سے بھاگ جائیں۔

تاتاریوں کی فوج کشی جب یہ خبریں موصول ہوئیں کہ تاتاریوں نے دریائے فرات کو عبور کر لیا ہے (یہ خبریں [illegible]) طرف بھاگ گئے۔ تاتاری مرعش کے مقام پر مقیم ہے۔

رحبہ کا محاصرہ اہل شام کی امداد کے لئے مصر سے فوجیں روانہ کی گئیں اور وہ دمشق پہنچ گئیں۔ وہاں انہیں یہ اطلاع ملی کہ سلطان قازان تاتاری فوجوں کو لے کر رحبہ کے شہر کے قریب پہنچ گیا ہے اور اس کا محاصرہ کر لیا ہے۔ وہاں کے نائب حاکم نے انہیں فوراً رسد اور چارہ پیش کیا اور یہ خدمت کی [illegible] وہ شام [illegible] غازان کی اطاعت اور فرماں بردار ہے کیونکہ اس کے بعد رحبہ کا شہر اس کے مقابلے میں [illegible] نہیں سکے گا۔ اس نے اپنے فرزند کو بھی یرغمال کے طور پر پیش کیا (اس [illegible] کے بعد بادشاہ نے اس سے [illegible] ہو کر اپنے ملک واپس چلے گئے اس نے دریائے فرات کو عبور کر لیا۔

مغل بادشاہ کی واپسی تاتاری بادشاہ نے اہل شام کے نام ایک طویل خط لکھا جس میں ان کو دھمکی دی گئی تھی کہ وہ سلطان (مصر) سے کوئی امداد حاصل نہ کریں اور نہ اس سے آمادۂ جنگ کریں۔ اس نے [illegible] کو [illegible] انہیں قریب ہی جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔

شاہی فوجوں کی آمد بہر حال قطلو شاہ و جوبان تاتاری فوجوں کو لے کر آگے بڑھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی فوج نوے ہزار یا اس سے بھی زیادہ تھی۔ جب (ان کی پیش قدمی) کی خبر سلطان (مصر) کو ملی تو اس نے مصری حکومت کے لشکر [illegible] شام کی طرف بھیجا۔ سلطان [illegible] (قلاوون [illegible]) اس کے بعد روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ خلیفہ ابو الربیع بھی تھا اور وہ مکمل صف بندی کے ساتھ کوچ کر رہے تھے۔ جب دمشق پہنچا تو اسی وقت حلب کا نائب حاکم قراسنقر منصوری تھا۔ اس کے پاس [illegible] کا [illegible] تھا [illegible] بھی اپنی فوجیں لے کر پہنچ گئے تھے۔

حملہ کا آغاز تاتاری فوجوں نے قریتین پر حملہ کیا اور ترکمانوں کے قافلے [illegible] تھے انہوں نے جب انہیں دریائے فرات کو عبور کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے ان کے [illegible] (ان تاتاریوں) کا تعاقب کیا اور ان پر حملہ کر کے ترکمانوں کے قافلوں کو ان کے قبضے سے چھڑا لیا۔

مرج الصفر کا معرکہ اب قطلو شاہ اور جوبان اپنی اپنی (تاتاری) فوجیں لے کر دمشق کی طرف بڑھے۔ یہ دونوں (تاتاری جرنیل) خیال کر رہے تھے کہ سلطان (ناصر) (مصر سے) ابھی تک نہیں نکلا ہوگا۔ اس وقت مسلمانوں کی فوجیں

رکن الدین بیبرس کی قیادت میں مرج الصفر پر جو شقحب کے نام سے بھی موسوم ہے۔ وہاں کا نائب حاکم دمشق اقوش الافرم بھی موجود تھا۔ یہ لوگ سلطان کی آمد کا انتظار کر رہے تھے جہاں انہیں تاتاریوں کی فوج کی آمد کا شک و شبہ ہوا تو وہ اپنے فوجی مرکز سے پیچھے ہٹ گئے ان کے پیچھے شہر سے (مسلمان) بار بار خوف زدہ ہوئی اور وہ مصر کے گرد و نواح کی طرف بھاگ گئے لیکن سلطان اسی سال کے ماہ رمضان میں اپنی فوج کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور اسی وقت صف بندی کر کے ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ مرج الصفر کے مقام پر فریقین میں جنگ ہوئی۔ تاتاریوں نے سلطان کے میمنہ (دائیں طرف کی فوج) پر زوردار حملے کئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ثابت قدم رکھا۔ اور سلطانی فوج نے صبر و استقامت سے کام لیا اور وہ رات تک جنگ کرتی رہی۔ اس معرکہ میں (مسلمانوں کی) ایک جماعت شہید ہوئی۔

تاتاریوں کی شکست: اس کے بعد تاتاری فوج کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہوئی۔ سلطان نے اس کا تعاقب کیا اور صبح تک پہاڑ کا محاصرہ جاری رکھا۔ جب مسلمانوں نے محسوس کیا کہ وہ جان کی بازی لگا رہے ہیں تو انہوں نے کچھ حصہ سے ان کو راستہ کھول دیا۔ چنانچہ ان (تاتاری افواج) کی بڑی تعداد پیچھے سے قطلوشاہ اور جوبان کے پاس پہنچ گئی جو باقی بچے ان پر شامی فوجوں نے حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

دلدل میں گرفتاری: سلطانی سوار فوجوں نے شکست خوردہ فوج کا سراغ لگا کر ان کا تعاقب کیا۔ در حقیقت وہ کیچڑ اور دلدل میں پھنس گئی تھی۔ کیونکہ سلطان نے دریا اور نہر والوں کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ ان میں شگاف کر دیں (چنانچہ دریا اور نہروں کا پانی میدانوں اور راستوں پر بہ نکلا) اور ان (دشمنوں) کے گھوڑے کیچڑ اور دلدل میں پھنس گئے اب مسلمان فوجوں نے (وہاں پہنچ کر) ان سے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔

سلطان (مصر) نے قازان (غازان) کو (اس فتح کی) بابت کا خط لکھا تھا (جو [illegible]) ۷۰۲ھ تھا۔ اس کا قلب خوف و حسرت سے شکستہ ہو گیا تھا۔ سلطان نے مصر کی طرف فتح کی بشارت بھجوائی۔

جشن فتح: اب سلطان دمشق پہنچا اور وہاں عید الفطر تک مقیم رہا۔ عید کے تیسرے دن وہ مصر کے لئے روانہ ہوا اور شوال کے آخر میں مصر پہنچا۔ وہاں اس کا شاندار جلوس نکالا گیا اور زبردست جشن ہوا۔ کیونکہ اس کے ذریعے اسلام کا بول بالا ہوا اور اسے فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ شعراء نے بھی اس موقع پر قصیدے پڑھ کر سنائے۔

اسی سال حماۃ کا نائب حاکم کتبغا عادل فوت ہو گیا۔ وہ پہلے مصر کا بادشاہ رہ چکا تھا۔ اسے دمشق میں دفن کیا گیا۔ اسی سال بلبان جوکندار نائب حاکم حمص بھی فوت ہو گیا نیز مصر کے قاضی شیخ تقی الدین بن دقیق العید بھی (اسی سال) فوت ہو گئے۔ وہ مصر کے چھ سال تک قاضی رہے تھے۔ ان کے بجائے شیخ بدر الدین ابن جماعہ کو (قاضی) بنایا گیا۔

شاہ تاتار کی ہلاکت: تاتاریوں کا بادشاہ قازان (غازان) بھی (اسی سال) فوت ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس شکست کی خبر سن کر اسے بہت تیز بخار ہوا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی خربندا بادشاہ ہوا۔

اسی سال سلطان (مصر) نے شریف (مکہ) ابونمی کے دونوں فرزندوں اسیدہ اور حمیضہ کو قید سے رہا کر دیا اور ان دونوں کو ان کے دونوں بھائیوں عطیفہ اور ابو الغیث کے بجائے (مکہ معظمہ) کا حاکم مقرر کیا۔

ارمنوں کے حالات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شاہ ارمن کو شکست [illegible]

لیون کی حکومت: ہیتوم [illegible]ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا فرزند لیون بادشاہ ہوا اور اس کی نسل میں بادشاہت برقرار رہی۔ ارمنوں اور ترکوں کے درمیان جنگ ہوتی رہتی تھی۔ کیونکہ ترک ان کے پڑوسی تھے۔ وہ حلب شام میں رہتے تھے۔ لہٰذا اکثر وہ بار بار ان کے ملک پر فوج کشی کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے مصالحت کر لی اور خلعت قبول کر کے جزیہ ادا کرنے لگے۔ یہاں بلاد الروم کے قریب تکفور کی طرف سے تاتاریوں کی نگرانی ہوتی رہتی تھی۔

سنباط: جب لیون فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا فرزند ہیتوم (ثانی) بادشاہ ہوا تو اس کے بھائی سنباط نے حملہ کر کے اسے تخت سے اتار دیا اور اس کی آنکھیں پھوڑنے کے بعد اسے قید کر دیا۔ اس نے اپنے دوسرے چھوٹے بھائی کو بھی قتل کر دیا۔

اس کے عہد میں سلطان [illegible] کی طرف سے ترک فوجوں نے [illegible] پر حملہ کیا اور اس موقع پر ارمنوں نے سنباط کو گرفتار کر کے اسے (قتل کرنے کا) ارادہ کیا۔ تو وہ قسطنطنیہ بھاگ گیا۔

تکفور کی حکمرانی: ارمنوں نے اس کے دوسرے بھائی تکفور کو بادشاہ بنا دیا۔ اس نے مسلمانوں سے صلح کر لی اور مرعش کا قلعہ دے دیا۔ [illegible] قلعے دے دیے جو دریائے جیحون کے کنارے پر واقع تھے۔ مسلمانوں نے ان قلعوں کی مرمت کرائی اور ان کے [illegible] سے واقف ہو گئے۔

ہیتوم ثانی کی دوبارہ حکومت: اس کے بعد اس کے بھائی ہیتوم (ثانی) جو کہ نابینا تھا [illegible]ھ میں قید سے رہا کیا گیا۔ تھوڑے عرصہ تک اس کے ساتھ امن و امان کے ساتھ رہا پھر اس نے تکفور پر حملہ کر کے اسے قسطنطنیہ کی طرف بھگا دیا اور خود سیس میں ارمنوں کا بادشاہ بن کر رہنے لگا۔ اس نے اپنے بھتیجے [illegible] کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس طرح اس کا نظم و نسق درست ہو گیا۔

ارمنوں کا فتنہ و فساد: وہ سلطان (غازان) [illegible] قازان کے ساتھ اس جنگ میں بھی شریک ہوا جو اس نے سلطان ناصر (مصر) کے ساتھ لڑی تھی۔ اس جنگ میں ارمنوں نے بہت فتنہ و فساد برپا کیا اور اپنے قلعے بھی واپس لے لئے اور کئی شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

ارمنوں کی سرکوبی: جب سلطان ناصر نے [illegible]ھ میں تاتاریوں کو شکست فاش دی تو اس نے ارمینیہ کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں۔ ارمنوں نے وہ قلعے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے سیس کے میدانوں اور اس سے متعلق تمام علاقوں کو [illegible] کر دیا۔ [illegible] نے اپنا [illegible] ادا نہیں کیا تو حلب کے نائب حاکم [illegible] نے [illegible]ھ میں چار امراء کے ساتھ [illegible] فوجیں روانہ کیں۔ [illegible] سیس میں [illegible] تاتاریوں نے ان کا مقابلہ کیا تو انہیں شکست دی۔ اس میں ان کا [illegible] مارا گیا اور باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے۔

[illegible]: پھر مصر سے [illegible] قوت میں باقی [illegible] کے ساتھ فوجیں بھیجی گئیں اور وہ [illegible] پہنچیں۔ جب [illegible] کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اس کے انجام سے خوف زدہ ہو گیا۔ [illegible] اس نے حلب کے نائب حاکم [illegible]

مال اور اس نے پچھلے سال کی جزیہ کی رقم ارسال کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسی کے ذریعے اس نے سلطان کے پاس سفارش بھجوائی۔ سلطان نے یہ سفارش قبول کر کے اس کی جان بخشی کی۔

ارغلی کا قبول اسلام: اس زمانے میں بلاد روم میں تاتاریوں کا حکمران فوجی افسر ارغلی تھا جب ابغا مسلمان ہو گیا تو وہ بھی مسلمان ہو گیا تھا اور اسی کی اجازت سے اس نے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور وہاں ایک اذان گاہ بھی تعمیر کرائی۔

ہیثوم کی چغل خوری: اس کے بعد اس کی حاکم سیس ہیثوم کے ساتھ ناچاقی ہو گئی۔ ہیثوم ثانی نے شاہ تاتار خربندا کے پاس یہ شکایت بھجوائی کہ وہ (ارغلی) اہل شام کے ساتھ سازش میں شریک ہے اور انہیں سیس اور اس سے متعلق علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کر رہا ہے۔ اس نے ثبوت کے طور پر مدرسہ و اذان گاہ (کی تعمیر) کا واقعہ پیش کیا۔

ہیثوم کا قتل: ارغلی کے کسی رشتہ دار نے اسے (شکایت کا) یہ حال بتا دیا۔ لہٰذا اس نے (اپنے جذبہ انتقام کو) پوشیدہ رکھا۔ ہیثوم کو ایک ضیافت میں بلایا اور وہاں اس نے اس کو اچانک قتل کر دیا۔ اس نے ترکوں کے ایک قائد کو بھی گرفتار کر لیا جو حلب کے نائب حاکم کی طرف سے مقررہ جزیہ کا مطالبہ کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس کا نام ایدغدی شہرزوری تھا۔

نیا شاہ ارمن: یہ ایدغدی (ایک عرصہ تک) تاتاریوں کے قید خانے میں رہا۔ آخر کار ۷۰۷ھ میں وہ دوستوں کے تعاون سے قید خانے سے بھاگ نکلا۔ اس نے سیس کا بادشاہ اوشین لیون کو بنایا۔

اظہار اطاعت: جب ارغلی خربندا کے پاس پہنچا تو اس سے پہلے ہیثوم (ثانی) کا بھائی اتفاق اس کی شکایتوں اور داد رسی کو لے کر فریاد کے لئے پہنچا ہوا تھا۔ شاہ خربندا نے ارغلی کے سامنے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے اس کے بھائی اوشین بن لیون کو سیس کا بادشاہ برقرار رکھا۔ چنانچہ اس نے نہایت عجلت کے ساتھ ناصر کو مصر خط لکھا اور جزیہ ادا کرنے کا حسب سابق اقرار کیا اور کبھی کبھی جزیہ کی رقم ارسال کیا کرتا تھا۔

سلطان مغرب کے تحائف: اس زمانے میں مغرب اقصیٰ (مراکش) میں موحدین کے بعد بنو مرین کی سلطنت قائم تھی۔ اس خاندان کے بادشاہ یوسف ابن یعقوب بن عبدالحق نے ۷۰۴ھ میں (مصر کے) سلطان ناصر کے پاس اپنے ایلچی علاء الدین ایدغدی شہرزوری کو بھیجا۔ وہ اس شہرزوری خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو سلطان ظاہر بیبرس کے زمانے میں مقربین بارگاہ میں سے ہوتے تھے۔ اس ایلچی کے ساتھ مغرب اقصیٰ کے لوگوں کا ایک عظیم الشان قافلہ جا رہا تھا جو فریضہ حج ادا کرنا چاہتا تھا۔ (سلطان مغرب اقصیٰ نے) ایلچی کے ساتھ بہت عمدہ تحائف بھیجے تھے جن میں وہاں کے گھوڑے، خچر، دستے اور اس ملک کے خاص اور نادر اشیاء، نیز خالص سونا بھی شامل تھا۔ سلطان ناصر نے اس قافلہ کا نہایت شاندار طریقے سے استقبال کیا اور ان کے ساتھ ایک افسر بھیجا (جو حج کے) راستے میں ان کی خوراک اور کھانے کا اچھی طرح سے انتظام کرے۔ وہ حج سے فارغ ہونے تک ان کے ساتھ مقرر رہا۔

تحائف کا تبادلہ: یہ ایلچی (علاء الدین) ایدغدی ۷۰۵ھ میں حج سے فارغ ہوا تو سلطان ناصر نے اس کے ہاتھ اس کے تحائف کا بدلہ اسی شان دار پیمانے پر بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے دو افسروں کو بھیجا۔ ان میں سے ایک ایدغدی بابلی اور دوسرا

ایرانی خوارزمی تھا اور دونوں کے لقب بھی علاء الدین تھے۔ یہ لوگ سلطان یوسف بن یعقوب کے پاس ماہ ربیع الاول ۷۰۳ھ میں پہنچے جب کہ وہ تلمسان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ اس نے اس جماعت کو اعزاز و اکرام سے نوازا اور انہیں ان کے شایان شان اور بیش قیمت [illegible] سے الگ محل دیا۔ سلطان نے انہیں فاس اور مراکش کی سیاحت کے لئے بھیجا تاکہ وہ خود وہاں کے حیرت انگیز (عجائبات) کا مشاہدہ کر لیں۔

دوبارہ تحفے: سلطان یوسف بن یعقوب تلمسان کا محاصرہ کرتے ہوئے فوت ہو گیا تو مذکورہ بالا دونوں ایلچی فاس سے [illegible] سے روانہ ہوئے جب مصر میں واپس آئے تو اہل مغرب کے ایک عظیم قافلے نے جو فریضہ حج ادا کرنے جا رہا تھا ان کا استقبال کیا۔ [illegible] سلطان ابو ثابت جو دادا سلطان یوسف بن یعقوب کے بعد وہاں کا بادشاہ ہوا تھا اس نے بھی ان کی بہت تعظیم و تکریم کی اور ان کے ساتھ سلطان ناصر کو دوبارہ عمدہ گھوڑے اور دوسرے تحائف بھیجے۔

قافلے پر حملہ: یہ لوگ تلمسان کے پاس سے بھی گزرے جہاں سلطان عثمان بن یغمراسن کے دونوں فرزند حکومت کر رہے تھے۔ ان دونوں نے ان قافلہ والوں کا کسی طرح کا استقبال نہیں کیا۔ تاہم ان دونوں ایلچیوں نے ان سے [illegible] کی جو ان کی [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] سلطان یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد تلمسان میں [illegible] تھا۔ انہوں نے [illegible] ان کے ساتھ بھیجا مگر وہ [illegible] تھے۔ [illegible] زواوہ کے [illegible] نے ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے مقابلہ کیا مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکے [illegible] آ گئے تھے انہوں نے تمام سامان اور سلطان ناصر کے ایلچیوں کا سامان لوٹ لیا۔ وہ (قافلہ [illegible]) شیخ [illegible] کے پاس پہنچے جو [illegible] بجایہ کے قریب [illegible] تھا۔

سلطان ناصر کی امداد: اس نے انہیں بجایہ کے سلطان ابو البقاء خالد کے پاس پہنچایا جو افریقیہ کے بادشاہ [illegible] ابی حفص کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے انہیں پوشاکیں دیں اور انہیں تونس کے پایہ تخت تک پہنچا دیا جہاں اس کا چچا زاد بھائی سلطان ابو عصیدہ محمد بن یحییٰ ابو واثق تھا۔ اس نے ان کا بہت احترام کیا اور ان کے ساتھ [illegible] کے ایک افسر ابراہیم بن [illegible] کو مقرر کیا۔

اندلس کا مجاہد: [illegible] نے [illegible] حج ادا کرنے کے لئے [illegible] تونس کے سلطان نے [illegible] فرنگیوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ [illegible] اپنی قوم کے ساتھ وہاں جنگ کی [illegible]۔ ان کے ساتھ [illegible] سردار عبدالحق بن [illegible] تھا۔

ابو یحییٰ لحیانی: شیخ ابو یحییٰ بن زکریا [illegible] لحیانی تونس [illegible] تھا جس نے [illegible] حکومت [illegible] پھر ابو یحییٰ لحیانی تونس کے سلطان سے ناراض ہو گیا تو وہ طرابلس چلا گیا۔ [illegible] مصر پہنچے تو سلطان ناصر نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اس کے بعد وہ فریضہ حج ادا کر کے مغرب (اقصیٰ) واپس چلے گئے۔

ابو یحییٰ لحیانی نے سلطان ناصر سے امداد طلب کی تو انہوں نے مال و دولت اور بہت سے [illegible] [illegible] اور [illegible] تونس کی سلطنت حاصل کرنے کا ذریعہ بنے۔

بیبرس کا عہد حکومت

۷۰۸ھ میں سلطان ناصر اور [illegible] بیبرس اور سلار کے تعلقات [illegible] کشیدگی [illegible] حد تک [illegible] کہ انہوں نے شاہی انتظام اور [illegible] کر لیا۔ سلطان اور ان کے درمیان چپقلش [illegible] قتل کے پیغام [illegible] اور حکام [illegible] وقت [illegible] کے میدان میں [illegible] پہنچے [illegible] سپاہیوں نے روکا [illegible] سلطان بہت زیادہ پریشان ہوا۔ [illegible] امرا نے معاملات درست کرنے کی کوشش کی۔ [illegible] سلطان [illegible] بیت المقدس [illegible] امرا [illegible] بیت المقدس سے [illegible] سلطان نے [illegible]

سلطان کا الکرک میں قیام لیکن ناصر اس [illegible] بیبرس اور سلار نے [illegible] ۷۰۸ھ میں اس نے فریضۂ حج ادا کرنے کا ارادہ کیا اور [illegible] الکرک کی طرف روانہ ہوا [illegible] جب وہ قلعہ الکرک کے پاس پہنچا تو [illegible] جمال الدین آقوش الافرم [illegible] اس نے اپنے اہل و عیال کو بھی [illegible] کے ساتھ (حج کرنے کے ارادے سے) جا رہے تھے۔ چنانچہ [illegible]

ناصر کی دست برداری اس نے [illegible] الکرک میں [illegible] بادشاہت [illegible]

بیبرس کی تخت نشینی اس نے اہل مصر [illegible] حکومت کے [illegible] اسے اپنا بادشاہ مقرر [illegible] شوال ۷۰۸ھ میں انہوں نے [illegible] المظفر [illegible] خلیفہ ابوالربیع نے [illegible]

سیف الدین سلار [illegible] نائب السلطنت [illegible] تمام عہدیداروں [illegible] المظفر بیبرس کی سلطنت قائم ہو گئی۔

ملک میں بے چینی ۷۰۹ھ میں [illegible] الکرک [illegible] سلطان [illegible] بیت المقدس [illegible] ان کے تعاقب میں [illegible] امرا [illegible] گرفتار کر [illegible] (۷۰۹ھ) [illegible]

شامی حکمرانوں کی [illegible] [illegible]

[illegible]

فریاد نامہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

شامی حکمرانوں کی اطاعت [illegible]

مصری فوج کی روانگی [illegible]

مصر میں ہنگامہ [illegible]

مصری فوج کشی [illegible]

انہوں نے شام کے جن حکام کو دوبارہ خط بھیجا ان میں شمس الدین قراسنقر نائب حاکم حلب اور سیف الدین نائب حماۃ بھی شامل تھے۔ انہوں نے اطاعت کا اظہار کیا بلکہ سب کے نائب حاکم نے اپنا فرزند بھی اس کے پاس بھیجا اور ان سب نے اسے فتح شام کے لئے آمادہ کیا۔ چنانچہ ناصر ماہ شعبان ۷۰۹ھ میں قلعہ الکرک سے روانہ ہوا تو دمشق کے کئی حکام بھی اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔

(حاکم دمشق) اقوش نے دو افسروں کو رستوں کی حفاظت کے لئے روانہ کیا تو وہ بھی (سابق) سلطان کی فوج میں شامل ہو گئے۔

حاکم شام کی بے بسی (یہ خبر سن کر) بیبرس جاشنگیر نے تمام حکام کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ دمشق کے حاکم جمال الدین اقوش کی مدد کریں۔ اور (سابق) سلطان ناصر کو دمشق پہنچنے سے روکیں مگر انہوں نے اس کی بات نہیں مانی اور وہ (سابق) سلطان سے مل گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اقوش بے یار و مددگار رہ گیا اور وہ بقاع اور شقیف کی طرف روانہ ہوا اور سلطان سے پناہ مانگی چنانچہ ناصر نے اپنے دو خاص امیروں کے ہاتھ سے پروانہ امان بھیج دیا۔

ناصر کا دمشق پر قبضہ پھر سلطان دمشق میں (فاتحانہ طور پر) داخل ہوا اور اس نے نیابت حماۃ سیف الدین کو دے دی جو اس کے پاس حمص سے آیا تھا۔ اور اس نے ہجرت کر کے سلطان کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ لہذا سلطان نے اس کو نیابت صفد دی۔ اس کے بعد اقوش حرم بھی اس کے پاس پہنچ گیا تو سلطان نے اس کی بے حد تعظیم و تکریم کی اور اسے دمشق کا حاکم برقرار رکھا۔

مصری عوام کی بغاوت ادھر مصر میں بیبرس جاشنگیر مصری کے معاملات سلطنت بہت بدتر ہو گئے۔ سپاہی ایک ایک کر کے وہاں سے نکل کر شام کی طرف بڑھ گئے تھے تو اس نے ان کے تعاقب میں فوجیں بھیجیں مگر ان فوجوں نے بھاگنے والوں کو پکڑنے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا اور اس کے بعد وہ واپس آگئے پھر مصر نے عام بغاوت کا سلسلہ شروع کیا۔ انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر کے مظفر بیبرس کی تخت سے دست برداری کا مطالبہ کیا۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو پکڑ کر سزا دی گئی۔ مگر اس کے باوجود ان کی سرکشی بڑھتی گئی۔

تجدید بیعت کی کوشش جب بیبرس جاشنگیر مصری کو زیادہ خطرہ محسوس ہوا تو اس نے لوگوں کو حلف (وفاداری) کے لئے بلایا گیا۔ جس میں خلیفہ (عباسی) بھی شریک ہوا اور اس نے (ناصر کو) سلطنت سے ہٹا کر عوام سے حلف (وفاداری) لیا اور بیعت نامہ کا ایک فرمان بھی ارسال کیا تاکہ جمعہ کے دن (مصری) جامع مسجد میں پڑھ کر سنایا جائے مگر عوام نے شور مچانا شروع کر دیا اور خوب ہنگامہ کرنے لگے۔

حامیوں کا اضافہ اب بیبرس نے خزانوں کی دولت صرف کر کے لوگوں کو اپنا بنانا چاہا۔ پھر اس نے شام کی طرف فوج بھیجنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب اس نے بڑے بڑے حکام کو روانہ کیا تو وہ سلطان (ناصر) کے ساتھ جا کر مل گئے۔ آخر کار سلطان ۹ رمضان المبارک کو دمشق سے نکلا۔ اس نے غزہ کے مقام پر اپنی فوج کا جائزہ لیا اور وہ وہاں پہنچ گئے۔ پھر عرب اور ترکمان بھی سلطان کی فوج میں شامل ہو گئے۔

بیبرس کی معزولی جب یہ خبر جاشنگیر کے پاس پہنچی تو اس نے شمس الدین سلار نائب السلطنت چونکہ امراء اور سیف الدین سلار کو اکٹھا کیا اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ لیا تو انہوں نے یہ رائے دی کہ معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے اور اب صرف یہی صورت باقی رہ گئی ہے کہ ناصر کو بادشاہ بنا دیا جائے اور پھر اس سے درخواست کی جائے کہ وہ بیبرس کو الکرک یا حماۃ یا صہیون کا علاقہ دے دے۔ اسی قصد پر ان کا اتفاق رائے ہو گیا تھا۔ انہوں نے بیبرس دوادار اور سیف الدین بہادر کو بھیجا۔ انہوں نے جاشنگیر کی معزولی کی شہادت دی۔ اس لئے وہ قلعہ سے نکل گیا اور اپنے غلاموں کو لے کر اطفیح کے مقام کی طرف چلا گیا۔ مگر وہاں نہیں رہا بلکہ اس سے آگے چل کر اسوان کا قصد کیا۔ بیبرس (معزول سلطان) اپنے ساتھ جس قدر اس سے ممکن ہوا مال و دولت کا ذخیرہ اور اصطبل کے گھوڑے لے گیا۔

تیسری بار ناصر کی حکومت

سیف الدین سلار بدستور قلعہ کی حفاظت کرتا رہا۔ اس نے مساجد کے منبروں پر سلطان ناصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اذان کے بعد بھی سلطان (ناصر) کا نام پکارا جانے لگا اور بازاروں اور گلیوں میں عوام الناس ناصر کے نام کے نعرے لگاتے رہے۔ یوں سلار نے اس کی تخت نشینی کے رسوم و شعار کے سارے تکلفات مکمل کر لئے تھے۔

جشن تخت نشینی جاشنگیر کے قاصد اس کا جواب لے کر سلطان کے پاس پہنچے تو سلطان نے اسے صہیون کا حاکم مقرر کر دیا۔ اسے پناہ دے دی۔ سلطان خود (مصر) عید الفطر کے مبارک دن پہنچا۔ وہاں سیف الدین سلار نے اس کا استقبال کیا اور اظہار اطاعت کیا۔ اس کے بعد سلطان (ناصر) قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہاں ایوان شاہی میں عید کا عظیم جشن منایا اور عوام سے حلف (وفاداری) لیا۔

سلار کو اجازت سلطان نے سلار کو بھی خلعت عطا کیا اس کے بعد سلار نے اس سے اپنی جاگیروں کی طرف جانے کی اجازت مانگی تو سلطان نے اجازت دے دی۔ (اس کے جانے کے بعد) اس کا فرزند سلطان کا دربان مقرر ہوا اور وہ شوال کی تیسری تاریخ کو روانہ ہو گیا۔

مال و ذخیرہ ضبط: سلطان نے ملازم کو قاصد بھیجا انہوں نے جاشنگیر سے وہ تمام مال و دولت اور ذخیرے چھین کر ضبط کر لیے جو وہ مصر سے لے گیا تھا اور ان سب اشیاء کو مرکزی خزانے میں بھیج دیا۔ ان کے ساتھ ان کے ممالیک کی وہ جماعت بھی لوٹ آئی جو خود بھی غلام تھے۔ انہوں نے سلطان کے پاس واپس آنے کو ترجیح دی۔

حکام کا تقرر اور تبادلے سلطان نے سیف الدین بکتمر جوکندار امیر جاندار کو مصر کا نائب السلطنت مقرر کیا اور قراسنقر منصوری کو دمشق کا حاکم بنایا۔ وہاں کا جو سابق حاکم الافرم تھا اسے صرخد کا حاکم مقرر کر دیا۔ سیف الدین قبجق کو حلب کا نائب حاکم متعین کیا اور سیف الدین بہادر طرابلس کا حاکم مقرر ہوا اور وہ سب شام کی طرف اپنے عہدے سنبھالنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

نیا وزیر سلطان نے ان امراء اور حکام کو گرفتار کر لیا جن پر اسے شک و شبہ تھا اس نے ضیاء الدین ابوبکر کے بجائے فخر

بعد میں امیر اقتکیل کو اپنا وزیر مقرر کیا۔

بیبرس کی گرفتاری: بعد ازاں بیبرس جاشنگیر صہیون کی طرف روانہ ہوا (راستے) میں وہ غلام جو اس کے ساتھ تھے لوٹ کر سلطان کے پاس چلے گئے۔ سلطان نے ان میں سے کچھ کو اپنے ممالیک (غلاموں) میں شامل کر لیا اور کچھ کو قید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کی رائے تبدیل ہوئی اور اس نے قراسنقر اور بہادر کو جو ابھی غزہ میں مقیم تھے اور شام کی طرف روانہ نہیں ہوئے تھے یہ پیغام بھیجا کہ وہ دونوں بیبرس کو گرفتار کر لیں۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے گرفتار کر کے ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں (مصر کے شاہی) قلعہ میں بھیج دیا جہاں اسے نظر بند کیا گیا اور وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

سلار کا انجام: سلار نے سلطان ناصر کی حکومت قائم کرنے میں بہت کوشش کی تھی اور اسی نے اس کو بادشاہ بنایا تھا اس لئے سلطان کو اس کے حقوق ادا کرنے کا بڑا خیال تھا۔ لہذا جب اس کی سلطنت مستحکم ہو گئی تو سلار نے سلطان سے یہ درخواست کی کہ وہ شوبک میں اپنی جاگیر کی طرف جانا چاہتا ہے تاکہ وہاں الگ تھلگ زندگی گزارے۔ سلطان نے نہ صرف اس کی اجازت دی بلکہ اس کی جاگیر میں بھی اضافہ کیا اور اسے خلعت عطا کیا اور اس کے ممالیک (غلاموں) کی جاگیر میں اضافہ کیا اور ایک سو طلائی زین کو ان کی جاگیروں کے عطیہ کے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ وہ ماہ شوال ۷۰۹ھ میں مصر سے شوبک کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد شوبک کے علاقہ کے ساتھ علاقہ الکرک کا اضافہ کر کے اسے جھنڈا، سنہری خلعت، عماری اور حقیقی سواری اور جواہردار پٹکا بھیجا گیا۔ سلار وہاں (امن و سکون کے) ساتھ رہنے لگا۔

بھائی کی سازش: ۷۱۰ھ میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ امراء کی ایک جماعت بغاوت کی سازش کر رہی ہے۔ ان میں سلار کا بھائی بھی شریک ہے۔ لہذا سلطان نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور سلار کے ان حمایتیوں اور دوستوں کو بھی گرفتار کر لیا جو مصر میں موجود تھے۔

سلار کی وفات: پھر سلطان نے علم الدین جاولی کو بھیجا تاکہ وہ سلار کو الکرک سے لے آئے تاکہ وہ (مصر میں) سکون اور اطمینان کے ساتھ رہے۔ چنانچہ وہ اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں سلار کو لے آیا اور وہ (مصر میں) نظر بند کر دیا گیا۔ اور اسی نظر بندی کی حالت میں وہ فوت ہو گیا۔

اس کی بے اندازہ دولت: (اس کی موت کے بعد) مصر اور الکرک میں اس کے مال و متاع اور ذخیرہ کو ضبط کر لیا گیا۔ اس کی مال و دولت، موتی، جواہرات، کپڑے، زرہیں، مویشی اور اونٹ بے اندازہ تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنی اراضی اور جاگیروں سے روزانہ ایک ہزار دینار آمدنی حاصل کرتا تھا۔

سلار کا ابتدائی حال: اس کا ابتدائی حال یہ ہے کہ جب اس نے تاتاریوں کی قید سے رہائی حاصل کی تو وہ علاء الدین علی بن منصور قلاوون کا مولیٰ ہو گیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے والد قلاوون سے متعلق ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا تعلق اشرف اور پھر اس کے بھائی محمد بن ناصر سے قائم رہا اور ہر ایک بادشاہ کے دور میں وہ اعلیٰ مرتبہ پر رہا۔ اس کی لاجین کے ساتھ بھی گہری دوستی تھی اس لئے وہ اس کے دور میں بھی خدمات بجا لاتا رہا اور اس کا مقرب بارگاہ ہوا۔ وہ سلطان کی محبت حاصل کرنے کی

انتہائی کوشش کر رہا تھا، تخت سے زوال آ گیا۔

کہا جاتا ہے کہ جب وہ اپنے قید خانے میں آخری سانسیں لے رہا تھا (عالم نزع) کی حالت میں تھا کہ لوگوں نے بتایا کہ "سلطان قید سے فرار ہو گیا ہے" (اس بات سے وہ اتنا خوش ہوا کہ) وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر چند قدم چلنے کے بعد اس کا دم نکل گیا (وہ فوت ہو گیا)

حکام کے تقرر اور تبادلے: جب سلطان ناصر نے سیف الدین قبجق کو حلب کا نائب حاکم مقرر کیا تھا تو اس کے تھوڑے عرصے کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بجائے سلطان نے استدمر کرجی کو حلب کا نائب حاکم مقرر کیا۔ اس کا حماۃ سے حلب میں تبادلہ کر دیا گیا تھا (وہاں کے) لوگوں نے اس کے مظالم کی بہت شکایت کی اس لیے سلطان نے اسے گرفتار کر لیا اور دمشق کے حاکم قراسنقر منصوری کو حلب کا حاکم مقرر کیا اور اس کے بجائے لاچین کو دمشق کا حاکم سیف الدین کراتی منصوری کو مقرر کیا۔ پھر سلطان اس پر بھی ناراض ہو گیا اور اسے نظر بند کر دیا اور اس کی بجائے جمال الدین آقوش اشرفی کو الکرک سے منتقل کر کے دمشق کا حاکم مقرر کیا۔

جب طرابلس کا نائب حاکم فوت ہو گیا تو آقوش افرم کو صرخد سے تبدیل کر کے وہاں کا نائب حاکم مقرر کیا گیا۔

پھر سلطان نے مصر کے نائب السلطنت بیبرس کو جو کہ دوادار بھی تھا گرفتار کر کے قلعہ الکرک میں قید کر دیا اور اس کے بجائے بکتمر دوادار کو نائب السلطنت مقرر کیا۔

قراسنقر کی بغاوت: جب سلطان حلب کے نائب حاکم قراسنقر سے بھی بدگمان ہو گیا تو وہ جنگل بیابانوں کی طرف بھاگ گیا اور وہاں (عرب کے قبائل کے سردار) مہنا بن عیسیٰ کے ساتھ مل گیا۔

کہتے ہیں کہ قراسنقر نے سلطان سے حج ادا کرنے کی اجازت طلب کی۔ سلطان نے اس کی اجازت دے دی۔ مگر جب وہ جنگل بیابانوں کے درمیان سے گزر رہا تھا تو اسے سازش کا علم ہوا۔ اس لیے وہ واپس آیا۔ حلب میں جو حکام موجود تھے انہوں نے سلطان کی اجازت کے بغیر اسے داخل ہونے سے روکا۔ اس لیے وہ دریائے فرات کی طرف لوٹ گیا اور وہاں پہنچ کر مہنا بن عیسیٰ کو سلطان کے پاس اپنی سفارش کرانے کے لیے بھیجا۔ سلطان نے اس کی سفارش قبول کر کے اسے حلب کی حکومت پر بحال کر دیا۔

شامی حکام کی نافرمانی: پھر سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا بادشاہ خربندہ شام پر فوج کشی کرنے والا ہے۔ چنانچہ سلطان نے مصر سے شام کی طرف فوجیں بھیجیں اور شامی فوجوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ ان (مصری) افواج کے ساتھ حمص کے مقام پر شامل ہو جائیں۔ اس بات سے قراسنقر بدگمان ہو گیا اور وہ حلب سے نکل کر دریائے فرات کو عبور کر کے چلا گیا۔ پھر اس کے دل میں کچھ خیال آیا تو اس نے سلطان سے پناہ مانگی اور کہا کہ وہ دریائے فرات کے قریب قیام کرے گا۔ سلطان نے اس کے قیام کے لیے شوبک کا علاقہ جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا۔ مگر اس نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ وہ دریائے فرات کے قریب ایک مقام پر مہنا بن عیسیٰ (عرب قبائل کے سردار) کے ساتھ رہنے لگا۔ پھر (شام کے) حاکم افرم نے بھی سرکشی اختیار کی اور وہ بھی بھاگ کر ان (قراسنقر) کے پاس پہنچ گئے۔

شاہ تاتار کی حمایت ان میں طرابلس کا نائب حاکم اقوش افرم بھی شامل تھا۔ ان سب نے (تاتاریوں کے بادشاہ) خربندہ کے ساتھ شامل ہونے کا عزم ارادہ کر لیا اور وہ ماردین پہنچے۔ وہاں کے حاکم نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ اس نے انھیں نوے ہزار درہم دیے اور ان کی خوراک اور رسد کا بندوبست کیا۔ وہاں سے وہ خلاط پہنچے جہاں انھیں خربندہ سے ملاقات کرنے کا اجازت نامہ موصول ہوا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس پہنچے اور اسے شام پر (حملہ کرنے کے لئے) آمادہ کیا۔

سازش کا الزام جب سلطان (مصر) کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے شام کے حکام پر قراسنقر کے ساتھ سازباز کرنے کا الزام لگایا۔ اس لئے انھیں ان کی فوجوں سمیت بلا لیا۔ پھر اس نے قراسنقر کے بجائے سیف الدین (سودی جمدار اشرفی) کو مقرر کیا اور اقوش کے بجائے تمر ساقی کو طرابلس کا حاکم مقرر کیا اور عرب (قبائل) کا امیر مہنا بن عیسیٰ کے بجائے اس کے بھائی فضل بن عیسیٰ کو مقرر کر لیا۔

شامی حکام کی گرفتاری جب امراء و حکام (شام) مصر پہنچے تو اس نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ اس نے دمشق کے حاکم اقوش اشرفی کو بھی گرفتار کر لیا اور اس کے بجائے تنکز ناصری کو ۷۱۲ھ میں حاکم مقرر کیا اور باقی ماندہ اسلامی ممالک کی حکومت بھی ان کے سپرد کی۔ اس نے اپنے نائب السلطنت بیبرس دوادار کو بھی گرفتار کر کے قلعہ الکرک میں قید کر دیا اور اس کے بجائے ارغون دوادار کو نائب السلطنت مقرر کیا۔

سلطان کی فوج کشی سلطان نے قلعہ کے برجوں کو کھڑا کیا اور اسی سال عید الفطر کے بعد کوچ کیا۔ راستے میں اسے یہ اطلاع ملی کہ خربندہ (شاہ تاتار) رحبہ پہنچا تھا اور اس کا محاصرہ کرنے کے بعد وہاں سے لوٹ گیا (یہ سن کر) سلطان بھی دمشق کی طرف لوٹ گیا اور وہاں شام کے مختلف علاقوں میں فوجیں بھیجیں۔

فریضۂ حج کی ادائیگی پھر وہ الکرک کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال فریضۂ حج ادا کرنے کا ارادہ کیا اور الکرک سے حج کے لئے روانہ ہوا۔ وہ (حج سے فارغ ہو کر) ۷۱۳ھ میں شام واپس آ گیا۔ (یہاں آ کر) اس نے مہنا بن عیسیٰ کو اپنا طرف دار بنانے کے لئے پیغام بھیجا مگر قاصد یہ پیغام لے کر آیا کہ اس نے اس کی یہ بات نہیں مانی۔ اس کے بعد ۷۱۴ھ میں وہ خربندا کے پاس چلا گیا جہاں خربندا نے اسے عراق میں جاگیر دی اور وہ وہیں رہا تا آنکہ پھر وہ خربندا کی موت کے بعد واپس آیا۔

حماۃ پر ایوبی خاندان کی حکومت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شہزادہ تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب کے ماتحت حماۃ تھی کیونکہ اس کے چچا سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۷۴ھ میں وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ یہ شہر اس کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ اس نے ۵۸۷ھ میں وفات پائی۔ پھر اس کا فرزند ناصر الدین محمد یہاں کا حاکم مقرر ہوا اس کا لقب منصور تھا۔ وہ اپنے چچا سلطان صلاح الدین اور سلطان عادل کی وفات کے بعد ۶۱۷ھ میں فوت ہوا اور اس کے بعد اس کا فرزند قلیج ارسلان حاکم ہوا اس کا لقب ناصر تھا۔

اس کا بھائی مظفر جو ولی عہد تھا' کامل بن عادل کے پاس مقیم تھا چنانچہ اس نے آ کر دمشق سے لشکر لے کر بھیجا اور اس نے اپنے بھائی سے یہ شہر چھین لیا اور خود حکومت کرنے لگا جب وہ ۶۴۲ھ میں فوت ہوا تو اس کا فرزند محمد' منصور کا لقب اختیار کر کے وہاں حکومت کرنے لگا۔

فتنۂ تاتار کا اثر: جب تاتاریوں نے شام پر حملہ کیا تو یوسف ابن عبدالعزیز کے ساتھ جو شام کا بادشاہ تھا' حاکم حماۃ منصور اور اس کا بھائی افضل بھی بھاگ کر مصر پہنچ گئے۔

پھر انہیں مصر کے ترکوں سے بھی خوف ہوا تو یہ جماعت ہلاکو کے پاس پہنچ گئی مگر منصور (حاکم حماۃ) مصر ہی میں مقیم رہا۔ اس عرصے میں ہلاکو نے شام [illegible] اور اس کے تمام ایوبی امراء کا خاتمہ کر دیا۔

جب ہلاکو خان اپنی قوم کے فتنہ و فساد کی وجہ سے شام سے لوٹ گیا تو سلطان قطز نے شام پر حملہ کر کے اسے تاتاریوں کے قبضے سے نکال لیا اور ان تمام سرحدوں اور شہروں پر حکومت کرنے لگا۔ اس وقت اس نے منصور کو حماۃ کی حکومت پر بحال کر دیا اور وہ دوبارہ یہاں کا حاکم بن گیا۔

منصور کی بحالی: منصور نے دوبارہ حاکم بننے کے بعد بھی مصر کی طرف اپنی آمد و رفت جاری رکھی وہ تاتاریوں کے خلاف قلاوون کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا جو ۶۸۰ھ میں حمص کے مقام پر ہوئی تھی۔

اس نے ارمینیہ وغیرہ کی طرف بھی جنگی مہمیں بھیجی تھیں اور سلاطین مصر جب مطالبہ کرتے تھے تو وہ اپنی فوجیں لے کر ان کے پاس پہنچتا تھا۔ اس کی وفات ۶۸۳ھ میں ہوئی۔

مظفر بن منصور کی حکومت: اس کے بعد سلطان قلاوون نے اس کے فرزند مظفر کو اپنے باپ کی عملداری کا حاکم بنایا اور اس نے بھی (سلاطین مصر) کے ساتھ سابقہ رویہ برقرار رکھا اور جب لاچین کے بعد ناصر محمد بن قلاوون مصر کا حاکم تسلیم کیا گیا تو ۶۹۸ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

قراسنقر کی حکومت: اب منصور کی نسل منقطع ہو چکی تھی۔ اس لیے سلطان مصر نے ایک ترکی حاکم قراسنقر کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔ اس کا تبادلہ حمص کے مقام سے کیا گیا تھا اور اسے ہدایات دی گئی تھیں کہ وہ ایوبی خاندان اور دیگر افراد کی جاگیریں بحال رکھے۔

کتبغا کا تقرر: اس کے بعد تاتاری شام پر غالب آ گئے اور ۶۹۹ھ میں وہ واپس چلا گیا تو مصری امراء نے وہاں پہنچ کر تاتاریوں کے تسلط سے شام کو آزاد کرایا اس جنگ میں مصر کے سابق سلطان کتبغا نے بھی جسے لاچین نے تخت سے اتار دیا تھا اور وہ صرخد کا نائب حاکم مقرر کیا گیا تھا یہ دلیرانہ کارنامے انجام دیے اور مصری امراء کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا تھا اور ان کے ساتھ وہ جنگ میں بھی گیا تھا لہٰذا انہوں نے اسے حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔

کتبغا نے اس کے بعد ارمینیہ کی طرف فوج کشی کی اور سلطان ناصر کے ساتھ مل کر ۷۰۲ھ میں تاتاریوں کو شکست دی۔ اس کے بعد وہ حماۃ کی طرف لوٹ گیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

مختلف حکام: سلطان ناصر نے اس کے بعد سیف الدین قبچق کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔ مگر جب سلطان مصر سے نکالا تو اس نے سیف الدین قبچق کو حلب کا نائب حاکم مقرر کیا اور اس کے بجائے ایدمر کرتی کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا مگر جب قبچق فوت ہو گیا تو ایدمر کو حماۃ سے حلب کی طرف تبادلہ کر دیا گیا۔

منصور حاکم حماۃ کا بھائی افضل علاء الدین منصور کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کا ایک فرزند تھا جس کا نام اسماعیل تھا اور لقب عماد الدین تھا۔ اسے علم و ادب کا بہت شوق تھا اور اسے علم و ادب کا بہت بڑا حصہ ملا۔ چنانچہ اس کی تاریخی کتاب (تاریخ ابوالفداء) بہت مشہور ہوئی۔

ابوالفداء کا تقرر: سلطان ناصر نے جب قلعہ الکرک سے اپنے پایۂ تخت کی طرف رجوع کیا تو اس نے ایوبی خاندان کے ساتھ احسان کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے عماد الدین اسماعیل (ابوالفداء) کو ۷۱۰ھ میں حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔ اس کا لقب مؤید تھا۔ وہ حماۃ کا حاکم رہا۔ یہاں تک کہ ۷۳۲ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کی وصیت کے مطابق سلطان ناصر نے اس کے فرزند افضل محمد کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔

ایوبی حکومت کا خاتمہ: جب سلطان ناصر محمد بن قلاوون نے ۷۴۱ھ میں وفات پائی تو اس کے بعد ترکوں نے خود سلطنت کا انتظام سنبھالا اور اس کے فرزند ابوبکر کو حاکم مقرر کیا اور اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ افضل کو حماۃ کی حکومت سے معزول کیا اور اس کے بجائے طقز دمر کو نائب حاکم مقرر کر دیا۔

افضل اس کے بعد دمشق چلا گیا اور وہیں ۷۴۲ھ میں فوت ہو گیا۔ یوں حماۃ کے علاقے سے بھی ایوبی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بغاوت کی سرکوبی: سلطان ناصر نے ۷۰۱ھ میں لشکر لے کر ایک مہم کا قصد کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مصر کے بالائی حصے (صعید) کے عرب جو قتل و فساد پر اتر آئے تھے اور مسافروں کے قافلوں کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ لہذا اس نے دونوں طرف سے فوجیں بھیجیں اور انہیں چاروں طرف سے گھیر کر قتل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ (عرب) مغلوب ہو گئے اور ان کا علاقے سے زور ختم کر دیا گیا اور جو ان کے بچے تھے وہ سب بھاگ کر منتشر ہو گئے۔

فتح ملطیہ: اس کے بعد سلطان نے ۷۱۵ھ میں ارمینیہ کے علاقے ملطیہ پر فوج کشی کی اور اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ اس مقصد کے لئے تنکز حاکم دمشق کو فوج دی اور مصر سے چند فوجیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ ان سب نے ۲۲ محرم ۷۱۵ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے زیادہ تر باشندے عیسائی تھے اور تھوڑے سے مسلمان بھی تھے جنہیں عیسائیوں نے اپنے زیر نگیں کر رکھا تھا۔ چنانچہ کچھ عرصے بعد انہوں نے ہتھیار ڈال دیے تو شاہی لشکر بزور شمشیر شہر میں داخل ہو گیا اور ان کا صفایا کر کے ان کے باشندوں کو قیدی بنا

۱: ابوالفداء کی کتاب کا نام ہے [illegible] اخبار البشر [illegible] سلطان ناصر [illegible] علاوہ اس کے جغرافیہ میں بھی ایک کتاب تقویم البلدان [illegible] بہت مقبول ہوئی۔ (مترجم)

لے کر ان کو گرفتار کر کے سلطان کے پاس لے آئے۔

سلطان نے ان کے بادشاہ کی جان بخشی کی اور اسے انعام و اکرام سے نوازا۔ اس کے بعد جب سلطان کو پتا چلا کہ یہ بادشاہ سلاطین عراق سے خط و کتابت کر رہا ہے تو اسے قید خانے میں ڈال دیا۔

۷۱۵ھ میں سلطان نے حلب سے آمد کے علاقہ کی طرف فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے اس علاقہ کو فتح کر لیا۔ پھر دوبارہ فوجیں ۷۲۰ھ میں آمد بھیجی گئیں تو اسے بھی فتح کر لیا اور اسے تباہ کر کے وہاں سے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔

حکام کا تقرر اور معزولی: ۷۱۱ھ میں سلطان طرابلس کے حاکم سیف الدین تمر پر ناراض ہو گیا جو اقوش افرم کے بعد حاکم مقرر ہوا تھا چنانچہ اسے گرفتار کر کے مصر لایا گیا اور اس کے بجائے سیف الدین کستائی کو حاکم مقرر کیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بجائے شہاب الدین قرطائی کو حاکم مقرر کیا۔ اس کو حمص سے تبادلہ کیا گیا تھا۔ حمص کا حاکم سیف الدین ارقطائی کو مقرر کیا گیا۔

۷۱۲ھ میں جاشنگیر کی جماعت کے سردار اخفاقی سنانی کو گرفتار کیا گیا اور صفد کا نائب حاکم بکتمر حاجب کو مقرر کیا گیا۔ پھر سلطان اس سے ناراض ہو گیا تو اسے گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ سلطان نے اسے اسکندریہ میں قید کر دیا اور حمص سے اس کا تبادلہ کر کے سیف الدین ارقطائی کو صفد بھیجا۔ حمص کا حاکم بدرالدین بکتوت کرمانی کو مقرر کیا۔

عمارات کی تعمیر: سلطان محمد بن قلاوون نے ۷۱۲ھ میں مصر میں نئی جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا اور اس کے لیے بہت سے اوقاف مقرر کیے۔

پھر سلطان موصوف نے ۷۱۳ھ میں شاہی محل ابلق کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ سب سے شاندار شاہی محل ثابت ہوا۔

سلطان نے ۷۱۸ھ میں حکم دیا کہ قلعہ کی جامع مسجد کی توسیع کی جائے۔ چنانچہ اس کے چاروں طرف کے گھروں کو گرا کر جامع مسجد کی اس حد تک توسیع کی گئی جو آج کل موجود ہے۔

سلطان نے ۷۲۳ھ میں حکم دیا کہ سریاقوس میں ان کے رہنے کے لیے مکانات تعمیر کیے جائیں چنانچہ ان مکانات کی تعمیر کے بعد ان کے سامنے ایک بڑی خانقاہ تعمیر کی گئی جو ان کے نام سے منسوب ہے۔

۷۲۴ھ میں سلطان نے حکم دیا کہ قلعہ کے اندر ایک عظیم الشان دربار ہال تعمیر کیا جائے جہاں دربار منعقد کرے اور وہیں اس کا تخت شاہی ہو۔ سلطان نے اس کا نام دارالعدل رکھا۔

شاہی حج و زیارت: سلطان ناصر محمد بن قلاوون نے اپنے عہد حکومت میں تین مرتبہ حج کیا۔ سب سے پہلے ۷۱۲ھ میں حج کیا۔ جب قراسنقر نائب حاکم حلب اقوش افرم نائب حاکم طرابلس اور مہنا بن عیسیٰ امیر عرب تاتاریوں کے ساتھ مل گئے تھے اور ادھر خربندا شام کو فتح کرنے کے ارادے سے چڑھ آیا تھا۔

اس وقت سلطان حج کے سفر سے شام پہنچا اور جب اسے معلوم ہوا کہ خربندا واپس چلا گیا ہے تو وہ وہاں سے مصر کے

[illegible]

دوسرا حج [illegible]

[illegible]

تیسرا حج [illegible]

[illegible]

اہلِ توبہ کے حالات

[illegible]

[illegible]

وظیفہ مقرر کر دیا تھا اور وہ مصر ہی میں مقیم ہو گیا تھا۔

مسلمان حاکم کی حکومت: ۷۱۶ھ میں کرنبس (شاہ نوبہ) نے جزیہ ادا کرنا بند کر دیا تھا۔ لہٰذا سلطان نے (اس کی سرکوبی کے لیے) لشکر بھیجا اور اس کے ساتھ نشلی کو بھی روانہ کیا جو ان کے شاہی خاندان میں سے تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔ کرنبس ان کا مقابلہ کرنے سے گھبرایا اور وہ الابواب کے شہر کی طرف بھاگ گیا۔ لہٰذا لشکر مصر چلا گیا اور نشلی مسلمان ہونے کے باوجود نوبہ کا بادشاہ بن گیا۔

اہل نوبہ کا اسلام قبول کرنا: سلطان مصر نے الابواب کے بادشاہ سے کرنبس کو طلب کیا تو اس نے کرنبس کو سلطان کے پاس بھیج دیا اور وہ وہاں رہنے لگا۔ کچھ عرصے کے بعد اہل نوبہ نے سازش کر کے کچھ عربوں کی امداد سے نشلی کو قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے کرنبس کو لانے کے لیے ایک وفد الابواب بھیجا مگر وہ مصر میں تھا۔ سلطان کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے کرنبس کو نوبہ کے علاقے میں بھیجا چنانچہ وہ وہاں پہنچ کر نوبہ کا بادشاہ ہو گیا (پھر اہل نوبہ سب مسلمان ہو گئے تو) ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان پر سے جزیہ کا حکم دور کر دیا گیا۔

نوبہ کی سلطنت کا خاتمہ: اس کے بعد قبیلۂ جہینہ کے عرب نوبہ کے علاقوں میں آباد ہو گئے اور انہوں نے وہاں آباد ہو کر ان پر قبضہ کر لیا اور فتنہ و فساد برپا کرنے لگے۔ نوبہ کے حکام نے ان کا مقابلہ کرنا چاہا مگر ناکام ہو گئے۔ پھر ان سے مصالحت کر کے رشتہ داری پیدا کرنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور عجمی رسم و رواج کے مطابق قبیلہ جہینہ کے عرب فرزندوں میں اور بھانجے کے مالک بننے لگے اور ان کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور قبیلہ جہینہ کے عرب بدو ان کے ملک پر قابض ہو گئے اور بدوانہ نظام کے مطابق کوئی کسی دوسرے کی اطاعت قبول نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا وہ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور اس علاقے کی کوئی ملکی حیثیت برقرار نہیں رہی۔ بلکہ اہل نوبہ بھی عرب بدوؤں کی طرح خانہ بدوش قوم بن گئے اور وہ سرسبزی اور بارش کے مقامات کی تلاش میں گھومتے پھرنے لگے اور عرب بدوؤں کے ساتھ رشتہ داری قائم کرنے کی وجہ سے وہ بھی ان کے رنگ میں پختہ ہو گئے تھے۔ اسی لیے ان کی سلطنت کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔

ارمینیہ کے باقی حالات

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بلاد روم میں تاتاریوں کے حاکم ایلغری نے ارمینیہ کے بادشاہ ہیثوم کو قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد اس کا بھائی اوشیر بن لیون سیس کے مقام پر تخت نشین ہو گیا تھا۔ اس نے ترکمانوں کے بادشاہ قرمان کے ساتھ ۷۱۰ھ میں جنگ کی تھی جس میں قرمان نے اسے شکست دے دی تھی۔ تاہم اوشیر بن لیون ارمینیہ کا بادشاہ رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اہل ارمینیہ نے اس کے بارہ سالہ کمسن فرزند لیون ثانی کو تخت نشین کیا۔

اس سے پہلے سلطان ناصر نے اوشیر سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ان قلعوں سے دستبردار ہو جائے جو شام کے قریب تھے مگر اس نے انکار کیا۔ لہٰذا اس کے خلاف شام کی فوجیں بھیجی گئی تھیں انہوں نے اس کے ملک کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اس کے بعد اوشیر فوت ہو گیا تھا۔

ارمینیہ کی فتوحات ۶۶۴ھ میں سلطان بیبرس نے حلب کے نائب ملک [illegible] کو حکم دیا کہ وہ ارمن کے بادشاہ تکفور کو سزا دے۔ چنانچہ وہ فوجیں لے کر ان کے شہر میں ۶۶۴ھ میں داخل ہو گیا اور بہت سے علاقوں کو فتح کیا۔ اس نے قلعہ [illegible] کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا تو ارمنوں کی بڑی تعداد قیدی بنا لی۔ چنانچہ بتایا جاتا ہے کہ ان کی تعداد [illegible] تھی۔

جب شہر ایاس کے عیسائیوں کو [illegible] کی طرف [illegible] تو ان مسلمانوں پر جو وہاں [illegible] تھے [illegible] اور ان ارمنوں کی تربیت میں جو ان کے ہم مذہب عیسائی تھے انہیں مار دیا۔

فتح ایاس حمزہ کے مرنے کے بعد [illegible] سلطان کے نائب [illegible] تو یہاں کے سلطان مصر کو [illegible] کر دی [illegible] نے اسلام قبول کر لیا اور پھر اس نے فوجی امداد کی طلب کی تاکہ وہ ارمنی عیسائیوں کے خلاف جہاد کرے۔

سلطنت نے اس کی درخواست منظور کی اور ۷۴۵ھ میں دمشق، حلب اور حماۃ سے فوج بھیج دی۔ [illegible] کی فوجیں [illegible] کے پاس پہنچ گئیں [illegible] سب سے پہلے اس کے شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اسے تاخت و تاراج کیا۔ [illegible] فوجوں نے پہاڑوں [illegible] طرف [illegible] کا تعاقب کیا۔ [illegible] کے بعد [illegible] واپس لوٹ گئے۔

دیگر فتوحات ۶۷۱ھ میں [illegible] پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] فتح کئے۔ اس کے بعد [illegible] قلعے بھی فتح کر لئے۔ اس نے [illegible] میں ایک [illegible] مقرر کئے اور پھر وہ حلب واپس آ گیا۔

اس کے بعد حلب کا حاکم [illegible] مقرر ہوا اور ۶۸۰ھ میں [illegible] کی طرف روانہ ہوا [illegible] قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب ارمنوں کے [illegible] محاصرے سے تنگ آ گئے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے [illegible] حلب [illegible] اس کے [illegible] سلطان [illegible] تمام علاقوں پر [illegible] ہو گئے اس کے اطراف علاقوں سے ارمنوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

تاتاریوں کی دو سلطنتیں اس زمانے میں تاتاریوں کی دو وسیع سلطنتیں قائم تھیں۔ ان میں سے ایک ہلاکو کے خاندان کی سلطنت تھی جس نے بغداد فتح کر لیا تھا، عراق میں اس کا مرکز [illegible] تھی۔ اس خاندان کے [illegible] بادشاہ [illegible] کہلاتے تھے۔ [illegible] فارس [illegible] اور ترکستان [illegible] اس کے ماتحت تھے۔

تاتاریوں کی دوسری سلطنت [illegible] بن چنگیز خان کی [illegible] تھی۔ یہ سلطنت [illegible] کے [illegible] کے قریب تھی اور مشرق میں [illegible] اور جنوب میں قسطنطنیہ کے حدود تک پھیلی ہوئی تھی اور مغرب میں [illegible] ہو گئی۔

خارجہ پالیسی ان دونوں سلطنتوں کے درمیان جھگڑے [illegible] تھیں جو بڑی سلطنتوں کا معمول ہے۔

مصر و شام کی ترک سلطنت کا ان [illegible] سلطنت کے قریب تھی [illegible] تاتاری سلطنت [illegible] فتح [illegible]

تھی۔ اس لئے وہاں دربار [illegible] کرتی تھی اور [illegible] عالی مرتبت مرد [illegible] تیار [illegible] ان سے امداد حاصل کر لی تھی جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

ان کے سلاطین کے درمیان جو جنگیں ہوتی تھیں ان میں کسی ایک کا پلہ بھاری ہو جاتا تھا۔ اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ [illegible] اور ہلاکو کے تاتاری خاندانوں کی خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر (مسلمان فوجیں) غالب آ جاتی تھیں۔ [illegible] خان کے خاندان کی سلطنت سے بہت دور تھیں۔ کیونکہ مصر و شام کی سلطنت کے درمیان [illegible] حائل تھے۔ اس لئے ترک اسلامی سلطنت کے شمالی سلطنت سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔

شمالی سلطنت سے مصالحت چنانچہ ہر وقت ان میں باہمی تحفہ تحائف اور مصالحت کے لئے نامہ و پیام جاری رہتے تھے۔ ترک سلاطین جوجی خان کی سلطنت کو ہلاکو خان کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے تاکہ وہ ایران [illegible] کے ساتھ [illegible] کی طرف [illegible] اور شام کی طرف نہ بڑھ سکیں۔ [illegible] ان کی بقا [illegible] ہے۔

(سیاسی طور پر) ترک سلطنت کے اتفاق سے ان کا [illegible] تھا۔ چنانچہ جوجی خان خاندان کے سلاطین ان [illegible] کے خاندان [illegible] تھی۔

شمالی سلطنت سے رشتہ ازدواج [illegible] سلطان ناصر [illegible] مصر میں [illegible] سلطان [illegible] خان [illegible] سلطان [illegible] ہے۔

شہزادی کے قافلہ کی روانگی [illegible] سلاطین کی یہ عادت [illegible] کہ وہ دوسرے سلاطین کو لڑکی نہیں دیتے تھے لیکن سلطان نے اس قسم کے رشتہ کی منظوری دے دی اور اس مقصد کے لئے [illegible] سفیروں اور تحائف کا تبادلہ ہوا۔ یہاں تک کہ یہ رشتہ منظور ہو گیا اور [illegible] شہزادی طلونبای [illegible] اس کے ساتھ [illegible] روانہ کیا [illegible] ان کے ہمراہ [illegible] بھی تھے۔ [illegible] جب [illegible] (شاہ) [illegible] کی [illegible] تعظیم و تکریم کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے [illegible] پہنچے۔

شاہی قافلہ کا استقبال وہاں سے یہ قافلہ مصر کی طرف ایک کشتی میں روانہ ہوا [illegible] کے پاس [illegible] تھے اس جلوس کی قیادت ان کے [illegible] کر رہے تھے اور یہ قافلہ نہایت شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب وہ مصر [illegible] پہنچے تو سلطان نے [illegible] سلطان کے [illegible] کے لئے پہنچے۔ تو ان کو شاہی محل میں پہنچایا گیا۔

رسم نکاح ان کی آمد کے تیسرے [illegible] دن قلعہ کی جامع مسجد میں قاضی [illegible] مختلف [illegible] کے [illegible] بلایا گیا۔ وہ مہمان جو ساتھ آئے تھے ان کو خلعت عطا کیا گیا۔ اس کے بعد سلطان کے [illegible] کی [illegible] میں [illegible]

نکاح ادا کی۔ اس کے بعد مجمع منتشر ہو گیا۔ یہ تقریب بے مثال رہی۔

معاہدۂ صلح کی تکمیل ۷۲۲ھ میں بغداد اور عراق کے حاکم ابو سعید کے قاصد (مصر) پہنچے۔ ان میں قاضی قونیہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے مصالحت اتحاد اور اسلامی شعائر اور حج کو برقرار رکھنے، راستوں کی درستی اور دشمنانِ اسلام سے جہاد کرنے کی تجاویز پیش کیں۔ سلطان نے ان کی یہ تجاویز منظور کر لیں۔ اس نے سیف الدین ایتمش کو بھیجا تاکہ وہ ان کے ساتھ معاہدہ کر کے ان تجاویز کو عملی جامہ پہنائے۔ سلطان نے اسے قیمتی تحائف کے ساتھ بھیجا تھا۔ چنانچہ جب سلطان کا قاصد ۷۲۳ھ میں واپس آیا تو سلطان ابو سعید کے قاصد اور جوبان اس کے ہمراہ تھے۔ یوں باہمی معاہدہ مکمل ہو گیا۔

اس سے پیشتر ازبک صاحب سرائے (تاتاریوں کی شمالی سلطنت) اور سلطان ابو سعید کے درمیان از سر نو اختلافات پیدا ہو گئے تھے کیونکہ جوبان سلطان ابو سعید پر مسلط ہو گیا تھا اور وہ مغل تاتاریوں کے درمیان فتنہ و فساد برپا کر رہا تھا۔

ازبک کو امداد اس سے پہلے جوبان اور حاکمِ روم دمرداش اور خراسان (ترکستان) کے درمیان جنگ ہو رہی تھی جس میں ازبک نے اسے فوجی امداد دی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ازبک نے خراسان کے آٹھ شہروں کو فتح کر لیا۔ چونکہ اس اثناء میں اس کے سلطان ناصر کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ اس نے سلطان ابو سعید و جوبان کے خلاف فوجی امداد طلب کی تو سلطان نے اس کے ساتھ تعاون کیا۔

ابو سعید سے صلح جب سلطان ابو سعید نے مصالحت کی درخواست کی تو سلطان ناصر نے اس کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ جب ازبک کو مصالحت کی خبر ملی تو اس وقت سلطان ناصر کے قاصد اس کے دربار میں موجود تھے۔ اس نے اس موقع پر سخت کلامی کی اور سلطان کو ناراضگی کا خط لکھا۔

سلطان ناصر نے معذرت کرتے ہوئے یہ تحریر کیا کہ "انہوں نے اسے شعائر اسلامی قائم کرنے کی دعوت دی تھی لہٰذا اس معاملے میں وہ پیچھے نہیں رہ سکتا تھا"۔ ازبک نے اس کا یہ عذر قبول کر لیا۔

سلاطین کے درمیان مصالحت اس کے بعد جب جوبان نے ازبک سے خراسان کے چھینے ہوئے علاقے لوٹا لئے تو ازبک اور سلطان ابو سعید کے درمیان مصالحت کا سلسلہ شروع ہوا اور ان تمام سلاطین نے آپس میں صلح کر لی اور ایک عرصے کے لئے جنگ بندی ہو گئی۔ بعد میں حالات اور واقعات میں زبردست انقلاب آیا۔

حکامِ حجاز کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں کہ قتادہ بنی ہاشم میں سے تھا جس نے مکہ معظمہ اور حجاز کی حکومت چھین لی تھی۔ اس کے بعد یہ حکومت اس کی اولاد میں قائم رہی اور ان میں سے کوئی ان پر غالب رہا۔ اس کا اصل نام ابو نمی محمد بن ابو سعید علی بن قتادہ تھا۔ ۷۰۱ھ میں فوت ہو گیا۔

اس کے بعد اس کے دو فرزند رمیثہ اور حمیضہ حجاز کے حکام ہوئے۔ انہوں نے اپنے دو بھائیوں عطیفہ اور ابو الغیث کو نظر بند کر دیا۔

جب مصری سلطنت کے دوسرے دور میں ۷۰۱ھ میں بیبرس اور سلار نے حج کیا تو وہ دونوں بھائی اپنی نظر بندی کے مقام

سے ہو کر امراء کے پاس پہنچے تھے اور انہوں نے شکایت کی کہ ان کے (دونوں بھائی) رمیثہ اور حمیضہ نے انہیں بہت تکلیف دی ہیں۔

حکام کی گرفتاری ان دونوں حکام نے ان دونوں بھائیوں کی فریادرسی کی اور رمیثہ اور حمیضہ کو گرفتار کر کے قیدی مصر بھیج دیا اور ان کے بجائے عطیفہ اور ابوالغیث کو (مکہ کا) حاکم بنایا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے ان دونوں کو امیر کوکی کے ہمراہ سلطان کے پاس بھجوایا جو انہیں اپنے لشکر کے ساتھ لے گیا۔

سلطان نے ان سے خوش ہو کر ان دونوں بھائیوں کو رمیثہ اور حمیضہ کے بجائے حاکم مقرر کیا اور ۷۰۱ھ کے موسم حج میں اپنی فوجیں ان دونوں کے ساتھ بھیجیں۔ رمیثہ اور حمیضہ ملک سے بھاگ نکلے اس کے بعد ہی لشکر واپس آ گیا۔

بھائیوں کی خانہ جنگی ابوالغیث اور عطیفہ حکومت کرنے لگے مگر (تھوڑے عرصے کے بعد) رمیثہ و حمیضہ واپس آ کر جنگ کرنے لگے۔ جس میں ابوالغیث اور عطیفہ کو شکست ہوئی وہ دونوں مدینہ پہنچ کر مصر کی تیاری سے مدد کے طالب ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو بنو شعبہ اور بنو مہدی کے افراد کے ذریعہ مدد پہنچائی۔ پھر بطن مر کے مقام پر ان (چاروں بھائیوں) کی جنگ ہوئی۔ جس میں ابوالغیث کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا اور رمیثہ اور حمیضہ نے دوبارہ حکومت حاصل کر لی۔ ان کا (مخالف) بھائی عطیفہ بھی ان کے ساتھ مل گیا تھا۔

سلطان کی مداخلت ۷۱۳ھ میں ان بھائیوں میں پھر جنگ ہوئی۔ اس وقت رمیثہ اپنے دونوں بھائیوں کے خلاف فریاد لے کر سلطان (مصر) کے پاس پہنچا۔ سلطان نے اس کے ساتھ لشکر بھیجا تھا (وہاں) حمیضہ قبیلہ ... کی طرف بھاگ گیا۔ شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا مگر بدوؤں نے اس کا ساتھ دیا۔ جس کی وجہ سے شکست کھا کر حمیضہ بال بال بچ نکلا۔

جب مصری فوجیں واپس چلی گئیں تو حمیضہ واپس آ گیا۔ لہذا رمیثہ نے پھر سلطان سے مدد طلب کی تو سلطان نے فوجیں بھیجیں (انہیں دیکھ کر) حمیضہ بھاگ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ صلح کر لی۔

۷۱۵ھ میں عطیفہ سلطان مصر کے پاس پہنچا تو سلطان نے اس کے ہمراہ فوجیں بھیجیں انہوں نے رمیثہ کو پکڑ کر سلطان کے پاس بھجوا دیا۔ جہاں اسے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔

اس کے بعد عطیفہ مستقل طور پر حکومت کرنے لگا اور حمیضہ در بدر مارا مارا پھرتا رہا آخر میں وہ تاتاری بادشاہ عراق خربندا کے پاس پہنچ گیا اور حجاز کے حاکم کے برخلاف اس سے امداد طلب کی تو اس نے اسے اپنی فوجیں دے کر بھیجا۔

مکروہ سازش کی افواہ اس وقت لوگوں میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ روافض نے ان سے مل کر خربندا کے پاس جو سازش کی تھی کہ وہ شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) کی لاشوں کو ان کے مزارات سے نکال پھینکیں گے۔ مسلمانوں پر یہ افواہ بہت گراں گزری۔ پھر یہ پتہ چلا (عرب سردار) کے بھائی محمد بن عیسیٰ نے خربندا کے پاس جا کر قرآن کریم کی عزت اور ثواب حاصل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کیا اور راستے میں اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی۔

کہا جاتا ہے کہ ان کے قبضے سے وہ کلہاڑیاں اور پھاوڑے بھی برآمد کئے گئے جو اس مقصد کے لئے لے جائے جا رہے تھے اس کارنامے سے سلطان (مصر) بہت خوش ہوا۔

دوبارہ تخت نشینی [illegible]

[illegible]

[illegible] کا قتل [illegible]

[illegible]

سلطان کی گرفتاری [illegible]

[illegible]

شعراء اور [illegible] [illegible]

[illegible]

سوڈان اور مالی کے حالات

سوڈان کا علاقہ مغرب کے صحرا کے قریب پہلی اور دوسری اقلیم میں واقع ہے۔ یہاں کئی قسم کی سیاہ فام قومیں آباد ہیں۔ بحر اوقیانوس کے قریب صوصو قوم آباد ہے جو غانہ کے علاقہ کی حاکم ہے، وہ فتوحات کے زمانے میں مسلمان ہو گئے تھے۔

جغرافیہ کی مشہور کتاب کے مولف (ادریسی) نے بیان کیا ہے کہ "عبداللہ بن حسن بن الحسن کی ایک شاخ جو صالح کی اس علاقہ پر حکومت تھی اور یہ بہت عظیم ملک ہے۔"

ان کے بارے میں کسی دوسرے ذرائع سے تحقیق نہیں ہو سکی۔ دوسری بات یہ ہے کہ بنو حسن میں صالح نام کے شخص کا بھی علم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ فاضل [illegible] یہ تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ صوصو قوم کے علاوہ کوئی خاندان ان کا حاکم رہا تھا۔

صوصو قوم کے مشرق میں مالی قوم ہے ان کا پایۂ تخت بنی ہے ان کے بعد مشرق کی سمت کوکو قوم ہے ان کے بعد کے علاقے میں تکرور قوم ہے۔ تکرور اور نوبہ کے درمیان کانم وغیرہ کے قبائل ہیں۔

مالی کی وسیع سلطنت: زمانے نے انقلاب کے ساتھ ساتھ حالات کو بدل کر رکھ دیا چنانچہ مالی قوم آگے بڑھی اور [illegible] کے صوصو قوم کے علاقے پر قبضہ کر لیا [illegible] ان کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی حتیٰ کہ ان کا پایۂ تخت شہر [illegible] تمام سوڈان کا پایۂ تخت بن گیا۔ اس قوم نے اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔

مالی کے سلاطین کے حج: مالی قوم کے متعدد سلاطین نے حج کیا تھا۔ ان میں سب سے پہلے بادشاہ جس نے حج کیا تھا برمندانہ ہے۔ ان کے نسب کے ماہرین ان کا نام برمندار بتاتے ہیں۔ انہوں نے حج کرنے کے لئے جو راستہ اختیار کیا تھا۔ ان کے بعد کے سلاطین نے بھی اختیار کیا۔

سلطان مصر ظاہر بیبرس کے زمانے میں جس بادشاہ نے حج کیا تھا اس کا نام منسا ولی بن ماری جاطہ تھا۔ اس کے بعد ان کے آزاد کردہ غلام ساکورہ نے حج کیا۔ یہ غلام بادشاہ ان کے ملک پر مسلط ہو گیا تھا اور اسی نے کوکو کے شہر فتح کیا تھا۔

سلطان ناصر کے زمانے میں ان کے بعد کے [illegible] منسا موسیٰ نے حج کیا جیسا کہ بربر سلطنتوں کے حالات میں اس کا تذکرہ کیا جائے گا جب کہ ہم مصر، شام اور ترک سلطنتوں کا حال بیان کر رہے ہوں گے۔

شاہ تکرور کی تعظیم: جب موسیٰ (منسا) مغرب سے [illegible] حج کے لئے روانہ ہوا تو اس نے صحرا کا راستہ اختیار کیا جو مصر کے اہرام کے پاس سے نکلا۔ اس نے سلطان ناصر کو بہت سا تحفہ پیش کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں پچاس ہزار دینار تھے۔ سلطان نے اسے [illegible] قرافہ کے قریب ایک محل میں ٹھہرایا جو اس کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ سلطان نے اسے اپنے

مجلس (دیوان) میں ملاقات کی اور اس سے گفتگو کی اسے انعام و اکرام سے مالا مال کیا اسے زادِ راہ بھی دیا اور گھوڑے اور خچر بھی پیش کئے۔

سلطان نے (تکرور کے بادشاہ) کے ہمراہ اس کی خدمت کے لئے اپنے افسر بھیجے جو اس کی اس وقت تک خدمت کرتے رہے جب تک کہ اس نے ۷۲۴ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور واپس آیا۔

راوی نے لکھا: یہ بادشاہ [illegible] تھے۔ [illegible] میں ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ جس سے ان [illegible] بڑی مشکل سے جان [illegible] پیش [illegible] دو [illegible] سے [illegible] کیا [illegible] ان [illegible] کے لئے یہ [illegible] معلوم تھے۔ [illegible] تک [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ایک [illegible] چلتے رہے یہاں تک کہ [illegible] کے [illegible] میں [illegible] وہاں [illegible] ان [illegible] آخر [illegible] تلاش کر [illegible] مصیبت سے نجات دی۔

(جب تکرور کا بادشاہ حج سے فارغ ہو کر مصر پہنچا تو سلطان نے دوبارہ اس کی تعظیم و تکریم کی اور [illegible] سے مالا مال کیا۔

قرض لینا کہا جاتا ہے کہ اس (بادشاہ) نے (اپنے حج) کے اخراجات کے لئے اپنے ملک سے چونکہ [illegible] سونا [illegible] تھا [illegible] سونا [illegible] تمام خرچ ہو گیا [illegible] نے [illegible] تاجروں سے قرض لینا [illegible] کی جماعت تھی [illegible] نے [illegible] ہزار دینار قرض دیے۔ اس نے ان [illegible] تھا۔

[illegible] اس کے [illegible] لوگ [illegible] تاکہ [illegible] تھا [illegible] الدین [illegible] اس کی وفات سے پہلے [illegible] کیا۔ اس نے [illegible] حاصل نہیں کر سکے۔

یمن کے حالات

ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ [illegible] کا [illegible] حاکم [illegible] تھا [illegible] یوسف [illegible] وفات کے [illegible] کے لقب سے [illegible] بادشاہ بن بیٹھا۔ اس سے پہلے [illegible] مسعود کا [illegible] سلطنت [illegible] تھا۔ جب ۶۲۶ھ میں [illegible] مسعود کے [illegible] بادشاہ مقرر کیا۔ [illegible] کی حکمرانی [illegible] حالات [illegible]

اس کے بعد [illegible] کا بادشاہ بن گیا [illegible] یمن کی سلطنت [illegible] اور [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے۔

[illegible] [illegible] میں یمن کی سلطنت [illegible] یوسف المظفر بن عمر بن منصور [illegible] علی بن رسول کی

[illegible]

[illegible]

فوجی امداد کی درخواست [illegible]

بغاوت کا قلع قمع [illegible]

شہزادہ احمد کی گرفتاری [illegible]

[illegible]

[illegible]

چوپان اور اس کی اولاد

[illegible]

[illegible]

چوبان ۷۲۷ھ میں خراسان کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا اور اس نے بغداد میں سلطان ابو سعید کے پاس اپنے فرزند خواجہ دمشق کو نائب مقرر کیا۔ اس کے دشمنوں نے سلطان سے اس کے خلاف شکایتیں بیان کیں اور اس کے ایسے افعال شنیعہ سے مطلع کیا جنہیں وہ برداشت نہیں کر سکا۔ لہذا اس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

چوبان کی بغاوت اور قتل اس کے والد چوبان کو یہ اطلاع ملی تو اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ مگر سلطان ابو سعید جلد خراسان پہنچ گیا۔ اس لئے اس کے ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا اور چوبان بھاگ گیا۔ مگر ہرات کے مقام پر پکڑا گیا اور اس کا کام تمام کر دیا گیا۔ تاہم سلطان ابو سعید نے اس کے اہل و عیال کو یہ اجازت دے دی کہ وہ اسے وہاں لے جائیں جہاں اس نے مدفون ہونے کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ وہ اس کی لاش مدینہ منورہ لے گئے مگر انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے لئے حاکم مصر کی اجازت لینی ضروری تھی۔ چنانچہ حاکم مدینہ نے اجازت نہیں دی۔ لہذا اسے بقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

دمرداش کا فرار جب چوبان کے فرزند دمرداش کو جو بلاد روم کا حاکم تھا اپنے باپ کے قتل کی اطلاع ملی تو اسے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا اور وہ مصر بھاگ گیا۔ اس نے اپنے آزاد کردہ غلام ارتنا کو وہاں کے انتظام کے لئے چھوڑا اور اسے سیواس کے مقام پر ٹھہرایا۔

مصر میں قیام جب دمرداش دمشق پہنچا تو نائب حاکم اس سے ملاقات کے لئے آیا اور اسے اپنے ہمراہ مصر لے گیا۔ سلطان نے اس کا استقبال کیا اور اس کی تعظیم و تکریم کی۔ اس کے ہمراہ سات امراء تھے اور تقریباً ایک ہزار فوجی سوار تھے۔ سلطان نے ان سب کے قیام کا بندوبست کیا اور ان کے لئے وظائف مقرر کر دیئے اور وہ سب اس کے پاس رہتے تھے۔

سلطان ابو سعید کا پیغام یہاں پہنچنے کے بعد سلطان ابو سعید کے قاصد سلطان کے پاس پہنچے اور اس سے صلح نامہ کی شرط پوری کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے سلطان کو آگاہ کیا کہ دمرداش اور اس کا باپ دونوں بدکردار تھے اور وہ زمین میں فساد کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ لہذا وہ قتل کئے جانے کے مستحق ہیں۔

سلطان مصر نے یہ پیغام بھیجا کہ وہ بھی اسی طرح کا عمل خود ابو سعید کی طرف سے قراسنقر کے بارے میں کرے جو الجوش اور آقوش الافرم کے ساتھ خربندا کے پاس بھاگ گیا تھا اور اس نے (خربندا نے) [illegible] تھا [illegible] مراغہ کے علاوہ پر قبضہ کرنے کا [illegible] [illegible] وہ دونوں خربندا کے پاس رہ گئے تھے۔

خربندا نے آقوش الافرم کو ہمدان کا حاکم مقرر کیا تھا وہ جب ۷۱۶ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے دوست قراسنقر کو ہمدان کا حاکم مقرر کیا تھا۔

قراسنقر کا قتل جب یہ قصہ بار بار دہرایا گیا تو سلطان ابو سعید نے بھی اتفاق کے فیصلہ کو قراسنقر کے بارے میں نافذ کیا۔ کیونکہ یہ لوگ زمین میں فساد برپا کرتے تھے۔ اس نے دمرداش اور اس کے ساتھیوں کو [illegible] ان کو بھی قتل کر دیا گیا۔

سلطان ابو سعید سے مصالحت اس کے بعد سلطان ابو سعید کا فرستادہ اپنی قوم کی ایک جماعت لے کر سلطان مصر کے پاس آیا۔ اس نے صلح نامہ کی پابندی کرنے اور سلطان سے مصاہرت کا رشتہ قائم کرنے پر زور دیا۔ چنانچہ ان لوگوں کے تقاضا پر

[illegible] ہوگئی۔

یہ حال ان دونوں بھائیوں میں [illegible] اور اتفاق [illegible] یہاں تک کہ ان دونوں نے

وفات پائی۔

شام کے عرب قبائل

شام میں [illegible] عرب قبائل کا سردار [illegible] آل فضل کہلاتا تھا۔ یہ قبائل شام [illegible] حجاز سے [illegible] [illegible] قبائل [illegible] [illegible] قبائل [illegible] طاقت [illegible] آل [illegible] تھا

[illegible] آل فضل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

آل فضل کا خاتمہ [illegible] کا بیان ہے [illegible] آل فضل عرب قبائل [illegible] عراق [illegible] [illegible] ان کے [illegible] شام [illegible] [illegible] قبائل [illegible] [illegible]

[illegible] آل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وہابیت [illegible] کا بیان ہے [illegible] کے ہاں پیدا ہوا تھا [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کا آغاز [illegible]

ہوگیا تھا۔ چنانچہ عماد اصفہانی اپنی کتاب البرق الشامی میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

> "جب ملک عادل نور الدین دمشق میں مقیم ہوا تو اس کے ساتھ فضل بن ربیعہ بھی تھا جو عرب بدوؤں کا سردار تھا اور اس کے ساتھ بہت بڑی جماعت تھی۔"

بنو جراح کی سیادت اس سے پہلے فاطمی عہد حکومت میں عرب بدوؤں کے سردار قبیلہ طے کا ایک خاندان بنو جراح تھا۔ ان کا بزرگ مفرج بن دغفل بن جراح تھا۔ اس کے دائرہ اختیار میں رملہ تھا۔ جب معز الدولہ بن بویہ کا آزاد کردہ غلام الپتگین عراق میں بختیار سے شکست کھا کر بھاگا تو مفرج اسے گرفتار کر کے (سلطان) العزیز کے پاس لے گیا۔ اس (فاطمی سلطان) نے (اس کارنامے پر) اس کا بہت اعزاز و اکرام کیا اور اسے ترقی کے عہدہ پر پہنچایا۔

حسان کے کارنامے مفرج ۴۰۴ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کے بیٹے فرزند تھے حسان محمود علی جراح۔ ان میں سے حسان اس کا جانشین تھا۔ اسے بہت شہرت حاصل ہوئی۔ اس کے فاطمی حکام کے ساتھ مقابلے رہتے تھے۔ یہی وہ شخص تھا جس نے رملہ تباہ و برباد کیا اور ان کے سپہ سالار یاروق ترکی کو شکست دے کر اسے مار ڈالا تھا اور اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا تھا۔ یہی وہ شخص تھا جس نے شام کی تباہی شروع کی تھی۔

مسبحی (فاطمی سلطنت کے مورخ) کی تحریر سے حسان بن مفرج کے رشتہ داروں میں فضل بن ربیعہ بن حازم اور اس کے بھائی بدر بن ربیعہ کا تذکرہ بھی کیا ہے اور غالباً یہ فضل وہی ہے جو آل فضل کا جد اعلیٰ ہے۔

فضل کے حالات (مورخ) ابن الاثیر کا بیان ہے:

"فضل بن ربیعہ بن حازم کے آباؤ اجداد بلقاء اور بیت المقدس کے حاکم تھے اور یہ شخص کبھی فرنگیوں کی حمایت کرتا تھا اور کبھی مصر کے خلفاء (فاطمی حکام) کا ساتھ دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ طغتکین اتابک حاکم دمشق اسے ناپسند کرتا تھا اور اس نے اسے شام سے نکال باہر کیا تھا۔ چنانچہ وہ صدقہ بن مزید کے پاس چلا گیا تھا اور اس کا حلیف بن گیا تھا۔ اس نے جب وہ دمشق سے آیا تھا تو سات ہزار دینار سے اس کی مدد کی تھی۔

جب ۵۰۰ھ اور اس کے بعد صدقہ بن مزید نے سلطان محمد بن ملک شاہ کے خلاف بغاوت کی اور دونوں برسر پیکار ہو گئے تو یہ فضل حاکم موصل قرواش بن شرف الدولہ مسلم بن قریش اور بعض ترکمانی حکام جو صدقہ بن مزید کے دوست تھے اکٹھے ہو گئے اور جنگ کے ابتدائی دنوں میں شریک ہو کر سلطان کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان نے ان کا استقبال کیا اور انہیں خلعت عطا کئے۔

سلطان نے فضل بن ربیعہ کو بغداد میں صدقہ بن مزید کے گھر میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد جب سلطان صدقہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا تو فضل نے سلطان سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ جنگل بیابان میں نکل کر صدقہ کا مقابلہ کرے گا۔ سلطان نے اسے اجازت دے دی۔ چنانچہ اس نے انبار کے مقام پر دریا کو عبور کیا اس کے بعد وہ سلطان کے پاس واپس نہیں آیا۔"

آل جراح سے تعلق: مسبحی اور ابن الاثیر کے بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فضل اور بدر درحقیقت آل جراح میں سے

ہیں اور یہ بھی سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ فضل ان کا جد اعلیٰ ہے۔ کیونکہ نسب نامے میں وہ فضل بن علی بن مفرج تحریر کرتے ہیں۔ دوسرے (مؤرخین) الفضل بن علی بن جراح تحریر کرتے ہیں۔ غالباً انہوں نے ربیعہ مفرج کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ بنو الجراح کا بزرگ تھا اور ربیعہ سے سارے بدو جن میں عرب اپنے نسب کو ان کا نام دیتے تھے۔

قبیلہ طے کی سیادت قبیلہ طے کی سرداری کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ (قدیم زمانے میں) قبیلہ طے کا سردار ایاس بن قبیصہ تھا جو بنو حبیب بن عمرو بن الغوث بن طی کی نسل سے تھا۔ جب نعمان بن المنذر مارا گیا تو آپ ساتھ رہنے کے بعد ایران کے کسریٰ نے اسے حیرہ کا بادشاہ بنا دیا تھا اور اس نے فتح حیرہ کے موقع پر حضرت خالد بن الولید سے مصالحت کی تھی۔

اس کے بعد قبیلہ طی کی قیادت قبیصہ کے خاندان میں مسلمانوں کے ابتدائی زمانے میں رہی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آل فضل اور آل جراح انہی کی نسل میں سے تھے اور اگر ان کی نسل منقطع ہو گئی ہو تو یہ دونوں خاندان ان کے قریبی قبیلوں سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ کیونکہ قبیلوں کا سردار انہی کو بنایا جاتا تھا۔ جو نہایت خالص شریف اور اعلیٰ خاندان کے ہوتے تھے۔

قبیلہ طی کی تاریخ ابن حزم نے قبیلہ طی کے نسب کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: "جب وہ (قبیلہ طی) یمن سے نکلے تو وہ اجا اور سلمیٰ کے قریب مقیم ہوئے اور ان دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقے کو اپنا وطن بنا لیا۔ قبیلہ اسد نے ان کے اور عراق کے درمیانی علاقے میں قیام کیا مگر پھر بھی ان (قبیلہ طی) کی بہت سی شاخیں آباد نہیں ہوئیں جن میں بنو خالد بن سعد اور بنو جاوہ شامل تھے۔ اس قبیلہ کو جدیلہ کہا جاتا ہے۔ یہ نام ان کی والدہ کی نسبت سے مشہور ہو گیا تھا جو تیم اللہ بن [illegible] تھیں۔ جعفی اور اسعد بھی ان کے بھائی تھے۔ یہ لوگ فتوحات کے بعد دونوں پہاڑوں کے علاقوں سے کوچ کر گئے تھے اور حلب اور حاضر طی کے علاقوں میں پہنچ گئے تھے انہوں نے ان شہروں کو اپنا وطن بنا لیا۔ مگر ان کی ایک شاخ بنو ران بن جندب بن خالد بن سعد کے افراد ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ہی مقیم ہے۔ یہ لوگ جن کے باشندوں کو بحتری (بحتریون) [illegible] اہل حلب اور حاضر طی کے ان قبائل کو سیدا باشندے (بعد میں) لکھا جانے لگا"۔

بنو خارجہ سے تعلق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شام میں بنو الجراح اور آل فضل کے جو قبائل تھے ان کا تعلق بنو خارجہ کے قبیلے سے تھا اور یہی وہ افراد تھے جن کے بارے میں ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ وہ حاضر طی تھے اور حلب کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ کیونکہ بنو الجراح فلسطین میں مقیم تھے۔ لہٰذا یہ مقامات قبیلہ کے اصلی وطن اجا و سلمیٰ کی بہ نسبت ان کے لئے زیادہ قریب تھے۔ بہرحال حقیقت حال اللہ بہتر جانتا ہے۔ ان کے نسب کو ان کی تاریخ سے تعلق قائم کرنا زیادہ صحیح ہو سکتا ہے۔

آل فضل کی امارت اب ہم آل فضل کی سرداری کا حال بیان کرتے ہیں۔ ان کی سرداری کا آغاز ایوبی حکومت سے ہوا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ ہم نے عماد کاتب اصفہانی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ ملک عادل ایوبی کے زمانے میں ان عربوں کا امیر عیسیٰ بن محمد بن ربیع تھا۔ اس کے بعد حسام الدین مانع بن حدیثہ ہوا، وہ ۶۳۰ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند مہنا (امیر عرب) مقرر ہوا۔

جب مصر کا تیسرا سلطان قطز بادشاہ ہوا اور اس نے تاتاریوں کے قبضے سے شام کا ملک حاصل کر لیا اور تاتاری لشکر کو عین جالوت کے مقام پر شکست دی تو اس نے سلمیہ کا علاقہ مہنا بن مانع کو حاکم حماۃ منصور بن مظفر کی عملداری سے نکال کر

[illegible] ہو گیا

عیسیٰ بن مہنا : جب [illegible] سلطان قلاؤن [illegible] امیر مقرر کیا [illegible] کی حفاظت کے لئے اس نے [illegible] اس کے [illegible] بھائی [illegible] قید کر دیے۔

عیسیٰ بن مہنا [illegible] کے خلاف [illegible] سلطان کے پاس آیا [illegible] کرنے لگے۔

مہنا ثانی : جب عیسیٰ بن مہنا [illegible] وفات [illegible] مہنا [illegible] عرب [illegible] کیا [illegible] جب [illegible] کرنے [illegible] بھائی [illegible] رہے۔

جب [illegible] ۱۹۲ [illegible] اس کے [illegible] عرب کے [illegible] کر دیا۔

مہنا ثانی کی مخالفت : سلطان [illegible] کے زمانے میں [illegible] مخالفت [illegible] چلے گئے۔

جب [illegible] کے [illegible] سلطان [illegible] ان کے ساتھ [illegible] سلطان سے [illegible] ہے۔

فضل کا تقرر : مہنا ثانی کا بھائی [illegible] سلطان نے [illegible] امیر مقرر کیا [illegible] ملک شاہ [illegible] کی۔

مہنا ثانی کی بحالی : جب [illegible] مہنا [illegible] کیا۔ [illegible] اپنے بیٹوں [illegible] اپنے بھائی [illegible] سلطان [illegible] سلطان نے ان کا [illegible] احسانات کئے۔ [illegible] کے [illegible] ہو گئی۔

اسی سال اس کے [illegible] عیسیٰ بن مہنا اور اس کے بھائی محمد اور آل فضل کی ایک بڑی تعداد [illegible]

مشتعل تھی، ختم کیا۔

آل فضل کی جلا وطنی: مہنا اس کے بعد پھر اپنی فطری سازشوں میں مشغول ہو گیا۔ اس نے تاتاریوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا اور انہیں شام پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کرتا رہا۔ جب ۷۱۲ھ اس کا یہ رویہ بڑھا تو نہ صرف سلطان مصر اس پر ناراض ہو گیا بلکہ اس کی تمام قوم اور قبائل اس کے خلاف ہو گئے۔ چنانچہ جب ۷۱۷ھ میں سلطان حج سے واپس آیا تو اس نے اس کے خلاف شام کے حکام کو احکام صادر کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام شہروں سے آل فضل کو نکال دیا گیا اور ان کے بجائے خاندان آل علی کو ان کا قائم مقام مقرر کیا گیا۔

نیا سردار: چنانچہ محمد بن ابی بکر کو ان عرب قبائل کا سردار مقرر کیا گیا اور جو جاگیریں مہنا اور اس کے فرزندوں کو دی گئی تھیں وہ محمد بن ابی بکر اور اس کے فرزندوں کی طرف منتقل کر دی گئیں۔

دوبارہ بحالی: مہنا ایک مدت تک ادھر ادھر پھرتا رہا۔ پھر ۷۳۱ھ میں حاکم حماة افضل بن مؤید کو سفارشی بنا کر سلطان مصر کے پاس آیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ سلطان نے اسے معاف کر دیا اور اس کی جاگیر اور عہدہ اس کی طرف لوٹا دیا۔

مہنا کی خودداری: مجھے مصر کے بعض بزرگوں نے جو اس کی ملاقات کے وقت موجود تھے اور اس وقت کے حالات انہوں نے خود دیکھے تھے، بیان کیا ہے کہ مہنا علی نے اس ملاقات کے موقع پر بھی سلطان کی کوئی چیز قبول کرنے سے پرہیز کیا۔ یہاں تک کہ اس نے خود اپنی اونٹنیوں کو دوہا اور صرف ان کا دودھ پیا۔ اس نے وہاں کے کسی حاکم یا امیر کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا اور نہ ان سے کوئی چیز طلب کی۔

دیگر امرائے عرب: پھر مہنا واپس اپنے قبائل کے پاس آ گیا اور ۷۳۳ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند مظفر الدین موسیٰ جانشین مقرر ہوا۔ وہ سلطان ناصر کی وفات کے بعد ۷۴۳ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کا جانشین اس کا بھائی سلیمان مقرر ہوا۔ سلیمان بھی فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے چچا فضل بن عیسیٰ کا فرزند شرف الدین عیسیٰ امیر مقرر ہوا۔ وہ بھی ۷۴۴ھ میں بیت المقدس کے مقام پر فوت ہو گیا۔ اسے حضرت خالد بن ولید کے مزار کے پاس دفن کیا گیا۔

مہنا سوم: اس کا جانشین اس کا بھائی سیف الدین بن فضل ہوا۔ مگر سلطان کامل بن ناصر نے ۷۴۶ھ میں اسے معزول کر کے اس کے بجائے مہنا سوم بن عیسیٰ کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ اس کے زمانے میں سیف بن مہنا نے لشکر کشی کی۔ فیاض بن مہنا نے اس کا مقابلہ کیا تو سیف بن مہنا کو شکست ہوئی۔

خیار بن مہنا: جب سلطان حسن بن ناصر بچہ تھا اور اپنے بھائیوں کی زیر کفالت تھا تو اس نے اپنی سلطنت کے پہلے دور میں احمد بن مہنا کو امیر مقرر کیا۔ یوں (بھائیوں کی) امارت کی نزاع ختم ہو گئی۔ جب وہ ۷۴۹ھ میں فوت ہو گیا تو اس کا جانشین اس کا بھائی فیاض بن مہنا مقرر ہوا۔ جب وہ بھی ۷۶۲ھ میں فوت ہو گیا تو اس کا جانشین خیار بن مہنا مقرر ہوا۔ اسے سلطان حسن بن ناصر نے اپنی سلطنت کے دوسرے دور میں مقرر کیا تھا۔

وہ ۷۷۰ھ میں باغی ہو گیا اور بھاگ کر جنگل بیابانوں کے کھلے میدانوں میں مقیم رہا۔ آخر کار حماة کے نائب حاکم

نے اس کے بعد بھی [illegible] اس کے عہد میں [illegible] کیا ہے۔

[illegible] نے [illegible] میں [illegible] سلطان [illegible] نے اس کے [illegible] اس کے [illegible] بھائی [illegible] کو [illegible] مقرر کیا۔

[illegible] کی بغاوت: [illegible] کے [illegible] نے [illegible] کے ساتھ [illegible] قتل ہوئے اور [illegible] میں [illegible] ہو گئے۔

اس زمانے میں [illegible] کے [illegible] نے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کو [illegible] کر دیا اور [illegible] میں [illegible] کیا۔

اب ان کے بجائے [illegible] سلطان کو پیغام بھیجا اور [illegible] کے لئے [illegible] سلطان نے [illegible] سلطان نے [illegible] سلطان سے [illegible] ان کے [illegible] کر دی۔

آخری [illegible]: جب [illegible] کی وفات ہو گئی [illegible] اس کا جانشین [illegible] جب [illegible] کا جانشین [illegible] اس کے بعد ان [illegible] اس کا جانشین [illegible] کا [illegible] اس [illegible] قتل کے [illegible] ہے۔

ہلاکو خاندان کا خاتمہ

عراق کا آخری [illegible] بادشاہ سلطان ابو سعید [illegible] میں فوت ہو گیا۔ اس نے [illegible] سال حکومت کی تھی۔ چونکہ اس کی اولاد نہ تھی اس لئے اس کے مرنے کے بعد کوئی شخص اس کی سلطنت کا مالک نہ ہوا اور عراق کی سلطنت پر [illegible] نے قبضہ کر لیا۔ [illegible] سلطنت [illegible] ختم ہو گئی۔ [illegible] ایران کے حالات میں بیان کریں گے۔

جب [illegible] سلطان [illegible] قتل [illegible] تو اس کے [illegible] اس لئے اس نے سلطان [illegible] سے پہلے [illegible] اس [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] سلطان نے [illegible] کی [illegible] کیا۔ اس لئے [illegible] ہو گیا۔

شاہ مغرب اقصیٰ سے تعلقات: اس زمانے میں [illegible] شاہ مغرب اقصیٰ (مراکش) [illegible] تھے۔ اس وقت سلطان ابو یوسف یعقوب [illegible] سلطان ابو الحسن علی بن [illegible] مغرب اقصیٰ کا بادشاہ

تھا۔ ان کے بیچ بڑی مملکت سے تعلقات خراب تھے۔ اس لئے اس نے مغرب اوسط کے علاقے پر حملہ کر دیا جو بنی [illegible] قوم [illegible] کے ماتحت تھا اور اس وقت جو عبد الواد کا بادشاہ ابو تاشفین عبدالرحمن بن موسیٰ [illegible] کا بادشاہ تھا۔ اس کا پایۂ تخت تلمسان تھا۔

مغرب اقصیٰ کے بادشاہ نے وہاں پہنچ کر شہر پر منجنیق نصب کر دیئے اور فصیل کے چاروں طرف برج بنوا دیئے تا کہ شہر اور فوج کے وہاں پہنچ سکے۔ پھر اس نے یکے بعد دیگرے شہر کے تمام علاقے فتح کر لئے اور آخر میں ماہ رمضان المبارک ۷۳۷ھ میں پایۂ تخت کو بھی زبردستی فتح کر لیا۔ مخالف فوج منتشر ہو گئی اور شاہی محل کے دروازے کے قریب ہی اس کا بادشاہ بھی مارا گیا جیسا کہ آگے چل کر ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بعد ازاں شاہ موصوف نے اس فتح کا حال سلطان ناصر کو لکھ بھیجا اور تحریر کیا کہ اس فتح کے بعد حاجیوں کی آمد و رفت کی رکاوٹ دور ہو گئی اور اب حاجیوں کے راستہ میں سہولت کا پیدا ہونا متوقع ہے۔

مغربی شاہ کا حج۔ مغرب اقصیٰ کے بادشاہ نے اپنی مہم سے پہلے عہد کیا تھا کہ جب وہ تلمسان کو فتح کر لے گا تو وہ حج کرنے کے لئے روانہ ہو گا۔ چنانچہ جب یہ شہر فتح ہو گیا اور وہاں سے دشمن کا خاتمہ ہو گیا تو اس کی خواہش کے مطابق اپنے شایان شان حج کے لئے تیاری شروع کر دی۔

مغرب کی سوغاتیں۔ بادشاہ نے اس کے علاوہ سلطان ناصر محمد کے لئے نہایت شاندار تحفے بھیجنے کا ارادہ کیا۔ ان میں پانچ سو اعلیٰ نسل کے مغربی گھوڑے تھے جو بہترین زین اور لگام سمیت شامل تھے۔ اس کے علاوہ کم از کم [illegible] اور مغرب کی مختلف نادر اشیاء بھی تھیں۔ نیز ریشمی، اونی اور سوتی کپڑے اور چمڑے کی مصنوعات بھی شامل تھیں۔ تحائف میں ایسی اقسام کے سونے کے زیورات بھی تھے۔ یہ سب [illegible] کے لئے بھیجا گیا۔

مغربی قافلہ کی آمد۔ شاہ مغرب نے سلطان مشرق و مغرب کے نام خطوط بھی تحریر کئے تھے اور [illegible] شاہی سامان [illegible] ہمراہ تھے اور بادشاہ کی [illegible] خصوصی [illegible]

یہ تمام سامان سلطان ناصر کی خدمت میں ۷۳۸ھ میں پہنچے۔ سلطان نے انہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ قبول کیا اور اپنے شاہی اصطبل [illegible] گھوڑوں کے علاوہ [illegible] شاہی محل بھیج دیا اور [illegible] ان کے تحائف تقسیم کر دیئے۔

مغربی مہمانوں کا استقبال۔ جب سلطان نے ان کے اعزاز میں ایک [illegible] مجلس منعقد کی تو [illegible] مہمان سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنے تحائف پیش کئے۔ سلطان نے وہ [illegible] دیئے اور [illegible] خصوصی [illegible] کئے۔

اس کے بعد سلطان نے ان مہمانوں کو مختلف محلوں میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا جو نہایت عمدہ فرش اور سامان سے آراستہ تھے۔ سلطان نے ان کے لئے بے حد بخشش کی اور [illegible] ان کے لئے [illegible]

سلطان نے اپنے خاص امراء کو [illegible] ان کے [illegible] تا کہ وہ ان کو نہایت سہولت کے ساتھ [illegible]

[illegible] اوا [illegible]

تحائف کا تبادلہ: جب [illegible] سلطان نے [illegible] تحائف روانہ کئے جو [illegible]

[illegible]

[illegible]

خلفاء کے حالات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واثق کا تقرر: خلیفہ نے اپنے [illegible]

کے بعد اس کے چچا زاد بھائی ابراہیم بن محمد کو خلافت کے لئے نامزد کیا اور اس کا لقب واثق رکھا۔ مگر وہ چند مہینوں کے بعد فوت ہو گیا۔

احمد کا تقرر: اس کے بعد ارکان سلطنت نے خلیفہ مستکفی کی وصیت پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا اور انہوں نے اس کے فرزند احمد کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسے الحاکم کے لقب سے خلیفہ مقرر کیا۔ ۷۵۳ھ تک وہ خلیفہ رہا۔

اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی ابوبکر خلیفہ مقرر ہوا۔ اس کا لقب معتضد تھا۔ وہ دس سال تک خلیفہ رہا اور ۷۶۳ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند محمد خلیفہ مقرر ہوا۔ اس کا لقب متوکل تھا۔

تنکز کا عروج و زوال

تنکز (سابق سلطان) لاجین کا آزاد کردہ غلام تھا جسے سلطان ناصر بہت پسند کرتا تھا۔ اس نے اسے اپنا مقرب بارگاہ بنا لیا۔ وہ اس کے ساتھ تاتاریوں کے برخلاف جنگوں میں بھی شریک رہا تھا اور جب سلطان کو معزول کیا گیا تو وہ معزولی کے زمانے میں اس کے ساتھ کرک گیا اور وہیں اس کی خدمت میں مشغول رہا۔

دمشق کا حاکم: جب سلطان (زوال کے دور) سے اپنے تخت پر واپس آ گیا اور اپنی سلطنت کا انتظام سنبھال لیا تو اس نے اپنے چند وفاداروں کو صوبائی حکومتوں کے عہدے دیئے۔ جن میں سے تنکز کو دمشق کا نائب بنا دیا۔ جب وہ وہاں کا نگران مقرر ہوا تو اس نے ملطیہ کا علاقہ فتح کیا اور آرمینیہ پر حملہ کر دیا۔

وہ اکثر سلطان کے پاس مشورے کے لئے مصر جاتا تھا جہاں سلطان اس سے مشورہ کیا کرتا تھا اور ملکی و انتظامی کاموں میں مشورہ لینے کے لئے خصوصیت کے ساتھ اسے بلاتا تھا۔ کیونکہ وہ تاتاریوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں بہت ماہر تھا۔

جب سلطان ابو سعید فوت ہو گیا اور ہلاکو خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو بغداد اور تبریز کا انتظام خراب ہو گیا۔ یہ دونوں بڑی سلطنتیں تھیں اور دونوں نے سلطان سے فوجی امداد کی درخواست کی تھی۔

ان میں سے کوئی تنکز سے ناراض ہو گیا اور اس نے سلطان کو یہ اطلاع دی کہ تنکز اسے فریب دے رہا ہے۔ وہ اس کے ساتھ بے وفائی کر کے اس کے دشمنوں کے ساتھ سازش کر رہا ہے۔

لہٰذا سلطان نے اس کے بارے میں تحقیقات شروع کر دیں۔ اس سے پہلے سلطان اپنی بیٹیوں کی شادی اس سے کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے وزیر [illegible] کو بھیجا کہ وہ اسے شادی کی تقریب کے لئے بلا لائے [illegible] کی وجہ سے نہ آ سکا تھا۔ اس لئے اس نے [illegible] طریقہ بہتر سمجھا [illegible] سلطان کے [illegible] (دمشق میں) رہنے کا حکم دیا۔

تنکز کی گرفتاری: اب سلطان ناصر نے صفد کے نائب حاکم طشتمر کو پیغام بھیجا کہ وہ دمشق پہنچ کر تنکز کو گرفتار کر لے۔ چنانچہ اس نے [illegible] پہنچتے ہی اسے گرفتار کر لیا۔ تنکز نے دمشق میں اٹھائیس سال تک حکومت کی تھی۔

سلطان ناصر نے اپنے آزاد کردہ غلام [illegible] کو قوص سے [illegible] قتل بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے وہاں پہنچ کر اس کے تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا۔ اس کے پاس اس قدر مال و دولت تھی کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اسے بیڑیوں میں جکڑ کر مصر لایا گیا جہاں سے اسکندریہ میں قید کر دیا گیا اور قید خانے ہی میں اسے قتل کر دیا گیا۔

سلطان ناصر کی وفات

سلطان ناصر محمد بن قلاوون [illegible] ذی الحجہ ۷۴۱ھ کو [illegible] سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کی موت سے تھوڑے دن بعد [illegible] اس کا فرزند [illegible] ولی عہد تھا جس نے مصر [illegible] تخت کو سنبھال لیا۔

وہ مصر کا سب سے زیادہ [illegible] اور بحری بادشاہ تھا۔ اگر اس کی حکومت کا اس وقت سے شمار کیا جائے جب کہ وہ [illegible] تیسری بار بادشاہ بنا تھا تو اس کی مدت حکومت ۳۲ سال [illegible] ہوتی ہے اور اگر [illegible] کے وقت سے اس کا شمار کیا جائے جب کہ [illegible] بادشاہ بنا تھا تو [illegible] سال [illegible] حکومت [illegible] ہے۔

ناصر کے حکام

نائب السلطنت: اس کے دور حکومت میں [illegible] نائب مقرر ہوئے تھے۔ سب سے پہلے [illegible] پھر [illegible] اس کے بعد [illegible] مقرر ہوئے [illegible] اس کے بعد سلطان نے کسی کو نائب مقرر نہیں کیا اور [illegible] آخری [illegible] یہ عہدہ خالی رہا۔

چیف سکرٹری: سلطان ناصر کے دور میں چیف سکرٹری (وزیر) بالترتیب مندرجہ ذیل حضرات تھے:

(۱) [illegible] (۲) سلار (۳) [illegible] علی (۴) [illegible] بن الاقصر (۵) [illegible] (۶) [illegible]

ناصر کے کاتب: اس کے کاتب (سکرٹری) بالترتیب یہ تھے۔

(۱) شرف الدین بن فضل اللہ (۲) علاء الدین بن الاثیر (۳) محی الدین بن فضل اللہ (۴) شہاب الدین بن محی الدین (۵) علاء الدین بن محی الدین۔

ناصر کے قاضی: اس کے دور میں پہلے قاضی (القضاۃ) تقی الدین بن دقیق العید تھے۔ پھر بدر الدین بن جماعہ قاضی مقرر ہوئے۔

ابن [illegible] کتاب میں [illegible] کے نام بیان نہیں کئے [illegible] اس [illegible] یہ ہے کہ ناصر کی سلطنت بہت [illegible] ان کا بیان طویل ہو جاتا [illegible] کی سلطنت بہت [illegible] ہو گئی تھی۔

کاتبوں کا ذکر قاضیوں سے پہلے اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ وہ سلطان کے مددگار ہوتے ہیں [illegible] قاضیوں کا درجہ ان سے [illegible] ہے۔

دو جماعتوں کی کش مکش جب سلطان کا مرض شدید ہو گیا تو اس کا تمام تر [illegible] حسن [illegible] سے [illegible] غلاموں اور [illegible] داخل ہوا۔ اس کے [illegible] مگر [illegible] ہوا۔ لہٰذا اس نے اپنے ساتھیوں کو [illegible] کرایا اور ان دونوں کے درمیان مقابلہ شروع ہو گیا۔

جنگ کے پوشیدہ طور پر سلطان سے اس کی شکایت کی تو سلطان نے ان دونوں [illegible] ان کی مصالحت کرا دی۔ سلطان نے [illegible] کیا کہ [illegible] مگر وہ باز [illegible] اپنے فرزند [illegible] کو جانشین بنا کر فوت ہو گیا۔

اس کے مرنے کے بعد امرا میں اختلاف [illegible] ہوا [illegible] کے دوسرے فرزند احمد [illegible] کو جانشین بنانا چاہتا تھا، مگر [illegible] سلطان کی وصیت پوری کرنے پر مصر تھا۔

باب چہارم

سلطان ناصر کے جانشین

ابوبکر کی بادشاہت: آخرکار رفقاء بھی قوصون کی رائے سے متفق ہوئے اور ابوبکر کے ہاتھ پر (بادشاہت کی) بیعت کی گئی اور اس کا لقب منصور رکھا گیا مگر سلطنت کا انتظام قوصون اور اس کے ساتھی قطلوبغا فخری کے ہاتھوں میں تھا۔

نئے حکام کا تقرر: ان دونوں امیروں نے سلطان کا نائب طقزدمر کو مقرر کیا اور حلب کا حاکم طشتمر کو بنا کر بھیجا اور حمص کا حاکم طغرائی کے بجائے اخترو مقرر کیا گیا البتہ الطنبغا صالحی کو دمشق کا حاکم برقرار رکھا۔

قوصون اور قطلوبغا نے حکومت کے ان دنوں میں بشتک کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ اس لئے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے مطالبہ کیا کہ اسے دمشق کا حاکم مقرر کیا جائے کیونکہ جب وہ تنکز کا مال و جائیداد ضبط کرنے کے لئے دمشق گیا تھا تو اسے یہ علاقہ بہت پسند آیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کا یہ مطالبہ منظور کر لیا۔ مگر جب وہ رخصت ہونے کے لئے آیا تو قطلوبغا فخری نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اسے اسکندریہ بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ نظر بند رہا۔

سلطان ابوبکر کی معزولی: سلطان ابوبکر عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا اور سلطنت کے انتظام سے غافل ہو گیا۔ وہ رات کے وقت بھیس بدل کر شہر کی گلیوں میں پھرنے لگا اور عوام الناس سے میل جول کیا۔

ارکان سلطنت نے اس کے اس رویہ کو بہت ناپسند کیا لہٰذا قوصون اور قطلوبغا نے متحد ہو کر (تقریباً دو مہینے) کے بعد اسے معزول کر دیا اور اسے قوص کے مقام پر بھیج دیا۔

کجک اشرف کی بادشاہت: اب ارکان سلطنت نے اس کے بھائی کجک کو حاکم مقرر کیا اور اس کا لقب اشرف رکھا گیا۔ انہوں نے طقزدمر کو بھی نائب سلطنت کے عہدے سے معزول کر دیا اور قوصون خود اس عہدہ پر فائز ہو گیا۔ انہوں نے طقزدمر کو حماۃ کا نائب حاکم بنا کر بھیجا اور وہاں کے حاکم افضل بن المؤید کو برطرف کر دیا۔ یوں ایوبی خاندان کا وہاں سے خاتمہ ہو گیا۔

انہوں نے طاجار دوادار کو بھی گرفتار کر کے اسکندریہ بھیجا۔ جہاں وہ سمندر میں ڈوب گیا۔ انہوں نے اسکندریہ کے قید خانے میں بشتک کو قتل کرانے کے لئے بھی ایک آدمی بھیجا۔

امرائے شام کی بغاوت: جب شام کے امراء کو پتہ چلا کہ قوصون مصری سلطنت کا مطلق العنان حاکم بن گیا ہے تو وہ اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے احمد بن الناصر کو بادشاہ بنانے کا عزم کر لیا۔ وہ ان دنوں قلعہ الکرک میں مقیم تھا

جبکہ حاکم حمص طشتمر اور حاکم حلب اقسنقر نے اس سے متحدہ حمایت کی اور اس سے بادشاہ بننے کی درخواست کی۔

یہ اطلاع مصر بھی پہنچ گئی تھی۔ اس لئے قطلوبغا فخری سے الکرک کے محاصرے کے لئے روانہ ہوا۔ دمشق کے حاکم الطنبغا صالحی کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی اس لئے وہ بھی لشکر لے کر حلب کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ وہ طشتمر (حاکم حمص) اور اقسنقر (حاکم حلب) کو گرفتار کر سکے۔

احمد بن الناصر کی حمایت قطلوبغا فخری بذات خود اپنے ساتھی قوصون سے تنگ آیا ہوا تھا وہ اس پر مکمل حاوی ہو چکا تھا۔ اس لئے جب وہ فوج لے کر مصر سے روانہ ہوا تو اس نے احمد بن الناصر کی بادشاہت تسلیم کر کے اسے الکرک پیغام بھجوا دیا تھا۔ جب وہ شام پہنچا تو اس نے دمشق میں احمد کی بادشاہت کا اعلان کیا اور طقزدمر نائب حماۃ کو بھی پیغام بھجوایا۔ چنانچہ اس نے اس کا پیغام منظور کر لیا اور اس کے پاس پہنچ گیا۔ یہ اطلاع دمشق کے حاکم الطنبغا کو اس وقت ملی جب کہ وہ حلب کا محاصرہ کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے محاصرہ اٹھا لیا۔ قطلوبغا نے اسے بھی احمد کی بادشاہت کے حق میں دعوت دی مگر اس نے انکار کیا۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ مصر چلا گیا۔

بادشاہت کا اعلان اب قطلوبغا فخری تمام شام پر قابض ہو گیا تھا اور احمد کی بادشاہت کا اعلان کر دیا تھا۔ اس نے امرائے مصر کو بھی یہ دعوت دی۔ چنانچہ وہ بھی احمد کے حامی ہو گئے۔

چنانچہ امرائے مصر میں سے ایک شخص اقسنقر سلاری نامی اور دیگر حضرات احمد بن ناصر کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سلطنت کے سربراہ کو ان کے بارے میں شک ہوا اور اس نے انہیں گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ طرفا قوصون نے اپنے ساتھیوں سے ان کے بارے میں مشورہ کیا مگر انہوں نے اسے منع کر دیا۔

ایک شخص اصطبل کے قریب اس کے پاس تھا جو بہت بااعتماد تھا۔ چنانچہ جب یہ لوگ سوار ہو کر نکلے تو قوصون نے بھی سوار ہونے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے اس کے ساتھ بے وفائی کر کے اسے جانے سے روکا۔ پھر ان کے ساتھ خود سوار ہو کر نکلا اور شور و غل مچایا۔

بلوہ اور فساد اس نے قوم کو پکار کر کہا تھا کہ آؤ قوصون کے گھروں کو لوٹ لو۔ چنانچہ انہوں نے اس کے گھروں کو لوٹ کر تباہ و برباد کر دیا۔ انہوں نے اس کے ساتھیوں کو بھی برباد کر دیا۔ یہ لوگ قبرستان کے پاس قطعہ کے پیچھے جا چھپے تھے۔ پھر انہوں نے وہاں کے شیخ شمس الدین اصفہانی کو لوٹ لیا اور ان کے کپڑے اتار لئے۔ پھر یہ لوگ طولونی شہر پہنچے اور وہاں کی عورتوں کے گھروں کو نقصان پہنچایا۔ وہ حنفی قاضی حسام الدین غوری کے گھر میں بھی گھس گئے اور انہیں لوٹ کر ان کے اہل و عیال کو قید کر لیا۔

قاضی نے کہا یہ لوگ ... کو اور شخص لے کر آیا جو کسی مقدمہ کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتا تھا۔ یوں اس حرکت سے ان لوگوں کی رسوائی ہوئی۔

قوصون کی گرفتاری اور موت پھر ایک شخص اور اس کے ساتھی قلعہ میں گھس گئے اور انہوں نے قوصون کو گرفتار کر کے سکندریہ بھیج دیا جہاں وہ قید خانے ہی میں فوت ہو گیا۔

قوصون نے امراء کی ایک جماعت کو [illegible] کے استقبال کے لئے روانہ کیا تھا۔ [illegible] نے تعاقب میں روانہ ہوا اور انہیں [illegible] گرفتار کر لیا اور ان سب کو [illegible] کے بعد اسکندریہ بھیج دیا۔

اس کے بعد نہایت [illegible] کے ساتھ احمد بن ناصر کو تمام حالات سے مطلع کیا گیا۔ [illegible] حکومت کو [illegible] نے ختم کر دیا۔

سلطان احمد کی حکومت

سلطان احمد جب الکرک سے [illegible] میں ۷۴۲ھ میں [illegible] تو اس نے امراء [illegible] طشتمر [illegible] کو حلب [illegible] اور قطلوبغا فخری [illegible] اس نے [illegible] کو [illegible] مقرر کیا اور قطلوبغا فخری کو دمشق کا نائب [illegible] ایک [illegible] کے بعد سلطان احمد نے [illegible] الکرک [illegible] کو [illegible] کا حاکم بنایا۔

جب قطلوبغا فخری کو دمشق [illegible] پہنچے [illegible] تو اس نے حلب کی طرف [illegible] تعاقب [illegible] گرفتار نہیں [illegible]۔

امراء کی بے اعتمادی [illegible] سلطان [illegible] کے [illegible] امراء و حکام ایک دوسرے [illegible] سلطان [illegible] ان سے [illegible]۔

احمد کا الکرک میں قیام جب امراء [illegible] سلطان سے [illegible] وہ اپنے [illegible] کے بعد قلعہ الکرک کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھ [illegible] امراء [illegible] حالت میں لے گیا۔ خلیفہ حاکم کو اس کے [illegible] کیا۔

[illegible] الکرک [illegible] دمشق [illegible] نے اس کا استقبال کیا [illegible] سلطان نے [illegible] اس نے [illegible] مصر کے [illegible] الکرک کے [illegible] نہیں تھے۔

نائب السلطنت بے تعلقی سلطان احمد نے الکرک میں [illegible] شام کے [illegible] مصر کے امراء و حکام [illegible] سلطان نے انکار کر دیا [illegible]۔

"[illegible] مجھے [illegible] ۔"

اس کے بعد اس نے [illegible] اور [illegible] فخری کو [illegible] حالت میں [illegible] قتل کر دیا۔

صالح اسماعیل کی تخت نشینی [illegible] مصر کے امراء و حکام کا [illegible] سلطان احمد [illegible] اسماعیل [illegible] اور اس کا لقب [illegible] رکھا گیا۔

اس نے آقسنقر سلاری کو حاکم مقرر کیا اور ایدغمش ناصری کو حلب کی حکومت سے دمشق کی حکومت پر تبادلہ کیا اور اس کے بجائے حلب کا حاکم طقز دمر کو مقرر کیا۔ پھر اس نے ایدغمش کو دمشق کی حکومت سے معزول کر دیا اور اس کے بجائے طقز دمر کو مقرر کیا اور حلب کا حاکم یلبغا ماردانی کو مقرر کیا۔ جب ماردانی فوت ہو گیا تو اس کے بجائے یلبغا یحیاوی کو مقرر کیا۔ اس کے بعد تمام مملکت کے معاملات درست ہو گئے۔

رمضان کی بغاوت اور قتل بعد ازاں چند غلاموں نے رمضان بن ناصر کو مجبور کیا کہ وہ اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کرے۔ انہوں نے اسے مدد دینے کا وعدہ بھی کیا۔ مگر جب وہ سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے وعدہ خلافی کی۔ اب کچھ دیر تو وہ اپنے غلاموں کے درمیان کھڑا ہو کر اپنی حمایت میں نعرے لگاتے رہے۔ پھر وہ قلعہ الکرک کی طرف فرار ہو گیا۔ فوج نے اس کا تعاقب کیا اور [illegible] کے ساتھ اسے پکڑ کر گرفتار کر لیا۔ جب وہ اسے لے کر آئے تو مصر میں وہ مارا گیا۔

اس کے بعد سلطان صالح سب امراء سے بدگمان ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے نائب آقسنقر سلاری کو گرفتار کر کے اسکندریہ بھیج دیا۔ جہاں اس کا کام تمام کر دیا گیا۔ اس کے بجائے الحاج آل ملک کو نائب السلطنت مقرر کیا گیا۔

قلعہ الکرک کا محاصرہ ۷۴۴ھ میں سلطان نے قلعہ الکرک کا محاصرہ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں تو اس وقت سلطان احمد کے کچھ ساتھی رات الکرک سے بھاگ کر مصر پہنچ گئے۔

۷۴۵ھ میں الکرک کے محاصرے کے لئے جو امراء آخر میں روانہ ہوئے تھے وہ قماری اور مساری تھے۔ یہ لوگ سلطان احمد کا محاصرہ کر کے اس کے گھر میں گھس گئے تھے اور پکڑ کر اسے قتل کر دیا۔

سابق سلطان احمد کا قتل سلطان احمد مصر کے پایہ تخت میں تین مہینے اور چند دن مقیم رہا۔ پھر وہاں سے ۷۴۲ھ میں ماہ محرم قلعہ الکرک منتقل ہو گیا تھا۔ آخر کار اس کا محاصرہ کر کے اسے قتل کر دیا گیا۔

اس کے زمانے میں یلبغا ماردانی نائب حاکم حلب فوت ہو گیا تھا۔ بعد ازاں اس کے بجائے یلبغا یحیاوی کو حاکم مقرر کیا گیا۔ سیف الدین طرغائی حاکم طرابلس کو نائب [illegible] تھا۔ اس کے بجائے آقسنقر ناصری کو مقرر کیا گیا۔

سلطان صالح کی وفات سلطان صالح اسماعیل ۴ ربیع الآخر ۷۴۶ھ میں اپنی موت فوت ہوا۔ اس نے تین سال اور تین مہینے حکومت کی۔

الکامل کی بادشاہت

اس کا بھائی زین الدین شعبان تخت نشین ہوا۔ اس کا لقب الکامل تھا۔ اس کی سلطنت کا انتظام ارغون علائی کے سپرد تھا اور وہی مصر کا نائب السلطنت تھا۔ الحاج آل ملک کو پہلے معزول کیا گیا۔ پھر اسے ۷۴۶ھ میں گرفتار کر کے دمشق لایا گیا۔ وہاں سے وہ قماری الحموی کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس نے اسے اسکندریہ کے قید خانے کی طرف روانہ کر دیا۔

اس نے نائب حاکم دمشق طقز دمر اور کجک اشرف بن الناصر کو جسے قوصون نے بادشاہ بنایا تھا اور پھر وہ معزول کر دی

گیا تھا چلا گیا۔ الحاج ملک بوغا اور دمشق کے قید خانے میں فوت ہو گیا۔

سلطان الکامل کا قتل سلطان الکامل نے اپنے ارکان سلطنت پر سخت مظالم کرنے شروع کر دیے تھے لیکن اسے یہ خیال تھا۔ وہ ان کی پابندی کراتا رہے گا۔ مصر و شام کے امراء و حکام نے آپس میں خط و کتابت کر کے فیصلہ کیا کہ اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

چنانچہ ۷۴۶ھ میں یلبغا یحیاوی اور اس کے ساتھیوں نے دمشق میں علم بغاوت بلند کیا اور لشکر لے کر مصر پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو۔

سلطان الکامل نے مصری لشکر ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا تو اس نے اسے شکست دی۔ جب یہ خبر سلطان الکامل کو ملی تو اس نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں اور حاجی بن الناصر اور امیر حسین کو قلعہ میں بند کرا دیا۔

ادھر مصر کے امراء بھی بغاوت کے لئے اکٹھے ہو گئے اور وہ سب امیر [illegible] کی قیادت میں قبۃ النصر کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے مقابلے کے لئے سلطان الکامل نے اپنے سوتیلے باپ امیر ارغون علائی کو سرکوبی کے لیے بھیجا۔ اس کی فوج شکست کھا گئی اور ارغون علائی زخمی ہو کر واپس آ گیا۔

سلطان الکامل شکست کھا کر قلعہ میں آ گیا۔ [illegible] اس نے اپنے دونوں بھائیوں کے قید خانے کا قصد کیا تاکہ ان دونوں کو قتل کر دے مگر خدام اس کی راہ میں حائل ہو گئے اور انہوں نے ان کے دروازے بند کر لئے۔

سلطان الکامل نے (مال و دولت کے) ذخیرے [illegible] لے جانے کا ارادہ کیا مگر (یلبغا یحیاوی) جلد قلعہ میں داخل ہو گئے اور [illegible] کو قید خانے سے [illegible] نکال لیا۔

پھر انہوں نے الکامل کو تلاش کیا اور اس کی [illegible] ان کی سمجھ میں آگئی تو انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ چنانچہ اسے [illegible] سے الگ کیا گیا اور حاجی کے قید خانے میں اسے بند کر دیا گیا اور دوسرے دن اس کا کام تمام کر دیا گیا۔

مظفر حاجی کا عہد حکومت

اب اس کے دوسرے بھائی امیر حسین کو بھی نظر انداز کر دیا گیا اور مظفر حاجی کی سلطنت کا انتظام ارغون شاہ حجازی کے سپرد کیا گیا اور [illegible] قمری کو حلب کا نائب مقرر کیا گیا اور علائی کو [illegible] کا نائب مقرر کیا گیا۔

الکامل کے تمام ساتھیوں کو قید کر دیا گیا۔ پھر الکامل کے [illegible] ایک صندوق نکالا گیا جس کے اندر [illegible] اس کے ظلم و [illegible] کے [illegible] تھے۔ یہ تمام امراء کے سامنے [illegible] ہو گیا۔

ظلم و استبداد کا طریقہ اس کے بعد مظفر حاجی نے بھی ظلم و استبداد کا وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے بھائی کا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی تخت نشینی کے چالیس دن کے بعد حجازی اور ناصری کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔ اس نے ارغون شاہ کو بھی گرفتار کیا

دوبارہ صفد کا نائب حاکم بنا کر بھیج دیا۔

اس نے طقتمر احمدی کے بجائے حلب کا نائب حاکم بیدمر بدری کو مقرر کیا اور اپنا نائب الحاج ارقطائی کو مقرر کیا۔

یحیاوی کی بغاوت: جب اس نے ظلم و استبداد کا طریقہ حد سے بڑھا لیا تو مصر و شام کے امراء و حکام بدگمان ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۷۴۸ھ میں یحیاوی نے بغاوت کی اور اس بغاوت میں شام کے حکام شامل ہو گئے۔

ناکام سازش: جب یہ خبر مصر پہنچی تو وہاں کے حکام نے بھی حملہ کرنے کی سازش کی۔ جب سلطان مظفر حاجی کو یہ اطلاع ملی تو اس نے آدھی رات کو اپنے موالی کو سوار کرا کر قلعہ کا گشت کرایا اور امراء کو دوسرے دن شاہی محل میں بلوایا۔ چنانچہ جس جس پر مخالفت کا الزام تھا ان سب کو اس نے گرفتار کر لیا۔ ان میں سے کچھ امراء جب بھاگ گئے تو شہر کے باہر سے انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان سب کو گرفتار کر کے اسی رات قتل کر دیا گیا۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو شام کی طرف روانہ کیا گیا مگر وہ راستے ہی میں قتل کر دیئے گئے۔

دوسرے دن سلطان حاجی نے ان (مقتول) حکام کے بجائے پندرہ حکام کا تقرر کیا۔

جب یہ اطلاع شام پہنچی تو یحیاوی غلط فہمی کا شکار ہو گیا۔ اس نے کئی حکام کو گرفتار کیا۔

یحیاوی کا قتل: سلطان مظفر کو جب دوبارہ یحیاوی کی بغاوت کی خبر ملی تو اس نے اپنے قاصد منجک کو شام بھیجا تاکہ وہ راستے میں اس کا انتظام کرے۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر امراء شام کو سلطان مظفر کی اطاعت پر آمادہ کیا اور انہیں یحیاوی کے خلاف اس قدر بھڑکایا کہ انہوں نے مشتعل ہو کر یحیاوی کو قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر مصر بھیجا۔

یوں (سلطان کے خلاف) بغاوت کا خطرہ ٹل گیا اور سلطان مظفر کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

کبوتر بازی پر ملامت: ۷۴۸ھ میں جب جیبغا (شام سے مصر کی طرف) لوٹا تو اس نے دیکھا کہ مصر کے حکام سلطان مظفر (کی بری عادتوں سے) پریشان تھے۔ وہ اس کی کبوتر بازی سے تنگ آ گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے جیبغا کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اس کی (یہ بری عادت) چھڑا دے۔

لہٰذا جیبغا سلطان پر بہت ناراض ہوا۔ پھر اس کے حکم سے تمام کبوتر ذبح کر دیئے گئے۔ اس وقت سلطان نے جیبغا سے کہا:

"میں تمہیں بھی انہی کی طرح ذبح کروں گا جس طرح تم نے (میرے یہ) کبوتر ذبح کئے ہیں"۔

امراء کی بغاوت: جیبغا اس کی اس بات سے بہت پریشان ہوا اور کچھ سوچنے لگا۔ پھر امرائے مصر اور نائب السلطنت بیلبغا روس کے پاس پہنچا۔ ان سب نے سلطان کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا اور وہ سب قبۃ النصر کی طرف روانہ ہوئے۔ سلطان مظفر بھی اپنے موالی اور اپنے حامی امراء کو لے کر پہنچا مگر وہ بھی اس کے خلاف ہو گئے تھے اور اس کی معزولی پر سب متفق تھے۔ سلطان نے امیر قشتمر کو بھیجا تاکہ وہ انہیں ٹھنڈا کرے مگر وہ سب اس کو معزول کرنے پر مصر تھے۔ لہٰذا وہ بھی اطلاع لے کر آیا۔

سلطان مظفر کا قتل: (یہ حالت دیکھ کر) سلطان نے جنگ شروع کر دی۔ آخر جنگ ہی میں سلطان کے ساتھی حکام

باغیوں کے ہاتھوں [illegible] اس کے بعد یلبغا نے سلطان پر حملہ کیا تو اس کے ساتھیوں نے [illegible]
وقت یلبغا نے قلعہ [illegible] کر دیا۔

حسن ناصر کی حکومت

یلبغا اسی سال ماہ رمضان میں قلعہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے [illegible] مشورہ کرنے کے [illegible] حسن بن الناصر کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے والد کا لقب [illegible] اس نے اپنے بھائی [illegible] گئی۔

حسن ناصر کے حکام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ارغون شاہ کا قتل [illegible]

[illegible]

قاتلوں کی گرفتاری اور قتل اس کے بعد [illegible]

[illegible]

[illegible]

ارغون شاہ کے حالات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی اسیری [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شاہ [illegible] کی گرفتاری اور رہائی [illegible]

کے حاجیوں کے وفد نے اہل یمن کی اس جرأت کو ناپسند کیا۔ لہٰذا حاجیوں کے قافلوں میں آپس میں جنگ ہوئی۔ اس زمانے میں بیبغاروس امیر تھا جو ... اس نے اس ہنگامہ میں بہت بہادری کا ثبوت دیا۔ مجاہد کو شکست ہوئی۔ یمن کے حاجیوں کو لوٹ لیا گیا اور مجاہد کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا جہاں وہ قید رہا تا آنکہ سلطان صالح کے دور میں ۷۵۲ھ میں اسے رہا کیا گیا۔

بیبغاروس کو بھی (اس خانہ جنگی کے بعد) مقید کر دیا گیا۔

جب (شاہ یمن) مجاہد رہا کیا گیا تو اس کے ہمراہ قشتمر منصوری کو بھیجا گیا تا کہ وہ اسے (صحیح سالم) اس کے ملک واپس پہنچا دے۔ جب وہ ینبع کے مقام پر پہنچا تو یہ خبر اڑی کہ مجاہد نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا تھا۔ لہٰذا قشتمر منصوری نے اسے دوبارہ گرفتار کر کے قلعہ الکرک میں مقید کر دیا۔ اس کے بعد اسے رہا کر کے اسے اس کے ملک واپس بھیج دیا گیا۔

سلطان حسین صالح کی حکومت مصر

جب سلطان حسن نے بیبغاروس کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اپنے ارکان سلطنت سے بدسلوکی کرنے لگا اور مغلطائی کو ترقی دے کر اس سے خصوصی تعلقات قائم کر لیے تو امرائے مصر اس سے سخت ناراض ہو گئے اور وہ سازشیں کرنے لگے۔ اس کے مربی طاز نے برادروں کو ملا کر بغاوت کا ارادہ کیا۔ تو شیخو نے بھی اس کی حمایت کی اور وہ سب اسے معزول کرنے پر متفق ہو گئے۔

جب وہ ماہ جمادی الاولیٰ ۷۵۲ھ میں سوار ہو کر (بغاوت کے ارادے سے) نکلے تو کسی نے ان کی مزاحمت نہیں کی۔ وہ قلعہ میں داخل ہو گئے جہاں طاز نے حسن الناصر کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اس کے بھائی حسین کو قید خانے سے نکال کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کا لقب صالح رکھا اور خود طاز نے سلطنت کا بوجھ سنبھالا۔

اس نے منجک کو امیر بنا کر دمشق بھیجا اور بیبغاروس کو امیر بنا کر حلب بھیجا اور اب تنہا حکومت کرنے لگا۔

(یہ حال دیکھ کر) دیگر ارکان سلطنت اس سے حسد کرنے لگے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ ان کی قیادت مغلطائی، منکلی اور بیبغا قرمی کے ہاتھ میں تھی۔ لہٰذا یہ سب گھوڑوں پر سوار اور جنگ کے لیے مستعد ہو کر قبۃ النصر کی طرف روانہ ہو گئے۔

امیر طاز اور سلطان صالح بھی اپنی فوجیں لے کر حملہ آور ہوئے اور ان کا شیرازہ منتشر کر دیا اور قتل عام کیا۔ پھر مغلطائی اور منکلی کو گرفتار کر کے اسکندریہ میں مقید کر دیا۔

اس نے منجک اور شیخو کو مقدم کر دیا اور اسے فوجوں پر نائب مقرر کیا اور حکومت میں بھی شریک کار بنایا۔

اب سیف الدین قبلاوی کو نائب السلطنت مقرر کیا گیا اور امیر شیخو کو خصوصی طور پر ترقی دی گئی۔ دمشق کے نائب حاکم حسنی محمدی کو گرفتار کر کے اس کا تبادلہ کیا گیا کیونکہ اس کا ارغون کاملی سے تعلق تھا۔

بیبغاروس کو قلعہ الکرک سے رہا کر دیا گیا اور اسے حلب بھیج دیا گیا۔ منجک (ترقی پانے کے باوجود) خائف ہو گیا اور قاہرہ میں کہیں چھپ گیا۔

بیغاروس کی بغاوت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیغاروس کو حج کے راستے میں قلعہ الکرک کے مقام پر قید کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد طاز نے اسے رہا کر کے حلب کا حاکم مقرر کیا۔ جب وہ حاکم مقرر ہو گیا تو اس کے دل میں امیر طاز کے خلاف رنجش و حسد پیدا ہوا اور وہ خود مختار حاکم بن کر حکومت مصر کا مخالف ہو گیا۔

عرب و ترکمان کی حمایت اس نے شام کے حکام سے سازش کی چنانچہ بکلمش نائب حاکم طرابلس اور احمد ساقی حماۃ کا نائب حاکم صفد اس کے حامی ہو گئے مگر ارغون کاملی نائب حاکم دمشق اس کا مخالف رہا اور حکومت کا مطیع اور وفادار رہا۔

انہوں (باغیوں) نے ماہ رجب ۷۵۳ھ میں شیخو اور صرغتمش کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد بیغاروس نے عرب اور ترکمان قبائل کو بھی دعوت دی کہ وہ اس کی حمایت کریں چنانچہ جبار بن مہنا جو عرب قبائل کا سردار تھا اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کے لئے آ پہنچا۔ اسی طرح قراجا بن دلغادر بھی اپنی فوجوں سمیت اس کا حامی ہو گیا۔

دمشق پر قبضہ ان تمام تیاریوں کے بعد بیغاروس (تمام متحدہ فوجوں کو لے کر) حلب سے دمشق (فتح کرنے) کے لئے روانہ ہوا۔ دمشق کا نائب حاکم ارغون (یہ خبر سن کر) غزہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں بیغاروس کا جشن منایا۔

جب بیغاروس دمشق پہنچا تو اس نے شہر پر قبضہ کر لیا لیکن قلعہ فتح نہیں ہو سکا۔ چنانچہ اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی فوجیں آس پاس کے دیہاتوں میں لوٹ مار کرتی رہیں۔

شاہی لشکر کشی اس اثناء میں سلطان صالح اور مصری نظام فوجیں لے کر اسی سال کے ماہ شعبان میں روانہ ہوئے۔ سلطان نے اپنے ہمراہ خلیفہ معتضد ابوالفتح ابوبکر بن سلیمان مستکفی کو بھی لے لیا تھا۔ جب یہ فوجیں روانہ ہوئیں تو منجک بھی کسی گھر سے نکل آیا جو ایک سال سے پوشیدہ تھا۔ صرغتمش نے اسے انعامات دیئے۔

بیغاروس کا فرار جب بیغاروس کو مصر سے سلطان اور اس کے لشکر کے روانہ ہونے کی خبر ملی تو وہ دمشق سے بھاگ گیا۔ لہٰذا عوام نے ترکمان فوجوں کا قتل عام کیا۔

باغیوں کا تعاقب سلطان دمشق پہنچ کر قصر میں مقیم ہوا اور بیغاروس کے تعاقب میں فوجیں بھیجیں۔ جنہوں نے امراء کی جماعت کو گرفتار کر لیا جو اس کے ساتھ تھے۔ سلطان نے ان میں سے کچھ امراء کو قتل کیا اور باقی ماندہ امراء کو مقید کر دیا۔ اس نے دمشق کا حاکم امیر علی ماردانی کو مقرر کیا اور ارغون کاملی کا حلب تبادلہ کر دیا۔

سلطان صالح کی واپسی اس کے بعد سلطان نے بیغاروس کے تعاقب میں طقطائی دوادار کی سرکردگی میں فوجیں بھیجیں اور خود مصر چلا گیا۔ جہاں وہ اسی سال کے ذوالقعدہ کے مہینے میں پہنچا۔

بیغاروس کا قتل طقطائی دوادار فوجیں لے کر بیغاروس اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا اور انہیں گھیر لیا۔ پھر بیغاروس، احمد اور بکلمش کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا اور ۷۵۴ھ میں ان کی لاشوں کے سر مصر بھیجے۔

ترکمان سردار کا تعاقب سلطان نے ارغون کاملی کو ہدایت کی کہ حلب کا نائب حاکم ہو کر قراجا کا تعاقب کرے۔ ترکمان

قبائل کے سردار قراجا بن العادل نے قوت پکڑی تھی نکلے۔ چنانچہ جب اس نے اس کے شیخو [illegible] کی مرتبہ [illegible] کی تو اسے دبا دیا گیا۔ وہ وہاں سے بھاگ [illegible] تب بھی [illegible] قراجا کو دبا لیا اور بعد میں اس کا تعاقب کیا۔

جب قراجا نے محسوس کیا کہ اس کا تعاقب [illegible] بستان کے حاکم ابن ارتنا کے پاس بھاگ گیا۔ [illegible] شیخو نے [illegible] اس کے قبیلوں کو لے لیا اور اس کے کئی افراد [illegible] گئے۔

بغاوت کا انسداد جب قراجا بن ادرہ کے پاس پہنچا تو [illegible] نے [illegible] قراجا کے [illegible] یہاں سے قتل کر دیا گیا۔ [illegible]

وہ قاہرہ پہنچا [illegible] میں تھا [illegible] کو چھوڑ دیا گیا۔ [illegible] ابتدا قلعہ [illegible] جہاں اس کو قید میں رکھا گیا۔ پھر دونوں [illegible] کے تمام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

عرب قبائل کی سرکوبی اس دور کے دوران عرب قبائل نے مصر کے بالائی حصہ (صعید) میں فتنہ و فساد برپا کیے۔ انہوں نے وہاں کی کھیتیاں [illegible] اور [illegible] حاجیوں کا [illegible] کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ لہٰذا سلطان [illegible] نے [illegible] امیر شیخو [illegible] تھا۔ شیخو نے عرب قبائل کو شکست دی اور ان کی فوجوں کا صفایا کر دیا۔ [illegible] مال غنیمت حاصل ہوا [illegible] ہو گئے۔

اس نے سلطان کے [illegible] عرب قبائل [illegible] گھوڑوں [illegible] اور ہتھیار اپنے پاس رکھیں [illegible]

حسن ناصر کی دوبارہ تخت نشینی

شیخو سپہ سالار تھا [illegible] ترکی امیر [illegible] سلطان کے خلاف بغاوت کی اور [illegible] کا منصوبہ بنایا۔

جب امیر [illegible] کی طرف [illegible] کے لئے روانہ ہوا تو شیخو [illegible] اس نے سلطان صالح کو [illegible] معزول [illegible] قلعہ میں نظر بند [illegible] اس کے بعد اس نے اس کے بھائی حسن ناصر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسے دوبارہ تخت نشین کرایا۔

امیر شیخو نے امیر طاز کو بھی [illegible] گرفتار کر لیا اور [illegible] کا حاکم بنا دیا۔

تقرر و معزولی اس نے [illegible] علی کو بھی معزول کر دیا۔ چنانچہ [illegible] اسکندریہ پہنچایا گیا اور وہاں وہ قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔

[illegible] میں [illegible] فوت [illegible] تو [illegible] حاکم [illegible] کے بجائے [illegible] مقرر کیا گیا

شیخو کے وسیع اختیارات: اب شیخو مصر کی سلطنت کا خود مختار حاکم تھا اور وہاں کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ جسے چاہے حاکم مقرر کرے اور جسے چاہے معزول کرے۔ وہ اپنے دور حکومت میں بہت کشادہ دل ثابت رہا اور مشرق اور مغرب کے تمام سلاطین ہدایا و تحائف بھیج کر اس کی دوستی طلب کرتے تھے۔ امور سلطنت میں اس کا شریک کار صرغتمش تھا جو سلطان کا آزاد کردہ غلام تھا۔

شیخو نے سلطان حسن بن الناصر کو مصر کے واحد حکمران کی حیثیت سے مقرر کیا۔

شیخو کا قتل: امیر شیخو سلطان کے نگران و مختار عام کی حیثیت سے (تین سال تک) کام کرتا رہا۔ آخر کار ایک دن شاہی دربار میں ماہ شعبان ۷۵۸ھ میں ایک غلام نے اس پر حملہ کر کے تلوار کے تین وار کئے جس سے اس کا چہرہ، سر اور دونوں بازو زخمی ہو گئے اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(اس ہنگامے کے بعد) سلطان اپنے گھر چلے گئے اور محل میں انتشار ہو گیا۔ قلعے کے باہر فوجوں میں بھی بھگدڑ مچ گئی اور سب لوگ بے چین اور مضطرب ہو گئے۔ امیر شیخو کے موالی (آزاد کردہ غلام) قلعہ میں گھس کر شاہی ایوان میں پہنچ گئے اور شیخو کا پیرو و محب خلیل بن قوصون ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ خلیل کی والدہ سے شیخو نے شادی کر لی تھی۔ وہی شیخو کو (زخمی حالت) میں اٹھا کر اس کے گھر لے گیا تھا

حملہ آور کا قتل: سلطان حسن ناصر نے حملہ آور غلام کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اسی دن مار دیا گیا۔ سلطان نے اس امر سے دل سے بیزاری ظاہر کی۔ مگر لوگوں میں یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ یہ حملہ سلطان کے حکم سے کیا گیا تھا۔ بہرحال امیر شیخو گھر میں پڑے رہے۔ یہاں تک کہ وہ زخموں کے صدمہ سے اسی سال فوت ہو گئے۔ شیخو پہلا شخص تھا جس نے اپنا لقب امیر کبیر رکھوایا۔

صرغتمش کا اقتدار: اب اس کے شریک کار صرغتمش نے سلطنت کا انتظام سنبھالا۔ اس نے امیر طاز کو حلب میں گرفتار کر کے اسکندریہ میں قید کر دیا اور اس کی جگہ نائب حلب امیر علی ماردانی کو مقرر کیا۔ اس کا دمشق سے تبادلہ کیا گیا تھا اور اس کے بجائے دمشق کا حاکم منجک یوسفی کو مقرر کیا۔

امراء کی گرفتاری: سلطان نے ماہ رمضان ۷۵۹ھ میں صرغتمش اور اس کے ساتھی امراء کو گرفتار کر لیا۔ ان میں یہ امرا شامل تھے (۱) ملکتمر دوادار (۲) طشتمر قاسمی حاجب (۳) طیبغا ماردی (۴) خلیل بن قوصون (۵) محاسنی وغیرہ۔

ان امراء کے موالی نے قلعے کے میدان میں دن کے وقت سلطان کے غلاموں سے جنگ کی۔ آخر کار انہیں شکست ہوئی اور وہ مارے گئے۔

صرغتمش کا قتل: صرغتمش اور اس کی جماعت کے گرفتار شدہ امراء اسکندریہ کے قید خانے میں قید رہے اور کچھ عرصہ کے بعد صرغتمش کا کام تمام کر دیا گیا۔ پھر اس کے تمام ساتھی امراء کو بھی مرکزی ملازمتوں سے آزادی ملی اور سلطان کے حکم سے منکلی بغا نے اپنی فوج کو فریضہ (سزا دینے کا) انجام دیا

سلطان کی خود مختاری: اب سلطان خود مختار ہو گیا اور اس نے انتظام سلطنت خود سنبھالا۔ اس نے اپنے غلام یلبغا عمری کو سب غلاموں پر مقدم رکھا اور اسے ہزاری امیر مقرر کیا۔ اس نے ایدمر یوسفی کو حاجب مقرر کیا۔ پھر اسے دمشق کا نائب حاکم بنا کر

[illegible] دیا اور سابق حاکم منجک کو واپس بلا لیا ہے۔

حکام کے تبادلے [illegible] جب وہ [illegible] شیخو [illegible] پیش ہو گیا۔ لہٰذا سلطان حسن ناصر نے اس کے بجائے امیر علی ماردانی کو مقرر کیا اور حلب سے ان کا تبادلہ کر کے انہیں دمشق کا حاکم بنا دیا۔

سلطان نے حلب کا حاکم سیف الدین [illegible] کو مقرر کیا۔ اس کے بعد علی ماردانی کے فوت ہونے پر [illegible] کو دمشق کا حاکم بنایا اور [illegible] کے بجائے حلب کا حاکم [illegible] کو مقرر کیا۔

پھر سلطان نے [illegible] میں اسے حکم دیا کہ وہ [illegible] کے قلعوں کے [illegible] فتح کرے۔ [illegible] حاکم بھی مقرر کیا گیا تھا۔

جب وہ [illegible] سے واپس آیا تو [illegible] کے بجائے سلطان نے اسے دمشق کا نائب حاکم مقرر کیا اور حلب کا حاکم احمد بن القشتمر کو مقرر کیا۔

منجک کی معافی [illegible] میں منجک کو دمشق میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس سے پہلے [illegible] روپوش [illegible] بہت سے لوگوں کو [illegible] سلطان نے اسے معاف کر دیا [illegible] کے [illegible] شام کے [illegible] رہنے [illegible]

سلطان حسن ناصر نے اپنے عہد کے باقی ایام خود مختاری کی حالت میں [illegible] علما اور فقہا سے بہت محبت کرتا تھا اور [illegible] کی مکمل [illegible] کرتا تھا اور [illegible] ان سے [illegible] کرتا تھا۔ وہ [illegible] تھا [illegible] آخری زمانے تک رہا۔

بیبغا کی بغاوت [illegible] سلطان حسن کے [illegible] تھا۔ اسے [illegible] حاصل تھا۔ [illegible] وہ سلطان کے [illegible] میں سے [illegible] کے قریب [illegible] سلطان [illegible] سرکاری عہدوں پر ترقی دینے [illegible] مقرر [illegible] ایک [illegible] بھی [illegible] وہ اس کے ظلم و استبداد کی [illegible] شکایت کرتا تھا۔ لہٰذا سلطان نے اسے [illegible] اپنے [illegible] میں طلب [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] بہت [illegible] ہوئی اور وہ بہت [illegible] ہو [illegible] اپنے [illegible] میں پوشیدہ رکھی۔

ایک دفعہ سلطان [illegible] میں [illegible] نکلا اور [illegible] اس نے اپنے [illegible] بیبغا [illegible] کے قریب [illegible] گیا۔ [illegible] اس کی بغاوت کی اطلاع [illegible] سلطان کو موصول ہوئی۔ [illegible] اسے [illegible] اور [illegible] سلطان کی [illegible] گیا تھا۔ لہٰذا سلطان نے اپنے [illegible] کے ساتھ اور [illegible] کا مقابلہ کرنے [illegible] کے سامنے مقابلہ کیا۔

شاہی لشکر کو شکست سلطان کے [illegible] شکست ہوئی تو سلطان [illegible] کی طرف چلا گیا۔ [illegible] تعاقب کر رہا تھا۔ [illegible] سلطان [illegible] کے [illegible] کے مقام پر پوشیدہ ہو گیا۔

قاہرہ سے [illegible] اور قشتمر منصوری وغیرہ غلام کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تو ان کا مقابلہ اس سے بولاق کے مقام پر ہوا ان کی یلبغا سے بڑی [illegible] جنگ ہوئی [illegible] جس میں اس نے ان امرا کو شکست دی۔

سلطان کا قتل سلطان حسن [illegible] کے ساتھ بھیس بدل کر شہر کی طرف بھاگ [illegible] تب [illegible] کی خبر ہوئی تو انہوں نے یلبغا کے پاس ان کی [illegible] تو یلبغا نے ان کو گرفتار کرنے کے لئے آدمی بھیجے جو انہیں پکڑ کر لے آئے۔

یلبغا نے انہیں قتل کرنے سے پہلے [illegible] کام تمام کر دیا۔

سلطان حسن [illegible] شہادت ہوئی

منصور محمد بن مظفر حاجی کی تخت نشینی

اس کے بعد یلبغا نے محمد بن مظفر حاجی کو تخت نشین کیا اور اس کا لقب منصور رکھا [illegible] سلطنت کا تمام [illegible] طیبغا طویل کو امیر [illegible] مقرر کیا، قشتمر منصوری کو نائب اور [illegible] کو امیر مجلس مقرر کیا [illegible] نائب حلب مقرر کیا [illegible] کے مطابق چلے [illegible] ختم ہو گیا۔

یلبغا نے محمد بن مظفر [illegible]

حاکم دمشق کی بغاوت جب تمام امرا یلبغا کی [illegible] بغاوت [illegible] دمشق [illegible]

[illegible] دمشق [illegible]

[illegible] یلبغا نے اس سے [illegible]

جب [illegible] یلبغا کے پاس پہنچے تو [illegible]

[illegible]

اس کے بعد سلطان منصور اور یلبغا مصر واپس آ گئے۔

خلیفہ المتوکل

جب سلطان ناصر کے دور حکومت میں خلیفہ مستکفی کی وفات ہوئی تو اس سے پہلے اس نے اپنے فرزند احمد کو ولی عہد بنایا تھا اور اس کا لقب الحاکم رکھا تھا مگر سلطان ناصر نے اسے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ بلکہ اس کے بجائے مستکفی کے بھتیجے ابراہیم بن محمد کو خلیفہ مقرر کیا اور اس کا لقب الواثق رکھا۔

جب ۱۳۴۱ء کے آخر میں سلطان ناصر فوت ہو گیا تو مصر کے ان امراء نے جو سلطنت کے نگران تھے۔ احمد الحاکم بن المستکفی کو جو ولی عہد تھے خلیفہ مقرر کیا۔ اور وہ اپنی خلافت کی مدت پوری کر کے ۱۳۵۲ء میں فوت ہو گیا۔ جب کہ سلطان صالح صلاح الدین کے عہد حکومت کا آغاز تھا۔

اس کے بعد اس کا بھائی ابو بکر بن المستکفی المعتضد کے لقب کے ساتھ خلیفہ مقرر ہوا۔ [illegible] دس سال تک رہا اور ۱۳۶۲ء میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے فرزند محمد کو ولی عہد مقرر کیا تھا چنانچہ محمد المتوکل (اول) کے لقب کے ساتھ خلیفہ مقرر ہوا۔

سلطان اشرف کا عہد حکومت

جب امیر یلبغا خاصکی سلطان حسن بن محمد بن قلاوون سے بدگمان ہوا تو اس نے ۱۳۶۱ء میں اسے تخت سے معزول کر دیا۔ اس نے صرف سات برس حکومت کی تھی۔

اس کے بعد امیر یلبغا نے شعبان بن حسین بن الناصر [illegible] کو سلطان مقرر کیا۔ [illegible] سلطان ناصر اعظم کا آخری فرزند تھا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے فرزند شعبان کو دس سال کی عمر میں سلطان مقرر کیا گیا اور اس کا لقب اشرف رکھا گیا اس کا سرپرست اور نگران خود امیر یلبغا تھا۔

حکام کے تبادلے: اس نے ۱۳۶۳ء میں [illegible] کو دمشق کی حکومت سے معزول کر کے اس کے بجائے [illegible] کو مقرر کیا۔ [illegible] جب [illegible] فوت ہو گیا تو اس کے بجائے منکلی بغا کو مقرر کیا گیا۔ پھر ۱۳۶۵ء میں منکلی بغا بھی معزول ہو گیا اور اس کی جگہ [illegible] حاکم مقرر ہوا۔ اور [illegible] میں اسے حکم ملا کہ وہ [illegible] ابن الصوفی امیر ترکمان کے [illegible] سے [illegible] گرفتار کر کے پیش کرے۔

چنانچہ وہ فوج لے کر روانہ ہوا۔ جب [illegible] محصور ہو گیا تھا تو اس نے چار مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس کے بعد [illegible] اس مقصد کے لئے جب وہ مصر پہنچا تو سلطان نے [illegible] [illegible] حاکم بنا کر بھیجا۔

اہل قبرص کے حالات: جزیرہ قبرص کے باشندے عیسائی تھے اور یہاں [illegible] تھے۔ اسی زمانے میں [illegible] تمام عیسائی [illegible] غالب آ گئے ہیں [illegible] قوم کی طرف منسوب کیا ہے۔

جزیرہ روڈس کے باشندے [illegible] کے جزائر میں [illegible] قوم سے [illegible] ان جزیروں پر [illegible] کیا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم کے زمانے میں [illegible] شام کے [illegible] گیا تھا۔

اہل قبرص سے جنگیں جب اہل قبرص [illegible] تھے [illegible] شام [illegible] کے خلاف [illegible] جاتے تھے۔

[illegible] قبرص کی طرف [illegible] رات کے وقت وہاں [illegible] تھا۔

[illegible] انھوں نے [illegible] اہل قبرص ان کے ساتھ [illegible] تھے اور [illegible] مسلمان کے [illegible]

اہل قبرص کا اسکندریہ پر حملہ [illegible] قبرص [illegible] کے سامنے تمام [illegible] اہل قبرص [illegible] اسکندریہ میں [illegible] انھوں نے [illegible] اور ان کے [illegible] موجود تھے۔

جنگ کے تماشائی جب [illegible] اسکندریہ کے باشندے [illegible] بہت [illegible] تھی [illegible] جنگ [illegible] تھا [illegible] کے لئے [illegible] تھا۔

اسکندریہ کی تباہی [illegible] انھوں نے [illegible] شہر [illegible] کے [illegible] بھاگ گئے۔

اہل اسکندریہ کا فرار: اب اہل اسکندریہ اپنے اہل و عیال کو لے کر اور سامان ساتھ لے کر (اشتوم) [illegible] کے راستے خشکی کی طرف بھاگ نکلے۔ چنانچہ راستے میں ان بھاگنے والے شہریوں سے بہت سے تو حیران و پریشان ہو کر نامعلوم مقام کی طرف بھاگ رہے تھے۔ گردونواح کے عرب بدوؤں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے کچھ شہریوں کو لوٹ لیا۔

فرنگیوں کی غارت گری: اب فرنگی فوج شہر کے درمیان پہنچ گئی تھی۔ وہ جہاں سے گزرتے یہاں کے بازاروں اور مکانوں کو لوٹتے گئے۔ انہوں نے صرافوں کی دکانوں کو لوٹ لیا اور بڑے بڑے تاجروں کا سامان تجارت بھی لوٹ لیا۔ تمام سامان تجارت، سرمایہ اور ذخیرہ سے اپنی جنگی کشتیوں کو بھر لیا۔ انہوں نے بہت سے بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے انہیں لونڈی غلام بنا لیا اور انہیں اپنے ساتھ رکھ لیا۔

فرنگیوں کی واپسی: جب عربوں اور دوسرے لوگوں کی فوجی امداد ان کے خلاف پہنچی تو وہ اپنے جنگی جہازوں میں گھس گئے اور وہاں دن کا باقی حصہ گزارا۔ پھر دوسرے دن وہ اپنے جہاز لے کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مصری لشکر کی روانگی: جب سلطنت مصر کے حکمران امیر یلبغا کو یہ اطلاع ملی تو وہ سلطان کو اپنی فوجوں کے ساتھ لے کر اسکندریہ کے لئے روانہ ہوا۔ اس وقت تک [illegible] سے واپس آ گیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس لشکر کے ہراول دستے پر خلیل بن قوصون اور قطلوبغا فخری امیر مقرر ہوئے تھے۔ وہ جہاد کے شوق میں امراء کے ساتھ پیش قدمی کر رہے تھے۔ راستے میں انہیں یہ اطلاع ملی کہ دشمن واپس چلا گیا ہے۔ مگر (پھر بھی) امیر یلبغا اسکندریہ پہنچ گیا۔

ایک سو جہازوں کی تیاری: یلبغا نے جب [illegible] کے آثار دیکھے تو اس نے فصیل شہر کی مرمت اور تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ اپنے پایہ تخت واپس آ گیا۔ وہ قبرص کے خلاف بہت غصے میں تھا۔ لہٰذا اس نے حکم دیا کہ ایک سو جنگی جہاز تیار کیے جائیں۔ جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ اس نے عزم کر لیا تھا کہ سلطنت مصر کی تمام مسلمان فوجوں کو لے کر قبرص پر حملہ کرے گا۔ اور اس مقصد کے لئے اس نے تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔ خود اس کا [illegible] جوش بھی [illegible] اس نے بہت سے ہتھیار اور محاصرے کے آلات کثیر تعداد میں مہیا کر لئے تھے۔ چنانچہ یہ جہاز اسی سال کے ماہ رمضان المبارک میں مکمل ہو گئے۔ مگر اس وقت ایسے حالات رونما ہو گئے کہ وہ اپنے اس منصوبے کی تکمیل نہیں کر سکا۔

طیبغا طویل کی بغاوت

طیبغا طویل سلطان حسن کا آزاد کردہ غلام تھا۔ وہ امیر یلبغا کے بعد دوسرا امیر تھا۔ اس طرح یہ یلبغا کا امور سلطنت میں مددگار اور شریک تھا۔ اور خود [illegible] رہنا چاہتا تھا۔ مگر جب امیر یلبغا کا اقتدار مستحکم ہو گیا تو وہ ارکان سلطنت کی طرح یہ بھی یلبغا کا مخالف ہو گیا۔ لہٰذا امراء نے سلطان طیبغا طویل کے ساتھ بغاوت کی خفیہ تحریک میں شامل ہو گئے۔ اس وقت سلطان کا [illegible] الاشرفی اور [illegible] بھی تھا

ابھی لوگ یہ منصوبہ طے ہی کر رہے تھے کہ اتنے میں طیبغا طویل [illegible] میں [illegible] کے لئے

عباسیوں کی طرف روانہ ہوا۔ اسی وقت تمام ارکان سلطنت میں یہ خبر پھیل گئی اور امیر جیقا کو بھی (اس خفیہ بغاوت) کی اطلاع مل گئی۔ اس نے اس نے طوغان کو شام کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ شاہی فرمان بھی صادر ہوا کہ اسے دمشق کا نائب حاکم بنایا جائے۔ طوغان نے اس حکم کو مسترد کر دیا اور جنگ کرنے کی دھمکی دی۔ مگر امیر جیقا نے اس کی فوج کو شکست دے کر طوغان، اشتری اور محمدی کو گرفتار کر لیا اور انہیں قلعہ مرقب میں قید کیا گیا۔

تاہم ماہ شعبان میں اسی سال سلطان کے پاس طوغان کے متعلق سفارش پہنچائی گئی (سلطان نے وہ سفارش قبول کر لی) اور اسے بیت المقدس بھیج دیا گیا۔ پھر اشتری اور محمدی کو بھی چھوڑ دیا گیا اور ان دونوں کو شام روانہ کیا گیا۔ اب طوغان کے منصب پر طیبغا مرقبی کا تقرر کیا گیا اور اشتری کے بجائے خلیفہ ابوبکر کو دوادار کے عہدے پر سرفراز کیا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد امیر جیقا عمانی نے اسے بھی معزول کر دیا اور اس کے بجائے دوبارہ محمدی کا تقرر کیا۔

چونکہ امرائے مصر کی ایک بڑی جماعت نے جو [illegible] تھے طوغان کی بغاوت میں شرکت کی تھی اور اس کے ساتھ گرفتار ہو کر قید تھے۔ اس لئے [illegible] انہیں ان کے عہدوں پر مقرر کیا گیا۔

اس نے مشکل جیقا کی نائب حاکم دمشق کو مصر بلوا کر اسے سیف الدین [illegible] کے بجائے حلب کا نائب حاکم مقرر کیا اور اسے اجازت دی کہ وہ [illegible] اس نے اس کو مرتبہ دمشق کے نائب حاکم سے [illegible] بڑھا دیا تھا۔ اس کے بجائے دمشق کا نائب حاکم اعظم عبدالعزیز کو مقرر کیا گیا۔

غلاموں (ممالیک) کی بغاوت

اس اثناء میں قبضا کا ظلم و استبداد بہت بڑھ گیا تھا۔ امرائے مصر اور ارکان سلطنت اس کی زیادتیوں سے بہت تنگ آ چکے تھے۔ بالخصوص اس کے ممالیک (غلام) اس سے بہت تنگ تھے اس نے غلاموں کی تعداد بڑھا دی تھی۔ وہ ان کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں ان پر بہت سختی کرتا تھا وہ صرف انہیں سے [illegible] تھے بلکہ ان کی ناک اور کان بھی کاٹ لئے جاتے تھے لہٰذا ان کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی اور وہ خفیہ طور پر اس کے خلاف ہو گئے۔

بغاوت کے اسباب: ان خاص ممالیک کے سردار استدمر اور اشکنان احمدی تھے اسی اثناء میں کسی قسم کی (رنجش) کی وجہ استدمر نے [illegible] اس سے وہ سخت ناراض ہوا اور سب امراء سے مل کر اس نے بغاوت کا منصوبہ تیار کیا۔ تمام امراء ان کو نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے سلطان کو بھی اس سے آگاہ کیا اور اس سے اجازت طلب کی۔

سلطان نے ۹ ذوالحجہ کو امیر جیقا کو [illegible] کی طرف بھیجا۔ اس مدت میں ان غلاموں نے گھبراہٹ کے عالم میں ایک جلسہ منعقد کیا [illegible] اس کے خلاف سازش تیار کی گئی۔

یہ ملاقات کچھ طے پائی تھی اور اس نے وہ علامات مشاہدہ کر لیں جو اسے بتائی گئی تھیں۔ لہٰذا اگر وہ قریب سے [illegible] وہ اپنے [illegible] اس نے [illegible]

---

(۱) [illegible]

انہوں نے پانی کی کشتیوں کا لشکر تیار کر لیا اور جو [illegible] گیا۔ [illegible] قبضہ کرنے [illegible] گیا۔

اعلانِ بغاوت ادھر احمد اور [illegible] نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے سلطان کے قتل کا قصد کیا اور [illegible] کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ وہ چیتا کو معزول کر کے [illegible] گا۔

دوسری طرف جب چیتا [illegible] پہنچا تو اس نے (اپنے [illegible]) امرا [illegible] اور اپنے [illegible] وغیرہ کو اکٹھا کیا [illegible] تھے۔ [illegible] سب [illegible] ہو گئے۔

سلطان اشرف کی معزولی جب چیتا نے سلطان اشرف کو معزول کر دیا اور اس کے بجائے اس کے بھائی [illegible] کو بادشاہ بنایا اور اس کو لقب منصور دیا۔ اس نے [illegible] مشہور کر دیا [illegible] ساحل پر [illegible] کے مقام پر اپنے ([illegible]) خیمے نصب کئے۔ [illegible] سلطان کے ہمراہ تھے [illegible] تھے۔ ان میں یہ امرا شامل تھے

(۱) چیتا [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible]

(۷) [illegible]۔

سلطانی لشکر کا مقابلہ سلطان اشرف [illegible] فوج [illegible] روانہ ہوا۔ جب وہ [illegible] ساحل کے قریب پہنچا تو [illegible] کشتیوں [illegible] اپنے خیمے نصب [illegible] وہاں قیام کیا۔ چیتا اور اس کی [illegible] تھی۔ وہ ان پر پتھروں کی بوچھاڑ [illegible] اور [illegible] تھے۔

تماشائی کشتیوں میں تھے۔ آخر کار وہ کشتیاں سلطان کی سمت [illegible] گئیں۔ [illegible] آخر [illegible] کشتیوں پر سوار [illegible] اس وقت سلطانی لشکر [illegible] سلطانی لشکر [illegible] کے لئے [illegible] گیا۔

چیتا کی شکست [illegible] سلطان [illegible] کر [illegible] چیتا [illegible] شکست [illegible] جب وہ میدان کے پاس [illegible] اس نے [illegible] کے پاس [illegible] پھر اپنے گھر کی طرف [illegible] گیا [illegible] رہے تھے۔

چیتا کا قتل [illegible] کے ساتھ [illegible] کی طرف [illegible] سلطان [illegible] اس نے چیتا کو طلب کیا۔ جب وہ [illegible] کیا تو [illegible] کے [illegible] نے [illegible] لیا۔ جب [illegible] اس کی زندگی کے بارے میں [illegible] سلطان نے [illegible] اور چیتا کو طلب کیا۔ [illegible] سلطان کے [illegible] سلطان کے سامنے [illegible] ان میں سے کسی نے [illegible]

کر کے اس کا سر الگ کر دیا۔

محل سے باہر جو افراد موجود تھے انھیں اس قتل کے بارے میں کچھ شک و شبہ نہ ہوا۔ لہٰذا انھوں نے اس کے معاون کو طلب کیا (جب [illegible]) کے بعد [illegible] ایک نے اس کے سر پر تلوار [illegible] یہاں تک کہ آخری ضرب نے اسے ایک [illegible] کی طرف پھینک دیا جو اس کے سامنے تھی۔ اس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا اور اس کا کام ختم ہو گیا۔

نئے امرائے سلطنت اب سلطنت [illegible] کا انتظام [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ان دونوں کے شریک کار [illegible] بھی تھے جو اس انقلاب کے ذمہ دار تھے۔ انھوں نے ان امرا کو گرفتار کر [illegible] کی حمایت میں پیش پیش تھے اور انھیں [illegible] کے قید خانے میں بھیج دیا گیا۔ البتہ [illegible] کو معزول کر دیا گیا اور [illegible] ہو گیا۔ [illegible] کے بجائے دوسرے امرا کو عہدے پر مقرر کیا گیا۔ یوں سلطنت کا انتظام درست ہوا۔

دشمن بیرونی افواج اس کے بعد ان ارکان سلطنت [illegible] اختلاف پیدا ہوا [illegible] جنھوں نے [illegible] کا حریف [illegible] بہت [illegible] ہوا۔ لہٰذا اس نے [illegible] امرا سے بغاوت کے لیے [illegible] لی۔ چنانچہ ایک [illegible] اور ان کی جماعت اس کے ساتھ شریک ہو گئی اور [illegible] جنگ کرنے [illegible] نکلا [illegible] کے ساتھی سوار ہو کر اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور ان سب کو گرفتار کر کے انھیں [illegible] کے قید خانے میں بند کر دیا۔

[illegible] اس کے بعد [illegible] شریعت اسلامیہ کے حدود سے تجاوز کرنے لگے۔ آخرکار سلطان نے ان کے بارے میں اپنے امرا سے مشورہ کیا تو انھوں نے یہ مشورہ دیا کہ [illegible] کیا جائے اور ان کا قلع قمع کیا جائے۔ [illegible] نے ان کا محاصرہ ختم کر دیا اور [illegible] کے ذریعے اپنی سلطنت کا انتظام کیا۔ پھر اس نے اپنے امرا کو جنگ کے لیے آمادہ کیا چنانچہ [illegible] سلطان کے [illegible] امرا [illegible] جنگ کے لیے تیار ہو گئے [illegible] اپنے ساتھی [illegible] شریک ہو گئے تھے۔

[illegible] [illegible] کی موت [illegible] جنگ کے لیے [illegible] پہنچ گئے۔ انھوں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اس لیے [illegible] امرا [illegible] میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے جس سے [illegible] کو شکست ہوئی۔

البتہ [illegible] اپنے [illegible] کے ساتھ [illegible] جنگ میں [illegible] کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان [illegible] کو [illegible] کیا اور [illegible] گرفتار کر لیا گیا۔ [illegible] منصب کے [illegible] امرا [illegible] ہو گئے

بلوائیوں کا تسلط: اب استدمر اور اس کے بیرونی وحشی افراد (اجلاب) سلطان مصر پر دوبارہ حسب معمول مسلط ہو گئے انہوں نے متعدد امراء اور عہدے داروں کے بجائے دوسرے افراد مقرر کر دیے۔ خلیل بن قوصون کو اپنے سابقہ عہدے پر بحال کیا گیا۔ قشتمر کو طرابلس کی حکومت سے معزول کر دیا گیا اور اسے اسکندریہ میں مقید کیا گیا۔ اس کے علاوہ دوسرے بہت سے امراء کو تبدیل کر دیا گیا۔ یہ حالت پورے سال برقرار رہی۔ یہ عراقی حضرات (اجلاب) جو سلطنت مصر کے اقتدار میں دخیل تھے سلطان اور اس کی رعایا کو ظلم کا شکار کرتے تھے۔

سلطان کی معزولی کا مطالبہ: جب ۷۶۸ھ کے محرم کا مہینہ آیا تو انہوں نے اس طرح بد امنی اور فساد پھیلانا شروع کیا۔ لہٰذا شاہی امراء استدمر کے پاس ان کی شکایت لے کر گئے اور اسے ملامت کرنے لگے۔ تو اس نے ان چند افراد کو گرفتار کر کے ان کی معزولی کی۔ یہ واقعہ بروز چہار شنبہ ۲ صفر ۷۶۸ھ کو رونما ہوا۔ تو جمعہ کے دن ان عناصر اور فتنہ پردازوں کی جماعت نکل آئی۔ انہوں نے سلطان مصر کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ لہٰذا سلطان اپنے خاص امراء وغیرہ کی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس کے ساتھ شہر کے عوام بھی تھے جو ان کے فتنہ و فساد سے تنگ آ گئے تھے۔

استدمر کی شکست: جب استدمر ان بیرونی وحشی افراد کو لے کر صف آرا ہوا۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ یہ حسب معمول قلعہ کے نیچے سے پہنچے جب دونوں فریق مخالف کے سامنے آئے تو پیچھے ہٹ گئے اور (جنگ کرنے میں) توقف کرتے رہے۔ عوام کی طرف سے ان پر سنگ باری ہوتی رہی تو دوسری طرف سے (شاہی) لشکر نے ان پر حملہ کر دیا تو وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ تاہم ایدمر شمسی اور اس کی جماعت کو گرفتار کر لیا اور انہیں اسکندریہ کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔

استدمر کی گرفتاری: اس کے بعد استدمر بھی گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ دوسرے امراء نے اس کی سفارش کی تو سلطان نے ان کی سفارش قبول کر کے اس کی جان بخشی کی اور اسے پہلے اتابک کے عہدے پر بحال کر دیا مگر وہ ماتحت ہو گیا۔

اسی زمانے میں خلیل بن قوصون اتابک کے عہدے پر برقرار ہوا تھا۔ لہٰذا سلطان نے اسے حکم دیا کہ وہ استدمر کو دوبارہ گرفتار کر کے اسے آئندہ کے لئے مقید کر دے۔ لہٰذا خلیل بن قوصون اس کے گھر پہنچا اور اسے اسی طرح کے ساتھ بغاوت پر آمادہ کیا کہ حکومت ان دونوں کو مل جائے گی کیونکہ وہ سلطان ناصر کی اولاد کی طرف سے اس کا رشتہ دار ہے۔

بلوائیوں کا خاتمہ: جب بیرونی عناصر (اجلاب) کی ایک بڑی جماعت (جنگ کے لئے) اکٹھی ہو گئی اور وہ سوار ہو کر (مقابلے کے لئے) نکلے۔ سلطان اور امراء بھی لشکر لے کر پہنچے اور انہوں نے (بلوائیوں کو) شکست دی۔ ان میں سے بہت سے افراد مارے گئے اور جو باقی بچے انہیں اسکندریہ بھیج دیا گیا جہاں انہیں قید میں رکھا گیا۔ اس واقعہ میں جو گرفتار ہوئے تھے ان میں سے بھی اکثر کو قتل کیا گیا اور اونٹوں پر سوار کرا کے (تشہیر کے لئے) ان کا شہر میں گشت کرایا گیا۔

قید و بند کی سزا: پھر ان بیرونی عناصر (اجلاب) کو دور دراز سرحدوں تک جلاوطن کر کے قتل کیا گیا یا انہیں قید میں رکھا گیا۔ ان افراد میں جو آخر تک قید و بند میں رہے مندرجہ ذیل (امراء) بھی شامل تھے۔

(۱) برقوق عثمانی جو بعد میں مصر کا بادشاہ ہوا۔

(۱) یرکتہ جولانی (۲) طیبغا جربانی (۳) جرکس خلیلی (۵) تمش۔

یہ سب قید خانوں میں سڑتے رہے یا جلاوطن رہے تا آنکہ بعد میں یہ سب اکٹھے ہو گئے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

حکام کی تبدیلی: اب سلطان کسی حد تک خود مختار ہو گیا تھا۔ اس نے الجائی یوسفی، طغتمر نظامی اور مقید امراء کی ایک جماعت کو رہا کر دیا تھا۔ چنانچہ الجائی یوسفی امیر سلاح مقرر ہوا اور جبکہ منصوری اور بکتمر مجری جو جیرونی عناصر (اجلاب) کے امراء میں سے تھے مشترکہ طور پر اتابک کے عہدہ میں شریک رہے۔ پھر ان دونوں کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ وہ دونوں بغاوت کی سازش کر رہے ہیں اور اجلاب کے قیدیوں کو رہا کر کے سلطان پر حاوی ہونا چاہتے ہیں۔

لہٰذا سلطان نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ پھر اس نے حلب سے منکلی بغا شمسی کو بلوا کر اسے اتابک کے عہدہ پر سرفراز کیا۔ اس نے امیر علی بن ماردانی کو بھی دمشق سے بلوا کر اسے نائب مقرر کیا۔ یوں سلطان نے اپنی مرضی اور منشا کے مطابق تمام سرکاری عہدوں میں رد و بدل کیا۔

انہی میں سے ان کا آزاد کردہ غلام ایدمر اشرفی بھی تھا۔ سلطان اسے ترقی کے عہدوں پر مقرر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی سلطنت کا نائب مقرر کر کے اسے اپنا خاص آدمی مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

سلطان نے منکلی بغا کے بجائے حلب کا حاکم طیبغا طویل کو مقرر کیا اور ماردانی کے بجائے دمشق کا حاکم تمر خوارزمی کو متعین کیا۔ پھر اسے گرفتار کر کے اس پر ایک لاکھ دینار کا جرمانہ کیا اور اسے طرطوس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کے بجائے منکلی بغا کو (دمشق کا حاکم) مقرر کیا۔ اس کا طرابلس سے تبادلہ کیا گیا تھا اور وہاں قشتمر ماردانی کو (حاکم بنا کر) بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ پہلے بھی (اسی کام پر) مقرر تھا۔

طیبغا طویل کی وفات: ۷۶۹ھ کے آخر میں طیبغا طویل کا حلب میں انتقال ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ بغاوت کا منصوبہ تیار کر رہا تھا لہٰذا سلطان نے اس کے بجائے اصطبغا ابوبکری کو (حلب کا) حاکم مقرر کیا پھر ۷۷۰ھ میں اسے معزول کر دیا اور اس کے بجائے قشتمر منصوری کو حاکم مقرر کیا۔

عرب قبائل کی بغاوت

اسی زمانے میں آل فضل میں سے جبار بن مہنا عرب قبائل کا سردار تھا۔ وہ باغی ہو گیا تھا۔ اس لئے سلطان نے اس کے بجائے اس کے چچا زاد بھائی زامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو امیر مقرر کیا تھا۔ مگر جبار سلطان کی مخالفت کرتا رہا اور اس نے موسم گرما میں حلب کے شہروں کو روند ڈالا تھا۔ عرب کا (قبیلہ) بنو کلاب بھی (اس فتنہ و فساد میں) اس کے ساتھ شامل ہو گیا تھا اور وہ راہگیروں اور مسافروں پر دست درازی کرنے لگے تھے۔ لہٰذا حلب کا نائب حاکم قشتمر منصوری اپنی فوجوں کو لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکلا اور ان کے ٹھکانوں پر حملے کئے۔ وہ ان کے جانور اور مویشی بھی لوٹ کر لے گئے۔ آخرکار یہ عرب قبائل متحد ہو کر اس کے خلاف لڑے اور اس جنگ میں قشتمر منصوری اور اس کا فرزند محمد دونوں مارے گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عمر بن مہنا نے ان دونوں کو قتل کیا تھا۔ بہر حال ترکوں کی فوجیں شکست کھا کر حلب واپس آ گئیں۔ اور مہنا (عرب کے باغی سردار) نے جنگل بیابانوں میں پناہ لی۔

اب سلطان نے معیقل بن فضل کو عرب قبائل کا سردار مقرر کیا۔ اس کے بعد جب خود مہنا بن عیسیٰ نے سلطان سے معافی مانگی اور اطاعت کا اقرار کیا تو سلطان نے اسی کو دوبارہ امیر مقرر کیا۔

نئے عہدے داروں کا تقرر: جب سلطان اشرف نے نئی سلطنت سے اجلاب (یعنی عناصر) کا نام ونشان مٹا دیا اور ایک حد تک اپنے اختیارات سنبھال لئے تو اس نے حلب سے منکلی بغا کو بلوایا اور اسے اتابک مقرر کیا۔ اسی طرح اس نے امیر علی ماردانی کو بھی دمشق سے بلوا کر نائب مقرر کیا اور الجائی یوسفی کو امیر سلاح مقرر کیا۔ اس نے اصبغا عبد اللہ کو دوادار مقرر کیا۔ اس سے پہلے اجلاب کا گروہ اپنے افراد میں سے یکے بعد دیگرے دوادار مقرر کرتا تھا۔ بعد ازاں سلطان اس پر ناراض ہو گیا اور اس کے بجائے آقطمر صاحبی کو (دوادار) مقرر کیا۔ سلطان نے باقی سرکاری عہدوں پر ان لوگوں کو مقرر کیا جنہیں وہ پسند کرتا تھا۔

سلطان اپنے آزاد کردہ غلام ارغون شاہ کو مختلف مناصب پر ترقی دیتا رہا۔ یہاں تک کہ آگے چل کر اس نے اسے اتابک بھی مقرر کیا جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔

سلطان نے بہادر جمالی کو استادار (افسر مال) مقرر کیا۔ پھر اسے امیر الماخور بھی مقرر کیا گیا۔ وہ ان دونوں عہدوں پر بار بار مقرر ہوتا تھا تا آنکہ آخر میں امیر الماخور کے عہدہ پر مستقل ہو گیا اور محمد بن اسقلاس کو استادار (افسر مال) مقرر کیا۔ جو ناصری مختلف عہدوں پر مقرر ہونے کے بعد آخر میں حاجب مقرر ہوا۔

اس اثناء میں سلطان کی والدہ نے الجائی یوسفی سے نکاح کر لیا۔ لہٰذا اس رشتہ کی بدولت سلطنت میں اس کا مرتبہ بلند ہو گیا اور اس کا اقتدار مستحکم ہو گیا چنانچہ ایک دن جب دوادار (میر منشی) نے اس سے گستاخی کی تو اسے جلا وطن کر دیا گیا اور اس کے بجائے منکوتمر عبد الغنی کو (دوادار) مقرر کیا گیا۔ جو ایک سال اس عہدے پر برقرار رہنے کے بعد [illegible] میں معزول کر دیا گیا۔

اب سلطان نے اس کے بجائے طشتمر علائی کو اس عہدے پر مقرر کیا جو پہلے حکومت کا دوادار تھا۔

بہر حال سلطنت کا انتظام اس حالت میں برقرار رہا کہ اس میں الجائی یوسفی خود مختاری کے ساتھ حکومت کر رہا تھا۔

عمدہ تحائف: اس زمانے میں منجک نے شام سے ایسے تحائف روانہ کئے کہ ایک دفعہ دیکھا تو بیان نہیں کئے جا سکتے۔ ان تحفوں میں نہایت عمدہ قسم کے آراستہ گھوڑے، اونٹ اور خچر شامل تھے۔ ان کے علاوہ ہر قسم کا کپڑا، زیورات، سجاوٹی اشیاء اور ضرورت کا سامان بھی تھا۔ یہاں تک کہ اپنے شکاری کتے، اونٹ اور پرندے بھی تھے جو جنس اور اقسام و انواع کے تھے۔

پھر قشتمر ماردانی کے وفد حلب سے اسی طرح کے نادر و عمدہ تحائف لے کر پہنچے۔

الجائی یوسفی کی بغاوت اور ہلاکت

الجائی یوسفی کا اقتدار اس زمانے میں مستحکم تھا کیونکہ منجک یوسفی کے درمیانی عرصے میں منکلی بغا ۷۷۴ھ تک مصروف ہوگیا۔ لہٰذا الجائی یوسفی نے اس عہدہ کو بھی اپنے عہدے کے ساتھ شامل کر لیا۔ اس کی وجہ سے وہ بالکل ہی خود مختار حاکم بن گیا۔

اس کے بعد سلطان کی والدہ (جو اس کی بیوی تھی) فوت ہو گئی۔ اس کی میراث کا وارث اور حق دار ہوا۔ بعد ازاں اس کی سلطان سے ناچاقی ہو گئی کیونکہ وہ تند مزاج اور بد اخلاق تھا اور ایسی گفتگو کرتا تھا جو بہت ناگوار ہوتی تھی۔ یوں اس کے تعلقات سلطان کے ساتھ نہایت کشیدہ ہو گئے اور لوگ ایک دوسرے کے پاس جا کر چغل خوریاں کرتے رہے۔

بغاوت کا آغاز اس کی سرکشی اور بغاوت کا آغاز یوں ہوا کہ ایک دفعہ وہ شہر کے عوام پر کسی بات پر ناراض ہو گیا اس نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ ان میں سے بہت افراد مارے گئے۔

جب یہ خبر سلطان کو ملی تو اس وقت اس کے قریبی امراء اس کے خلاف اس کے پاس پہنچے۔ انہوں نے اس کے سامنے اس کو ملامت کی۔ سلطان اس پر ناراض ہو گیا اور اس نے ... وہ غضب ناک ہو گیا اور بغاوت کا اعلان کیا۔

اب سلطان اس کے پاس گیا اور نرمی اور تحمل سے کام لیا۔ اس کا غصہ ٹھنڈا کیا۔ اس زمانے میں ۷۷۲ھ تک منکلی بغا زندہ تھا۔ لہٰذا سلطان نے اسے بھیج کر الجائی کو بلوایا۔ جب وہ آیا تو سلطان نے (اسے منانے اور خوش کرنے کے لئے) بہت عمدہ خلعت پہنایا۔

دوبارہ واقعہ مگر جب دوبارہ اس کی طرف سے اسی قسم کا واقعہ سرزد ہوا تو سلطان کے کچھ دوستوں نے اسے اس خطرہ سے آگاہ کیا۔ اس وقت وہ اپنے غلاموں کے ساتھ سوار ہو کر ... قلعہ کے میدان میں پہنچ گیا۔ سلطان اور فریقین کے درمیان تین دن تک مقابلہ ہوتا رہا مگر وہ سرکشی کرتا رہا اور اس نے غرور و تکبر کا مظاہرہ کیا۔

الجائی کی شکست لہٰذا سلطان نے اپنے غلاموں کو جو مجموعی ... تھے اس کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے اکثر بیغا کے غلاموں میں سے تھے اور اجلاب (یعنی ...) تھے۔ سلطان نے انہیں اپنے فرزند ولی عہد ... کی خدمت کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ اس وقت ان کا جنگ اس میدان کی دیوار کے ساتھ تھا جو بحری ... ان کے متصل تھے۔ لہٰذا مقابلہ کرنے والوں نے بحری ... کے اندر گھس کر ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ لہٰذا وہ دیوار سے الگ ہو کر میدان میں آ گیا۔ اس وقت شاہی فوجیں ... میں سے نکل کر گھوڑوں پر سوار ہو گئیں اور اس پر شدید حملہ کیا۔ وہ شکست کھا کر پہاڑ کے پیچھے اپنے محل پہنچ گیا اور وہاں تین دن تک محصور رہا۔

الجائی کی ہلاکت سلطان نے اس عرصے میں اسے سمجھانے اور منانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی سرکشی اور بغاوت پر قائم رہا۔ اس عرصے میں اس کے ساتھی اس سے الگ ہوتے گئے۔

آخر کار سلطان نے اس کے خلاف ایک فوجی دستہ بھیجا تو وہ وہاں سے قلیوب کے مقام کی طرف بھاگ گیا۔

فوج نے اس کا تعاقب کیا تو وہ سمندر میں کود گیا اور یہ اس کی آخری گھڑی تھی (وہ ڈوب گیا) بعد میں اس کی لاش نکال کر دفن کر دی گئی۔

مخالفوں کو سزائیں: سلطان کو اس کی ہلاکت پر بہت افسوس ہوا لہٰذا اس نے اس کی اولاد کو اس کے محل میں منتقل کر دیا اور ان کے لئے زندگی گزارنے کے لئے سرکاری وظیفہ مقرر کیا۔ پھر ان لوگوں کو جنہوں نے اس پر سازش کا الزام لگایا تھا اور ان سے متعلقہ جو سرکاری عہدے دار تھے سب کو اس نے گرفتار کیا اور ان کا مال ضبط کر کے انہیں معزول کر کے اور انہیں شام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

اب سلطان بالکل خود مختار حاکم ہو گیا تھا چنانچہ اس نے اپنے مرکزی وزراء کو [illegible] طرغی کا نائب حاکم تھا اور اسے اقبال یوسفی کے بجائے ایک [illegible] مقرر کیا اور اسے منصب [illegible] دیا۔ اس نے ارغون شاہ کو امیر مجلس مقرر کیا اور اپنے آزاد غلاموں (موالی) میں سے امیر برتغش کو امیر سلاح مقرر کیا۔

اب منجک وزیر اور امیر ناصر الدین محمد [illegible] اصطبل میں [illegible] (دفتر دار) کے نام سے [illegible] سلطان سے قائم ہو گئے تمام امور سلطنت انہی دونوں امراء نے تقسیم کر دیئے تھے اور انہی کی مرضی اور پالیسی کے مطابق تمام امور سلطنت انجام پذیر ہوتے گئے۔

منجک کا استقبال اور تقرر: [illegible] میں نائب [illegible] فوت ہو گیا تھا مگر اقبال یوسفی کے تقرر کی وجہ سے اس کا عہدہ خالی رہا۔ لہٰذا جب اقبال یوسفی دو ہی مہینے میں ہلاک ہو گیا تو سلطان نے قطز عبدالغنی کو نائب مقرر کیا۔ پھر اس نے ارادہ کیا کہ وہ منجک یوسفی کو نائب مقرر کرے۔ کیونکہ اس کی ذات میں اس کے اندر اس عہدے کو سرانجام دینے کی صلاحیت موجود تھی اور وہ سلطان ناصر کے زمانے سے اونچے عہدوں پر فائز ہوتا رہا تھا چونکہ وہ امراء کی [illegible] میں سے [illegible] امیر [illegible] اور امیر برتغش کا بھائی تھا۔ اس لئے وزارت کی یاد رکھا۔

جب اس نے اس کے تقرر کا فیصلہ کر لیا تو اس کو لانے کے لئے [illegible] بڑے امرائے سلطنت میں سے [illegible] کو بھیجا اور اس کے بجائے [illegible] کو [illegible] بنایا اور منجک کو طلب میں اس کے عہدے پر بحال کر دیا۔

شاہانہ استقبال: منجک دو ہی [illegible] اپنے [illegible] اور حاشیہ نشینوں کے ساتھ مصر پہنچا۔ سلطان نے اس کی تعظیم و تکریم کے لئے ایک تقریب منعقد کی اور ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر اس کے استقبال کے لئے نکلیں چنانچہ تمام امراء [illegible] سرکاری [illegible] کے ساتھ [illegible] استقبال کے لئے گئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ وہ [illegible] سے سوار ہو کر داخل ہو [illegible] سلطان نے تمام افراد [illegible] کے سامنے پیدل چلیں [illegible] محل کے دروازے پر [illegible] اس کا سردار بیٹھا ہوا تھا۔

مختار کل: بعد ازاں اسے سلطان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے اپنا نائب عام مقرر کیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ [illegible] قاضیوں [illegible] اوقاف کے افسروں کو مقرر اور معزول کر سکتا ہے۔ پھر سلطان نے اسے خلعت عطا کر کے رخصت کیا۔

دوسرے دن دربار عام میں اس کا تقرر نامہ پڑھ کر سنایا۔ وہ ایک یادگار دن تھا اسی دن سلطان اشرف شعبان نے بیدمر خوارزمی کو جو اسے ساتھ لے کر آیا تھا حاجب کے عہدہ پر مقرر کیا۔

فتح ارمینیہ بعد ازاں ۷۷۶ھ کے آخر میں حلب کے نائب حاکم اشقتمر نے ارمینیہ کی طرف توجہ کی اور اس کی تمام عملداری کو فتح کر لیا۔

قبل ازیں سیس کا بادشاہ پہاڑ پر پناہ حاصل کر کے قلعہ بند ہو گیا تھا۔ چنانچہ اب وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ شاہی بارگاہ میں مصر پہنچا۔ سلطان نے ان سب کے وظائف مقرر کئے۔ یوں سلطان نے سیس کو فتح کر لیا اور ارمنی بادشاہ کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

منجک کا جانشین جب منجک یوسفی اسی سال کے آخر میں فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کا جانشین اقتمر صاحبی کو مقرر کیا جو حنبلی کے نام سے مشہور تھا۔ پھر اسے معزول کر کے اس کا رتبہ بڑھا دیا اور اس کے بجائے اقتمر الحنبلی کو مقرر کیا۔

جب شام میں عرب قبائل کا امیر جبار بن مہنا بھی فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے فرزند عمر کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ پھر [illegible] کا امیر بھی فوت ہو گیا تو اس کا جانشین اشرف کو مقرر کر لیا گیا۔

ممالیک یبغا کی رہائی

سلطان اشرف شعبان نے (گزشتہ واقعات میں) یبغا کے غلاموں کا صفایا کر دیا تھا۔ ان سے کافی تعداد ماری گئی۔ باقی جلاوطن کئے گئے اور انہیں قید خانوں میں ٹھونسا گیا۔ یہاں تک کہ امور سلطنت سے ان کا نام و نشان بالکل مٹ گیا۔

اس کے بعد منکلی بغا نے ان کے بارے میں سلطان کو نصیحت کی کہ "ان کی تباہی سے سلطنت کا بازو کٹ جاتا ہے کیونکہ وہ ترکی کے ایسے ذخیرہ جوان ہیں جن کی بادشاہ کو (ہر وقت) ضرورت رہتی ہے۔"

بادشاہ اپنے قتل و غارت کے فعل پر پشیمان ہوا۔ لہٰذا پانچ سال تک مقید رکھنے کے بعد اس نے ان کے باقی ماندہ قیدیوں کو رہا کر دیا اور انہیں شام روانہ کیا تاکہ وہ امرائے شام کی خدمت میں رہیں۔

ممتاز افراد کی رہائی جو (ممالیک یبغا) رہا ہوئے تھے ان میں قلعہ الکرک کے قید خانے کے یہ قیدی بھی شامل تھے

(۱) برقوق عثمانی (۲) برکہ جوبانی (۳) الطنبغا جوبانی (۴) جرکس خلیلی (۵) نعنع۔

یہ سب افراد رہائی حاصل کرنے کے بعد شام پہنچے۔ یہاں حاکم شام منجک نے ان کے بزرگ افراد کو شہزادوں کے ممالیک (غلاموں) کو تیر اندازی کی تربیت دینے پر مقرر کیا کیونکہ وہ اس فن میں بڑے ماہر تھے۔ یوں یہ عرصے تک اس کے پاس مقیم رہے۔

الطنبغا جوبانی کا بیان جب میں نے (ابن خلدون) الطنبغا جوبانی سے ملاقات کی تو اس نے مجھ سے کہا

"ہم منجک کے پاس اس زمانے میں مقیم تھے جب سلطان اشرف نے ہمیں بلوایا تھا۔ دوسری طرف الجائی یوسفی نے بھی اسے اسی قسم کا مضمون لکھا تھا۔ لہٰذا وہ بے چین تھا کہ ان دونوں میں سے کس کی بات تسلیم کرے۔ پھر

اس سے امراء لوگ [illegible] چھوڑ [illegible] آخر کار لوگوں نے ہم سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ہم نے اصرار کیا کہ وہ [illegible] علم کی تحصیل [illegible] پھر اس نے یہ فیصلہ کیا [illegible] کتابیں [illegible] اپنے [illegible] طلباء پر [illegible] کی مدد و خدمت [illegible] (یعنی [illegible]) [illegible] دونوں طرف [illegible] رہا۔

[illegible] نے مزید کہا " [illegible] سلطان نے انہیں اپنے [illegible] (فوج [illegible]) کے لیے مخصوص کر دیا۔

آخر کار جب [illegible] سے جنگ شروع ہوئی تو سلطان نے انہیں طلب کیا [illegible] کے پاس [illegible] تھا۔ اس نے انہیں جنگ کے لیے آمادہ کیا اور انہیں اپنے [illegible] اور ان کے [illegible] سے [illegible] کر کے [illegible] دوریوں کو دور کیا۔

جب انہیں [illegible] میں شامل کر لیا [illegible] سلطان [illegible] نہیں [illegible] پر [illegible] تھا۔

ممالیک جلبان کی بھرتی [illegible] سلطان اشرف [illegible] تھا [illegible] کی [illegible] ممالیک [illegible] سلطنت [illegible] سلطان [illegible] اس بات کا [illegible] سلطنت [illegible] مقصد حاصل [illegible] جاتا۔

[illegible] سلطان اشرف [illegible] سلطان [illegible] اور ان دونوں کے [illegible] خطرات سے سلطان [illegible] یہ بات [illegible] کی تھی۔

خاصکی ممالیک سلطان کے ان [illegible] ممالیک تھے جو [illegible] سلطان نے [illegible] سے انہیں [illegible] اور ان کے [illegible] ان میں سے [illegible] مقرر کیا تھا اور باقی اس کے امیدوار تھے۔

[illegible] سلطنت [illegible] اپنے [illegible] مقصد کے لئے [illegible] کرتے تھے [illegible] کیا اور [illegible] کے خلاف [illegible] شروع کر دیا۔

[illegible] انہیں [illegible] سلطان [illegible] کے فرائض کی تکمیل [illegible] سے محروم کروا دیتے۔

ابن اسقلامی کی جلاوطنی اس بات کی تصدیق انہیں [illegible] واقعات سے بھی ہوتی ہے [illegible] بیان کرتا

تھا۔ چنانچہ ان کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی اور انہوں نے ططشتمر کے بھڑکانے سے سلطان کے سامنے اس کی اسلام میں کی شکایتیں کیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان نے پندرہ رجب جمادی الاولیٰ ۷۷۵ھ میں اسے گرفتار کر کے اسے بیت المقدس کی طرف جلا وطن کر دیا۔

اب ططشتمر کے لئے میدان خالی ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ مختار کل ہو گیا اور اس نے ہر طرف سے یلبغا کے ممالیک کو کثرت سے ساتھ اکٹھا کر لیا اور وہ سلطنت کے تمام شعبوں پر چھا گئے اور ہر طرف وہی نظر آنے لگے۔

سفرِ حج میں بغاوت

اب سلطان اشرف کو اپنی سلطنت میں ہر طرح کی خود مختاری حاصل ہو گئی تھی اور ملک کے ہر حصے کی رعایا اس کی مطیع و فرمانبردار تھی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی ہر قسم کی دولت اور نعمت سے لطف اندوز ہونے کا موقع عطا فرمایا تھا۔ اس لئے (اس نے خدا کا شکر بجا لانے کے لئے) فریضۂ حج ادا کرنے کا قصد کیا اور ۷۷۸ھ میں حج کا عزم مصمم کر لیا۔

اس مقصد کے لئے اس نے تیاری شروع کی اور عمدہ قسم کی سواریاں مہیا کیں اور زاد راہ کے لئے ہر قسم کے خورد و نوش کا سامان فراہم کیا اور ایسی شان و شوکت کے ساتھ سفر کی تیاری کی جو پہلے کبھی مشاہدہ میں نہیں آئی تھی۔ اس نے اپنے ولی عہد فرزند کو اپنا جانشین مقرر کیا اور نائب السلطنت آقتمر عبدالغنی کو ہدایت کی کہ وہ صبح سویرے اس کے دروازے کی قدم بوسی کرے اور شاہی رسومات کو بجا لائے۔

(حج پر جانے سے پہلے) اس نے سلطان ناصر کی تمام اولاد کو جو قلعہ میں نظر بند تھے نکلوا کر سردار الجائی کے ہمراہ قلعہ کرک کی طرف بھجوا دیا کہ وہ اس کی واپسی تک وہاں نظر بند رہیں۔

عباسی خلیفہ محمد المتوکل بن المعتضد اور تمام قاضی بھی سلطان کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اس نے اپنے ارکان سلطنت اور امراء کی ایک جماعت کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور عطیوں اور تحفوں سے ان کو مالا مال کیا۔

حج کے لئے روانگی سلطان ۱۲ شوال المکرم ۷۷۸ھ کو ایسے شاہانہ جلوس اور قافلوں کے ساتھ روانہ ہوا جو اپنی کثرت ترتیب و زینت اور رعب و خوف کی بنا پر دیکھنے والوں کے لئے ایک عجوبہ تھا۔ اس وقت خلیفہ، قضاۃ اور امراء اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔

(یہ شاہی قافلہ) اپنے گھروں سے نکل آنے کے بعد یہاں تک کہ جب پہنچے تو اونٹنیاں بھی (فضا دور کرنے کے لئے ماہر آ گئیں) دوسرے دن ان کی سواریاں سے لدے ہوئے انعام ہوتی۔ عقبہ کے مقام پر حاجیوں کا قافلہ خیمہ زن ہوا اور وہاں چند دنوں تک قیام کیا تاکہ اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو جائیں۔ اس کے بعد اس نے وہاں سے کوچ کیا اور عقبہ تک مختلف منازل طے کرتا رہا۔ پھر معمول کے مطابق حاجیوں کا قافلہ وہاں خیمہ زن ہو گیا۔

ممالیک کی سرکشی: اس قافلہ میں ممالیک اور بالخصوص ممالیک یلبغا کی کثرت تھی جن کے دل میں یہ ارمان تھا کہ وہ سلطنت میں اقتدار حاصل کر لیں۔ چنانچہ (اس موقع پر) انہوں نے سرکشی اختیار کی اور اپنے وظائف اور روزینہ کی تنگی کے ساتھ

مطالبہ کیا۔ بخششیں ان کو ملتے رہے مگر وہ فتنہ و فساد پر آمادہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے (گھوڑوں کے لئے) چارہ کا مطالبہ کیا۔ اس پر ارباب نظم و نسق نے یہ معذرت کی کہ خوراک اور چارہ کا ذخیرہ تو مکے کے قافلہ میں چلا گیا ہے انہوں نے یہ عذر قبول نہیں کیا اور بغاوت کا اعلان کر دیا اور رات بھر وہ صف بندی کرتے رہے۔

بغاوت اور جنگ: ایسی حالت میں سلطان اشرف نے طشتمر دوادار کو بلوایا جو ان کا سردار تھا۔ اس نے گفت و شنید کر کے انہیں مطمئن کیا اور وہ اس کے سمجھانے سے رضامند ہو گئے مگر دوسرے دن پھر وہ (جنگ کے لئے) صف آرا ہو گئے۔ اور طشتمر کو بھی اپنی جماعت میں شامل کر لیا اور اسے سلطان کے پاس واپس جانے سے روک لیا۔ اس بغاوت کے سرغنہ یہ حضرات تھے: (۱) مبارک طازی (۲) سرائی تمر محمدی (۳) طشتمر علائی۔

سلطان اپنے خاص افراد کے ساتھ سوار ہو کر ان کے پاس گیا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ وہ درخواست پیش کریں گے مگر انہوں نے جنگ کرنے پر اصرار کیا۔

سلطان کی شکست: ان باغیوں نے شاہی جماعت کو دیکھتے ہی انہیں تیر اندازی کا نشانہ بنایا۔ لہٰذا سلطان شکست کھا کر اپنے خیموں کی طرف بھاگ گیا۔ پھر وہ اپنے خاص افراد کو لے کر بحری سفر پر روانہ ہو گیا اس کے ہمراہ ارغون شاہ اتابک یلبغا ناصری، محمد بن عیسیٰ جو کرد فوج کے بدوؤں کی ایک جماعت کا سردار تھا موجود تھے۔ نیز جوانوں کی جماعت بھی اس کے ہمراہ تھی جن کی پرورش اس نے محبت و خلوص کے ساتھ کی تھی اور انہیں سلطنت کے مختلف عہدوں کا امیدوار بنا رکھا تھا۔ پھر یہ شکست خوردہ جماعت قاہرہ کی طرف روانہ ہوئی۔

قرطائی کی سازش: جب سلطان قاہرہ سے روانہ ہوا تھا تو اس نے وہاں امراء اور ممالیک کی وہ جماعت چھوڑی تھی جو اپنے اپنے عہدوں پر فائز تھے انہی میں قرطائی طازی بھی تھا جو ولی عہد شہزادہ علی کا نگران اور سرپرست تھا اس کے علاوہ (امراء میں سے) اقتمر حنبلی، قشتمر، استدمر سرغتمشی اور ایبک بدری بھی وہاں موجود تھے۔

قرطائی کے شیطانی خیالات نے اس کے دل میں یہ وسوسے پیدا کر دیئے تھے کہ وہ مصر کا حاکم بنے۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے منصوبے تیار کر رہا تھا۔ اس سلسلے میں اس کے زیر نگران ولی عہد کے روزینے اور ان کے جانوروں کے چارے کے بارے میں وزیر مملکت کے ساتھ جھگڑا رہتا تھا اور وزیر اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتا تھا۔ جس پر وہ خاموش رہتا تھا اور بغاوت اور سرکشی کے ذرائع تلاش کرتا رہتا تھا۔

بغاوت کا منصوبہ: اس مقصد کے لئے اس نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ سازش کر رکھی تھی۔ چنانچہ ۳ ذوالقعدہ کو انہیں تیار رہنے کا حکم دیا اور اس سے پہلے کی رات کو اس نے ولی عہد کی دایہ (خاص خادمہ) کو حکم دیا کہ وہ شہزادہ کو اچھی طرح تیار کرے اور اسے شاہی لباس پہنائے تاکہ وہ تخت نشینی کے قابل بن سکے۔

وہ خود اس دن صبح سویرے سبیل میمونہ کے قریب پہنچا۔ وہاں اس نے ایک کپڑا لے کر جھنڈا تیار کیا اور اسے نصب کر دیا۔ اس زمانے میں شہر کے لوگوں نے عید کے لئے ڈھول اور نقارے بجانے شروع کر دیئے تھے اس نے بھی ایک نقارہ لے کر بجایا۔ اس کی وجہ سے عوام الناس ہر طرف سے جمع ہونے لگے۔ پھر شاہی محل اور قاہرہ کے ممالیک وغیرہ جمع ہونے لگے۔

یہاں تک کہ میدان ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔

ولی عہد کی تخت نشینی: جب دونوں جماعتوں کے ساتھ مقابلے کی ابتدا ہوئی تو چند امراء ان کی حمایت کو نکلے: قلعہ [illegible] اور شہر اور قلعہ پر [illegible] جانے کا مطالبہ کیا۔ وہ لوگ [illegible] ولی عہد کو گھوڑوں پر سوار کر کے لائے اور ان [illegible] تخت پر [illegible] انہوں نے سب سے پہلے [illegible] قلعہ [illegible] اور امراء نے بیعت کی۔ پھر وہ ولی عہد [illegible] کے دروازے [illegible] کے پاس [illegible] قبضہ [illegible] امراء [illegible] سے بیعت لی تھی۔ بعض امراء کو قلعہ میں قید کر دیا گیا۔

قرمانی کی حکومت: [illegible] قرمانی [illegible] (صیدا) کی طرف بھاگا [illegible] حالات معلوم [illegible] پھر اس نے ایک [illegible] حکومت قائم [illegible] حالت میں [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] والوں کی طرف پہنچا تو ان سے [illegible] کا حال معلوم ہو گئے

سلطان کی واپسی: سلطان جب عقبہ کے مقام سے شکست کھا کر بھاگا تو [illegible] جب [illegible] کو [illegible] پر پہنچا [illegible] قابو [illegible] اور قریب [illegible] اس وقت [illegible] امراء [illegible] کے تمام جانے کا مشورہ [illegible] اور [illegible] پیش [illegible] چنانچہ سلطان [illegible] کی طرف [illegible] (قاہرہ) [illegible] جب [illegible] کھڑے ہو گئے [illegible] ہو گئے۔

سلطان کا پوشیدہ ہونا: اس وقت [illegible] سلطان اشرف [illegible] کے پاس [illegible] بچے [illegible] درمیان سے چھپ کے نکل [illegible] میں جا کر اسی وقت تک پوشیدہ [illegible] جب تک [illegible] کی صورت [illegible] چنانچہ وہ [illegible] کے ساتھ [illegible] اور ایک خاتون کے گھر پہنچا [illegible] وقت [illegible] وہ وہاں چھپ گیا اور اس نے [illegible] نجات حاصل ہوتی ہے۔ [illegible] سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ وہ [illegible] تلاش میں تھا۔

اس سے پہلے [illegible] (قتل) [illegible] کے وقت [illegible] تھے وہاں [illegible] والے [illegible] جب [illegible] سلطان کے بارے میں [illegible] الظاہر [illegible] بڑی [illegible] کی قوت میں [illegible] وہاں [illegible] انہوں نے [illegible] اپنے [illegible] گرفتار کر لیا۔

شامی جماعت کا قتل: اس جماعت میں سلطان [illegible] سب [illegible] پایا گیا اور ان کے [illegible] آئے [illegible] سلطان کی [illegible] پر [illegible] تھے [illegible] انہوں نے اس کی [illegible]

شنفی پر بہت سختی کی گئی تاکہ وہ ان کا سراغ بتا سکے لیکن اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تاہم اسے ابن بیقال کے دور میں قید رکھا گیا۔

سلطان اشرف کا قتل آقوش ایبک کے پاس ایک عورت تھی جس نے یہ اطلاع بہم پہنچائی کہ سلطان اس کی پڑوسن کے گھر میں موجود ہے۔ لہٰذا انہوں نے سلطان کو اس کے گھر سے گرفتار کر کے ایبک کے حوالے کر دیا۔ اس نے اسے سخت اذیتیں دیں یہاں تک کہ سلطان نے (شاہی) خزانے اور مال و دولت کا پتہ بتا دیا۔ بعد میں انہوں نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔

* * *

تاریخ ابن خلدون

حصّہ دہم

اس میں مندرجہ ذیل سلاطین کے حالات مذکور ہیں

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]
[illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]
(۵) [illegible]
(۶) [illegible]
[illegible]
[illegible]
(۹) [illegible]
(۱۰) [illegible]
(۱۱) [illegible]
(۱۲) [illegible]
[illegible]

ترجمہ ترتیب و تبویب تلخیص

از

حافظ سید رشید احمد ارشد ایم اے

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فہرست مضامین

حصہ دوم

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
	۱۷۶	[illegible]	
باب چہاردہم	۱۷۷	[illegible]	۱۸۱
[illegible] کی بغاوت		[illegible]	
[illegible]		صوبے کے حکام	
ارکان سلطنت سے جنگ		[illegible] کی بغاوت	
تخت و [illegible]		[illegible] کی گرفتاری	۱۸۲
صوبوں کی تقسیم	۱۷۸	[illegible] کا انجام	
[illegible]		[illegible] کی بغاوت	
[illegible] کا عروج و زوال		[illegible]	۱۸۳
[illegible]		بغاوت کا [illegible]	
[illegible]		[illegible] تدابیر	
فوج کی بغاوت	۱۷۹	[illegible]	
[illegible] سے جنگ		[illegible] کی گرفتاری	۱۸۴
[illegible] کا فرار		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible] کا [illegible]		[illegible] بغاوت اور [illegible]	
[illegible] کی گرفتاری		خزانے میں اضافہ	۱۸۵
[illegible]	۱۸۰	بغاوت کا [illegible]	
باغی امرا کی گرفتاری		[illegible]	
[illegible] کی بغاوت		[illegible]	
حکومت کی [illegible]		[illegible]	
[illegible] کی حکومت		[illegible]	۱۸۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قتل کرنا		گرفتاری اور قید	١٩٣
سلطان علی المنصور بن اشرف کی وفات		سودون کا تقرر	
امیر حاجی صالح بن اشرف کی تخت نشینی	١٨٧	امیر جوبانی کا عروج و زوال	
ابو برقوق کی آمد اور استقبال		برقوق کی رہائی	١٩٤
عساکر قبیلوں کا تعاقب		امیر [illegible]	
برقوق کا ابتدائی زمانہ		جلاوطنی	
قید سے رہائی	١٨٨	نائب حاکم	
سلطان کی طلبی		[illegible] کی سازش	
الجائی سے مقابلہ		بندمر کے واقعات	
سلطنت کا بحران		دمشق کی حکومت	
[illegible]		گرفتاری اور قید	١٩٥
شاہی استقبال		حمص کی حکومت پر بحالی	
باب : پنجم	٩٠	نظام حکومت کا مخالف گروہ	
سلطان الظاہر برقوق کی تخت نشینی		مخالفوں کی سازش	
[illegible] کی سازش		بندمر کی گرفتاری	
تخت نشینی کا جشن		اشقتمر کا عارضی تقرر	١٩٦
امراء کے لئے خلعت		جوبانی کا تقرر	
قرط بن عمیر کا قتل اور خلیفہ کی معزولی	٩١	[illegible]	
قرط کے [illegible]		[illegible]	
سازش کا انکشاف		ابن خلدون کی سلطان سے ملاقات	
قرط کا قتل	١٩٢	تحائف کا تبادلہ	١٩٧
نئے خلیفہ کا تقرر		تحائف کا جواب	
ناصری کا زوال اور نظر بندی		قاصد کا استقبال	
امیر [illegible]		دوبارہ مغربی تحائف	
حاکم حلب		مصری تحائف کا جواب	١٩٨
تاتاریوں کا آغاز		مغربی حاجیوں کا قافلہ	
		[illegible] کے معاملات	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
احمد بن عجلان کی حکومت		شامی فوج کی شکست	
کبیش کی بری حرکات	۱۹۹	سلطان برقوق کا فرار	
نواب مکہ کا تقرر		ناصری کی حکومت	۲۰۶
عنان کی حکومت		سلطان برقوق کی جاں بخشی	
امرائے مصر کی خانہ جنگی	۲۰۰	مرکزی عہدوں کی تقسیم	
منطاش کی بغاوت		شام کے حکام	
معزولی کے بعد		مخالف امراء کی گرفتاری	
دمشق سے روانگی		برقوق کی الکرک میں جلاوطنی	۲۰۷
اسیروں کی آمد	۲۰۱	قلعہ الکرک کی حکومت	
شامی فوجوں کی روانگی		منطاش کی حکومت	
امیر تیمور کا ظہور		بغاوت کی تیاری	
شامی فوج میدان میں		[illegible] رہائی	۲۰۸
تاتاریوں کی امداد		جنگ کا آغاز	
شامی فوج کی واپسی	۲۰۲	ناصری کی شکست	
[illegible] سرحد سے بیزاری		منطاش کی حکومت کا آغاز	
بغاوت کے آثار		المنصور کی تجدید بیعت	۲۰۹
جوبانی اور دیگر امراء کی گرفتاری		ضبطی اموال	
ناصری کی کامیاب بغاوت	۲۰۳	نئے حکام کا تقرر	
حاجب کا قتل		بزلار کی ناکام بغاوت	
بغاوت کا آغاز		بزلار کی شکست	
[illegible] مصری فوج کشی	۲۰۴	نیا حاکم دمشق	۲۱۰
منطاش کی ہزیمت		برقوق کے قتل کا حکم	
ناصری کو شکست		معذرت نامہ	
گرفتاری اور قید		[illegible] کا قتل	
ناصری کا دمشق پر قبضہ	۲۰۵	دوبارہ حکومت کے لئے جدوجہد	
مدافعت کی تیاری		عرب قبائل کی امداد	۲۱۱
قیدیوں کا حملہ		دمشق کی سمت پیش قدمی	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اہل دمشق کی شکست		شامی افواج کی آمد	
ابن باکیش کی شکست		برقوق کی دوبارہ تخت نشینی	۲۱۸
محاصرہ دمشق		منطاش کی مکمل شکست	
کمشبغا کی امدادی مہم		حلب کا محاصرہ	۲۱۹
قیدی امراء کا فرار	۲۱۲	طرابلس پر منطاش کا قبضہ	
ترمش کی بغاوت		الجاسندی کی اطاعت	
بغاوت کا انسداد		مخالفوں کا قتل	
کمشبغا کی بغاوت		شامی لشکر کی روانگی	۲۲۰
برقوق کی زبردست امداد		منطاش کا فرار	
شدید محاصرہ دمشق	۲۱۳	عربوں کی پناہ میں	
اینال کی بغاوت		قلعہ دمشق کی تسخیر	
منطاش کی فوج کشی	۲۱۴	فتح حلب	
شام کی طرف فوج کشی		دیگر شامی شہروں پر قبضہ	
منطاش کی روانگی		عرب قبائل سے جنگ	۲۲۱
فریقین کی صف آرائی		جوبال کا قتل	
شدید جنگ	۲۱۵	ناصری کا تقرر	
شاہ مصر اور خلیفہ کی گرفتاری		محمود کا تقرر اور کارنامے	
منطاش کی شکست		تقسیم محصولات	
سپہ سالاری کی دستبرداری		سرکاری آمدنی میں اضافہ	۲۲۲
برقوق کی مصر روانگی		ضبط مال اور قید اور سابقہ عہدہ پر بحالی	
محافظ قلعہ کی بغاوت	۲۱۶	مالیات کا انتظام	
منصب قضا		وزیر مالیات	
حاکم مصر کا فرار		محاصرہ حلب و عنتاب	۲۲۳
یلبغا کی فتح	۲۱۷	نعیر کی معذرت	
امراء کی نظر بندی		منطاش کے دیگر حالات	
برقوق کی حکومت کا اعلان		عنتاب پر حملہ	
مقید امراء کی رہائی		مخالفوں کی اطاعت	۲۲۳

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دمشق کے حالات		منطاش کی گرفتاری	
حلب کا محاصرہ		منطاش کا قتل	
فصیلوں کی مرمت		سنہ مذکورہ کے واقعات	۴۳۲
مصر میں معتقد کا مقدمہ	۴۲۵	شیخ کا تقرر	
ایتمش کے حالات		سلطان کی گرفتاری	
تغری بردی سے جنگ		دو عملی حکومت	
مراسلہ دمشق		شیخ کی خود مختاری	
سلطان افریقہ سے تعلقات	۴۲۶	بدنظمی	
سفیر تونس کی آمد		تاتاریوں کے حالات	۴۳۳
منطاش کے ساتھ دوسری جنگ		سلطنت کی تقسیم	۴۳۴
حربی جنگ	۴۲۷	سلطان تیمور کا ظہور	
فوجی تیاری		چغتائی قوم کی تعداد	
ناصری کی شکست		سلطان تیمور کی فتوحات	
یونس ترکی کی علیحدگی	۴۲۸	ترکی فوجوں سے مقابلہ	
منطاش کی دمشق میں آمد		فتح ایران	۴۳۵
امراء کی معذرت		فتح بغداد	
منطاش کی گرفتاری کی اطلاع		حاکم بغداد کا فرار	
ناکام واپسی	۴۲۹	بغداد کی دوبارہ تباہی	
ناصر کا قتل		مصری فوجوں کی تیاری	
نئے عہدے داروں کا تقرر		تکریت کی تباہی	۴۳۶
مصر واپسی		سلطان مصر کی فوج کشی	
بغاوت کا انسداد	۴۳۰	دمشق میں آمد	
منطاش کی شکست		آخری خبر	
باغیوں کی شکست		باب: ششم	۴۳۷
دشمنوں کی شکست		یمن کی رسولی شاہی سلطنت	
دشمنوں کا قتل عام	۴۳۱	مسعودی حکومت	
عرب قبائل کا فیصلہ		موسیٰ اشرف کا عہد حکومت	

عنوان	صفحہ
رسول شاہی سلطنت کا آغاز	
فرقہ زیدیہ کی قیادت	۲۲۸
زیدیہ کے قائد سے جنگ	
مظفر کی حکومت	
اشرف کا عہد حکومت	
داؤد المؤید	۲۲۹
جلال الدین بن عمر الاشرف کی بغاوت	
دوبارہ بغاوت	
مجاہد کی معزولی	
عبداللہ بن منصور کی مخالفت	۲۳۰
زبید پر قبضہ	
مجاہد کی رہائی	
عبداللہ ظاہر کی فتوحات	
مصر کی امدادی فوج	
شہاب علوی کا قتل	۲۳۱
ظاہر کا قتل	
مجاہد کا حج	
مصری فوج سے جنگ	
گرفتاری اور رہائی	
افضل بن مجاہد کی حکومت	۲۳۲
دیگر حکمران	

باب : ہشتم

عنوان	صفحہ
تاتاری و مغلوں کے حالات	۲۳۳
ترک اقوام	
چین	
اسلام کا آغاز	۲۳۴

عنوان	صفحہ
خاقان	
بنو سامان	
عہد سلجوقی	
خطا اور تاتار	
کوخان کی سلطنت	
خوارزم شاہی سلطنت	۲۳۵
کشلی خان	
قوم خطا کا تعاقب	
کشلی خان سے مخالفت	۲۳۶
شہروں کی تباہی	
چنگیز خان کا ظہور	
خوارزم شاہ کی فتوحات	
چنگیز خان کا ایلچی	۲۳۷
تاجروں کا قتل	
اسبیجاب	
چنگیزیوں سے مقابلہ	
خطوط کا تبادلہ	۲۳۸
خوارزم شاہ کا فرار	
تاتاری فوج کا تعاقب	
خوارزم شاہ کی وفات	
مغربی تاتاریوں کی فتوحات	۲۳۹
دیلم کے شہروں کی تباہی	
فتح ہمدان و آذربائیجان	
بیلقان کی تباہی	
دربند شروان کی طرف پیش قدمی	
فتح شروان	۲۴۰
روسی علاقے پر حملہ	

عنوان	صفحہ

چنگیز خان کی فتوحات
[illegible] کا بیان ۲۵۱
فتح بخارا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
قتل عام
[illegible]
[illegible]
جلال الدین خوارزم شاہ سے معرکہ
تاتاریوں کی شکست
[illegible]
[illegible]
[illegible]
غیاث الدین کی فتوحات
تاتاریوں کی شکست
سلطان التمش
جلال الدین خوارزم شاہ کی واپسی
[illegible]
جلال الدین کی فتوحات
جلال الدین خوارزم شاہ کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
جلال الدین کی شکست
[illegible] کی وفات
[illegible]
[illegible]
[illegible]
سلطان جلال الدین کا قتل

تاتاریوں کی [illegible] ۲۵۷
چنگیز خان کے حالات ۲۵۱
[illegible]
[illegible] کا بیان ۲۵۸
[illegible]
چنگیز خان کی [illegible]
[illegible]
علاء الدین [illegible] کا بیان
[illegible] ۲۵۲
فوجی طاقت میں اضافہ ۲۵۹
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۵۳
چنگیز خان [illegible]
[illegible] ۲۶۰
[illegible]
[illegible] ۲۶۱
[illegible]
[illegible] ۲۵۴
[illegible] کی شکست ۲۵۵ ۲۶۲
[illegible]
[illegible] کی روایت
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۵۶
[illegible] ۲۶۳
[illegible] کی وفات
قبلائی خان کی حکومت

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
چغتائی خاندان کی سلطنت		طقتوا کی حکومت	
قیدو کی حکومت	۲۶۳	طقتوا کی شکست	
چغتائی حکام		نوغیہ کا قتل	
تیموری خاندان		نوغیہ کے جانشین	۲۷۰
ترماشیرین کا قبول اسلام		مستحکم حکومت	
امیر تیمور کا ظہور		سازش کا انسداد	
نامعلوم نسب	۲۶۵	ازبک بن طغرلجا	۲۷
تیموری فتوحات		سلطان مصر سے تعلقات	
فتح خراسان		علاقہ پر جھگڑا	
فتح مازندران و جرجان		موقان پر حملہ	
فتح بغداد		مغلوں کی فتح خراسان	۲۷۲
تاتاری بادشاہ کو شکست		جانی بیگ کی حکومت	
خاندان دوشی خان کے سلاطین	۲۶۶	بردی بیگ بن جانی کا دور	
دوشی اور باطو خان		تاتاری دولت کی خانہ جنگی	
ابو العقد او کا بیان		مامائی کا عہد حکومت	۲۷۳
برکہ کی حکومت		سرائی پر قبضہ	
اسلام لانے کا واقعہ		ایلک خان کا حملہ	
مساجد و مدارس کی تعمیر	۲۶۷	ارس خان کا اقتدار	
برکہ کے دیگر حالات		طقتمش کی شکست	
ہلاکو کی سرزنش		طقتمش کی فتوحات	۲۷۴
اباقا کی شکست		مامائی کی ہلاکت	
منکوتمر بن طغان	۲۶۸	سلطان تیمور کی یلغار	
تدا منکو کی حکومت		فتح اصفہان	
تلابغا کا عہد حکومت		قمر الدین کی سرکوبی	
نوغیہ سے بدگمانی		طقتمش کی [illegible]	۲۷۵
تلابغا کا قتل	۲۶۹	بنو مظفر کا خاتمہ	
		فتح بغداد	

عنوان	صفحہ
فتح ماردین	
احمد کا قبضہ بغداد	
کطلش کا قتل	
غزنی اور بامیان کے مناظر	۴۷۶
ایران کی فتوحات	
فوجوں کی واپسی	

باب: ہشتم

عنوان	صفحہ
خاندان ہلاکو کے مغل سلاطین	۴۷۷
ہلاکو خان کے حالات	
اسمٰعیلیوں کی سرکوبی	
حملہ بغداد کا سبب	۴۷۸
بغداد پر فوج کشی	
سقوط بغداد	
قتل عام	
کتب خانوں کی تباہی	
ابن العلقمی کا قتل	
میافارقین کی تباہی	۴۷۹
ناصر اسمٰعیل کی مصالحت	
اربل کا محاصرہ	
حاکم شام کی مصالحت	
فتح بیرہ	
فتح حلب	۴۸۰
دمشق کی طرف پیش قدمی	
قلعہ حارم کا نتیجہ	
تاتاریوں کو زبردست شکست	
حلب کی جنگ	
حاکم دمشق کا قتل	

عنوان	صفحہ
ہلاکو کی واپسی	
مقبوضہ ممالک	۴۸۱
مصر میں خلافت کا احیاء	
[illegible] کو شکست	
ہلاکو اور برکہ کی جنگ	
مغل سرداروں کا فرار	
ابغا (اباقا) ابن ہلاکو	۴۸۲
تکودار کی شکست	
تاتاری فوج کو شکست	
بیرہ کا محاصرہ	
ابغا کی شکست	۴۸۳
احمد تکودار بن ہلاکو	
[illegible] کا قتل	
احمد تکودار کا قتل	
ارغون بن ابغا	۴۸۴
اسلام پر جبر	
گیخاتو بن ابغا	
بیدو بن طرغائی بن ہلاکو	
بیدو کا قتل	۴۸۵
(غازان) محمود ابن ارغون	
[illegible]	
نوروز کا قتل	
مغل سرداروں کا فرار	
سلامش کا قتل	۴۸۶
شام پر حملہ تاتار	
سلطان مصر کی شکست	
(غازان) محمود کی فتوحات	

عنوان	صفحہ
[illegible] کے مظالم	
[illegible]	۲۸۷
[illegible]	
[illegible] کا قتل [illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible] حکومت	۲۸۸
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	۲۸۹
[illegible]	
[illegible]	
[illegible] کا قتل	
[illegible]	۲۹۰
[illegible] کا قتل	
[illegible]	
[illegible]	
	۲۹۱
باب [illegible]	
خاندان [illegible] کی حکومت	
[illegible]	
[illegible]	۲۹۲
[illegible] وفات	
ابو تغلب [illegible]	
ابو تغلب کی امداد	
[illegible]	

عنوان	صفحہ
[illegible] کا قتل	۲۹۳
[illegible] حکومت	
[illegible] کا [illegible]	
[illegible]	
[illegible] کا قتل	۲۹۴
[illegible]	
بغداد پر قبضہ	
[illegible]	
بغداد پر [illegible]	۲۹۵
بغداد پر [illegible]	
[illegible]	
[illegible] اور [illegible]	
بغداد کی [illegible]	۲۹۶
مصری [illegible] کی تیاری	
فتح [illegible]	
مصری لشکر [illegible]	
مصری [illegible] دمشق میں	
[illegible]	
[illegible]	
	۲۹۷
باب [illegible]	
[illegible] کی حکومت	۲۹۸
[illegible] اصفہان	
[illegible] کی تعمیر	
[illegible]	۲۹۹
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible] شکست	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بنو المظفر کا خاتمہ	۳۰۰	ارتنا کی حکومت	
احوال بلاد الروم اور بنو ارتنا کی حکومت		دشمن کی شکست	
بلاد الروم کے علاقے		مستحکم حکومت	
وسیع سلطنت		بنو قرمان ارمینیہ میں	۳۰۵
تاتاریوں کی فتوحات		عثمانی سلطنت	
خانہ جنگی	۳۰۱	قاضی کی حکمرانی	
سلطنت کی تقسیم		سلطنت بنو عثمان ترکی میں	۳۰۶
بیجو کی فتح		عثمانی قوم کا آغاز	
محمود بندقدار کی شرکت	۳۰۲	جداگانہ سلطنت کا قیام	
ہلاکو کی امداد		علی بیگ کا تقرر	
عزالدین کی شکست		پہلا عثمانی بادشاہ	۳۰۷
ترکمانوں کی خودمختاری		سلطان مراد کی فتوحات	
عزالدین کی وفات		قسطنطنیہ کا محاصرہ	
غیاث الدین کیخسرو کی حکومت	۳۰۳	سلطان بایزید کی حکومت	
مغل فوجوں کی شکست		وسیع سلطنت	
سازش کا انکشاف		یورپ کو خطرہ	۳۰۸
مغلوں کا حملہ		تکملہ و ضمیمہ	۳۰۹
مغل حکام کا تقرر			
امیر علی کی حکومت	۳۰۴		
ارمنوں کے خلاف جہاد			
دمرداش کا قتل			

* * *

باب چہاردہم

علی بن الاشرف المنصور کی بادشاہت

جب ان امیروں نے سلطان اشرف کے فرزند علی کو [illegible] بیعت لی اور اس کا لقب المنصور رکھا تاکہ سلطنت کی قوت امرا ہی کے [illegible] جیسا کہ پہلے بھی [illegible] ہاتھوں میں تھا۔

قشتمر کی روانگی [illegible] قشتمر [illegible] معلوم ہوا [illegible]

ارکان سلطنت سے جنگ [illegible] سلطنت سے جنگ [illegible] قشتمر [illegible] مصر [illegible] ساتھیوں کے ساتھ [illegible]

قشتمر کو شکست [illegible] قشتمر [illegible] کر دیا گیا۔

عہدوں کی تقسیم اب [illegible] منصور بن اشرف کی بادشاہت [illegible] قشتمر [illegible] مقرر کیا۔

[illegible] قشتمر [illegible]

جاگیریں واپس دی گئیں۔

سلطان ناصری اولاد و ان کے علاوہ سودون شیخونی کے امراء قلعہ کرک سے واپس بلا لیے گئے اور شیخونی اور قطلو بغا منصوری کو حاجب مقرر کیا گیا۔

طاعون کی وبا: سال کے آخر میں اہل مصر طاعون کی وبا میں مبتلا ہوئے جو ۷۷۶ھ کے آغاز تک جاری رہی۔ اس میں منجک یوسفی جو نائب تھا ہلاک ہو گیا۔ لہٰذا اقتمر عبدالغنی کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔

بیبغا ناصری شام سے بلایا گیا اور امیر کبیر قرطائی نے اسے اپنا مشیر خاص مقرر کیا۔

ایبک کا عروج و زوال

قرطائی کے اقتدار میں ایبک ابتداء ہی سے شریک رہا۔ ان دونوں نے مل کر گذشتہ سلطان کا تختہ الٹا تھا اور نئی سلطنت قائم کی تھی۔ لہٰذا دونوں میں نہایت خلوص اور مستحکم تعلقات قائم تھے تاہم ایبک اپنے دوستوں کے لئے خود مختاری چاہتا تھا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ قرطائی عیش و عشرت کا دلدادہ ہے اور اپنے ہم نشینوں کے ساتھ داد عیش دیتا رہتا ہے۔ چنانچہ قرطائی نے ماہ صفر ۷۷۹ھ میں اپنے گھر میں ایک تقریب منعقد کی۔ اس نے اپنے ہم نشینوں میں سے سودون جرکسی اور مبارک طازی جیسے دوستوں کو بلایا تھا۔ اس موقع پر ایبک نے ایک ایسی نبیذ پیش کی جس میں خواب آور دوا شامل تھی۔ رات بھر اس کا دور چلتا رہا یہاں تک کہ اسے اور اس کے ساتھیوں پر نشہ غالب آ گیا اور وہ ہوش میں نہیں آ سکے۔

یہ حالت دیکھ کر ایبک اسی رات سوار ہو کر نکلا اور سلطان منصور کو اپنے ساتھ سوار کرا کر اپنے لئے اقتدار کا پروانہ منظور کرا لیا اور عوام نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔

قرطائی کی جلاوطنی: قرطائی کو تین (دن) کے بعد ہوش آیا جب کہ تمام کارروائی مکمل ہو چکی تھی (اس کے اقتدارات ختم ہو چکے تھے) اور جمہور نے ایبک کو حاکم تسلیم کر لیا تھا۔ اس حالت میں قرطائی نے پناہ طلب کی اسے پناہ دی گئی بعد میں اسے گرفتار کر کے صفد کی طرف بھیج دیا گیا اور ایبک کی خود مختاری کے لئے میدان خالی ہو گیا۔

شام کی طرف فوج کشی: اسی سال کے ماہ صفر کی پندرہ تاریخ کو ایبک کو یہ اطلاع ملی کہ طشتمر نے شام میں بغاوت کا اعلان کر دیا ہے اور وہاں کے سب حاکم اس کے خلاف ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس نے عام اعلان کرایا کہ (فوجیں) شام کی طرف روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے تیار ہو گئیں اور ایبک نے ماہ صفر کے آخر میں اپنے فرزند احمد اور اپنے بھائی قطلو بغا کی قیادت میں ہراول دستہ بھیجا۔ اس میں اس کے اور سلطان کے مخالف شامل تھے۔ نیز امراء کی ایک جماعت بھی شریک تھی۔ جن میں امیر برقوق اور امیر برکہ بھی شامل تھے جو بعد میں خود مختار حاکم بن گئے۔

فوج کی بغاوت: امیر ایبک آخری فوج (ساقہ) میں سلطان، امراء اور باقی ماندہ فوجوں کے ساتھ ۲ ربیع الاول ۷۷۹ھ میں روانہ ہوا۔ جب وہ بلبیس پہنچا (تو معلوم ہوا) کہ آگے کی فوج میں جو امراء شریک تھے انہوں نے اس کے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور وہ شکست کھا کر اس کے پاس واپس آ گیا ہے۔ لہٰذا ایبک سلطان اور اپنی فوجوں کو لے کر

قلعہ واپس آ گیا۔

امراء کا اعلانِ جنگ جب وہ وہاں پہنچا تو امراء کی ایک جماعت نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ان میں قطلقتمر علائی الطویل، الطبغا ساقی اور منقاش شامل تھے جب انہوں نے جنگ کا اعلان کیا تو اس نے اپنے بھائی قطلوخجا کی سرکردگی میں ان کے مقابلے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا۔

ایبک کا فرار امیر ایبک کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے ان امراء کو جو اس کے پاس موجود تھے ان سے ملاقات کرنے کے لئے بھیجا۔ جب انہوں نے بھی پیٹھ دکھائی تو وہ خود سوار ہو کر کیمان مصر کی طرف بھاگ گیا۔ امیر کتانی نے اس کا تعاقب کیا مگر اس کا سراغ نہیں مل سکا۔

امراء کا اختلاف دوسرے امراء قبۃ النصر سے اصطبل کی طرف گئے۔ انہوں نے چند امراء کو قطلقتمر علائی کی طرف بھیجا اور اسے یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ سلطان منصور کو معزول کر کے سابق سلطان کے فرزندان میں سے کسی ایک کے لئے جو حکومت کا کام انجام دے سکے بیعت حاصل کرے۔ مگر اس نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

یلبغا ناصری کا اقتدار بعد میں وہ امراء بھی پہنچ گئے جنہوں نے بغاوت کی تحریک شروع کی تھی، ان میں ایبک کا بھائی [illegible] میں یلبغا ناصری، دمرداش یوسفی اور جراری منصب کے حکام کی ایک جماعت شامل تھی۔ ان کے علاوہ امیر برقوق اور امیر برکہ بھی موجود تھے (حکومت اور اقتدار کے بارے میں) ان امراء میں اختلاف ہو گیا۔ آخر کار (اکثر) امراء کو گرفتار کر کے اسکندریہ بھیج دیا گیا اور اقتدار یلبغا ناصری کے حوالے کر دیا گیا۔ اس نے اقتدار سنبھال لیا مگر وہ متذبذب تھا کیونکہ اس کے امراء بھی مختلف رجحانات رکھتے تھے۔

ایبک کی گرفتاری ماہ ربیع الاول کی نو تاریخ کو سابق امیر ایبک پوشیدہ مقام سے نمودار ہوا اور حکام کے ایک گروہ کے پاس پہنچا انہوں نے اسے یلبغا ناصری کے پاس بھیجا۔ اس نے اسے اسکندریہ بھیج دیا جہاں وہ قید خانے میں بند کر دیا گیا۔

یلبغا ناصری دوسرے امراء سے بدگمان تھا اس لئے وہ امیر برقوق اور امیر برکہ سے خاص طور پر مشورہ کیا کرتا تھا۔ آخر کار ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ شام سے طشتمر کو بلوا کر اسے امیر مقرر کیا جائے۔ لہٰذا اسے بلانے کے لئے آدمی بھیجے گئے اور وہ اس کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔

امیر برقوق و برکہ کا اقتدار

مصر کے امراء سلطنت حکومت مصر میں شریک ہو گئے اور انہوں نے یلبغا ناصری کو امیر اعظم مقرر کیا تھا۔ مگر عملی طور پر وہ اس کے مطیع و فرماں بردار تھے۔ چنانچہ سلطنت میں بدانتظامی رہی اور اختلاف و انتشار برپا رہا۔ اس جماعت میں سب سے عقل مند سیاست دان اور مدبر امیر برقوق اور برکہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یلبغا ناصری خاص طور پر ان سے مشورہ لے لیا کرتا تھا۔

باغی امراء کی گرفتاری: آخر کار ان لوگوں نے فیصلہ کیا کہ اختلاف و انتشار پیدا کرنے والے امراء کو گرفتار کر لیا جائے کہ یہ اختلاف دو وجوہات ایسے امراء موجود ہی تھے:

دمرداش یوسفی، تمر باقی، منکلی الشمسی، بلوط، احمد بن ہمز ترکمانی وغیرہ۔

ماہ صفر کے وسط میں ان سب لوگوں کو گرفتار کر کے انہیں اسکندریہ بھیج دیا گیا جہاں انہیں مقید رکھا گیا۔

پھر باقی ماندہ امراء نے اپنا ایک گروہ بنایا۔ انہوں نے یلبغا ناصری کو اتابک بنا دیا اور وہ قلعے سے منتقل ہو کر اس کے سامنے شیخو کے محل میں مقیم ہوا۔ برقوق امیر ماخور مقرر ہوا اور وہ باب السلسلہ کے قریب مقیم ہوا۔ برکہ جوبانی امیر مجلس مقرر ہوا۔ یوں سلطنت کا انتظام چلتا رہا۔

طشتمر کی بغاوت: ادھر شام میں طشتمر نائب حاکم نے علم بغاوت بلند کر رکھا تھا اور وہ خود مختار ہو گیا تھا۔ اس نے شام کے امراء اور فوجیوں کو اکٹھا کر لیا تھا اور عرب اور ترکمان قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا کر دمشق کے باہر خیمہ زن ہوا تاکہ مصر پر قبضہ کر سکے۔

ادھر ایبک (سابق حاکم مصر) سلطان اور فوجوں کو لے کر شام کی طرف جنگ کے لئے روانہ ہوا تاکہ وہ طشتمر کی سرکوبی کرے۔ مگر راستے میں امراء نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ چلا گیا۔ یہ جماعت سے مل گئے جن کا سردار یلبغا ناصری تھا۔ آخر کار یہ جماعت ایبک پر غالب آگئی۔ پھر یہ امراء قلعہ میں آگئے۔ اور ایبک کا اقتدار ختم ہو گیا)

حکومت کی پیش کش: اب یلبغا ناصری نے برقوق اور برکہ کے مشورے سے یہ فیصلہ کیا کہ طشتمر کو مصر بلوایا جائے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مصالحت کر کے اس فتنہ بغاوت کا سد باب کیا جائے۔ لہٰذا انہوں نے اسے لکھا کہ وہ اتابک کا عہدہ سنبھالے اور سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے مصر پہنچ جائے کیونکہ وہی تو اس جماعت کا بزرگ اور سردار ہے۔

طشتمر اس تحریر سے مطمئن ہو گیا اور فتنہ و فساد بند کر کے مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس کی تعظیم و اقتدار کے بارے میں امراء میں اختلاف پیدا ہوا۔

طشتمر کی حکومت: بہر حال سلطان کو سوار کر کے وہ زیدانیہ لے گئے تاکہ وہ اس کا استقبال کرے۔ پھر انہوں نے امراء کو اس کے حوالے کر دیا۔ اور اسے اتابک کا عہدہ دے کر مصر کی زمام حکومت اس کے ہاتھ میں دے دی۔ چنانچہ کسی کو مقرر کرنا اور معزول کرنا اور حل و عقد کا اختیار اسے حاصل ہو گیا۔ یلبغا ناصری کو سلاح کے بجائے امیر سلاح مقرر کیا گیا۔ انہوں نے (با اقتدار) جماعت قلعہ کی طرف بھیجی کیونکہ طشتمر ان کے عہدے پر برقرار ہو گیا تھا۔ طشتمر نے بیدمر خوارزمی کو دمشق کا حاکم مطلق بنا کر بھیجا کہ جسے چاہے وہ وہاں کے عہدوں پر حاکم مقرر کرے۔ اس تجویز پر برقوق اور برکہ نے بھی اس تجویز کی حمایت کی۔ اس نے ایک یونس نوروزی کو حاکم مقرر کیا اور برقوق کو مخصوص فوج کا سردار مقرر کیا گیا۔ پہلے اس عہدے پر یلبغا ناصری مقرر تھا۔ یوں انتظام سلطنت چلتا رہا۔

برقوق و برکہ کی پالیسی: اس انتظام کے باعث امیر برقوق اور برکہ اپنا اقتدار بڑھانے کے لئے اپنے حامی ممالیک بکثرت ملازم رکھتے تھے۔ تاکہ کوئی دوسرا امیر ان کے برابر اقتدار حاصل نہ کر سکے۔ وہ اپنے حامی افراد کو ترقی دینے کے درپے

پہنچاتے تھے اور جو ان کی خدمت کرتا تھا اسے جاگیریں دیتے تھے اور افسروں میں سے جو کوئی ان دونوں کا حامی ہوتا تھا اور دوسرے امراء سے جو دوستی کرتا تھا اسے امیر مقرر کرتے تھے۔

طشتمر کی گرفتاری: امیر طشتمر ان باتوں سے اس پر شک و شبہ لاحق ہوا اور اس کے دوستوں نے بھی اسے مجبور کیا کہ وہ ان دونوں کا مقابلہ کرے چنانچہ جب جمعہ کا دن آیا تو اس کے ساتھیوں نے تجویز پیش کی کہ حملہ کر دیا جائے [illegible] کیا۔ مگر طشتمر نے اپنی جگہ تیار کر کے جب امیر برقوق اور برکہ اصطبل میں بیٹھے ہوئے تو اس نے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا اور طشتمر کے ساتھ ایک اسپاہی نے تمام دن کے کچھ حصہ میں جنگ کرتے رہے۔ آخرکار وہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ اس موقع پر طشتمر نے پناہ طلب کی چنانچہ وہ [illegible] کر کے قلعہ میں طلب کیا گیا جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو اسے اور اس کی جماعت کو گرفتار کر لیا گیا ان میں یہ امراء بھی شامل تھے۔

(۱) طشتمر ارغونی (۲) اعلان تامر [illegible] (۳) امیر [illegible] بن [illegible] (۴) [illegible] ارغونی۔

ان سب کو اسکندریہ بھیج دیا گیا جہاں وہ قید خانے میں رہے۔ ان لوگوں کے ساتھ طشتمر کا دوادار بھی بھیج دیا گیا [illegible] دنوں کے بعد اسے رہا کر دیا گیا [illegible] طشتمر کو بھی [illegible] کی طرف بھیجا گیا۔ پھر [illegible] بیت المقدس میں نظر بند ہو گیا۔

برقوق و برکہ کی مشترکہ حکومت: مذکورہ بالا امراء کی نظر بندی کے بعد برقوق اور برکہ دونوں نے مصر کی حکومت سنبھالی اور ان کا کوئی حریف باقی نہ رہا۔

اب امیر برقوق اتابک مقرر ہوا اور برکہ [illegible] امیر مجلس مقرر ہوا اور برقوق کا رشتہ دار اینال یوسفی [illegible] کے [illegible] مقرر ہوا [illegible] ارغونی کے [illegible] جو باقی [illegible] (یا [illegible]) کا [illegible] مقرر ہوا [illegible]۔

حلب کے حکام: حلب کا نائب [illegible] وفات [illegible] بنانے [illegible] گرفتار کیا گیا۔ [illegible] کے بعد [illegible] حلب کی [illegible] رخصت [illegible] کر دیا گیا اور ان کی جگہ حلب کا نائب حاکم [illegible] مقرر کیا گیا۔

پھر [illegible] حاجی [illegible] کو [illegible] کیا گیا اور اس کے [illegible] سے [illegible] اور اس کی [illegible] کے بعد اسے نائب [illegible] حلب بھیجا۔

اینال کی بغاوت اور اس کا زوال

اینال امیر [illegible] کے عہد [illegible] تھا۔ وہ امیر برقوق کا رشتہ دار تھا۔ اس لئے وہ سلطنت کے [illegible] بہت [illegible] تھا وہ امیر برکہ کا مخالف تھا اور اپنے [illegible] برقوق [illegible] سے [illegible] وہ یہ بات تسلیم نہیں کرتا تھا [illegible] بغاوت کا ارادہ کیا اور جب امیر [illegible] کی طرف [illegible]

اسے موقع ہاتھ لگا۔ انہی دنوں میں امیر برقوق بھی شہر سے باہر شکار کے لئے نکلا ہوا تھا۔ اس لئے اب میدان اینال کے لئے خالی تھا۔

لہٰذا سب سے پہلا اس نے اصطبل پر قبضہ کیا۔ اس کے ساتھ نہ صرف اس کے غلاموں کی جماعت تھی بلکہ امیر برقوق کے ممالیک بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئے تھے۔ انہوں نے امیر آخور جرکس خلیلی کو بھی گرفتار کر لیا تھا اور سلطان منصور کو بھی بلوایا جاتا کہ اسے عوام کے سامنے ظاہر کریں۔ مگر محافظوں نے اسے روک دیا۔

اتنے میں امیر برقوق سیر و شکار سے واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ اتابک برکہ بھی تھا۔ وہ قلعہ کے باہر اس کے مکان پر پہنچا اور اپنے باقی ماندہ ممالیک کو مسلح کر کے اور سوار ہو کر اصطبل کے میدان کی طرف پہنچے۔

پھر انہوں نے دروازے کا قصد کیا اور اس میں آگ لگا دی۔ اس وقت امیر قرطای منصوری پوشیدہ دروازے سے نکلا اور ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔ پھر داخل ہو کر انہوں نے اینال کا مقابلہ کیا۔ اس موقع پر امیر برقوق کے ان غلاموں نے جو اینال کے ساتھ تھے ساتھ چھوڑ دیا بلکہ اس پر تیر اندازی کرنے لگے۔ چنانچہ وہ شکست کھا کر اور زخمی ہو کر بچ کر بھاگ گیا۔

اینال کی گرفتاری اس کے بعد اسے امیر برقوق کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے یہ معذرت کی کہ اس کی اس کارروائی کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ امیر برکہ پر غالب آ جائے۔ چنانچہ اسے اسکندریہ کی طرف بھیج دیا گیا جہاں اسے نظر بند کر دیا گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد طرابلس سے بلا کر امیر مجلس مقرر کر دیا گیا۔

جب امیر برکہ کو یہ خبر ملی تو وہ شکار سے جلد واپس آ گیا اور وہاں پر حالات درست ہو گئے۔

اس بغاوت کی سرکوبی کے سلسلے میں جو سرکاری عہدے خالی ہو گئے تھے ان پر غور کرنے کے بعد باصلاحیت افراد کا ان عہدوں پر تقرر کیا گیا۔ اس سلسلے میں ان لوگوں کو ترجیح دی گئی جنہوں نے اس بغاوت کی سرکوبی میں عمدہ خدمات انجام دی تھیں۔ ایسے لوگوں میں جرکس قردم اور قرط تھے۔ یہ واقعات ۷۸۱ھ میں رونما ہوئے۔

اینال کا انجام: اینال یوسفی کو اسکندریہ میں مقید رکھا۔ پھر ۱۱ صفر ۷۸۲ھ میں اسے رہا کر کے طرابلس کا حاکم مقرر کیا گیا۔ جب منکلی بغا احمدی فوت ہو گیا تو اینال اس کے بجائے حلب کا نائب حاکم مقرر کیا گیا۔ سال کے آخر میں اسے پھر گرفتار کر کے قلعہ کرک میں مقید کیا گیا اور اس کے بجائے یلبغا ناصری کو مقرر کیا گیا اور اس کے نائب کے عہدے پر مقدم خوارزمی کو مقرر کیا گیا۔

۷۸۱ھ میں شام میں عرب قبائل کا سردار جبار بن المہنا فوت ہو گیا تو اس کے بجائے معیقل بن فضل بن عیسیٰ اور زامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو مشترکہ طور پر امیر مقرر کیا گیا۔ پھر ان دونوں کو معزول کر کے عمر بن جبار کو امیر مقرر کر دیا گیا۔

امیر برکہ کی بغاوت امیر برکہ سلطنت کے انتظام میں امیر برقوق کے ساتھ مساوی طور پر شریک تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے سلطنت کے معاملات کا مختار کل بنا دیا تھا۔ ادھر امیر برقوق امور سلطنت میں مستقل مزاجی کے ساتھ عام مفادات اور رفاہ عام کے کام سرانجام دیتا تھا۔ اس لئے برکہ کی اس کے ساتھی ماتحت افسروں کے ساتھ اکثر مخالفت رہتی تھی

اور اکثر معاملات میں ان کے اختیارات چھین لیتا تھا۔ اس لئے وہ اس سے تنگ آ گئے تھے اور امیر برکہ کو اس پر حملہ کر کے خود مختاری حاصل کرنے کے لئے بھڑکانے لگے۔

وہ امیر برقوق کے ایک بڑے ساتھی ایتمش کے خلاف جا کر چغل خوری کرنے لگے کہ وہ امیر برقوق کو برکہ کے خلاف بھی بھڑکاتا تھا۔ یوں وہ دونوں کے باہمی تعلقات کو ناساز کرانے کے لئے راہ ہموار کر رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ایتمش دونوں کے خلاف بغاوت کی تیاریاں کر رہا ہے۔

ناچاقی کا آغاز: (یہ باتیں سن کر) برکہ امیر برقوق کے پاس آیا۔ اس نے ایتمش کو گرفتار کرنا چاہا مگر برقوق نے اسے (اس ارادہ سے) باز رکھا اور اس کی حمایت کی۔ اس کی وجہ سے برکہ ایتمش کا سخت مخالف ہو گیا اور امیر برقوق سے بھی ناراض ہو گیا۔

(یہ حالت دیکھ کر) مصر کے اکابر حضرات نے ان دونوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی۔ چنانچہ شیخ کمال الدین شیخ الشیوخ اور اہل خراسان کے شیخ الصوفیہ شیخ علی وغیرہ ایتمش کو برکہ کے پاس معافی منگوانے کے لئے لائے۔ چنانچہ اس نے اسے معاف کر کے اسے خلعت عطا کیا۔

بغاوت کا قصد: امیر برکہ نے اس کے بعد دوبارہ اور تیسری مرتبہ بھی جھگڑا کیا۔ اس وقت اس کا عزم مصمم ہو گیا تھا کہ وہ اعلان بغاوت کر کے حملہ کر دے۔ اس عرصے میں ماہ ربیع الاول ۷۸۲ھ میں جمعہ کے دن امیر برقوق کے گھر میں ولیمہ کی دعوت ہوئی جس میں امیر برکہ کے تمام ساتھی اور عام افراد شریک ہوئے۔

احتیاطی تدابیر: اس سے پہلے امیر برقوق کو کسی خیر خواہ نے یہ اطلاع دی تھی کہ امیر برکہ دوسرے دن بغاوت کا اعلان کرنے والا ہے لہٰذا امیر برقوق نے برکہ کے تمام ساتھیوں کو فوراً گرفتار کر لیا تاکہ ان کی گرفتاری کی بدولت اس کے بازو کٹ جائیں پھر اس نے اپنے ملازموں کو خود اس کی گرفتاری کے لئے بھیجا اس مقصد کے لئے یلبغا ناصری کو مدرسہ حسن کے مینار پر چڑھا دیا گیا تھا۔ اس نے وہاں سے اس کے اصطبل کی طرف تیر اندازی کی۔ مگر امیر برکہ سوار ہو کر قبۃ النصر پہنچا اور وہیں خیمہ زن ہوا۔

اس وقت عوام میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ وہ اس کے گھروں کو لوٹ لیں۔ چنانچہ عوام نے اس کے گھروں کو لوٹ کر انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

خانہ جنگی: اس موقع پر یلبغا ناصری نے برکہ کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا۔ اب امیر برقوق نے اصطبل کی سمت سے قلعہ کے دروازہ پر اپنا محاذ قائم کیا اور اپنے شہسواروں کو جنگ کے لئے روانہ کیا۔ دن بھر جنگ ہوتی رہی۔ امیر برکہ نے صف بندی کر کے دو طرف سے حملہ کیا۔ ایک حصہ کی قیادت یلبغا ناصری کر رہا تھا۔

الاق شعبانی نے برکہ کے مقابلے کے لئے توجہ کی اور ایتمش (فوج لے کر) یلبغا ناصری کے مقابلے کے لئے نکلا۔ آخر کار امیر برکہ کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ قبۃ النصر واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھی زخموں سے چور تھے اور ان میں سے اکثر اس کے گھر میں چھپ گئے تھے۔

برکہ کی گرفتاری: بعد مصر سے رات گزارنے کے بعد شہر کی جانب چلا اور وہاں اس نے رات گزاری۔ امیر برقوق کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے خفیہ طور پر ان کو (اسے گرفتار کرنے کے لئے) بھیجا۔ (وہ اسے گرفتار کر کے) قلعہ لے آیا۔ پھر امیر برقوق نے برکہ کو اسکندریہ روانہ کیا۔ جہاں اسے قید رکھا گیا۔ بعد میں وہاں کے نائب حاکم صلاح الدین بن عرام نے اسے قتل کر دیا۔

نئے حکام کا تقرر: اس کے بعد برکہ کے ساتھی اور اس کے تمام حامی امرا گرفتار کر لئے گئے اور انہیں قلعے کی برجوں میں بند کر دیا گیا تاکہ حالات میں تبدیلی ہو۔ امیر برقوق نے ان کے عہدوں پر سلطنت کے ان افسروں کو مقرر کیا جنہیں وہ پسند کرتا تھا۔ اس نے اینال کو بھی رہا کیا جس نے اس سے پہلے بغاوت کی تھی اور اسے طرابلس کا نائب مقرر کر کے بھیج دیا۔

حکام کے تبادلے: اب برقوق نے سلطنت کا انتظام تنہا خود بادشاہ کی حیثیت سے سنبھالا اور تمام نظم و نسق درست کیا۔ وہ مصر کا نائب حاکم دمشق سے بدگمان تھا کیونکہ وہ برکہ کا دوست تھا اس نے [illegible] اس کے [illegible] دمشق میں موجود تھے گرفتار کر لیا اور دمشق کی گورنری منطاش کے سپرد کی۔ اس نے اینال کو حلب کا حاکم بنایا اور امیر برکہ کے بجائے [illegible] کو مقرر کیا اور الاقبغا [illegible] کو امیر سلاح [illegible] امیر مجلس [illegible] اور [illegible] امیر آخور مقرر کیا۔

اہلِ بحیرہ کی بغاوت اور فوجی حملے

اہل بحیرہ وہ عرب بدوی قبائل تھے جنہوں نے اس علاقے کو آباد کیا۔ ان میں ہوارہ، محارب اور زناتہ کے قبائل شامل تھے۔ یہی لوگ اپنے ماتحت قبائل پر حکومت کرتے تھے اور ہر سال وقت مقررہ پر سلطان کو خراج ادا کرتے تھے۔ خراج وصول کرنے اور اسے بھجوانے کا کام بدر بن سلام اور [illegible] کے سپرد تھا [illegible] یہ لوگ قبیلہ زناتہ سے تعلق رکھتے تھے جو

---

[1] [illegible] (مترجم)

[2] [illegible] (مترجم)

[3] امیر [illegible] (مترجم)

[4] [illegible] (مترجم)

[5] امیر [illegible] (مترجم)

لواتہ کی ایک شاخ ہے ان لوگوں سے الگ بادیہ نشین قبائل اور ان کے سردار بھی تھے جیسا کہ ابو ذئب جو عمر اور [illegible] کا سردار تھا۔ اسی طرح شیخ [illegible] کے قریب ہوا تھے جو عربوں کے سردار تھے مگر ان کے تعلقات بھی اہل بحیرہ کے (قبائل) سے قائم تھے۔ کیونکہ وہ بحیرہ سے غلہ فراہم کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے مقاصد پورا کرنے اور مال و دولت حاصل کرنے کے لئے ترک بادشاہوں کی ملازمت بھی اختیار کر رکھی تھی۔ یوں ان کا اثر و رسوخ اور رتبہ بڑھ گیا اور وہ اپنے ہم پلہ قبائل ہوارہ وغیرہ سے آگے بڑھ گئے۔

خراج میں اضافہ: اس کے بعد سلطنت کی ضروریات کے مطابق ان کے خراج میں اضافہ کیا گیا تو یہ اضافہ انہیں ناگوار معلوم ہوا اور چونکہ وہ باعزت اور اعلیٰ مرتبہ حاصل کر چکے تھے اس لئے انہوں نے خراج دینا بند کر دیا۔ لہٰذا خراج کی وصولی میں ان پر سختی کی گئی۔ جب (ان کے سردار) سلام کو قاہرہ میں قید کر دیا گیا تو اس کا فرزند بدر بن سلام قبیلے کے علاقے کی طرف جو صعید (مصر کے بالائی حصہ) میں تھا بھاگ گیا۔

بغاوت کا انسداد: جب شاہی فوجیں وہاں پہنچیں تو بدر نے ان کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں کاشف مارا گیا۔ یہ فوجیں [illegible] میں الاتابک [illegible] احمد بن یلبغا اور اقبال کی مشترکہ قیادت میں روانہ کی گئی تھیں۔ اس وقت تک اقبال نے بغاوت نہیں اختیار کی تھی لہٰذا بدر کی فوجیں بھاگ گئیں اور شاہی لشکر نے ان کے علاقہ کا صفایا کر دیا اور پھر وہ فوجیں واپس چلی گئیں۔

اس کے بعد بدر بحیرہ کے علاقہ میں واپس آ گیا اور حکومت مصر اس سے غافل ہو گئی کیونکہ پہلے اقبال اور اس کے بعد برکہ کی بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ اس اثناء میں بدر بن سلام کا فتنہ و فساد بڑھتا رہا اور اس نے خراج ادا کرنا بند کر دیا تھا۔

شاہی فوج کشی: آخرکار شاہی لشکر [illegible] اتابک الحسنی اور امیر سلاح جوبانی امیر مجلس اور دوسرے مغربی امراء کی سرکردگی میں روانہ ہوا۔ جب یہ فوجیں بحیرہ پہنچیں تو بدر نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر کسی نے شاہی لشکر کے ارادے سے خبردار کر دیا تو انہوں نے اپنے خیمے اکھاڑ دئے اور اس علاقہ کو خالی چھوڑ کر اپنے مرکزی علاقہ کی طرف چلے گئے (یہ حالت دیکھ کر) دشمن کی فوجیں خیمہ گاہ میں پہنچیں اور اسے لوٹنے میں مصروف ہو گئیں۔

اس وقت شاہی فوجوں نے ان پر پلٹ کر حملہ کیا اور ان کی فوجوں کا صفایا کر دیا اور ان میں سے بہت ہی کم بچ سکے۔ لہٰذا بدر بن سلام نے اطاعت کا پیغام بھیجا اور خوف و خطر کے عذر پیش کیا اور جب خراج ادا کر دیا تو شاہی فوجیں واپس چلی گئیں اور بحیرہ کا حاکم [illegible] شریف کو مقرر کیا گیا۔ پھر اسے تبدیل کر کے قرط ابن عمر کو حاکم مقرر کیا گیا۔

دوبارہ بغاوت: اس کے بعد بدر نے دوبارہ بغاوت کی تو شاہی فوجیں پھر اس کے مقابلے کے لئے آئیں۔ انہیں دیکھ کر وہ بھاگ گیا تو قرط بن عمر نے اس کی فوجوں کا صفایا کیا۔ ان کے اکثر مردوں کو تہ تیغ کیا گیا اور باقی ماندہ افراد کو مقید کیا گیا۔ اس اثناء میں بدر کا چچازاد بھائی اور اس کے ساتھی اس کی حمایت سے دستبردار ہو گئے۔ ابن شادی فوت ہو گیا اور جو باقی رہ گئے تھے انہوں نے پناہ کی درخواست کی لہٰذا انہیں پناہ دے دی گئی کچھ مرد ان میں سے قید کئے گئے اور جو باقی رہ گئے انہوں نے خراج ادا کرنے کی ضمانت دی۔

بدر کا فرار اور قتل: بدر نے بھی پناہ طلب کی مگر اسے پناہ نہیں دی گئی اس لئے وہ صعید (مصر کے بالائی حصہ) کی طرف چلا

گیا۔ شامی لشکر نے اس کا تعاقب کیا تو وہ دوڑا۔ پھر بھاگ گیا۔ اب اس نے تل اور طلاق کا قصد کیا۔

وہاں سے وہ برقہ (لیبیا کا علاقہ) چلا گیا جو شیخ ابو ذئب کا ٹھکانا تھا۔ اس نے اسے پناہ دے دی۔

بدر کے چلے جانے کے بعد بحیرہ کے حالات درست ہوگئے اور قرط (ترکی) نے وہاں سے خراج وصول کر لیا۔

اس نے دوسرے سال شادی کی اولاد کو قتل کرا دیا اور ان کے تمام مردوں کو زندہ نہیں چھوڑا۔

ادھر بدر شیخ ابو ذئب کے ساتھ رہنے لگا کبھی کبھی اپنے علاقے کی طرف بھی چلا جاتا تھا۔

آخرکار ایک انتقام لینے والے نے (جس کے کسی رشتہ دار کو اس نے قتل کیا تھا) اسے پکڑ لیا اور اپنا انتقام لے کر اسے مار ڈالا اور اسے دوسروں کے لئے عبرت کا نشانہ ۷۸۰ھ میں بنا دیا۔

امیر برکہ کا قتل: امیر برکہ جب امیر قرطای نے خلیل بن عرام کو اسکندریہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر اس نے اس پر مال (غنیمت) کا الزام لگایا اور اسے اسکندریہ کی گورنری سے معزول کر دیا اور اس کا مال ضبط کر کے اسے قید کر دیا تھا کچھ عرصے کے بعد اس نے اسے رہا کر دیا۔ مگر خلیل کے دل میں انتقام کا جذبہ موجزن رہا۔

جب برکہ کا زوال ہوا اور وہ اسکندریہ میں قید ہوا جہاں کا نائب خلیل ابن عرام تھا تو اس نے برکہ کو قتل کر کے انتقام لینے کا تصمیم کیا مگر اس کے نام سے خوف زدہ ہو کر رک گیا۔ پھر جب وہ دوبارہ آیا تو اس نے پہلا ارادہ ترک کر دیا مگر آخرکار وہ اپنے پوشیدہ کینہ اور دشمنی سے مغلوب ہو گیا اور اس نے رات کی تاریکی میں اسے چپکے سے قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے چند شیخ لوگوں کو برکہ کے پاس (رات کے وقت) بھیجا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے اقرار کیا کہ اس نے انہیں قتل کرنے کی اجازت دی تھی۔

قاتل کو سزا: جب سلطنت مصر کے نگران امیر برقوق کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کیونکہ امیر برکہ کے قدیموں نے خلیل کے خلاف اس سے فریاد کی تھی تو یہ بات اسے بہت ناگوار گزری۔ اس نے خلیل بن عرام کے خلاف تحقیقات کے لئے اپنے دو امیر بطور نائب بھیجے کہ وہ اس کی تحقیقات کر کے ابن عرام کو اس کی خدمت میں پیش کریں چنانچہ وہ اسے لے آئے پھر اسے جیل میں بند کر دیا اور اسے امیر برکہ کے قتل کی تحقیقات کے لئے سپرد کیا گیا۔

امیر برقوق نے اس پر جرم ثابت کر دیا اور اس کا انتقام لے لیا۔ چنانچہ ۷۸۲ھ میں جب اسے قلعہ کے دروازے پر لایا گیا اور امیر برکہ کے غلاموں کے سپرد کیا گیا تو انہوں نے اسے سوق الخیل میں اتار دیا۔ برکہ کے غلاموں نے اسے پکڑ کر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے بازار میں لٹکا دیے۔ یوں لوگوں کو عبرت و نصیحت حاصل ہوئی۔

سلطان منصور بن اشرف کی وفات: جب سلطان منصور بن اشرف کو امیر قرطای نے اس کے باپ کے خلاف بغاوت کر کے تخت پر بٹھایا تو وہ بارہ سال کا بچہ تھا۔ تمام امور سلطنت پر قرطای اور دیگر امراء کا تسلط رہا بہرحال وہ پانچ سال بادشاہ رہا اور صفر ۷۸۳ھ میں فوت ہو گیا۔

---

[1] [illegible]

امیر حاجی صالح کی تخت نشینی

اس کی وفات کے بعد امیر برقوق نے امرائے مصر کو جمع کیا انہوں نے متفقہ طور پر اس کے بھائی امیر حاجی کو بادشاہ مقرر کیا اور اسے شاہی محل سے لا کر تخت پر بٹھا دیا اور اس کا لقب صالح رکھا۔ خلیفہ نے حسب معمول ایک فرمان جاری کیا جس میں اسے سلطان تسلیم کیا گیا تھا۔ اور امیر برقوق کو اس کی صغر سنی کی وجہ سے سلطنت کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔ علمائے کرام نے بھی اسی قسم کا فتویٰ دیا اور اس فتویٰ کو بیعت میں شامل کر دیا گیا۔ خلیفہ کا تحریری فرمان امراء، قاضیوں اور عام لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ یہ ان کا اس دن کا کام تھا۔ اس کے بعد مجلس منتشر ہو گئی۔ پھر سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور اس کی سلطنت کا آغاز ہوا جس میں امیر برقوق کو بہت بڑا اقتدار تھا۔

امیر برقوق کی آمد اور انتخاب: امیر برقوق کا اصل خاندان قبیلہ چرکس سے تعلق ہے جو شمالی علاقے کے ان کوہساروں میں رہتے ہیں جو قپچاق اور ادن وغیرہ کی مشرقی سمت سے اتصال رکھے ہوئے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس چرکسی قبیلے کا تعلق اس غسانی قبیلہ سے ہے جو اپنے امیر جبلہ بن الایہم کے ساتھ روم کے علاقے میں داخل ہو گئے تھے جب کہ ان کے امیر کا حضرت عمر بن خطاب سے اختلاف ہو گیا تھا۔ یہ واقعہ بہت مشہور ہے اور مورخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

غسانی قبیلہ کی تحقیق: مگر یہ درست نہیں ہے کیونکہ چرکس کا قبیلہ تو اس سے بہت پہلے سے مشہور ہے اور ابن حزم الانساب اس سے واقف ہیں اور اس قبیلے کے افراد انہی مقامات میں غسانیوں کے داخلۂ روم سے پہلے ان مقامات میں رہتے تھے۔ البتہ یہ واقعہ درست ہو سکتا ہے کہ غسانی قبیلہ جب امیر جبلہ کے ساتھ ہرقل کے پاس پہنچا تو وہیں رہنے لگے۔ کیونکہ وہ واپس جانے سے مایوس ہو گئے تھے اور ہرقل فوت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد رومی سلطنت کا انتظام بگڑ گیا۔ ان علاقوں میں فتنہ و فساد برپا ہو گئے۔ لہٰذا ان غسانیوں میں قبیلہ غسان کو ضعیف بنانے کے لئے کسی قوم کی ضرورت محسوس ہوئی تو ممکن ہے کہ انہوں نے چرکسی قبائل کو اپنا حلیف بنا لیا ہو اور قسطنطنیہ کے مشرقی سمت میں ان کے کوہستانی علاقے میں آ کر بس گئے ہوں اور شادی بیاہ کر کے ان میں مدغم ہو گئے ہوں۔ یہاں تک کہ قبیلہ کی حیثیت سے ان کی ہستی فنا ہو گئی ہو اور وہ یہاں سے نقل مکان کر کے ان پہاڑوں میں آباد ہو گئے ہوں اور یہاں ان کی ایک شاخ غسان کے نام سے چرکسی قبائل کے ساتھ شامل ہو گئی ہو۔ بہرحال یہ تحقیق کسی حد تک قرین قیاس اور صحیح ہو سکتی ہے۔

برقوق کا ابتدائی زمانہ: امیر برقوق کو امیر یلبغا کے زمانے میں اس زمانے کا مشہور تاجر عثمان قرا یا حاصل کر کے لایا تھا۔ امیر یلبغا نے اسے خرید لیا اور وہ اس کے گھر میں پرورش پانے لگا اور وہاں اس نے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اس نے تیز ذہنی اور فنون حرب کے آداب و قواعد سیکھے۔ اس عمر میں جبکہ اس کا ابتدائی عمر کا زمانہ تھا وہ گھڑ سواری اور تیر اندازی میں مہارت حاصل کرنے کے قابل ہو گیا اس کی پیشانی سے ترقی اور خوش بختی کے آثار نمایاں تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کے شامل حال رہا۔

قید خانے میں: اس کے بعد یلبغا اور اس کے ممالیک پر زوال آیا اور ان کا سردار استدمر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد بعض غلاموں کو جلاوطن کر دیا اور ان میں سے ایک حصے کو قید خانوں میں ٹھونس دیا گیا۔ انھیں میں امیر برقوق بھی تھا وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کرک کے قید خانے میں پانچ سال تک مقید رہا۔ یہ بھی خداوند تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی جس میں وہ مبتلا رہا۔ اس مدت کے بعد اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ چھوڑ دیا گیا اور یہ جماعت شام چلی گئی۔

سلطان کی طلبی: شام کے نائب امیر منجک نے ان لوگوں کو اپنے پاس رکھا وہ نہایت عقل مند اور جہاں دیدہ حاکم تھا۔ اسے امیر برقوق سے بہت محبت ہو گئی۔ کیونکہ اس نے تاڑ لیا کہ وہ بہت ہونہار اور سعادت مند ہو گا۔ لہٰذا وہ ایک عرصے تک اس کا منظور نظر رہا۔ آخر کار سلطان اشرف نے ان تمام غلاموں کو بلا لیا جن کا سرخیل برقوق تھا۔

الجائی سے مقابلہ: سلطان نے پوری جماعت کو انعام و اکرام سے نوازا اور اپنے شہزادہ علی کی خدمت کے لئے انہیں مخصوص کر لیا۔ چند دنوں کے بعد سلطنت کے نگران الجائی نے بغاوت کا اعلان کیا اور وہ سلطان پر غالب آ گیا۔ لہٰذا سلطان نے برقوق کی جماعت کو بلوا کر اپنے عمدہ ہتھیار اور بہترین گھوڑے ان کے حوالے کئے۔ وہ ان میں سے بہترین اشیاء کا انتخاب کر کے الجائی کے مقابلے کے لئے پہنچ گئے اور ایسی گھمسان کی جنگ کی کہ اسے ساحل کی طرف دھکیل دیا۔ پھر اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ الجائی نے سمندر میں کود کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔

اس جنگ میں اس جماعت کی فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سلطان کی نظر میں چڑھ گئے اور اس نے انہیں اپنے مخصوص گروہ میں شامل کر لیا اور ان کے لئے جاگیریں اور وظائف مقرر کئے۔ بالخصوص امیر برقوق کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہو گیا۔

سلطان کا نگران: جب سلطان اشرف حج کے لئے روانہ ہوا تو قرطائی نے باغی ہو کر سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد ایبک سلطنت پر قابض ہو گیا اس اثناء میں امیر برقوق کا اثر و رسوخ سرکاری حلقوں میں بہت بڑھ گیا تھا اور امراء کے حلقے میں اس کا بہت احترام تھا۔ لہٰذا جب ایبک کا اقتدار ختم ہو گیا تو مختلف خیالات و مقاصد کے امراء کی ایک جماعت نے مشترکہ طور پر اقتدار سنبھالا۔ اس وقت کے دانشوروں کو ملک و سلطنت کی تباہی کا اندیشہ تھا لہٰذا ایسے موقع پر امیر برقوق آگے بڑھا اور اس نے امیر برکہ کے ساتھ مل کر سلطنت کی باگ ڈور خود سنبھال لی۔ یوں کچھ عرصے کے لئے سلطنت کا انتظام درست ہو گیا۔

جب امیر برکہ نے بھی بغاوت کا اعلان کیا اور وہ تباہ و برباد ہو گیا تو امیر برقوق خود تنہا نگران سلطنت مقرر ہوا۔ یہ سب کچھ خدا کے فضل و کرم کا نتیجہ تھا۔ خدا نے مزید فضل و کرم یہ کیا کہ اس کے والد محترم کو بلوا کر اس کی تکمیل شیرازہ بندی کی صورت پیدا کر دی۔

والد محترم کی آمد: اس کی صورت یہ ہوئی کہ تاجروں (یعنی بردہ فروشوں) کی ایک جماعت ان کے والد محترم کو (بردہ فروشوں کے پنجے سے) چھڑا کر دور دراز کے علاقوں سے نکال لائی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے انہوں نے مختلف تدبیروں سے کام لیا تھا اس کے والد کا نام انس تھا۔

شاہانہ استقبال: (جب برقوق کو اس کی اطلاع ملی تو) اس نے اس کے استقبال کا زبردست انتظام کیا۔ اس نے حکم دیا کہ

شاہی لشکر روانہ ہوا اور سوار ہو کر اس نے استقبال کے لئے سریاقوس کے مقام پر پہنچیں جہاں اس کے نزول اجلال کے لئے خیمے گاڑ دیے گئے تھے۔ لہٰذا سب لوگ ۲۱ رمضان کو وہاں پہنچے جہاں معزز مہمان امیر انس صدر مجلس بنے ہوئے تھے اور ان کے چاروں طرف قاضیوں، امراء اور اعلیٰ افسروں کا گروہ تھا (شاہانہ استقبال کے بعد) دستر خوان بچھائے گئے اور حاضرین نے کھانا تناول کیا۔ پھر وہ منتشر ہوئے اور سوار ہو کر شہر چلے گئے۔

(اس موقع پر) بازاروں کو نہایت زیب و زینت سے سجایا گیا اور (رات کے وقت) شمعوں سے چراغاں کیا گیا۔ گلیاں اور سڑکیں بے شمار تماشائیوں سے بھری ہوئی تھیں اور یہ دن یادگار اور قابل دید تھا۔

امیر برقوق نے اپنے والد محترم کو مدینہ مصریہ کے نیچے اصطبل کے قریب ٹھہرایا۔ سلطان نے اسے اپنے رشتہ داروں، چچازاد بھائیوں اور بھتیجوں میں شامل کر لیا اور اس کی وجہ سے ان کی شہرت و بلندی ہوئی اور ان کے لئے وظائف اور روزینے مقرر ہوگئے۔

امیر برقوق کے والد محترم انس (غسانی) چند مہینے کے بعد فوت ہو گئے۔ انہوں نے (اپنے فرزند) کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی وصیت کی تھی۔ سلطان نے انہیں دوادار یونس کے قبرستان میں دفن کیا۔ پھر انہیں اس مدرسہ (دارالعلوم) کے قریب کے قبرستان میں منتقل کیا جو اس نے دونوں محلوں (بین القصرین) کے درمیان [illegible] تعمیر کرایا تھا۔

باب : پنجم

سلطان برقوق کی تخت نشینی

چونکہ یہ امراء برقوق کے زمانے میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے اور حکومت نے [illegible] اختیارات سے [illegible] اور وہ یہ [illegible] تھے اس لئے وہ خود مختاری کے خواہاں تھے اور یہ چاہتے تھے کہ شاہی خاندان [illegible] کے بجائے ان کا امیر برقوق منتخب ہو جائے۔ [illegible] یہ موقع [illegible] اس طرف [illegible] اس موقع پر [illegible] سلطنت (برقوق) [illegible] خلافت [illegible] مملکت [illegible] ظاہر [illegible]۔

[illegible] برقوق [illegible] سلطنت [illegible] سے بہت متاثر ہوئے۔

ابغا عثمانی کی سازش اسی زمانے میں [illegible] سلطان [illegible] کر رہی تھی [illegible] برقوق کی [illegible] کے خلاف سازش کرنے لگی۔ اس سازش کا [illegible] سلطان [illegible] ابغا عثمانی تھی۔

امیر برقوق کو اس کی سازش کی اطلاع ہوئی تو اس نے [illegible] گرفتار کر لیا [illegible] امیر [illegible] دیا اور باقی ماندہ افراد کو [illegible] کی طرف [illegible] کر دیا جہاں وہ [illegible] قید [illegible]۔

دیگر امراء کو یہ اندیشہ [illegible] تو انہوں نے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ [illegible] کی تخت نشینی کو [illegible] کیا جائے اور امیر برقوق کو منتخب [illegible] جائے۔

تخت نشینی کا جشن ۱۹ رمضان المبارک ۷۸۴ھ کو ایک دربار منعقد ہوا جس میں [illegible] فوج [illegible] اور [illegible] کے [illegible] تھے اور ان سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ سلطان [illegible] کو معزول کر کے برقوق کو مصر کا سلطان بنا دیا جائے۔ بعد ازاں سلطان کی طرف [illegible] کو بھیجا گیا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ سے تلوار [illegible] (یہ معزولی کی علامت تھی) اس کے بعد سلطان برقوق نے شاہی لباس [illegible] اور خلعت خلافت [illegible] کے دروازے [illegible] کی طرف پہنچا [illegible] تخت پر بیٹھ گیا [illegible] کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ [illegible] اس کی تخت نشینی کے انتظامات مکمل ہوئے اور اس کا لقب الملک الظاہر رکھا گیا۔

امراء کے لئے خلعت اس کے بعد نقارہ [illegible] بجایا گیا اور تمام [illegible] میں اس کی تخت نشینی کا اعلان کیا گیا اور خلعت [illegible] امراء [illegible] عطا کئے ان میں [illegible] امیر [illegible] شامل تھے۔

(۱) اتابک ایتمش (۲) الطنبغا جوبانی امیر مجلس (۳) جرکس خلیلی امیر آخور (۴) سودون شیخونی نائب (۵) الطنبغا معلم امیر سلاح (۶) یونس نوروزی دوادار (۷) قردم حسنی راس نوبہ۔

سلطان برقوق نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری اوحد الدین بن یاسین کو بھی خلعت سے نوازا۔ اس نے سلطنت کے سابق پرائیویٹ سیکرٹری بدرالدین بن فضل اللہ کو بحال کر دیا تھا۔ پھر تمام سرکاری عہدے داروں اور افسروں کو خواہ وہ وزیر، کاتب سر، قاضی اور محتسب ہو، خلعت عطا کیے۔ نیز تمام مشہور علماء کرام و مشائخ عظام و صوفیائے کرام کو خلعت عطا کیے گئے۔

یوں سلطنت کا انتظام بحسن و خوبی قائم ہو گیا اور عوام اپنے سلطان کی بادشاہت سے خوش ہوئے جو سلطنت کے کاموں کو اچھے طریقے سے سرانجام دے سکتا ہے اور اسے منظم بنا سکتا ہے۔

اسی سال الطنبغا جوبانی امیر مجلس نے سلطان سے حج کرنے کی اجازت طلب کی تو سلطان نے اس کو اجازت دے دی اور وہ فریضہ حج ادا کر کے واپس آ گیا۔

قرط بن عمر کا قتل اور خلیفہ کی معزولی

قرط بن عمران ترکمان سرداروں میں سے تھا جو سلطنت مصر کی خدمت کر رہے تھے۔ اپنی بہادری اور دلیری کی وجہ سے امرائے مصر کا مصاحب ہو گیا۔ آخر کار اسے صعید (بالائے مصر) کی حکومت سپرد کی گئی تاکہ وہ اسوان کے علاقے میں مقیم عربوں کے خلاف جنگ کرے۔ اس نے اس خطے میں کئی مقبوضات اپنے زیر کیں اور انہیں اس علاقے سے بھگا دیا۔

قرط کے دلیرانہ کارنامے: جب بحیرہ کے علاقے میں بدر بن سلام نے بغاوت کا اعلان کیا اور وہاں سے بھاگ گیا تو اسے اس علاقے کا حاکم بنا کر بھیجا گیا۔ اس نے وہاں کا انتظام اچھی طرح درست کیا اور ان باغیوں اور منافقوں کا تعاقب کر کے ان کا قلع قمع کیا۔

جب منطاش نے بغاوت کا اعلان کیا تو اس موقع پر اس نے اپنی دلیری اور بہادری کے کارنامے ظاہر کیے۔ اس موقع پر وہ پوری طرح چوکس اور بیدار رہا تاآنکہ الکبش جہاں سے خروج نے داخل ہو کر اسے گرفتار کیا تھا۔

چونکہ قرط بن عمر اپنے کارناموں کی وجہ سے سلطان کا منظور نظر ہو گیا تھا تاہم وہ بہت ظالم و جابر انسان تھا اور ہر طرف سے اس کے خلاف بہت شکایات آتی تھیں لہٰذا سلطان نے بیعت کے بعد تھوڑی مدت میں اس کو گرفتار کر لیا اور اسے قید خانہ میں ٹھونس دیا پھر اسے معاف کر کے اسے رہا کر دیا۔

سازش کا انکشاف: اس کے بعد وہ اپنے خواص اور دوستوں کے ساتھ صبح سویرے سلطان کے آستانے پر حاضر ہوتا تھا مگر اس کے دل میں کھوٹ تھا اور وہ موقع کا انتظار کرتا رہتا۔ جب اس کے بارے میں سلطان کو یہ اطلاع پہنچی کہ اس نے خلیفہ متوکل بن المعتضد سے ساز باز کر لی ہے کہ وہ دونوں مل کر بغاوت کا اعلان کریں اور سلطنت کے خلاف ان عرب باشندوں کو اکٹھا کریں جو بحیرہ سے برقوق کے گرد و نواح میں پہنچ گئے ہیں اور بدر بن سلام کے ساتھیوں میں ہیں۔ یہ لوگ موجودہ سلطان (برقوق) کو معزول کر کے خلیفہ کو سلطنت سپرد کرنا چاہتے تھے۔ اس سازش میں بعض ایسے بے وقوف ترک امراء بھی شریک ہو

گئے تھے ان کی کوئی اہمیت نہ تھی۔

قرط کا قتل: جب سلطان برقوق اپنے دور [illegible] کے وقت [illegible] کو جمع [illegible] سازش کے [illegible] یہ واقعہ [illegible] خلیفہ [illegible] کو قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا [illegible] سزا کے [illegible] شہر میں گشت کرایا گیا [illegible] قتل کی طرف لے جایا گیا اور تلوار [illegible] کر دیے گئے۔ باقی افراد کو قید خانوں میں ڈال دیا گیا۔

نئے خلیفہ کا تقرر: اس کے بعد سلطان [illegible] عمر بن ابراہیم الواثق کو خلیفہ مقرر کیا۔ یہ وہ تھا جس کے والد ابراہیم [illegible] خلیفہ ابو الربیع کے بعد اس کے فرزند [illegible] خلیفہ مقرر [illegible] واقعہ [illegible] انتقال ہوا۔ اس کے بعد اس کے بھائی زکریا کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ اس کا لقب معتصم تھا۔

ناصری کا زوال اور نظربندی

[illegible] ناصری [illegible] سلطان ظاہر کے ماتحتی [illegible] سب [illegible] آقا کے باغی تھے [illegible] متفق تھے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں [illegible] کے بعد [illegible] ناصری کو [illegible] تھا [illegible] نہیں [illegible] اس کے بعد [illegible] آیا [illegible] زوال [illegible] اس کے [illegible] ہو [illegible]۔

امیر منطاش: اس کے بعد [illegible] بغاوت [illegible] حلب [illegible] امیر [illegible] مقرر کیا [illegible] جب امیر [illegible] زوال آیا تو وہ بھی اس کے ساتھ [illegible] کر دیا گیا۔

حاکم حلب: [illegible] حلب کا حاکم مقرر [illegible] ایک سال [illegible] حلب کا حاکم مقرر ہوا۔

[illegible] ایک سال کے بعد سلطان برقوق [illegible] مصر کے تخت شاہی پر بیٹھا [illegible] (الکرک) [illegible] سلطان [illegible] سلطنت [illegible] باقی امیر [illegible] ہوا تھا۔

[illegible] کا آغاز: [illegible] سلطان [illegible] گرفتار کر کے

مگر اس نے تعمیل حکم نہیں کی۔ کیونکہ اس کے خیال میں وہ وفادار تھا۔ چنانچہ اس نے سودون کو پوشیدہ طور پر یہ اطلاع دے دی اور وہ مفرور ہو کر (سودون کی مدد سے) بچ نکلا۔

ناصری کا قاصد جب سودون کے پاس آیا تھا۔ اس موقع پر اس نے جوبانی اور ایک شخص [illegible] کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات کی تجدید کی اور پھر دمشق لوٹ گیا۔ وہاں سے نامہ بر کے ذریعے اس نے سلطان کی اجازت کے بغیر خط و کتابت کی۔ اس (ناصری) سے ملاقات ہوئی اور اس کا شکریہ ادا کیا اور [illegible] بچ نکلا۔

گرفتاری اور قید ان تمام واقعات سے سلطان بہت ناراض ہوا۔ لہٰذا اس نے [illegible] جب وہ مرج [illegible] کے مقام پر پہنچا تو (مصر کے) [illegible] نے اس سے ملاقات کر کے اسے گرفتار کر لیا اور وہاں سے اسکندریہ لے گیا جہاں اسے ۱۰ سال تک قید رکھا گیا۔

سودون کا تقرر ناصری کے بجائے حلب کا حاکم نائب سودون المظفر کو مقرر کیا گیا وہ سلطان کا وفادار تھا اور ناصری کی تمام حرکات و سکنات کی خبریں دیتا تھا کیونکہ ان کی حکومت میں سلطنت کے نائب کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ سلطنتوں کے [illegible] اپنے تحت [illegible] سلطان کا وفادار رہتا تھا اور اس کی [illegible] سے باخبر رہتا تھا اور [illegible] بغاوت کا قصد [illegible] بہت دور رہتا تھا۔

یہ منصب سودون کا تھا جو ناصری کی تمام خبریں سلطان کو دیتا تھا اور اس کی سازشوں سے اسے باخبر رکھتا تھا۔ لہٰذا جب ناصری کو [illegible] قید کیا گیا تو سلطان نے اسے منصب پر مقرر کیا۔

جوبانی کو جب ناصری کے زوال کا علم ہوا تو وہ بھی خوف زدہ ہوا کیونکہ ان دونوں کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ وہ اس خبر سے بہت پریشان ہوا۔ سلطان کو بھی اس کی وفاداری پر شک ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اس کا اقتدار بھی ختم کر دیا جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

امیر جوبانی کا عروج و زوال امیر جوبانی کا تعلق ترکی قبائل سے تھا۔ اس کا نام [illegible] تھا [illegible] (آزاد کردہ غلام) جس سے [illegible] سلطان اشرف پر جاری تھا۔ اس نے اس کے محلات میں پرورش پائی اور اس کے زیر سایہ تمام اخلاق و آداب کی تربیت حاصل کی۔ اس نے (شروع ہی سے) سلطان (برقوق) کے ساتھ مخلصانہ تعلقات تھے۔ کیونکہ دونوں نے ایک ہی جگہ پرورش پائی تھی اور اپنے وطن میں بھی دونوں ایک ساتھ پرورش پاتے رہے تھے۔ یوں دونوں ایک ساتھ رہے جس کی وجہ سے ان میں باہمی محبت مستحکم ہو گئی یہاں تک کہ مصیبت اور جلاوطنی میں بھی دونوں ایک ساتھ رہے۔ یہ [illegible] سلطان برقوق کے ساتھ پانچ سال تک [illegible] رہا تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس سلطان کے رنج و غم کو مسرت میں اور نحوست کو سعادت میں تبدیل کیا اور قید خانے کے بجائے سلطنت عطا کی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ اور اس کا فضل امیر جوبانی کو بھی حاصل ہوا اور اس کے بھی دن پھر گئے۔

برقوق کا رفیق خاص: (قید خانے سے رہا ہونے کے بعد یہ دونوں شام کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں دونوں اکٹھے رہے۔ پھر دونوں کو دربار سلطنت مصر بلایا گیا اور دونوں نے اکٹھے ترقی حاصل کی۔ سلطان (برقوق) عزوجاہ کے ہر مقام پر آگے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے سلطنت میں اقتدار حاصل کر لیا۔ وہ امرائے مصر کی تمام مشکلات دفع کرتا رہا اور ان کی ہر مشکل کو آسان کرتا رہا تا آنکہ وہ بادشاہت کے تخت پر بیٹھ گیا۔

امیر مجلس: اب سلطان (برقوق) نے سلطنت کے اعلیٰ عہدے اور اختیارات اپنے دوستوں میں تقسیم کئے۔ بالخصوص جوبانی کو بہت بڑا حصہ ملا۔ سلطان نے اسے امیر مجلس کا عہدہ دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حکومت کا مشیر اعلیٰ ہے۔ یہ عہدہ اتابک کے عہدے کے بعد دوسرا بڑا عہدہ ہے۔ لہٰذا امرائے مصر میں اس کا مرتبہ اعلیٰ ہو گیا اور وہ سلطنت کا اونچا ستون بن گیا جس پر حکومت کا نظم و نسق قائم تھا۔

جلاوطنی: یہ سلسلہ کچھ عرصے تک چلتا رہا تا آنکہ حسد و رقابت نے اس کے بعض احباب کو بیدار کر دیا۔ سلطان اس سے بدگمان ہو گیا لہٰذا اس نے حسد کے تقاضا کے مطابق اسے زیادہ مہلت نہیں دی اور وعدے کے ابھی سات دن باقی تھے کہ سلطان نے اسے گرفتار کر کے اسے اپنے محل کے اندر بارہ دن نظر بند رکھا۔ پھر اسے علیحدہ کرک کی طرف جلاوطن کر دیا۔

نائب حاکم: اس عرصہ میں سلطان کے دل و دماغ میں رحم و شفقت، شرافت اور وفاداری کے جذبات میں کشمکش ہوتی رہی۔ آخر کار اپنی فطری شرافت اور نیک نفسی سے مجبور ہو کر سلطان نے دوسرے دن یہ شاہی فرمان بھجوایا کہ وہ اسے ان تمام علاقوں کا نائب حاکم مقرر کیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخلوق خدا کی زبانیں اس کے لئے دعائے خیر کرنے لگیں اور شام میں اس کے عدل و انصاف اور علم و بردباری کے چرچے ہونے لگے۔

ترقی کے مواقع کی تلاش: سلطان مدت تک جوبانی کے حالات معلوم کرتا رہا اور اسے ہر طرح سے آزماتا رہا۔ آخر کار یہ ثابت ہو گیا کہ وہ نہایت مخلص اور وفادار ہے۔ نیز حاسدوں اور بدخواہوں کی کوششیں ناکام ہو گئیں لہٰذا سلطان موقع کی تلاش میں رہا کہ وہ کسی اعلیٰ عہدہ پر اس کا تقرر کر کے اس کی اشک شوئی کرے۔ آخر کار شام میں بندمر کی بغاوت کا واقعہ رونما ہوا تو جوبانی کی ترقی و شادمانی اور سعادت مندی کا بدر کامل بن کر نمودار ہوا اور وہ اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہو گیا۔

بندمر کے واقعات: یہ واقعہ اس طرح رونما ہوا کہ بندمر خوارزمی شام میں دمشق کا نائب حاکم تھا۔ اس کا تعلق اس خوارزمی فوج سے تھا جو خوارزم شاہ کے ماتحت تھی۔ وہ تاتاریوں کے دور میں عراق کا حاکم تھا۔ جب چنگیز خان کے ہاتھوں وہ ہلاک ہو گیا تو یہ فوج شام کے علاقوں میں منتشر ہو گئی اور ایوبی سلاطین کی ملازمت کرنے لگی۔ اس کے بعد خوارزمی فوج مصر کے ترک سلاطین کے ماتحت ہو گئی۔

دمشق کی حکومت: بندمر بھی اسی نسل سے تھا۔ اس کی خاندانی نجابت و شرافت امرائے مصر کو پسند آئی اور وہ ان کا ملازم ہو گیا۔ آخر کار وہ حکومت کے عہدوں کا امیدوار بن گیا اور منجک یوسفی اور عشقتمر ماردینی کے ساتھ وہ دمشق میں حکومت کرتا رہا۔ جب خاصکی نے اقتدار حاصل کیا تو اس نے دمشق میں بغاوت کر دی۔ لہٰذا اس نے محاصرہ کر کے اسے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔

آخر کار اسے اس کے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔

گرفتاری اور قید جب گزشتہ علاقوں کا فاتح ہوا اور موجودہ امیر (برقوق) برسرِ اقتدار آیا تو امرائے مصر نے اسے دمشق کا حاکم مقرر کر لیا۔ وہ برکہ کا حامی تھا۔ لہٰذا جب برکہ نے بغاوت اختیار کی تو اس نے دمشق میں اپنے دو حمایتیوں کو جن میں بیدمر اور بیغری شامل تھے بے خطرہ بھیج کر وہاں دمشق پر قبضہ کر لیا۔ ادھر برقوق نے قلعے کے نائب حاکم کو لکھ کر ان خبروں سے آگاہ کیا۔ لہٰذا جلتمر اخ حاجب اور ابن جرجی اور محمد بیگ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور تین دن تک اس سے جنگ کرتے رہے پھر اسے گرفتار کر کے مقید کر دیا۔ اس کے ساتھ بغری بن برقش اور جبریل بھی تھے ان سب کو اسکندریہ لا کر مقید کر دیا گیا۔

شام کی حکومت پر بحالی: جب برکہ مر گیا تو بیدمر اور برکہ کے ساتھیوں کو رہا کر دیا گیا جن میں بیبغا، مصری اور دمرداش احمدی بھی شامل تھے۔ جب سلطان تخت نشین ہوا تو اس نے بیدمر کو شام کی حکومت پر بحال کر دیا۔ بیدمر مال و دولت کا بہت حریص تھا اور ظلم و تشدد کے ذریعے مال و دولت وصول کرتا تھا اور مختلف قسم کی سزائیں دے کر مال جمع کرتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام اس کے دورِ حکومت سے تنگ آ گئے اور ان کی حالت قابلِ رحم ہو گئی۔

نظامِ حکومت کا مخالف گروہ: اس زمانے میں ملوک اور امرا کی ایک جماعت تھی جو بعض علماء کی پیروی کرتی تھی اور ان کے علم کے معتقد تھے۔ بعض افراد فقہ کو تسلیم کرتے تھے۔ بعض رافضی تھے اور بعض لوگ اجتہاد میں غلو ہونے کے قائل تھے۔ ان میں خلافت، ظاہری اور بکرائی کا رشتہ مشترک تھا۔ وہ اپنے ان اعتقاد یا علم کی وجہ سے اعلیٰ مراتب حاصل نہیں کر سکے تھے۔ لہٰذا وہ آپس میں مل کر ملوک، خلفاء اور حکومت کی مخالفت کرتے تھے کیونکہ شرعی احکام چھوڑ کر اس سے سختی اختیار کر رہے تھے جو سابق خلفاء اختیار کر چکے تھے اور جسے علمائے کرام اور مفتیوں نے شرعاً جائز قرار دے دیا تھا کیونکہ ملکی رواج اور نظم و نسق چلانے کے لئے سلطان کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ تسلیم تو کرتے تھے مگر شرط صرف یہ کہ قریشی اور حاکم کا عہدہ دیکھنا بھی ضروری تھا جو اسلام کا بلاغ تھا اور قرونِ اولیٰ میں اس امر کا مرکز نہ ہوا تھا۔ اس بارے میں پہلے بہت کچھ بحث ہو چکی تھی۔ اس کے علاوہ اموی خلافت کے بعد خلافت کی ضرورت پیش آنے پر قبیلوں کی خواہشیں مقرر تھیں اور یہ (اصلاحات) الٰہی نہ تھیں جنہیں تبدیل کیا جا سکے۔

مخالفوں کی سازش: بہرحال یہ جماعت ان چیزوں کی مخالفت کرنے والوں میں اقتدار پھیلاتے رہے تھے آخر کار انہوں نے اربابِ اقتدار کے خلاف ایک جماعت تیار کر لی۔ انہوں نے قلعہ دمشق کے نائب اور اس کی فوجوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنے کی کوشش کی مگر اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے حاکمِ دمشق بیدمر کو بھی اس سازش میں شریک کیا تھا کیونکہ اس کا فرزند محمد شاہ اس جماعت میں شریک تھا۔

بیدمر کی گرفتاری: جب سلطان (برقوق) کو یہ اطلاع ملی تو وہ بیدمر سے بدظن ہو گیا۔ لہٰذا بہت جلد اس نے بیدمر اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کاتب الٰہی کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس سے وہ مال و دولت کا حساب لے جو اس نے حکومت سے چھپا کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان بے وقوفوں کی جماعت اور ان کے پیروؤں کو طلب کر کے انہیں قید خانوں میں ڈال دیا یا قتل کر دیا جو ان سخت سزاؤں کے مستحق تھے۔

اشقتمر کا عارضی تقرر اس زمانے میں اشقتمر جو بیت المقدس میں مقیم تھا سلطان نے اسے طلب کر کے دمشق کا نائب ناظم بن جانے پر تیار ہو گیا [illegible] تقرر ہو چکا اور [illegible] حکومت کا کام سنبھالا مگر [illegible] تب اس نے اس عہدے سے سبکدوشی کے لیے درخواست کی۔ کیونکہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا اور بہت کمزور ہو گیا تھا اور اس قدر [illegible] بھی ہو گیا تھا کہ [illegible] اس لیے اب نئے تقرر ناگزیر ہو جاتا تھا۔

جوبانی کا تقرر لہٰذا سلطان نے امیر جوبانی کو اس عہدے پر مقرر کیا۔ اس وقت سلطان جوبانی کی ملاقات سے [illegible] اور اس سے بہت خوش تھا۔ لہٰذا امیر جوبانی دمشق کو بہت جلد پہنچ گیا۔ اس وقت اس کے استقبال کے لیے شاندار انتظام کیا گیا اور اسے [illegible] سلطان نے اس کا ایک شاہانہ استقبال کیا [illegible] چنانچہ تمام سلطان کی [illegible] اور دور دراز کے علاقوں میں بھی اس کی [illegible] رہا۔

شام کا حاکم مطلق اس کے بعد سلطان نے اسے شام کے صوبے کا [illegible] بنا دیا تھا کہ [illegible] چنانچہ [illegible] ۷۸۵ھ [illegible] اس وقت [illegible] حالات [illegible] اس کے شامل حال تھی۔ جب وہ دمشق کے قریب پہنچا تو اہل شہر اس کے استقبال کے لیے نکلے [illegible] دمشق میں [illegible] سے [illegible] ناقابل بیان تھی۔

جب امیر جوبانی نے دمشق کا انتظام سنبھالا تو سلطان نے ان کی تعریف کرتے تھے۔ سلطان نے اس کے [illegible] امیر [illegible] کا تقرر کیا۔

بیرونی ممالک سے دوستانہ تعلقات اس زمانہ میں افریقہ کا سلطان ابو العباس احمد [illegible] تعلق رکھتا تھا۔ امیر [illegible] تونس [illegible] مراکش کے [illegible] تب آ گیا تھا۔ اس سلطان کا نام [illegible] تمام [illegible] سلاطین [illegible] ہیں

قدیم زمانے سے مغرب اقصیٰ و افریقیہ کے بادشاہ مصر کے ترک سلاطین کے [illegible] تحائف [illegible] کے قبول تھے۔ کیونکہ ان کی سلطنت بہت وسیع تھی اور ان کی ملکداری کی بہت شان [illegible] تھی۔ انہوں نے [illegible] مصری [illegible] کی خدمت بھی کرتے تھے۔

ان دونوں سلطنتوں کے درمیان بھی تحائف کا تبادلہ ہوتا تھا۔ پھر دونوں سلطنتوں کے اندرونی حالات کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع بھی ہو جاتا تھا۔

سلطان سے ابن خلدون کی ملاقات مجھے (ابن خلدون) یہ شرف حاصل ہوا کہ میں افریقیہ کے [illegible] سلطان سے خصوصی تعلق رکھتا تھا۔ چنانچہ جب میں ۷۸۴ھ میں مصر پہنچا اور میں نے سلطان الظاہر [illegible] سے ملاقات کی تو

سلطان مصر نے [illegible] (ابن تغری [illegible]) [illegible] میں روایات [illegible] ان کے اوصاف [illegible] کے [illegible] سلطان [illegible] کے بعد [illegible] قدردانی [illegible] کے لئے [illegible] بہت اچھی خاطر [illegible] کیا ہے۔

اس کے بعد [illegible] سلطان [illegible] (مصر [illegible]) [illegible] سلطان مصر سے درخواست کی [illegible] کرنے کے لئے [illegible] نے میری مدد کی۔

تحائف کا تبادلہ [illegible] سلطان [illegible] درخواست کی [illegible] سلطان مصر [illegible] تعلقات قائم [illegible] تحائف [illegible] کے [illegible] ہے۔

تحائف [illegible] [illegible] تحائف [illegible] کے لئے ایک [illegible] ان کے [illegible] تحائف [illegible] دونوں [illegible] کے درمیان [illegible] تعلقات [illegible] کیا تھا۔

قاصدوں کا استقبال [illegible] سلطان مصر نے [illegible] تحائف [illegible] شایان شان تھے۔

میں نے اس سلطان [illegible] کی [illegible] کیا گیا تھا [illegible] تحائف [illegible] سے تعلقات [illegible] ہو گئے ہیں۔

([illegible]) سلطان نے [illegible] تحائف [illegible] تعلقات [illegible] ہو گئے ہیں۔

دوبارہ [illegible] تحائف [illegible] مغرب [illegible]

اور شہزادے سے نہایت بیش قیمت اور نادر قابل بیان ایسے تحائف اور سوغاتیں لے کر آئے جو عجیب و غریب اقسام کے تھے۔ ان کے رنگ اور شکلیں دلکش اور نادر تھیں۔

سلطان مصر نے ان تحائف کو بے حد پسند کیا۔ اس موقع پر شاہی قاصد نے سلطان مغرب کا خطبہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد اسے انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ حاجیوں کے سفر حج کے لئے ضروری زاد راہ مہیا کیا گیا اور محمل کے امراء کو ہدایت کی گئی کہ وہ ان کا خیال رکھیں۔ چنانچہ شاہی قاصد اور دوسرے حاجیوں نے فریضہ حج بخیر و خوبی ادا کیا۔

مصری تحائف کا تبادلہ: سلطان نے ان سفیروں کے ہاتھ پہلے کی طرح نہایت کثیر مقدار میں مصری پوشاکوں کے تحائف (سلطان مغرب) کو بھجوائے۔ یوں دونوں سلاطین کے درمیان محبت اور دوستی کے تعلقات قائم ہو گئے اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ میری ناچیز کوششیں بار آور ہوئیں۔

مغربی حاجیوں کا قافلہ: حاجیوں کے اس قافلے میں مغرب میں قبیلہ ہلال کے عرب سردار یعقوب بن علی بن احمد بھی شامل تھے جو اس قبیلہ ریاح کے سردار تھے جو قسطنطنیہ، بجایہ اور زاب میں آباد ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے فرزند و دیگر رشتہ دار بھی تھے۔

ان کے علاوہ عون بن یحییٰ بن طالب ابن مہلہل بھی حج کرنے گئے تھے۔ ان کا تعلق قبائل سلیم کی ایک شاخ کعوب سے ہے جو تونس، قیروان اور مہدیہ کے مقامات میں آباد ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے بھائیوں نے بھی فریضہ حج ادا کیا اور یہ سب حضرات ۷۹۳ھ کے ماہ ربیع الآخر کے وسط میں اپنے وطن واپس آ گئے۔

امرائے مکہ معظمہ کے حالات

ہم بیان کر چکے ہیں کہ مکہ معظمہ کی حکومت اس زمانے میں خاندان بنو قتادہ کے پاس تھی جو قبیلہ بنو مطاعن الہواشم اور بنو حسن سے منسوب تھے۔ یہ لوگ مصر میں ترکوں کی حکومت کے زمانے سے حکومت کرتے تھے ان کا بادشاہ بدوی تھا۔ بہر حال یہ لوگ سلطان مصر کے مطیع و فرمانبردار تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان عباسی خلفاء کی بھی تعظیم کرتے تھے جنہیں مصر کے ترک سلاطین مقرر کرتے تھے۔

احمد بن عجلان کی حکومت: آخری زمانے میں ۷۷۷ھ میں عجلان کے بعد اس کا فرزند احمد بن عجلان حاکم ہوا۔ وہ نہایت عادل و انصاف پسند تھا۔ وہ ظالموں اور مفسدوں سے رعایا کے مال و دولت کی حفاظت کرتا تھا بالخصوص وہ ان لوگوں کا بہت خیال رکھتا تھا جو (اپنے وطن کو چھوڑ کر زہد و عبادت کے لئے) مکہ معظمہ میں مقیم ہوتے تھے۔ اس کے ننھیال کے ذریعے جو عمر کے نام سے مشہور تھے۔ ان کا رعب و دبدبہ بہت بڑھ گیا تھا کیونکہ وہ اس کی حکومت کے مددگار تھے۔ اس لئے اسے عدل و انصاف کے کاموں میں بہت تقویت حاصل ہوئی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ معظمہ میں بیرونی تجارت اور تاجر حضرات بکثرت آباد ہو گئے اور مکہ معظمہ کے تمام گھرانے ان سے معمور ہو گئے کیونکہ اس کے عدل و انصاف اور نیکی کا چرچا دور دور تک پہنچ گیا تھا۔

عمر اس کے چچازاد بھائی عنان بن مغامس بن رمیثہ اور کو ابن رمیثہ اس سے حسد کرتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت نعمتیں عطا کی تھیں اور وہ ان کی مرضی کے مطابق وہاں کا محصول نہیں خرچ کرتا تھا۔ اس لئے وہ اس کے خلاف ہو گئے تھے اور بغاوت کا ارادہ کرتے رہتے تھے کہ احمد بن عجلان (حاکم مکہ) نے انہیں گرفتار کرلیا۔ مگر چونکہ وہ اس کے بھائی محمد بن عجلان کے حلیف تھے اس لئے اس نے اسے مجبور کیا کہ وہ ان کو چھوڑ دے یا انہیں قید کردے۔ چنانچہ وہ ایک سال یا اس سے زیادہ مدت تک قیدخانے میں رہے۔ اس کے بعد وہ قیدخانے سے نقب لگا کر بھاگ نکلے۔ مگر اسی رات وہ پکڑے گئے اور دوبارہ قیدخانے میں پہنچا دیئے گئے۔ مگر عنان بن مغامس وہاں سے بچ نکلا۔ وہ ۷۸۸ھ میں فریاد لے کر سلطان مصر کے پاس پہنچا۔

کبیش کی بری حرکات: تھوڑے عرصے کے بعد یہ اطلاع ملی کہ احمد بن عجلان طبعی موت کے ساتھ فوت ہو گیا ہے اور اس کے بعد اس کے بھائی کبیش بن عجلان نے اس کے فرزند محمد کو (جو بہت کم عمر تھا) اس کے بجائے حاکم مقرر کیا اور خود اس نے اس کا منصب سنبھال لیا (یعنی نائب بن گیا) اور قیدیوں کو انہیں بھی زہر دلا دیا تاکہ (حکومت کا) میدان خالی ہو جائے۔ کیونکہ وہ بھی اس کے امیدوار تھے۔

سلطان مصر کو اس کی یہ حرکتیں ناپسند آئیں اور اس نے یہ سمجھا کہ کبیش ان حرکتوں میں اس کا دست راست ہے اور مکہ معظمہ میں فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ جب ۷۸۸ھ میں حاجیوں کا قافلہ روانہ ہوا تو سلطان نے حاجیوں کے قافلے کے امیر کو ہدایت کی کہ وہ اس بچے کو معزول کر دے جو حاکم مقرر کیا گیا ہے اور اس کے بجائے عنان بن مغامس کو حاکم مقرر کیا جائے اور کبیش کو گرفتار کر لیا جائے۔

نو عمر امیر کا قتل: چنانچہ جب مصری حاجیوں کا قافلہ مکہ معظمہ پہنچا اور وہ نوعمر (حاکم) خلیفہ کے محمل کا استقبال کرنے کے لئے نکلا تو کبیش اس کے پیچھے ہی تھا کیونکہ اسے گرفتار کرنے کے لئے آدمی گھات میں لگے ہوئے تھے۔ وہ نوعمر بچہ (حاکم) خلیفہ کے محمل کے استقبال کے لئے پہنچا اور حسب معمول محمل کو چومنے کے لئے گھوڑے سے اترا تو وہ لوگ جو گھات میں تھے تلوار لے کر اس پر جھپٹے کیونکہ وہ اسے کبیش سمجھے ہوئے تھے (قتل کرنے کے بعد) وہ غائب ہو گئے اور ان کا سراغ نہیں مل سکا وہ اسے زمین پر پڑی ہوئی حالت میں چھوڑ گئے تھے۔

عنان کی حکومت: بعد ازاں امیر (قافلہ حج) حرم شریف میں داخل ہوا اور طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد اس نے عنان بن مغامس کو اس کے بزرگوں کے طریقے کے مطابق حکومت کا خلعت پہنایا۔ اس وقت کبیش بھاگ کر مکہ معظمہ کے ساحلی علاقہ جدہ کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ حجاز کے مشرق اور شمال میں عرب قبائل کے پاس پہنچا اور ظاہری طور پر ان سے مدد کا طالب ہوا۔ مگر چونکہ وہ سلطان کے مطیع فرمانبردار تھے اس لئے انہوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ پس اس کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور اس کے خدام نے بھی اسے چھوڑ دیا تھا۔

جب امیر قافلہ حج مصر پہنچا تو سلطان نے اس بچے کے قتل پر ملامت کی۔ مگر اس نے یہ معذرت پیش کی کہ اس کے آدمیوں کو غلط فہمی ہو گئی تھی۔ لہٰذا سلطان نے اس کی معذرت قبول کر لی۔

امرا نے مصر کی [illegible] جب (مصری) [illegible]

[illegible]

منطاش کی بغاوت

[illegible]

نافرمانی کے آثار [illegible]

[illegible] سے مقابلہ [illegible]

تا زمانی سے آتا رہا تھا، چنانچہ وہ عثمانی امراء کے ساتھ بھی اسی مقصد کے لئے سازش کرنے لگا۔ یہ خبر سلطان تک بھی پہنچ گئی مگر اس نے اسے پوشیدہ رکھا۔ مگر منطاش نے اسے بھانپ لیا۔ اس لئے اس نے بلاد روم کے مرکزی مقام سیواس کے حاکم سے خط و کتابت کی۔ وہاں ایک قاضی خود مختار ہو بیٹھا تھا وہ ارتنا کی نسل کے ایک بچے کو بادشاہ بنا کر اس کا سرپرست بنا ہوا تھا۔ یہ خاندان سلطان [illegible] کے زمانے سے اس علاقے پر حکومت کرتا تھا اور اس علاقہ کی حفاظت کے لئے بہت بڑی قبائلی فوج تعینات تھی۔

لہٰذا جب منطاش کے قاصد اور اس کے خطوط اس قاضی کے پاس پہنچے تو اس نے تعاون کا اظہار کرتے ہوئے بہت جلد اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے مکمل مجموعہ کے لئے بھیجا۔ منطاش ان سے ملاقات اور گفت و شنید کرنے کے لئے شہر سے باہر نکلا اور اپنے دوادار (پیشکار) کو ملطیہ کا نائب مقرر کیا۔ یہ سیدھا سادہ انسان تھا۔ وہ اپنے حاکم کے باغیانہ مقاصد کے نتائج سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس لئے اس نے سلطان کی اطاعت کا اعلان کیا اور منطاش سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے شہر میں سلطان کی حکومت قائم کر دی۔

سیواس میں آمد جب منطاش کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا تاہم وہ اپنے ارادے پر قائم رہا اور قاضی کے دستے کے ساتھ سیواس پہنچ گیا۔ جب وہ قاضی کے پاس آیا تو اس وقت حکومت کے اختیارات اس سے سلب ہو گئے تھے۔ اس لئے قاضی نے اس سے روگردانی کی اور سلطان کو یہ مغالطہ دیا کہ اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر رکھا ہے۔

شاہی فوجوں کی روانگی سلطان (برقوق) نے [illegible] ھ میں یونس دوادار، قردم راس نوبت، الطنبغا [illegible] امیر سلاح اور ہزاری منصب دار سرداروں کو فوجیں دے کر (مقابلہ کے لئے) روانہ کیا۔ انہوں نے ناصری کو بھی بلوایا اور دمشق کے [illegible] کو بھی جو ہزاری منصب دار تھا بلوایا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی اپنی فوجیں لے کر روانہ ہوں۔ چنانچہ وہ سب فوجیں روانہ ہو گئیں۔

امیر تیمور کا ظہور اس زمانے میں ماوراء النہر اور خراسان کا تاتاری بادشاہ تمر (تیمور) تھا جو چغتائی کے خاندان سے تھا۔ اس نے مغربی ایران (عراق عرب و عجم) اور آذربائیجان کی طرف لشکر کشی کی اور تبریز پر بزور شمشیر قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا تھا۔ اب وہ بغداد پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا برقوق کے شاہی لشکر نے بظاہر یہ شہرت دی کہ وہ اس (تاتاری بادشاہ) سے جنگ کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ جب یہ لشکر حلب پہنچا تو انہیں یہ اطلاع ملی کہ تمر (تیمور) نے اپنی فوجی حملے کا رخ اس باغی کے خلاف موڑ دیا ہے جس نے ماوراء النہر کے دور دراز علاقے میں علم بغاوت بلند کیا ہے۔

شاہی فوج سیواس میں لہٰذا سلطان کی فوجیں سیواس کی طرف لوٹ گئیں۔ وہاں کے باشندے ان کے حملے سے غافل تھے کہ اچانک یہ فوجیں ان کی سرحدوں میں گھس گئیں۔ قاضی (حاکم شہر) نے فوراً منطاش کو رہا کر دیا۔ اس سے پیشتر اسیری کی حالت میں قاضی اسے سلطان مصر کے خلاف بھڑکاتا رہا اور اسی مقصد کے لئے تاتاریوں کو شامل کرتا رہا تا آنکہ وہ اس کے بہکانے میں آ گیا۔

تاتاریوں کی امداد اس وقت قاضی نے اسے بلاد روم کے ان تاتاری قبائل کی طرف بھیجا جو ابن ارتنا کی ملازمت میں

تیار تھے۔ چنانچہ اس نے [illegible] سلطان مصر کے خلاف [illegible] لیکن ان خطرات سے آگاہ کر [illegible] امراء کے شبہ کا خاتمہ ہو گیا تو ان کے قتل کا بھی [illegible] ہو جائے گا۔

شامی فوجوں کی واپسی اس عرصے میں سلطان کی فوجیں [illegible] اور انہوں نے شہر کا محاصرہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

طولو کا مصر سے فرار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بغاوت کے آثار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

جوبانی اور دیگر امراء کی گرفتاری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

دوسرے دن سلطان نے [illegible] اور [illegible] کو بھی گرفتار کر کے ان دونوں کو بھی اس (جوبانی) کے پاس

(امکتمر ی) کو بھیج دیا جو سب وہاں مقید ہے۔ یوں ان کی بغاوت کا خطرہ دور ہو گیا۔

سلطان نے [illegible] کے بجائے دمشق کا حاکم [illegible] حاجب کو مقرر کیا اور [illegible] کے بجائے مصر میں اپنے بھانجے [illegible] بھائی [illegible] کو مقرر کیا اور حاجب معلم کے بجائے [illegible] کو مقرر کیا۔ اس کے بعد حالات درست ہو گئے۔

ناصری کی کامیاب بغاوت

جب حلب میں ناصری کو ان حکام کی نظر بندی کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ تاہم اس نے کامیاب بغاوت کی تیاری شروع کر دی۔ اس نے خفیہ طور پر چند امراء و حکام کو اپنے ساتھ ملا لیا اور سب سے پہلے اس نے اس کام کا آغاز امیر سودون مظفری کی مخالفت سے کیا۔ کیونکہ اس کے خیال میں وہ سلطان کو اس کے خلاف بھڑکا رہا تھا۔ اس کا عہدہ حاجب کا تھا۔ [illegible] کی سلطنت میں حاجب کا ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ وہ دوسری سلطنتوں کی طرح خبر رسانی اور [illegible] کے انتظام کی نگرانی بھی کرے۔ حاجب نے سلطان کو اس کی (ناصری کی) بغاوت سے باخبر کیا تھا اور [illegible] کا قصد رکھتے ہوں وہ اس کے قتل کے لئے کافی رہتا تھا۔

لہذا ان دونوں کی عداوت اور مخالفت میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا اور ان کے اختلافات کی خلیج وسیع ہوتی گئی۔ جب سلطان کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اپنے چھوٹے بھائی [illegible] اطلمش کو ان دونوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے بھیجا تاکہ [illegible] اختلاف ختم ہو جائے۔ جب ان (دونوں) نے اس کی آمد کی خبر سنی تو انہیں [illegible] خطرہ محسوس ہوا اور انہیں معاملہ مشتبہ نظر آیا۔

جب اطلمش وہاں پہنچا تو اس نے ناصری سے ملاقات کی اور اسے سلطان کا وہ خط دکھایا جس میں اسے حاجب (سودون) سے صلح کرنے کی ہدایت کی گئی تھی اور اس سے چشم پوشی کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔

ناصری کو جب اطلمش کے ذریعے یہ یقین ہو گیا کہ سلطان اس کے ساتھ اور دیگر امراء سے نرمی اور مہربانی کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہے تو وہ اس (مصالحت) کے لئے تیار ہو گیا۔ مگر اس کے دوستوں کی جماعت کو یہ اصرار تھا کہ وہ حاجب پر [illegible] کر کے اسے قتل کر دے لہذا اس نے ان کی یہ تجویز مان لی۔

حاجب کا قتل اطلمش [illegible] سے اس [illegible] ہوئے کہ [illegible] فریقین میں صلح کرا دے تاکہ باہمی خوف و نفرت کی فضا دور ہو جائے۔ ناصری نے اسے اپنے [illegible] میں طلب کیا [illegible] جب وہ آیا اسے [illegible] ناصری کی جماعت نے حاجب پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ [illegible] اس کے بعد [illegible] اطلمش خاموشی کے ساتھ اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ گیا۔

بغاوت کا آغاز اس کے بعد باقی امراء ناصری کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ناصری نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا اور وہ تیار ہو گئے۔ [illegible] منطاش [illegible] کے بعد [illegible] جب [illegible] پہنچی تو وہاں کے امراء بھی بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ ان کا سرغنہ [illegible] الناصری تھا۔ اس نے [illegible] جمع کر کے [illegible] حکومت [illegible] بغاوت [illegible]

کر کے اسے مقید کر دیا۔

امرائے مصر کی فوج کشی بعد ازاں حلب، حمص اور شام کے دیگر علاقوں میں بھی بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی تو سلطان (مصر) نے ان سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ ان کے ساتھ اتمش اتابک، یونس دوادار (چیف دار)، خلیلی بڑے امیر آخوریہ (وزیر سامان جنگ)، احمد ابن یلبغا امیر مجلس (وزیر دربار)، ایدکار صاحب الحجاب (وزیر داخلہ) تھے۔ سلطان نے فوج کے بہادر غلاموں اور موجودوں میں سے پانچ سو جنگجو بہادروں کا انتخاب کر کے انہیں خلیلی کی قیادت میں دیا اور انہیں اپنا مخصوص علم جس کا نام شالیش تھا، ان کے حوالے کیا۔ سلطان نے اس مخصوص فوجی دستہ کی خامیوں اور کمزوریوں کو دور کیا اور دوسرے فوجی دستوں کو ہر طرح کیل کانٹے سے درست کیا اور یہ تمام لشکر اسی سال کے موسم بہار کے وسط میں صف آرا ہو کر روانہ ہوئیں۔

منطاش کی حمایت ناصری نے اس کام (بغاوت) کے بعد منطاش کو بلا بھیجا جو شاہی لشکر کی ہیبت سے واپسی کے بعد سے تاتاری قبائل میں قیام پذیر تھا۔ ناصری نے اسے اعانت کے لئے ساتھ ملا لیا۔ پھر اس نے ترکمان اور عرب قبائل کو بھی اکٹھا کیا۔ اس کے بعد دونوں متحدہ فوجوں کو لے کر دمشق (پر حملہ کرنے کے ارادے سے) روانہ ہوا۔

دمشق کا نائب حاکم طرنطائی تھا جو سلطان کو تمام حالات کی خبریں روانہ کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فوج کے نائب امیر [illegible] کو قتل کرنے پر بھی آمادہ ہو گیا تھا کیونکہ اس کے ناصری کے ساتھ گہرے تعلقات تھے لہٰذا فوج اس کے خلاف بدگمان ہو گئی اور انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے گھر کو غارت کر کے قیدی بنا کر قلعہ کی طرف بھیج دیا اور اس کے بجائے محمد شاہ یعنی جندر کمالی کو مقرر کیا جو اپنے والد کے ساتھ ناصر کے پاس ملازم تھا اور اس وقت نابلس اور اس کے آس پاس کے علاقہ کا حاکم تھا۔ لہٰذا اسے غزہ کی طرف منتقل کر دیا۔

غداری اور شکست جب سلطان کی فوجیں دمشق پہنچیں تو انہوں نے قاضیوں کی منتخب جماعت کا ایک وفد ناصری اور اس کے ساتھیوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ مصالحت کرا سکیں۔ مگر (فریق مخالف) اس کے لئے آمادہ نہیں ہوا۔ چنانچہ اس وفد کو بھی روک لیا گیا اور انہوں نے جنگ کا آغاز کر دیا۔

جب مرج کے مقام پر غوطہ میں جنگ شروع ہوئی تو احمد بن یلبغا اور ایدکار، حاجب اور ان دونوں کی فوجیں دشمن کی صفوں کی طرف چلی گئیں اور ان کی طرف سے لڑنے لگیں۔ دیگر امراء کے ممالیک نے بھی ان کی پیروی کی (وہ بھی دشمن کے ساتھ مل گئے) لہٰذا (سلطان کی) جو فوج باقی رہ گئی تھی۔ دشمن نے اس پر سخت حملہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ (شاہی) فوج منتشر ہو گئی اور اتمش (سپہ سالار) دمشق کے قلعہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوا کیونکہ سلطان نے اسے کہہ دیا تھا کہ اگر اسے ضرورت ہو تو وہ قلعہ میں پناہ لے سکتا ہے۔

گرفتاری اور قید (دوسرا سپہ سالار) یونس حیران و پریشان بھاگ نکلا۔ کیونکہ اس کے نائب اسے تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس کی امیر [illegible] سے مڈبھیڑ ہوئی جس کے ساتھ اس کے دور اقتدار میں اختلافات تھے۔ لہٰذا اس نے اس کو گرفتار کر لیا۔

[illegible]

[illegible]

ناصری کا دمشق پر قبضہ [illegible]

[illegible]

مدافعت کی تیاری [illegible]

یلبغا کا [illegible]

شامی فوج کو شکست [illegible]

سلطان برقوق کا فرار [illegible]

پہنچا دینے کے علاوہ وہ اور کوئی بڑا نقصان نہ پہنچا سکے۔

چنانچہ جب رات ہوگئی تو اس نے اپنے باقی ماندہ غلاموں کو بکھر جانے کی اجازت دی۔ پھر خود بھیس بدل کر نکل گیا اور شہر کے کسی پوشیدہ مقام میں روپوش ہو گیا۔

ناصری کی حکومت اس کے بعد ناصری اور اس کے ساتھی صبح سویرے قلعہ پہنچے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے امیر حاجی ابن اشرف کو تخت شاہی پر بحال کیا اور اس کی بادشاہت کا اعلان کر کے اس کا لقب الملک المنصور رکھا۔ اس کے بعد جو والی امراء اور امرا کو فوری طور پر طلب کیا گیا جو اسکندریہ میں نظر بند تھے۔ چنانچہ وہ جلد روانہ ہو کر دوسرے دن قاہرہ پہنچ گئے۔

ناصری اور اس کے ساتھی ان امراء کے استقبال کے لئے پہنچے۔ ناصری نے جوبانی کو بڑے شاہی اصطبل پر اتارا اور اسے اپنی حکومت اور اقتدار میں برابر کا شریک کیا۔

سلطان برقوق کی جاں بخشی پہلے ہی دن سے سلطان ظاہر کی تلاش کا اعلان کیا گیا اور سارے دن اس کی تلاش جاری رہی۔ دوسرے دن بھی اس کی تلاش جاری رہی۔ یہاں تک کہ جوبانی کے ایک غلام نے اس کا سراغ لگا لیا۔ جب اس نے سلطان ظاہر کو دیکھا تو اس نے زمین بوسی کی اور اس کے ساتھ ادب و احترام کا سلوک کیا اور اسے بچانے کا حلف اٹھایا۔ اس کے بعد وہ سلطان کو قلعہ میں لے گیا اور وہاں ٹھہرایا۔ پھر اس بارے میں مشورے ہوئے۔ منطاش اور دوسرے امرا چاہتے تھے کہ سلطان (برقوق) کو قتل کر دیا جائے۔ مگر ناصری اور جوبانی معاہدہ کی پابندی کرنا چاہتے تھے (آخر کار سلطان کی جاں بخشی کر دی گئی۔)

سرکاری عہدوں کی تقسیم اس کے بعد جوبانی کو اتابک مقرر کیا گیا اور ناصری راس نوبہ (شاہی گارڈوں کا سپہ سالار) مقرر ہوا۔ دمرداش احمدی امیر سلاح، احمد بن یلبغا امیر مجلس، ابغا ماردینی دوادار اور الطنبغا جوبانی استادار (وزیر مالیات) کے عہدے پر مقرر ہوا۔ یوں تمام عہدوں اور مناصب پر نئے تقررات عمل میں آ گئے۔

شام کے حکام بعد ازاں زلار کو دمشق کا نائب حاکم بنا کر بھیجا گیا اور کمشبغا حموی کو حلب کا حاکم بنایا گیا۔ سلطان نے طرابلس کی حکومت سے معزول کر کے اسے دمشق میں نظر بند کر دیا گیا تھا۔ مگر جب وہ ناصری کا حامی ہوا تو اس نے اسے پھر جانشین بنا کر حلب کا حاکم مقرر کیا

مخالف امراء کی گرفتاری (اس حکومت نے) امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا جن میں نائب حاکم سودون باقی اور سودون طرنطائی بھی شامل تھے۔ ان میں سے کچھ کو اسکندریہ میں اور کچھ کو شام میں مقید رکھا گیا۔ اسی اثناء میں سلطان کے غلاموں کی تلاش جاری رہی۔ چنانچہ ان کی اکثریت کو مقید کر لیا گیا اور باقی افراد کو شام کی طرف بھیجا گیا تاکہ وہ متعلق حکام اور امراء کی خدمت کریں۔

نئی حکومت نے سلطنت کے وزیر مال (استادار) محمود کو جو کہ اپنے زمانے کا قارون (قارون العصر یعنی زمانے کا سرمایہ دار) تھا گرفتار کر لیا اور اس سے دس لاکھ درہم (جرمانہ) وصول کیا پھر اسے قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔

برقوق کی الکرک میں جلاوطنی۔ پھر ارباب حکومت اس بارے میں غور و فکر کرتے رہے کہ آیا (برقوق) سلطان کو قید کرکے قوص یا اسکندریہ میں سے کہاں بھیجا جائے۔ آخر کار ان کا متفقہ فیصلہ یہ ہوا کہ اسے الکرک بھیجا جائے مگر (شہرت یہ دی گئی کہ) اسے اسکندریہ بھیجا جائے گا کیونکہ انہیں منطاش کی طرف سے اندیشہ تھا۔

چنانچہ جب اس کی روانگی کا وقت آیا تو وہ [illegible] کے قریب [illegible] میں ٹھہرا اور وہیں اس نے ساری رات گزاری۔

اور جب جوبانی سلطان (برقوق) کو لے کر قاہرہ سے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ [illegible] فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر روانہ ہوا [illegible] سلطان کو (صحیح و سلامت) قلعہ کرک تک پہنچا دیں۔ جوبانی رات کے وقت رخصت کرنے کے لئے تھوڑی دور سلطان کے ساتھ گیا پھر وہ واپس آ گیا۔

قلعہ الکرک کی حکومت۔ [illegible] جب اصل صورت کا علم ہوا تو وہ بہت گھبرایا اور اس نے [illegible] سلطان [illegible] الکرک قریب [illegible] اپنے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ قلعہ کرک پہنچ گیا [illegible] حسن الکجکی کو اس کی خدمت پر مامور کیا اور اسے کرک کا حاکم بھی مقرر کیا اور سلطان کی اس طرح خدمت کرنے کی ہدایت کی کہ کوئی دشمن اسے نقصان نہ پہنچا سکے۔ چنانچہ وہ اسے [illegible] لے گیا۔ قلعہ میں اس کے قیام و طعام اور دیگر ضروریات کا انتظام کیا۔ چنانچہ سلطان وہاں اس وقت تک رہا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے دوسری صورت نہیں پیدا کی۔

اس کے بعد یہ خبر آئی کہ سلطان ظاہر (برقوق) کے وہ غلام جو اس واقعہ کے بعد پوشیدہ ہو گئے تھے دمشق میں بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ [illegible] تلاش کرکے [illegible] گرفتار کیا گیا اور [illegible] ان میں [illegible] بھی شامل تھا۔

منطاش کی حکومت

منطاش ناصری کے ساتھ مصر آ گیا تھا مگر وہ حکومت [illegible] اور پوشیدہ طور پر بغاوت اور مخالفت کے منصوبے بنا رہا تھا۔ کیونکہ (ناصری) حکومت نے اس کے حق کے مطابق جاگیریں نہیں دی تھیں اور سرکاری عہدے تقسیم کرتے وقت [illegible] اس کے منشا کے مطابق [illegible] ناصری نے اس کی خدمات [illegible] کاموں کا پورا صلہ نہیں دیا تھا۔ [illegible] جوبانی کو اس پر ترجیح دی گئی ہے اور [illegible] وہ بہت ناراض ہوا اور اس نے بغاوت اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا۔

بغاوت کی تیاری۔ جب امیر جوبانی کو [illegible] ناصری نے [illegible] تو اس وقت [illegible] کے تمام (ممالیک) بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے [illegible] بغاوت کے زمانے میں [illegible] منطاش سے [illegible] گئے تھے اور اس سے محبت کرتے تھے۔ لہٰذا منطاش نے انہیں اپنی بغاوت کے منصوبے سے [illegible] کیا [illegible] کے ساتھ

ساتھ وہ یعنی جوبانی کے سامنے اپنے خلوص کا اظہار کرتا رہا اور ان کی محفلوں و رمضان کی دعوتوں میں اس کا آنا جانا رہا۔

دوسری طرف یلبغاویہ کی جماعت بھی ناصری کے خلاف تھی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ ناصری ان کی تنخواہوں اور جاگیروں میں کوتاہی اختیار کر رہا ہے۔ لہٰذا وہ بھی (اندرونی طور پر) اس کے مخالف ہو گئے تھے۔ اسی لئے جب منطاش نے انہیں بھی بغاوت پر آمادہ کیا تو وہ فوراً اس مقصد کے لئے تیار ہو گئے اور اس کی تربیت و نیز ہر ضرورت کے وقت اس کی حمایت کا وعدہ کیا۔

پھر ناصری اور جوبانی تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ انہوں نے اسے شام کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا مگر وہ بیمار بن گیا اور کئی دنوں تک اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ وہاں سے مال منتقل کر رہا تھا تاکہ ان کے خلاف اپنے منصوبے کو مکمل کرے۔

ہنگامہ آرائی جب کہ ابن جوبانی (اسے گرفتار کرنے کے لئے) اس کے گھر پہنچا تو اس وقت منطاش نے اپنے گھر میں حملہ کرنے کے لئے اپنے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا لہٰذا انہوں نے جوبانی کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اس کے بعد منطاش رمیلہ پہنچا۔ وہاں اصطبل کے دروازے کے پاس اس نے امراء کی سواری کا مال لوٹ لیا۔ اس وقت ناصری بھی اپنے ساتھیوں میں سے ایک امیر کی قیادت میں جنگ کے لئے سپاہی اور تیر انداز اکٹھے کر رکھے تھے۔ لہٰذا وہ وہاں اذان کے مینارے کے قریب کھڑا ہو گیا تاکہ وہاں کی حفاظت اور نگرانی کرے۔ اسی وقت ترکمان امراء اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے دور سے تیر اس کے پاس پہنچنے لگے۔ نیز سلطان قلاوون کے جو غلام وہاں رہ گئے تھے وہ بھی اس کے پاس چلے گئے۔ یوں ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا۔

جنگ کا آغاز (یہ حالات دیکھ کر) یلبغاویہ کی جماعت کے امراء بھی اپنے گھروں سے نکل کر رمیلہ کے مقام پر پہنچ گئے اور انجام کار کا انتظار کرتے رہے۔ ناصری اس وقت اپنی موجودہ فوج پر بھروسہ کر رہا تھا۔ اس نے امراء کو دشمن کے خلاف حملہ کرنے کا حکم دیا مگر وہ حملہ کرنے سے پہلے ہی (لا پروا ہو گئے) البتہ ناصری اور فریقین بھی حملہ کرنے سے رک گئے۔

جوبانی کے ممالیک (غلام) اپنے آقا کا بدلہ لینے کے لئے ناصری کی طرف پہنچے تو منطاش نے دھمکی دی (کہ اگر تم اس کے پاس گئے تو) وہ ناصری کو قتل کر دے گا لہٰذا وہ منتشر ہو گئے۔

ناصری کی شکست فریقین دن کے آخری حصے تک جنگ کرتے رہے۔ پھر دوسرے دن صبح سویرے جنگ شروع ہوئی۔ ناصری نے پر زور حملہ کیا مگر پسپا ہوا۔ فریقین تین دن تک جنگ کرتے رہے۔ اسی اثناء میں منطاش کی فوج و طاقت میں اضافہ ہوتا گیا تا آنکہ چہارشنبہ کی شام کو ناصری کی فوج اسے چھوڑ کر بھاگ گئی۔ ناصری چند دن تک شاہی قلعہ میں رہا۔ اس کے بعد منطاش قلعہ میں داخل ہو گیا اور اس نے اس کے گھروں اور خزانوں کو لوٹ لیا۔

منطاش کی حکومت کا آغاز ناصری حیران اور پریشان پھرتا رہا اس کی فوجیں اسے چھوڑ کر بھاگ رہی تھیں۔ بالآخر وہ دوسرے دن صبح سویرے منطاش کے پاس پہنچا تو منطاش نے اسے گرفتار کر لیا اور ناصری کے پاس سے جو بھاگ کر آئے تھے انہیں علیحدہ علیحدہ سکندریہ کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ ان کے ایک گروہ کو جسے ناصری نے قید کر رکھا تھا قوص اور دمیاط کی طرف بھیجا گیا۔

تجدید بیعت: بعدازاں اس نے ازسرِنو امیر حاج المنصور (سلطان مصر) کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلطان کے غلاموں کو بذریعہ اعلان یہ پیغام بھجوایا کہ وہ حاضر ہو جائیں۔ یوں اس نے ان کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ جو باقی رہ گئے تھے وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد گرفتار شدہ غلاموں کو قوص بھیج دیا گیا۔ پھر اس نے (شہر کے) بعض دولت مندوں کا مال ضبط کر لیا نیز (سابق وزیر مال) استادار محمود کو رہا کر دیا اور اسے خلعت عطا کر کے اسے اس کے عہدے پر بحال کرنے کا ارادہ کیا۔

ضبط اموال: مگر جلد ہی اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا اور دوبارہ اس کا مال و سامان ضبط کیا گیا۔ چنانچہ اس نے اس کی دولت کا وہ حصہ چھین لیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سونے (زر) کے ساٹھ خزانے (قنطار) تھے۔

نئے حکام کا تقرر: جب منطاش امور سلطنت میں خود مختار ہو گیا تو اس نے سرکاری عہدوں اور مناصب پر اپنی مرضی کے مطابق عہدے دار مقرر کیے چنانچہ اس نے اقتمر لی کو شام سے بلوا لیا۔ اس کے بھائی تمرلطائی نے ان دونوں کے بھائی چارہ کے تعلقات قائم کرا دیے تھے۔ لہٰذا اس نے انہیں نائب اعظم مقرر کیا۔ اور اسندمر بن یعقوب شاہ کو امیر سلاح مقرر کیا اور ابلا صفوی کو حاجبوں کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ یوں اس نے ان تینوں کو خصوصی مشورہ کے لئے ارکان سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

ابراہیم بن قطلقتمر۔ یہ جو امیر جندار (سپہ سالار) تھا۔ اس بغاوت میں اہم حصہ لیا تھا۔ اس لئے منطاش نے اس کا خاص طور پر خیال رکھا اور ہزاری امراء پر اسے مقدم رکھا۔ مگر جب اسے یہ اطلاع ملی کہ وہ دیگر امراء کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کرنے میں گفت و شنید کر رہا ہے اور خود مختار ہونا چاہتا ہے تو اس نے اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر اسے حلب کا حاکم مقرر کر کے اس علاقے کی طرف روانہ کر دیا۔

منطاش نے ارغون اسندار کو اپنا "خاص آدمی" مقرر کر رکھا تھا اور وہ اس کا منظور نظر تھا لہٰذا امیر خاص و عام اس سے تعلق قائم کرنے لگے اور وہ مرجع ہو گیا۔ اس کے دروازے پر بھیڑ ہونے لگی مگر کچھ عرصے کے بعد منطاش کو یہ خبر ملی کہ اس نے امیر جندار ابراہیم سے ساز باز کر رکھی تھی لہٰذا اسے بھی گرفتار کر لیا اور قید میں رکھ کر یہ تحقیق کرنی چاہی کہ وہ ابراہیم کے ساتھ سازش میں شریک تھا یا نہیں؟ مگر وہ انکار کرتا رہا اور قید خانے ہی میں زندگی گزارتا رہا۔

منطاش نے (سابق) نائب سودون کو (قید خانے سے) رہا کر دیا اور وہ مصر آ کر خانہ نشین ہو گیا اور یہ سلسلۂ حکومت اسی طرح قائم رہا۔

بزلار کی ناکام بغاوت: جب دمشق میں بزلار کو یہ اطلاع ملی کہ منطاش سلطنت (مصر) کا خود مختار حاکم ہو گیا ہے تو یہ بات اسے ناگوار معلوم ہوئی اور اس کے دل میں بغاوت کا جذبہ پیدا ہوا اور اس مقصد کے لئے اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے شام میں حلب وغیرہ کے حکام سے خط و کتابت کی اور انہیں (بغاوت میں) متحد ہونے کی دعوت دی مگر انہوں نے اس کی حمایت نہیں کی اور وہ (منطاش کے) مطیع اور فرمانبردار رہے۔

بزلار کی شکست: اس اثناء میں طاز کے بھائی جنتمر نے جو دمشق کا امیر کبیر تھا۔ یہاں کے امراء سے (بزلار کے خلاف) ساز باز کی اور انہیں سلطنت مصر کا وفادار بنایا۔ جب بزلار کو یہ اطلاع ملی تو وہ اپنے غلاموں اور حامیوں کو لے کر انہیں گرفتار کرنے کے لئے پہنچا مگر وہ انہیں گرفتار نہیں کر سکا بلکہ اس کے برخلاف حامیوں کی تعداد بڑھ گئی اور دمشق کے عوام نے بزلار

کے خلاف ان کی امداد کی اور ان کے ایک حصے میں ان کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ جب بذار کو اپنی شکست اور ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔

نیا حاکم دمشق: منطاش کو مسرت کے ساتھ یہ خبر پہنچائی گئی تو اس نے اسے قلعہ میں بند کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ بذار قید خانے میں رہ کر فوت ہو گیا۔ اب منطاش نے جنتمر کو دمشق کا حاکم مقرر کیا۔

برقوق کے قتل کا حکم: جب سلطان ظاہر (معزول بادشاہ) کو قلعہ کرک میں یہ اطلاع ملی کہ منطاش سلطنت (مصر) کا خود مختار حاکم ہو گیا ہے اور اس نے قاہرہ کے تمام امراء کو مقید کر رکھا ہے اور ان کے بجائے اپنے حامیوں کو مقرر کر دیا ہے تو اسے اپنی جان کا خطرہ نظر آیا اور اس کے نتیجے میں سے خوفزدہ ہوا۔

جب منطاش خود مختار ہوا تو اس کے نزدیک اہم کام سلطان ظاہر (برقوق) کا خاتمہ کرنا تھا لہٰذا اس نے قلعہ کرک کے نائب حاکم حسن کشکلی کو حکم بھیجا کہ وہ (سلطان برقوق) کو قتل کر دے مگر امیر نے جب حسن کشکلی کے سپرد (سابق) سلطان کو کیا تھا تو اس وقت اس نے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اس کے بدخواہوں سے اس کی حفاظت کرے۔ لہٰذا وہ اس (قتل) کرنے کا ارادہ نہ کر سکا۔ اس نے بریدی اور قاضی شہر اور [illegible] اور دوسرے ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلطان (برقوق) کا خون بہانے سے پرہیز کیا جائے۔

معذرت نامہ: لہٰذا اس (حسن کشکلی) نے منطاش کو یہ معذرت نامہ بھیجا کہ سلطان (موجودہ) اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر اس کام کی انجام دہی میں بہت خطرات ہیں۔ منطاش نے سلطان اور خلیفہ کا اجازت نامہ حاصل کر کے ان کی اجازت کے ساتھ دوبارہ اسی مضمون کا خط لکھا۔ مگر اس نے بریدی (مخصوص قاصد) کو اپنے پاس ٹھہرائے رکھا اور وعدوں کے ساتھ بہلاتا رہا اور ٹال مٹول کرتا رہا تا آنکہ اس سے خلاصی کی کوئی صورت نکلے۔

یہ لوگ سلطان کے احترام اور شفقت کی وجہ سے اس حکم کو سلطان سے چھپائے ہوئے تھے۔ تاہم سلطان نے اس بات کو بھانپ لیا تھا۔ اس لئے اس نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو وسیلہ بنائے رکھا۔ کیونکہ وہ اپنے محل کی کھڑکی سے ان کے مزار کو دیکھا کرتا تھا۔

بریدی کا قتل: اس موقع پر سلطان کے غلاموں نے شہر کا گشت کیا اور وہ ایسے افراد (کی امداد) حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جو سلطان کی اچھی طرح مدافعت کر سکتے تھے۔ چنانچہ گفت و شنید کے بعد انہوں نے غلاموں کے ساتھ (سلطان کی مدافعت کا) معاہدہ کیا اور وہ بریدی (شاہی قاصد) سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بریدی کا گھر سلطان کے گھر کے سامنے تھا۔ چنانچہ یہ (غلام) رمضان المبارک کی دسویں تاریخ کی رات کو اس کے دروازے پر پہنچ گئے اور اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس کا سر کاٹ کر سلطان (برقوق) کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ ان کی تلواروں سے خون بہہ رہا تھا۔ اس وقت حسن کشکلی سلطان کو تعظیم دینے کے لئے آپ کے دستر خوان پر روزہ افطار کر رہا تھا۔ جب اس نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ دہشت زدہ ہو گیا۔

دوبارہ حکومت کے لئے جدوجہد: انہوں نے اسے بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر سلطان (برقوق) نے اسے اپنی پناہ

میں لے لیا اور انہی نے برقوق کو قلعہ کی حکومت سپرد کر دی اور نائب حاکم نے سب سے پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد دوسرے دن شہر والوں نے آکر سلطان برقوق کے ہاتھ پر بیعت کی (اور اسے دوبارہ سلطان تسلیم کیا)

عرب قبائل کی امداد: کرک کے نواح سے بنی عقبہ اور دوسرے عرب قبائل آ گئے اور انہوں نے اپنی حمایت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد جب یہ خبر چاروں طرف مشہور ہوئی تو بہت سے (سلطان برقوق کے) غلام اس کے پاس آ گئے۔

دمشق کی سمت پیش قدمی: جب منطاش کو (مصر میں) یہ خبر پہنچی تو اس نے غزہ کے نائب حاکم کو ہدایت کی کہ وہ فوج لے کر کرک پہنچ جائے۔ اس نائب حاکم کا نام ابن باکش تھا۔ جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو اسے یہ بھی پتہ چلا کہ ابن باکش کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے شام کی طرف روانہ ہو جائے۔ آخر کار اس نے دمشق کی پیش قدمی کا عزم ارادہ کر لیا اور کرک سے ماہ شوال میں روانہ ہو گیا۔ اس نے قبہ کے مقام پر پڑاؤ کیا اور وہاں عرب قبائل کی فوجیں آ ملیں۔ پھر وہ ایک ہزار سے زائد عربوں اور ترکوں کی فوج لے کر روانہ ہوا اور منزل بہ منزل دمشق کے قریب پہنچ گیا۔

اہل دمشق کی شکست: ادھر دمشق کے نائب حاکم جنتمر نے مقابلہ کے لئے فوجیں بھیجیں جن میں شام کے عوام اور بہت سے لوگ شامل تھے۔ چنانچہ شقحب کے مقام پر فریقین میں جنگ ہوئی۔ یہ سخت جنگ تھی۔ آخر کار اہل دمشق کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے افراد مارے گئے۔ سلطان (برقوق) کو فتح حاصل ہوئی۔ اس نے دشمن کی فوج کا دمشق تک تعاقب کیا مگر ان کے بہت سے افراد شہر بھاگ گئے۔

ابن باکش کی شکست: جب سلطان (برقوق) کو معلوم ہوا کہ ابن باکش اور اس کی فوجیں اس کا تعاقب کر رہی ہیں تو اس نے پیچھے کی طرف پلٹا اور ماہ ذوالقعدہ میں ابن باکش کی فوجوں پر حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن باکش کی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی اور سلطان اور اس کی فوج نے ان کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور ان سے مال بہ کثرت ملا اور اس کی وجہ سے سلطان کی فوجی طاقت میں بھی اضافہ ہو گیا۔

محاصرۂ دمشق: اس کے بعد سلطان دمشق کی طرف واپس آیا اور میدان میں خیمہ زن ہوا تو عوام اور دونوں کے افراد سلطان کے خلاف ہو گئے اور میدان میں وہ سلطان کی جان کے درپے ہو گئے تھے اس لئے وہ اپنا ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ چنانچہ عوام نے اس کا اور اس کے غلاموں کا ساز و سامان لوٹ لیا۔ پھر سلطان قبۃ یلبغا کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔ اہل دمشق نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ چنانچہ سلطان نے محرم کے وسط میں ان کا محاصرہ کر لیا۔

کمشبغا کی امداد کی مہم: ادھر حلب کے نائب حاکم کمشبغا حموی نے اپنی سلطنت میں سلطان کی حمایت میں کام کرنا شروع کر دیا تھا اور جب سلطان کرک سے شام کی طرف روانہ ہوا تھا تو اس نے کھلے طور پر اپنی حمایت کا یقین دلایا تھا۔ لہٰذا جب اسے یہ اطلاع ملی کہ وہ دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے ہے تو کمشبغا سلطان سے ملاقات کے لئے تیار ہوا اور اپنے ساتھ وہ تمام ساز و سامان لے کر روانہ ہوا جس سے سلطان کی فوج ہر قسم کی تکالیف سے محفوظ ہو گئی اور اس کی شان و شوکت قائم ہو سکے۔

قیدی امراء کا فرار: دوسری طرف اینال یوسفی اور سلطان کا چچازاد بھائی قجماس اور دوسرے امراء جو صفد میں مقیم تھے وہ سب کے سب سلطان کے پاس پہنچ گئے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ صفد کے نائب حاکم کے پاس سلطان کے چند غلام ملازم تھے انہوں نے اس سے غداری کر کے صفد کے قید خانے میں مقید تمام امراء کو رہا کرا دیا۔ چنانچہ وہ سب سلطان (برقوق) کے پاس پہنچ گئے جب کہ وہ دمشق کا محاصرہ کر رہا تھا۔ ان سب کا پیش رو اینال تھا۔

قوص کی بغاوت: جب ان امراء کو جو قوص میں نظر بند تھے یہ اطلاع ملی کہ سلطان (برقوق) نظر بندی سے رہا ہو گیا ہے اور وہ کرک کے علاقے پر قابض ہو گیا ہے اور لوگ (اس کی حمایت میں) اکٹھے ہو رہے ہیں تو انہوں نے اس سال کے ۱۰ شوال میں بغاوت کا اعلان کیا اور وہاں کے حاکم کو گرفتار کر کے قاضی کے خزانے سے مال و دولت نکال لی۔

جب ان کی (بغاوت کی) اطلاع مصر پہنچی تو ان (کی سرکوبی) کے لئے فوجیں روانہ کی گئیں پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ ان (باغیوں) نے اسوان پہنچ کر وہاں کے حاکم حسین ابن قرط کو بھی ورغلایا ہے اور اس نے بھی ان کی حمایت کا وعدہ کیا ہے چنانچہ ان کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ وادی القصیب کی مشرقی سمت سے سویز کی طرف روانہ ہوں اور وہاں سے کرک جائیں۔

بغاوت کا انسداد: چنانچہ جب ابن قرط (کے ساز باز) کی خبر ملی تو منطاش نے سودون بن یعقوب شاہ کو روانہ کیا۔ وہ اپنی فوجوں کو لے کر مشرقی کنارے کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ابن قرط نے خود پہنچ کر اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلایا تو اسے تعظیم و تکریم کے ساتھ اس کی عملداری پر بحال کر دیا گیا۔

اس کے بعد ابن یعقوب شاہ قوص پہنچ گیا۔ اس نے تمام گرد و نواح کے علاقے پر قابو پا لیا تھا اور باغی امراء کو پہلے ہی سے گرفتار کر لیا تھا۔

اس کے بعد سلطان ظاہر کے غلاموں اور مصر کے بالائی علاقے (صعید) کے حکام جو غلام تھے ان سب کو قتل کر دیا۔ پھر امراء کو لے کر مصر روانہ ہوا اور وہاں اس سال کی پندرہ ذوالحجہ کو پہنچا۔ وہاں صرف چار امراء کو چھوڑ دیا گیا تھا جن میں سودائی ابری بھی شامل تھا۔ باقی امراء کو مقید رکھا گیا۔

کمشبغا کی بغاوت: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ناصری نے کمشبغا کو جو اس وقت (شاہی غلاموں کا افسر) تھا حلب کا نائب حاکم مقرر کیا تھا مگر جب منطاش خود مختار حاکم بن گیا تو وہ اس کا مخالف ہو گیا تھا۔ پھر جب بزلار نے دمشق میں بغاوت کا اعلان کیا تو اس نے اسے اپنے ساتھ شامل کرنا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا تھا۔ تاہم جب اسے کرک کی نظر بندی سے سلطان کے رہا ہونے کی اطلاع ملی تو اس وقت اس نے بغاوت کا اعلان کیا اور سلطان (برقوق) کی بادشاہت کی تحریک کی حمایت کی۔ ابراہیم ابن شہداد نے اس کی مخالفت کی اور حلب کے مضافات کے اہل بانقوسا نے بھی نافرمانی کی۔ چنانچہ کمشبغا نے ان سب سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور قاضی ابن ابی الرضا کو بھی قتل کر دیا جو اس کا مخالف تھا۔ یوں ماہ شوال میں وہ حلب کا خود مختار حاکم ہو گیا۔

برقوق کی زبردست امداد: اس کے بعد اسے اطلاع ملی کہ سلطان (برقوق) نے منطاش اور ابن باکیش کی فوجوں کو

شکست دے کر قیصریہ حلب کے مقام پر اپنا محاذ قائم کر رکھا ہے کیونکہ اہل دمشق نے میدان سے نکال کر اس کا سامان لوٹ لیا تھا۔ اب وہ دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا اس نے حلب سے فوجیں اور سامان جنگ اکٹھا کیا اور سلطان کو (جنگ کے لئے) جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب فراہم کیں۔ ان میں (نقد) دولت کپڑے ہتھیار اونٹ گھوڑے محاصرے کے آلات شامل خیمے فرش اور چھوٹی بڑی سب چیزیں شامل تھیں۔

(جب وہ وہاں پہنچا تو) سلطان نے اس کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور اس کی بے حد تعظیم و تکریم کی۔ سلطان نے اسے اتابک اور امیر اعظم بنایا اور وہ اس کے ساتھ دمشق کے محاصرہ میں شریک رہا۔

شدید محاصرۂ دمشق کمشبغا کے پہنچنے کے بعد دمشق کا محاصرہ سخت کر دیا گیا کیونکہ سلطان کے پاس جنگجو سپاہیوں اور محاصرہ کے آلات کی کثرت ہو گئی تھی۔ لہٰذا شہر پناہ کو چاروں طرف سے مجانیق (قلعہ شکن آلات) کے پتھروں سے تباہ و برباد کر دیا گیا اس کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے اور اس کے آس پاس کے گھروں میں آگ لگ گئی اور تمام گنبدوں اور قصروں پر جانیں اور آتشزدگی مسلط ہو گئی۔ تیز فصیلوں کے اوپر سے مدافعانہ جنگ شدید ہو گئی اس کا مشورہ شافعیہ کے قاضی احمد بن الاخنائی نے دیا تھا مگر اہل علم اور چند دوسرے حضرات نے اس کی مخالفت کی تھی۔

منطاش کو جب دمشق کے محاصرہ کی اطلاع ملی تو اس نے طنطا اکبی وہ [illegible] الاجرب کے ساتھ وہاں کی فوجوں کے لئے مالی امداد بھجوائی اور وہ خود وہاں رہا۔

اس کے بعد (حاکم دمشق) جنتمر نے امیر الیاس الحمر بن جبار سے فوجی امداد طلب کی اور وہ جنگ کرنے کے لئے وہاں پہنچا۔ اس کے مقابلے کے لئے کمشبغا نائب حاکم حلب (فوج لے کر) آیا اور مقابلہ کر کے اس کی فوج کو شکست دے دی اور اس کے خادم کو گرفتار کر کے قیدی بنا کر سلطان کے پاس لایا۔ سلطان نے اسے اور دوسرے قیدیوں کو آزاد کر دیا بلکہ اسے خلعت اور سواری دے کر اس کے آقا کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد بدستور دمشق کا محاصرہ جاری رہا۔

انیال کی بغاوت

دمشق کے واقعہ کے بعد جب انیال کو شکست ہوئی تو وہ مصری فوج سے بھاگ گیا تھا۔ جب وہ غزہ میں تھے گرفتار ہو گیا۔ تو اسے قید کر دیا تھا اور کرک میں نظر بند رہا۔ جب تمام مصری فوج جمع ہو گئی تو انہوں نے اسے صفد کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ جہاں وہ دیگر امراء کے ساتھ نظر بند رہا۔

جب قطلوبغا الصفدی کا خاتمہ ہوا تو اس نے برقوق کے غلاموں کی ایک جماعت کو اپنا ملازم مقرر کیا اور ان میں سے جبقا سائی کو دوادار مقرر کیا۔

جب اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان برقوق نظربندی سے آزاد ہو گیا ہے اور وہ شام روانہ ہو گیا ہے تو جبقا نے اپنے دوستوں قطلوبغا کے غلاموں کے ساتھ یہ سازش کی کہ وہ مخالفت کر کے سلطان کے پاس چلے جائیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک جماعت نے راہ فرار اختیار کی تو قطلوبغا ان کے تعاقب کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے جبقا سائی کو دوادار اور صفد کا نائب مقرر کیا (اس کے جانے کے بعد) ان لوگوں نے انیال اور تمام شاہی قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انیال نے قلعہ

پر قبضہ کر لیا۔

جب قطلو بغا مفرور افراد کے تعاقب سے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ ان لوگوں نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کو روک دیا ہے نیز وہ اپنے غلاموں سے بدگمان ہو کر صفد سے چلا گیا کیونکہ اس کے گھر اور جاگیر کو لوٹ لیا گیا تھا۔ وہ شام چلا گیا جہاں کے امراء نے سلطان (برقوق) سے شقحب کے مقام پر شکست کھائی تھی اور اب وہ مصر جا رہے تھے لہٰذا وہ بھی ان کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔

ادھر اینال نے صفد کا انتظام درست کر کے وہاں اپنا جانشین مقرر کیا۔ پھر وہ سلطان کے پاس چلا گیا وہ اس کے ساتھ رہنے لگا۔

منطاش کی فوج کشی: ادھر مصر میں شام کی فوجوں کی شکست کی خبریں لگاتار پہنچنے لگیں اور (یہ بھی معلوم ہوا کہ) سلطان الظاہر (برقوق) نے دمشق کا محاصرہ کر رکھا ہے اور حلب، صفد اور شام کے دیگر علاقے اس کے حامی ہوتے جا رہے ہیں پھر شکست خوردہ فوجیں بھی مصر کی امداد اور جب حاکم صفد بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے بھی (منطاش کو) جنگ کے لئے آمادہ کیا۔ نیز دمشق کے نائب حاکم جنتمر کے خطوط اور اس کے فریاد نامے بھی لگاتار آتے رہے۔

شام کی طرف فوج کشی: ان حالات میں منطاش نے شام کی طرف فوج کشی کا عزم مصمم کیا اور جنگی تیاریاں شروع کیں اور اعلان کرایا کہ فوجیں اکٹھی ہو جائیں۔ اس نے سلطان مصر، خلیفہ، قاضیوں اور علماء کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور [illegible] الآخرہ کو کوچ کیا۔ وہ قاہرہ سے باہر ریدانیہ کے مقام پر خیمہ زن ہوا تاکہ جنگی خامیوں اور کمزوریوں کو دور کرے۔

منطاش نے قاہرہ پر اپنے دوادار (پیش کار) سرای تمر کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اسے مکمل اختیارات دیئے۔ اس نے قلعہ پر بکا اشرفی کو مقرر کیا اس نے قلعہ میں خزانے کے ایک گودام کا دروازہ بند کر کے اوپر سے بھی اسے بند کیا اور اسے کنوئیں کی طرح بنا کر وہاں بڑے بڑے سابق ارکان سلطنت قیدیوں کو منتقل کیا۔

منطاش نے نائب سودون کو قصر کی طرف منتقل کر کے اسے وہاں ٹھہرایا پھر اس نے حکم دیا کہ سلطان (برقوق) کے جو غلام باقی رہ گئے ہیں انہیں گرفتار کیا جائے۔ اس پر وہ شہر کے نامعلوم مقامات میں روپوش ہو گئے۔ اس نے یہ بھی حکم دیا کہ قاہرہ کی اکثر سڑکوں اور شاہراہوں کے پھاٹک بند کر دیئے جائیں۔ چنانچہ وہ بند کر دیئے گئے۔

منطاش کی روانگی: (ان حربی حفاظتی اقدامات کے بعد) منطاش سلطان کو ۲۲ ذوالحجہ کو روانہ ہوا اس کی تمام [illegible] بعض غلام جو امراء کے پاس ملازم تھے وہ دوسروں کے ساتھ ساز باز کر کے حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے تو اس نے انہیں گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ (خبر ملتے ہی) بھاگ گئے اور سلطان (برقوق) کی فوج میں شامل ہو گئے۔

فریقین کی صف آرائی: سلطان (برقوق) دمشق کا محاصرہ کر رہا تھا مگر جب اسے مصر سے فوج کشی کی اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج کو لے کر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور شقحب کے قریب خیمہ زن ہوا۔ (دوسرے دن) صبح کے وقت اس کی فوجیں صف آرا ہو گئیں۔ کمشبغا حلب کی فوجیں لے کر سلطان کے دائیں طرف (میمنہ) صف آرا ہوا۔

ادھر منطاش نے بھی اپنی فوجوں کو صف آرا کیا۔ اس نے شاہِ مصر، امیر حاجی، خلیفہ، قاضیوں اور تیر اندازوں کو فوج کے پیچھے رکھا اور ان کے امراء اور قرقمز کو جو دائیں بازو (شاہی غلاموں کی فوج کا افسر تھا) اور امیر حاج سعد مہر بن یعقوب شاہ کو برقرار رکھا اور خود وہ اپنے غلاموں اور ساتھیوں کے ساتھ میدانِ جنگ کے وسط میں صف آرا ہوا۔

شدید جنگ: جب فریقین صف آرا ہو گئے تو منطاش اور اس کی فوجوں نے سلطان کے میمنہ (دائیں طرف کی فوج) پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو منتشر کر دیا۔ لہٰذا کمشبغا شکست کھا کر حمص کی طرف بھاگا اور وہ اس کا تعاقب کرنے لگے۔ پھر (منطاش کی فوج) سلطان کے خیمے کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے لوٹ لیا اور سلطان کے چچازاد بھائی قجماس کو بھی قتل کر دیا جو وہاں زخمی تھا۔

شاہِ مصر اور خلیفہ کی گرفتاری: بعد ازاں سلطان (برقوق) نے اس حصے پر حملہ کیا۔ (شاہِ مصر) امیر حاجی، خلیفہ اور قاضی تھے۔ وہ سب اس کے حکم اور قبضے میں آ گئے۔ لہٰذا سلطان نے ان پر اپنا ایک افسر مقرر کیا۔

بعد ازاں فریقین منتشر ہو گئے۔ وہ ایک دوسرے کے حال سے واقف نہ تھے۔ ایسی حالت میں منطاش اپنے ساتھیوں کے ایک دستے کو لے کر صفوں کو چیرتا ہوا سواروں پر حملے کرتا رہا اور ہر طرف سے اکٹھے بھاگتا رہا یہاں تک کہ اس کے شکست خوردہ غلام اور امراء اس کے پاس جمع ہوتے رہے اور اس کی فوج کی تعداد زیادہ ہو گئی۔

منطاش کو شکست: پھر اس نے باقی ماندہ فوج پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی اور وہ سب دمشق کی طرف چلے گئے مگر سلطان (اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ) شقحب کے مقام پر ٹھہرا رہا۔

جب منطاش پہنچا تو اس نے نائب حاکم شہر کو یہ بتایا کہ اسے فتح حاصل ہوئی ہے اور سلطان امیر حاجی پیچھے آ رہے ہیں۔ اس نے اعلان کرایا کہ فوجیں تیار ہو کر ان کے استقبال کے لئے نکلیں۔ چنانچہ دوسرے دن وہ (دمشق سے باہر نکلا) تو سلطان (برقوق) نے اپنی فوجوں سے اس کا مقابلہ کر کے اس (منطاش) کی فوجوں کو شکست دی اور ان کا تعاقب کیا۔ اس سلسلے میں دمشق کے بہت سے عام شہری بھی مارے گئے۔ اس کے بعد سلطان اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ گیا۔

امیر حاجی کی دست برداری: ایسی حالت میں امیر حاجی (موجودہ شاہِ مصر) نے اپنی دست برداری کا اعلان کیا اور وہ اس (برقوق) کے حق میں بادشاہت سے الگ ہو گیا۔ لہٰذا (برقوق) نے خلیفہ اور قاضیوں کو بلایا۔ انہوں نے اس کی دست برداری کی شہادت دی اور یہ بھی گواہی دی کہ خلیفہ نے سلطان (برقوق) کو بادشاہ مقرر کیا ہے اور اسے دوبارہ تخت نشین کیا ہے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

برقوق کی مصر روانگی: سلطان (برقوق) شقحب کے مقام پر نو دن ٹھہرا رہا۔ چونکہ سردی شدید ہو گئی تھی اور بارش کی کمی کی وجہ سے خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا تھا۔ اس لئے سلطان نے مصر جانے کا قصد کیا اور وہاں سے مصر روانہ ہو گیا۔ جب منطاش کو اس کی اطلاع ملی تو وہ تعاقب کے لئے نکلا۔ مگر جب قریب آیا تو پیچھے ہٹ گیا اور واپس چلا گیا۔ مگر سلطان نے اپنا سفر جاری رکھا۔ غزہ کے حاجب نے ابن باکیش کو گرفتار کر لیا تھا۔ لہٰذا جب سلطان وہاں پہنچا تو اس نے حاجب کو اس کا حاکم مقرر کیا اور ابن باکیش کو نظر بندی کی حالت میں اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان مصر کے حالات بھی اس سے معلوم کرتا رہا۔

محافظ قلعہ کی بغاوت

منطاش جب سلطان مصر اور فوج لے کر شام روانہ ہوا تھا تو اس نے قاہرہ میں اپنا جانشین اپنے داماد ([illegible] کو) سرای تمر کو مقرر کیا تھا اور اسے اصطبل کے پاس ٹھہرایا تھا نیز قلعہ کا محافظ بغا احمدی کو مقرر کیا تھا وہ وہاں کے نظر بندوں پر بھی نگران مقرر کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے خود احتیاط کی اور سختی کا طریقہ اختیار کیا۔

چند دنوں کے بعد انہیں اطلاع ملی کہ سلطان کے غلاموں کی ایک جماعت نے بغاوت کا منصوبہ بنایا ہے اور انہوں نے ان کے غلاموں سے بھی ساز باز کی ہے [illegible]۔ [illegible] کے وقت [illegible] نے انہیں گرفتار کر لیا اس نے پہلے ان غلاموں سے اپنی حفاظت کے لئے مقابلہ بھی کیا تھا۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے غلاموں کو بھی گرفتار کیا جو ان کے ساتھ شریک تھے۔ یہ بہت بڑی جماعت تھی۔ اس لئے انہیں [illegible] کے ہاتھ کام کرنا پڑا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ جس کے پاس سلطان کا کوئی غلام پایا گیا اسے سزا دی جائے گی۔

انہوں نے سلطان کے بھتیجے کو ان کی والدہ کے گھر سے منتقل کر کے قلعہ میں بند کر دیا۔ ان امراء کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا جو جیل میں نظر بند تھے۔ چنانچہ وہ قتل کر دیے گئے۔

انہیں منطاش اور اس کی فوجوں کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے قاصد [illegible] خبریں معلوم کرنے کے لئے کچھ افراد کو بھیجا تاکہ وہ خبریں معلوم کر سکیں۔

انہوں نے [illegible] آنے جانے والوں کو بھی روک دیا۔ [illegible] ان پر [illegible] پریشان ہو گئے۔ اس اثنا میں کسی قیدی کو ایک ایسا رقعہ ملا جس میں دمشق کا [illegible] کی اطلاع تھی۔ اس سے انہیں بہت خوشی حاصل ہوئی اور انہیں رہائی کی صورت نظر آئی۔

نقب زنی: جب کہ محرم [illegible] کی چودھویں رات آئی تو وہ اس مکان میں گھس گئے وہاں انہیں نقب زنی [illegible] انہوں نے [illegible] نقب لگائی اور اصطبل [illegible] پہنچ گئے وہاں [illegible] کی جماعت [illegible] آگئے [illegible] انہوں نے [illegible] حملہ کر دیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض مارے گئے اور بعض [illegible] بھاگ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے قلعہ کے نائب حاکم شعبان [illegible] کو آواز دی تاکہ [illegible] معلوم ہو [illegible] انہوں نے بھی بغاوت کر دی ہے۔

حاکم مصر کا فرار: پھر انہوں نے اصطبل [illegible] سرای تمر (منطاش کے جانشین) کے گھر میں گھس گئے۔ [illegible] ہنگامہ [illegible] کے حالات [illegible] فصیل کے اوپر سے [illegible] جب [illegible] (مدرسہ حسن میں پناہ گزین ہوا۔

یوں منطاش نے اصطبل کی حفاظت کے لئے [illegible] کی ایک جماعت کو متعین کیا تھا [illegible]

مقرر کر رکھا تھا۔ وہ شکور دار اس حویلی کی نگرانی میں تھے۔

بطا کی فوج نے سرائی تمر کے گھر کو خوب لوٹا اور اس کے مال و اسباب اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے گھوڑوں پر سوار ہو کر پورے شاہی اصطبل پر قبضہ کرنے کے بعد پھر وہ لوگ بھاگتے رہے۔ دوسرے دن بطا نے ان سے جنگ کی۔ کچھ افراد نے پوشیدہ طور پر طبلخانات پر قبضہ کر لیا تھا مگر انہیں بھگا دیا گیا۔

بطا کی فتح: سرائی تمر اور قطلوبغا حاجب نے ان سے جنگ کرنے کے لئے اصطبل کی طرف فوج کشی کی اور وہاں جنگ کرنے پہنچ گئے۔ مگر (کچھ عرصہ جنگ کرنے کے بعد) وہ مدرسہ (حسن) میں پناہ گزین ہو گئے۔ اب بطا کو فتح حاصل ہو گئی۔ اس لئے اس نے مدرسہ میں آگ لگانے کے لئے آدمی بھیجے تو ترکمان فوج (تیر انداز) نے جو وہاں تھے پناہ طلب کی۔ چنانچہ انہیں پناہ دے دی گئی۔ اس کے بعد اس کی فوج شہر میں منطاش اور اس کے ساتھیوں کے گھروں کو لوٹنے کے لئے پہنچی اور وہاں خوب قتل و فساد برپا کیا۔ اس اثناء میں سلطان کے وہ غلام جو قاہرہ میں چھپے ہوئے تھے اس کے پاس پہنچ گئے۔ ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی۔

امراء کی نظر بندی: دوسرے دن بطا نے دونوں امیروں کو پناہ دی اور وہ اسے امیر سلار ناصری اور درواش کے پاس لے گیا۔ بطا نے ان دونوں کو نظر بند کر دیا۔ پھر سودون مدرسہ (حسن) پہنچا جہاں تلاش و تفتیش کی بہت گڑبڑ تھی۔ اس نے سرائی تمر اور قطلوبغا حاجب کو سامنے آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہیں پناہ دے دی گئی۔ عوام نے انہیں پکڑنا چاہا۔ مگر سودون ان دونوں کو بحفاظت بطا کے پاس لے آیا۔ اس نے ان دونوں کو بھی نظر بند کر دیا۔

برقوق کی حکومت کا اعلان: جمعہ کے دن سودون نے قاہرہ میں امن عام کا اعلان کیا اور سلطان (برقوق) کے حق میں خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس دن سے سلطان (برقوق) کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

مقید امراء کی رہائی: بطا نے حکم دیا کہ قید خانوں کے دروازے کھول دیئے جائیں اور ان قید خانوں میں منطاش نے جن حکام اور امرائے سلطنت کو نظر بند رکھا تھا انہیں رہا کر دیا جائے۔ وہاں کے حاکم حسن بن کورانی نے راہ فرار اختیار کی کیونکہ وہ سلطان کے حامیوں کے برخلاف منطاش کا آلہ کار بنا ہوا تھا۔ اس لئے اسے اپنی جان کا خطرہ تھا۔ مگر بطا کو اس کا سراغ مل گیا لہٰذا (گرفتار کرنے کے بعد) اس نے اسے بھی منطاش کے حامیوں کے ساتھ مقید کر دیا۔

اس نے ان تمام امراء کو رہا کر دیا جنہیں مصر، دمیاط اور دیگر شہروں میں قید رکھا گیا تھا۔ انہی میں مکہ معظمہ کے قلعہ دار ابن حسن کا حاکم شریف عنان بن مغامس (امیر مکہ) بھی قید میں تھا۔ اسے بھی دیگر قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا گیا۔ اسے بطا نے اپنے بھائی ابغا کے ساتھ تیز رفتار گھوڑوں پر باہر بھیجا تاکہ وہ سلطان کے حالات (باہر نکل کر) معلوم کریں۔

شاہی افواج کی آمد: (ان کے جانے کے بعد) اتوار کے دن سلطان کا ایک خط بھی سیف بن محمد بن عیسیٰ العائذی کے ہاتھ وہاں پہنچا جس میں یہ تحریر تھا کہ حسب معمول سلطان کے گھروں میں غلہ اور چارہ (حسب مقدار ممکن) فراہم کیا جائے۔ (اس خط میں) تمام واقعات کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ یہ بھی تحریر تھا کہ سلطان مصر روانہ ہو گیا ہے اور رملہ کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔

بادشاہ کی [illegible] انتظامات کے لئے روانہ ہوا۔ یہ [illegible] کا عہد
آنے تک قلعہ اور [illegible] میں [illegible] ہو گئی۔ سلطان ان سے ملاقات کرنے کے لئے [illegible] پہنچا۔

برقوق کی دوبارہ تخت نشینی سلطان (برقوق) [illegible] قلعہ کے میدان میں داخل ہوئے تو خلیفہ نے اسے بادشاہت کا عہد [illegible] دیا اور وہ دوبارہ تخت نشین ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے ان امراء کو جنہیں منطاش نے [illegible] میں قید کر رکھا تھا [illegible] امراء [illegible] سودون باقی [illegible] قرا [illegible] تھے۔ انہوں نے سلطان کے سامنے [illegible]۔ چنانچہ سلطان نے ان کا [illegible] کر کے ان کو ان کے عہدوں پر بحال کر دیا۔ اس نے [illegible] (وزیر اعظم) [illegible] (وزیر جنگ) [illegible] باقی [illegible] (سپہ سالار) [illegible] (وزیر مالیات) [illegible] (وزیر دربار) [illegible] کے عہدوں پر [illegible] مقرر کئے۔

جب [illegible] کے مطابق [illegible] منطاش [illegible] کی طرف سے [illegible] سلطان (برقوق) [illegible] جب ان کی [illegible] شام کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور [illegible] قلعہ [illegible] دیا۔

منطاش کی مکمل شکست

جب سلطان (برقوق) دوبارہ تخت نشین ہوا اور اس کا [illegible] تو اس نے شام کی طرف [illegible] منطاش کا مقابلہ کرنے کے لئے [illegible] اس نے [illegible] حاکم اور [illegible] مقرر کیا۔

سلطان نے [illegible] کو حاکم مقرر کیا [illegible] مقرر [illegible] قرا [illegible] مقرر کیا۔ [illegible] تمام [illegible] مقرر کئے تھے [illegible] رہنے کا حکم دے دیا تھا۔

آخرکار [illegible] منطاش [illegible] (مصر سے) [illegible] منطاش [illegible] سلطان کی [illegible] کے امراء [illegible] سلطان کی [illegible] ہو گئے۔

[illegible]

حلب کا محاصرہ: وہاں اتنا [illegible] اس نے دوبارہ [illegible] حلب کا [illegible] محاصرہ کر کے [illegible] ہو گئے تھے۔ اس نے [illegible] کے قصبہ پانچ مہینے تک محاصرہ کیا اور محاصرہ وقف کر دیا۔ یہاں تک کہ قصبہ کا [illegible] بھی جلا دیا اور [illegible] کی طرف سے اس کی فصیل میں نقب زنی کی چنانچہ ایک مقام پر جہاں نقب لگ گئی تو فریقین کے درمیان [illegible] میں دو مہینے تک لگاتار جنگ ہوتی رہی۔

طرابلس پر تتش کا قبضہ: اس کے بعد اس نے [illegible] کی طرف [illegible] طرابلس کی طرف توجہ کی۔ پہنچا اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور صاحب [illegible] کے قبضے سے اس شہر کو چھین لیا۔ وہ [illegible] تھا۔ [illegible] کا بھائی [illegible] پر قابض تھا۔ [illegible] جب [illegible] اس کے قبضے میں آ گیا تو اس نے [illegible] کو اس کا [illegible]۔ پھر [illegible] کی طرف [illegible] اس کے [illegible] اور اس کی فوج [illegible] کے ساتھ بھیجا تو [illegible] نے [illegible] میں ان سب کو مروا ڈالا۔

[illegible] کی اطاعت: پھر اس نے [illegible] کو [illegible] کے محاصرہ کے لئے [illegible] کی۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچ گیا۔ [illegible] نے مقابلہ کر کے اسے شکست دے دی۔ [illegible] نے [illegible] سے [illegible] کی قیادت میں لشکر بھیجا۔ چنانچہ [illegible] وہاں پہنچا۔ مگر جب [illegible] کے [illegible] معلوم ہوا کہ سلطان مصر بھی [illegible] ہو گیا ہے تو اس نے [illegible] کیا [illegible] (سلطان کا) مطیع و فرمانبردار ہو جائے چنانچہ اس نے اس بارے میں سلطان سے خط و کتابت کی اور جب وہ [illegible] پہنچا تو وہاں [illegible] کی اطاعت قبول کر لی [illegible] کے حاجیوں [illegible] اس کی [illegible] نے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی طرف روانہ ہو گیا [illegible] کے [illegible] پہنچ گیا۔ [illegible] کے امراء قلعے کے [illegible] کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے [illegible] تھے۔ لہٰذا جب وہ [illegible] پہنچا تو سلطان نے اس کا [illegible] مقدم کیا اور اسے [illegible] کے امراء میں شامل کر لیا۔

[illegible] کا قتل: جب اس کے ساتھی صفد سے دمشق واپس آئے تو تتش پریشان ہو گیا کیونکہ اسے اس وقت لوگوں کی [illegible] کا علم ہوا اور [illegible] سے [illegible] ہو گیا۔ لہٰذا اس نے امراء دمشق کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کو گرفتار کر لیا۔ اس نے [illegible] کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ان امراء میں قاضی [illegible] بھی شامل تھے۔ اس کی اس [illegible] سے بہت [illegible] ہو گئے اور [illegible] سے بھاگ کر سلطان [illegible] کی پناہ میں چلے گئے۔ [illegible] بھی [illegible] بھی بھاگ گئے۔ [illegible] سے [illegible] دمشق چلا گیا [illegible] کہ سلطان [illegible] اس پر [illegible] کے ہاتھ [illegible] بھاگ گئے۔

اب [illegible] نے سلطان سے متعلق اس [illegible] کیا جو قلعہ میں مقیم تھے اس نے [illegible] کی ایک جماعت [illegible] اس نے [illegible] قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا۔

شامی لشکر کی روانگی: مصر سے فوجی افسران شامی لشکر کو لے کر جوبانی کی قیادت میں روانہ ہوئے اور مختلف منازل طے کرتے رہے۔ ہر منزل پر دمشق کے امراء بھاگ کر (شامی لشکر میں) شامل ہو جاتے تھے سب سے آخر میں عربوں کا حاکم ابن نصیر اپنے والد کی طرف سے مطیع ہو کر اس شامی لشکر میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ شام کی سرحد میں داخل ہو گئے۔

منطاش کا فرار: اب منطاش کو اپنی (ناکامی کا) اندیشہ ہوا اور اس کے ساتھیوں پر خوف و ہراس چھا گیا۔ لہٰذا وہ ماہ جمادی الآخرہ کے وسط میں اپنے خواص اور دوستوں کو لے کر دمشق سے بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھ مال و دولت اور سامان کے صندوق تھے اس نے اپنے ساتھ محمد بن اینال کو بھی لے جانا چاہا مگر اس کے غلاموں کی ایک جماعت نے بغاوت کر دی اور وہ اسے اس کے باپ کے پاس واپس لے گئے۔

عربوں کی پناہ میں: امیر آل فضل نعیر بن جبار اس زمانے میں اپنے قبائل میں مقیم تھا اور اس کے ساتھ آل مرہ کے قبائل بھی رہتے تھے جن کا امیر منطا تھا لہٰذا منطاش ان کے پاس پہنچ کر پناہ کا طالب ہوا تو ان (عرب قبائل) نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا اور وہ ان کے ساتھ رہنے لگا۔

قلعہ دمشق کی تسخیر: جب منطاش دمشق سے بھاگ گیا تو ناصری اپنے قید خانے سے نکل کر قلعہ پر قابض ہو گئے۔ ان کے ساتھ سلطان کے غلام بھی تھے۔ اس نے جوبانی کو یہ (منطاش کے فرار کی) اطلاع پہنچائی تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ دمشق پہنچا اور اپنے (سابقہ) کو سنبھال لیا۔ اس نے منطاش کے باقی ماندہ حامیوں اور ملازموں کو بھی دیگر امیروں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔

طرابلس سے طبغا حلبی اور دمرداش یوسفی بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہیں منطاش نے بلوایا تھا مگر وہ ان کی آمد سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔

فتح حلب: جب ایاز تمر حلب کا محاصرہ کر رہا تھا اور اہل بانقوسا اس کی مدد کر رہے تھے تو اسے یہ خبر (منطاش کے فرار کی) ملی۔ لہٰذا اس نے راہ فرار اختیار کی اور وہ منطاش کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد کمشبغا نے قلعہ کی مرمت کرنے کے بعد ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور اپنے ساتھ حامیوں کو لے کر آیا۔ اس نے بانقوسا کے باشندوں کے ساتھ جنگ کی ان کے ساتھ منطاش کے حامی بھی تھے۔ یہ جنگ تین دن تک جاری رہی اس کے بعد انہیں شکست ہوئی۔ کمشبغا نے اہل بانقوسا کے آٹھ سو افراد سے زائد کو قتل کیا اور بانقوسا کے مقام کو تباہ و برباد کر دیا اور وہ ویران ہو گیا۔ اس نے قلعہ کی تعمیر کر کے اسے مستحکم کیا اور اس میں سامان رسد و خوراک بھر دیا۔

شامی شہروں پر قبضہ: جوبانی نے طرابلس کی طرف فوجیں بھیجیں جنہوں نے جنگ کے بغیر اس شہر کو منطاش کے نائب حاکم اسندمر اشرفی سے چھین لیا۔ اس طرح حماۃ اور حمص پر بھی قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد جوبانی نے جو دمشق کا نائب حاکم اور شامی علاقوں کا نگران حاکم تھا۔ عرب قبائل کے حاکم نعیر بن جبار کو پیغام بھیجا کہ وہ منطاش کو اپنے علاقے سے نکال دے اور اسے اس کے حوالے کر دے مگر اس نے انکار کیا اور معذرت پیش کی۔ لہٰذا وہ ناصری اور دیگر امراء کے ساتھ فوج لے کر دمشق سے روانہ ہوا اور نعیر کا قصد کیا۔ جب اس کی فوجیں حمص پہنچیں تو وہاں مقیم ہو گئیں۔ انہوں نے نعیر کو پیغام بھیج کر (منطاش ک

نے بھیجی کی) معذرت کی وجہ طلب کی تو اس نے غرور و تکبر کا اظہار کیا اور صاف انکار کر دیا۔

اہل دمشق سے افرم نے پیغام دیا کہ بتدمر اور جعفر کے مددگار وہ بغاوت کا قصد رکھتے ہیں لہٰذا ناصری دمشق روانہ ہوا اور وہاں اس نے ان کا قتل عام کیا۔ پھر وہ اپنے فوجی مرکز کی طرف لوٹ آیا اور وہاں سے انہوں نے صفد کی طرف کوچ کیا۔

عرب قبائل سے جنگ (عرب قبائل کے امیر) افرم نے اپنے دستے کو بھیج دیا۔ فریقین میں صلح کی بات چیت ہوئی مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ آخر کار فریقین میں سخت جنگ ہوئی (شاہی) فوجوں نے مغلطائی اور عرب کی فوج پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے کر خیموں تک بھگا دیا۔ پھر ناصری نے مغلطائی کا تعاقب کر کے اسے حلاوہ سے باہر نکال دیا اور عرب قبیلہ لوٹ کر کے چلا گیا۔ پھر انہوں نے حملہ کیا مگر وہ ان کے حملے کے مقابلے میں ثابت قدم نہیں رہ سکے۔ ان کے ساتھ آل علی کے لوگ بھی تھے انہوں نے پیچھے کی طرف سے حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا اور انہیں شکست ہوئی۔

جوبانی کا قتل جوبانی کے قدم اپنے مقام سے ہٹ گئے تو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لہٰذا عرب قبائل نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے اپنے سردار (افرم) کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے (جوبانی کو) قتل کر دیا۔

عرب قبائل کا قتل عام اب ناصری دمشق چلا گیا۔ اس نے عرب کی ایک جماعت کو اسیر بنا لیا اور ان میں سے جوہری ناصر الدین الاعلم اور دوسرے افراد کو قتل کر دیا۔ چونکہ عرب قبائل نے ان کے خیموں اور سامان کو لوٹ لیا تھا اس لئے ناصری دمشق چلا آیا تھا۔ اس نے ایک ہی وقت میں منادی کی کہ دوسرے دن صبح سویرے آل علی اپنے قبائل کو لے کر حملہ آور ہوئے۔ اس نے انہیں شکست دے کر ان کی ایک جماعت کا قتل عام کیا۔ یوں اس نے جنگ میں ان کی حرکتوں کا انتقام لے لیا۔

ناصری کا تقرر بعد ازاں سلطان (برقوق) نے اسی سال کی چودہ شعبان کو ناصری کو دمشق کا نائب مقرر کیا اور اس نے وہاں کا انتظام حکومت سنبھال لیا۔

محمود کے تقرر اور کارنامے محمود بن علی ترک تھا وہ ترکوں کے ایک خاندان منصوری کی نسل سے تھا۔ اس نے حکومت مصر کے زیر سایہ پرورش پائی تھی اور اپنی صلاحیت اور قابلیت کی بدولت ترقی کرتا رہا تھا اس نے بہت سے امراء اور وزراء کے ماتحت کام کیا یہاں تک کہ وہ عمدہ تک پہنچ گیا۔ اس نے اس قدر شہرت حاصل کی کہ سلطان مصر نے اسے اپنے لئے انتخاب کیا اور اسے مختلف خدمات میں آزمایا اور وہ ہر مرحلے میں کامیاب ثابت ہوا اور نہایت محنت اور دلجمعی سے سلطان کی خدمات سرانجام دیتا رہا۔ آخر کار جب سلطان کو اس کی صلاحیتوں کے بارے میں کامل یقین ہو گیا تو اس نے قید خانوں کے معاملات اور سرکاری شعبوں کے نظام کو درست کرنے کا کام اس کے سپرد کیا۔

محصولات کا افسر اس اثنا میں استاذ الدار (وزیر مال) بہادر منجکی فوت ہو گیا تو سلطان مصر نے اسے اپنے محل اور سلطنت کا نگران مقرر کیا اور محصولات کے دفتروں کے ملازموں کا نگران...... .... افسر بھی مقرر کیا تاکہ وہ شاہی حقوق کی نگرانی کرے اور خزانوں کا ....

قانون کی طرح حفاظت کرے اور رعیت کی نگرانی کرے اور اپنی فطری صلاحیتوں سے کام لے کر سرکاری محاصل کے حسابات کو چیک کرے اور نہ صرف آسان کاموں کو اپنے فہم و دانش اور عقل کے ذریعے حل کرے بلکہ پیچیدہ اور مشکل کاموں کو بھی آسان بنا دے اور مشکل مسائل بھی حل کر سکے۔

سرکاری آمدنی میں اضافہ: اس نے ان فرائض کو جو سلطان نے اس کے سپرد کئے تھے خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اس نے محصولات کی آمدنی میں اس قدر اضافہ کیا کہ سرکاری خزانے اسے جمع کرنے میں تنگ ہو گئے اور یہ (آمدنی) نہ صرف سلطان کے تمام مصارف اور سلطنت کے اخراجات اور اس کے لشکروں اور فوجوں کے لئے کافی ہوئی بلکہ ان کی تنخواہوں اور وظائف میں اضافہ اور توسیع کا ذریعہ بھی ثابت ہوئی اور اس اضافے کی بدولت ان کی ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ جس سے سلطان نہایت ہی مطمئن اور مسرور ہوا۔

(یہ کامیابی دیکھ کر) دفتر والے اور دیگر ملازمین حسد کرنے لگے۔ انہوں نے چغل خوری کے تیر چلائے اور فریاد کرنے والے [illegible] کو اس کے خلاف بھڑکایا۔ مگر وہ اس معاملے میں بھی سونے کی طرح کھرا نکلا اور اس کے خلاف کوئی الزام ثابت نہ ہو سکا۔

ضبطی مال اور قید: بعد ازاں حکومت کی تبدیلی کی وجہ سے (محمود) زوال آیا اور وہ نظر بند ہو کر قید خانوں کے اندھیروں میں ڈال دیا گیا اور اسے گوناگوں تکالیف میں مبتلا کیا گیا۔ اس کے مال و دولت کو ضبط کر لیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ناصری نے جو اس وقت با اختیار حاکم بنا ہوا تھا محمود سے سونے کی اشرفیوں (دینار) کے پانچ خزانے چھین لئے اور معاش کے بیشتر خزانوں پر قبضہ کیا۔

سابقہ عہدے پر بحالی: ان تمام تکالیف اور آزمائشوں میں اس کو زر خالص کندن بن کر نکلا اور (اس کی قسمت کا) چاند گہن سے نکل آیا جب کہ سلطان (برقوق) مصیبتوں اور زوال کے بعد خود بھی تخت مصر پر دوبارہ بیٹھا اور اس نے اسے سابقہ عہدے پر بحال کیا۔ اس وقت بھی اس نے اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دیے۔

مالیات کا انتظام: اس نے سلطنت کے مالیات کو اس طرح درست کیا کہ (ملازمین کی) تنخواہوں اور وظائف میں اضافہ اور توسیع ہو گئی اور محصولات بے اندازہ اور بے حساب وصول ہونے لگے۔ اس نے اپنی قابلیت اور دور اندیشی سے آمد و خرچ کا حساب اس طرح درست کیا کہ سلطنت کے مالیات کا توازن پہلے کی طرح قائم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی اپنے ماتحت ملازمین کے ساتھ داد و دہش کا معیار بدستور برقرار رہا اور ان سے حسن سلوک سے پیش آتا تھا اور جو کوئی اس کے پاس کسی ضرورت سے آتا تو اس سے وہ نہایت شرافت اور فیاضی کا سلوک کرتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سلطنت کے لئے نیک نامی کا باعث بنا اور غرباء کے لئے تو وہ ان کی پناہ گاہ تھا۔

وزیر مالیات: اس کے حریفوں نے اس کے خلاف بہت چغل خوری کی مگر سلطان کو اس پر اس قدر اعتماد اور بھروسہ تھا کہ ان کی تمام سازشیں ناکام ہو گئیں اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی اور چغل خوروں کے لئے تمام راستے بند ہو گئے۔ اس کے برعکس اس کا اثر و رسوخ بڑھتا گیا۔ سلطان کو اس کی صلاحیت اور قابلیت پر اس قدر بھروسہ تھا کہ اس نے تمام اہم کام اس کے سپرد کر

دیئے بالخصوص سلطنت کے مالیات کا مکمل انتظام اس کے سپرد کر دیا تھا چنانچہ اس نے آمد و خرچ کا حساب اس طرح تیار کر رکھا کہ نہ تو کوئی فضول خرچی ہوتی تھی اور نہ اہم کاموں کو انجام دینے میں کوئی خرابی پیدا ہوتی تھی۔ چنانچہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا منصب بلند ہوتا گیا اور جب سلطان مغیث بادشاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے شام کے سفر پر روانہ ہوا تو وہ اس وقت تک وہ بدستور اپنے اعلیٰ عہدے پر کام کرتا رہا۔

محاصرۂ حلب و عنتاب

جب شامی لشکر کو اسلمیہ کے مقام پر شکست ہوئی تو جعبر (عرب قبائل کا سردار) اپنے قبیلوں سمیت ملاشی اور اس کی فوج کو لے کر حلب کے علاقے کی طرف روانہ ہوا۔ پھر جعبر اپنی جاگیر کے شہر رحبین کی طرف چلا گیا۔ حسب معمول وہاں کی اراضی کو اپنی قوم میں تقسیم کرنے لگا جس سے پیشتر حلب کا نائب حاکم کمشتکین اسے ترکمانی فوج میں تقسیم کر چکا تھا جو اس کی ملازمت میں تھی۔ جب جعبر وہاں پہنچا تو یہ فوج حلب کی طرف بھاگ گئی۔ راستے میں انہیں احمد بن المہدار کا لشکر ملا جو جعبر کے مقابلے کے لئے آرہا تھا (اسے دیکھ کر) یہ فوج واپس آگئی اور ان کا علی بن جعبر (اور اس کی فوج سے) مقابلہ ہوا انہوں نے اسے شکست دے کر اس کے کچھ ساتھیوں کو مار ڈالا۔ اب جعبر اپنے قبائل کی طرف لوٹ گیا اور ان سب نے حلب کی طرف کوچ کیا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ وہ ماہ رمضان المبارک کے دنوں میں شدید محاصرہ کرتے رہے۔

جعبر کی معذرت: پھر کمشتکین نائب حاکم حلب سے جعبر نے خط و کتابت کی اور (اپنی طرف سے محاصرہ سے) دست بردار ہونے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے افعال کے بارے میں معذرت چاہی اور جواباً اس کی فوج کو جو جنگ میں شریک تھی مجرم قرار دیا تو اپنے صاحب شہاب الدین کے ذریعے پناہ طلب کی۔ کمشتکین نے اسے سلطان کے پاس بھیجا اور جعبر کی شرائط سے آگاہ کیا۔ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

ملاشی کے دیگر حالات: جب ملاشی کو محاصرۂ حلب کے موقع پر ان باتوں کا علم ہوا تو وہ اس سے بدگمان ہو گیا تاہم اس نے جعبر کے ساتھ یہ چال چلی کہ اس نے جعبر کو یہ بتایا کہ وہ ان کے قریب ترکمانوں کی فوج پر حملہ کرنے جا رہا ہے چنانچہ اس نے عربوں کو اس کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی اور ان کے سات سو افراد اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب وہ رحبہ سے آگے بڑھا تو اس نے عرب فوج کو گھوڑوں سے اتار کر پیادہ کر دیا اور ان کے گھوڑے لے کر ترکمانوں کے پاس چلا گیا اور مرعش کے شہر میں مقیم ہو گیا جس کا سردار رسولی (ترکمانوں کا حاکم) تھا۔

عنتاب پر حملہ: (لاچار ہو کر) عرب (فوجی) پیدل جعبر کے پاس آگئے اور جعبر اپنے راستے کی طرف لوٹ گیا۔ ادھر ملاشی حلب کے ایک قلعہ کی طرف جس کا نام عنتاب تھا پہنچا۔ اس کا نائب حاکم محمد بن شہری تھا۔ اس نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔ یہاں کا نائب حاکم چند دنوں تک قلعہ میں محصور رہا مگر ملاشی بھی ثابت قدم رہا اور اس کے ساتھیوں کا قتل عام کرتا رہا اور وہاں کے امراء کی ایک جماعت کو مار ڈالا۔ اتنے میں حلب حماۃ اور صفد سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے فوجیں آگئیں تو ملاشی مرعش کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے بلاد روم کی طرف منتقل ہو گیا۔ مگر اس وقت اس کی طاقت کمزور ہو چکی تھی۔

مخالفوں کی اطاعت: اس کے حامی سپاہی اسے چھوڑ کر شاہی لشکر میں شامل ہوتے رہے یہاں تک کہ ماہ ذوالقعدہ ۷۹۲ھ میں ان کی بڑی تعداد سلطان کی مطیع و فرمانبردار ہو گئی۔ ترکمانوں کے امیر سولی بن دلغادر نے ۱۰ ذوالحجہ کو سلطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ سلطان نے اس کو پناہ دے کر اسے حسب سابق ابلستین کا حاکم مقرر کر دیا۔

کمشبغا کے حالات

کمشبغا حموی پہلے یلبغا کا راس نوبہ (غلاموں کا سردار) تھا اور طرابلس کا نائب حاکم تھا۔ سلطان نے اسے معزول کر کے اسے دمشق میں مقید کر دیا تھا۔ جب ناصری دمشق پر قابض ہو گیا تو اسے قید بندی سے رہا کر دیا وہ دوسرے دیگر افراد کے ساتھ مصر آ گیا جب وہ شام کے تمام علاقوں کا حاکم بن گیا تو اس نے ۷۹۱ھ کے وسط میں اپنے بجائے اسے حلب کا حاکم مقرر کیا۔

جب سلطان (برقوق) کے عہد زوال ختم ہوا اور اس نے دمشق کا قصد کیا تو کمشبغا نے سلطان کو اپنی محبت اور اطاعت کا پیغام بھیجا اور اس نے حلب اور اپنی عملداری میں سلطان کی حمایت کا اعلان کیا اور جب سلطان دمشق کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کیا تو کمشبغا نے اس کی تمام ضروریات پوری کیں اور پھر وہ بنفس نفیس حلب کی امدادی فوجیں لے کر اس کے پاس پہنچا اور تمام امدادی جنگی سامان لے کر آیا اور نہ صرف اس کی تمام جنگی خامیوں کو دور کیا بلکہ اس کی شاہی شان و شوکت کو قائم کیا۔ سلطان نے اس کے تمام کارناموں کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے مصر کا اتابک (امیر الامراء) مقرر کرے گا۔

حلب میں محصور: اس کے بعد شقحب کی جنگ ہوئی جس میں کمشبغا شکست کھا کر حلب بھاگ گیا اور وہاں محصور ہو گیا۔ منطاش کے اتابک یلبغا ناصری نے اس شہر کی فصیلوں تک محاصرہ کیا۔ جب منطاش دمشق سے بھاگ کر عرب قبائل میں پناہ گزین ہوا تو یلبغا ناصری نے حلب کا محاصرہ اٹھا لیا۔

اس کے بعد جوبانی نے جنگ کی جس میں وہ مارا گیا۔ بعد ازاں منطاش اور نعیر نے حلب کی طرف فوج کشی کی اور عرصہ دراز تک اس کا محاصرہ کرتے رہے۔ آخر کار جب ان دونوں میں اختلاف پیدا ہوا تو منطاش ترکمان قوم کے علاقے کی طرف بھاگ گیا اور نعیر سلمیہ کے شہر کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے سلطان سے پناہ طلب کی اور شوال کے وسط میں وہ سلطان کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا۔

فصیلوں کی مرمت: بہرحال جب یہ لوگ محاصرہ سے دست بردار ہوئے تو کمشبغا نے قلعہ سے نکل کر اس کی شکستہ حالت کو درست کیا۔ اس نے (باغیوں کے مرکز) بانقوسا کو تباہ و ویران کیا اور وہاں کے باشندوں کو ستایا۔ اس نے حلب کی فصیلوں کی مرمت کی اور ان کے رخنوں کو دور کیا۔ یہ فصیلیں ہلاکو کے زمانے سے شکستہ اور خراب حالت میں تھیں۔ اہل حلب نے اس کی مرمت کے اخراجات کے لئے دل کھول کر رقم جمع کر دیئے تھے اور وہ تین ماہ میں اس کام سے فارغ ہوا۔

جب سلطان کی سلطنت مستحکم ہو گئی اور اس کا نظم و نسق درست ہو گیا تو اس نے ماہ ذی الحجہ ۷۹۲ھ میں کمشبغا کو اپنے پاس بلوا لیا اور اس کے بجائے حلب کا حاکم قرادمرداش کو مقرر کیا جو اس سے پہلے طرابلس کا حاکم تھا۔ طرابلس کا حاکم اس کے

نیابت ارغون صغیر کو مقرر کیا گیا۔

مصر میں طشتمر کا خیر مقدم: طشتمر حلب سے روانہ ہو کر ماہ صفر [illegible] کو مصر پہنچ گیا۔ سلطان اس کی آمد سے بہت خوش ہوا اور نائب کے ہمراہ امرائے مصر کو اس کے خیر مقدم کے لئے بھیجا۔ جب وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلطان نے اس کا نہایت گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا اور اسے انعام و اکرام سے نوازا اور اتابک [illegible] سے اعلیٰ منصب اسے عطا کیا اور اسے قوصون کے محل میں آباد کیا اور اس کو نہایت عمدہ ساز و سامان سے آراستہ کیا اور اسے بہت عمدہ پوشاکیں بھیجیں اور بھاری زین کے ساتھ نہایت اصیل گھوڑے تحفے میں دیئے پھر امرائے مصر کو حکم دیا کہ وہ اسے تحائف پیش کریں۔ چنانچہ وہ اسے تحائف بھیجنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے اور بیش قیمت تحائف پیش کئے۔

امرائے شام میں سے اس کے ہمرکاب [illegible] اور طیبغا [illegible] بھی تھے۔ سلطان نے ان دونوں کی بھی عزت افزائی کی۔ اس کے بعد طشتمر مصر میں نہایت اعلیٰ مناصب پر فائز رہا۔ جب وہ جمادی الاولیٰ [illegible] میں اتابک مصر [illegible] فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے عہدے سے طشتمر کو اتابک مقرر کیا اور [illegible] کی جنگ کے موقع پر اس نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔ اتابک کے فرائض میں [illegible] سلطان کی نگرانی بھی شامل تھی لہٰذا یہ کام بھی اس کے سپرد کیا گیا۔

دمشق کے حالات: سلطان نے ایتمش [illegible] کو جو [illegible] کا نائب تھا (اس عہدے سے) معزول کر دیا تھا اور وہ [illegible] میں ربیع الاول نے [illegible] فوجوں کو لے کر [illegible] اس کی توجہ سے جنگ کرنے کے لئے شام روانہ ہوا تو کیونکہ اس نے بغاوت کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ فریقین کے درمیان دمشق کے مضافات میں مرج کے مقام پر جنگ ہوئی اس میں (سلطانی) فوجوں کو شکست ہوئی اور ایتمش نے قلعہ دمشق میں پناہ لی کیونکہ سلطان کی طرف سے ضرورت کے وقت اسے تحریری اجازت حاصل تھی لہٰذا وہ وہاں محصور ہو گیا۔

اسی دوران مصر کے نائب حاکم [illegible] نے [illegible] پہنچ کر قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا اور ایتمش کو گرفتار کر کے وہاں نظر بند کر دیا۔ اس کے بعد ناصری [illegible] کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

نظر بندی سے رہائی: جب سلطان (ابن قلاوون) ماہ صفر [illegible] میں دوبارہ مصر کا بادشاہ ہوا تو اس وقت ایتمش قلعہ دمشق میں نظر بند تھا چنانچہ جوبانی نے فوج کشی کر کے جو [illegible] ایتمش کو اس کی نظر بندی سے رہا کیا۔ اسی اثناء میں سلطان کے قاصدوں نے اسے قید سے رہا کروا دیا۔ جہاں وہ قلعہ دمشق میں مقیم تھے اور وہاں سے نکل کر جوبانی کی آمد سے پہلے ایتمش کے ساتھ مل گئے۔ جوبانی کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے سلطان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ سلطان نے اسے یہ پیغام بھیجا کہ وہ اسی وقت تک محصور رہے جب تک کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلے سے فارغ ہو۔

اس کے بعد جوبانی کی سلطانی کے ساتھ جنگ ہوئی جس کے ساتھ عرب قبائل بھی تھے اس جنگ میں جوبانی مارا گیا اور اس کے بیٹے ناصری دمشق کا حاکم ہوا۔ اس کے بعد عرب قبائل اس سے الگ ہو گئے تو سلطانی انہیں چھوڑ کر ترکمانوں کے علاقے میں چلے گئے اور یوں شام کے علاقے بھی سلطان کے تحت ہو گئے اور اس کی سلطنت مستحکم اور وسیع ہو گئی۔

امرائے دمشق کی آمد: جب سلطان نے امیر ایتمش کو قلعہ دمشق سے بلوایا۔ چنانچہ وہ ربیع الاول [illegible] میں اس

واپس لانے کے لئے سلطان کو لے کر قصام قربانی روانہ ہوا اور وہ اسی سال ۴ جمادی الاول کو مصر پہنچ گیا۔ اس کے ہمرکاب دمشق کا حاجب الحجاب بھی تھا اور وہ امراء بھی تھے جو شام میں مقید تھے جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) جنتمر نائب حاکم دمشق (۲) اس کا فرزند (۳) اس کا بھانجا (۴) اس کا استاد دار (مشیر مالیات) احمد (۵) ابن اشی یوقی نائب حاکم طرابلس (۶) طنبغا حلبی (۷) قاضی احمد بن القرشی (۸) شیخ احمد بن الرشید (۹) یانجو بے تنکزی (۱۰) دیگر امراء۔ یہ سب تیس افراد تھے۔

جب کمشبغا مصر پہنچا تو سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی۔ پھر حاجب (دربان) نے ان قیدیوں کو پیش کیا جو اس کے ہمراہ تھے۔ سلطان نے کچھ لوگوں کو دھمکایا۔ ان کے بعد وہ قلعہ میں مقید کر دیے گئے اور جو سیاسی طور پر قتل کے مستحق تھے۔ انہیں دوسروں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

سلطان افریقیہ سے تعلقات

سلطان (مصر) اور سلطان افریقیہ ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن ابی حفص (موحدین) کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ چنانچہ باہم دونوں طرف سے تحائف کا تبادلہ ہوتا تھا۔

جب تونس میں سلطان (برقوق) کے زوال اور اس کی نظر بندی کی اطلاعات پہنچیں تو تونس کا سلطان بہت رنجیدہ ہوا اور اس کی حالت پر افسوس کرتا تھا اور وہ اس کے حالات معلوم کرتا رہتا تھا اور اہل تونس میں سے جو مسافر آتے تھے ان کے ذریعے حالات دریافت کرتا رہتا تھا۔ آخر جب اصل حقیقت کا علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان مصر کو حکومت کے اسباب عطا فرما دئیے اور وہ دوبارہ تخت نشین ہو گیا ہے۔ سلطان تونس اس خبر کو سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے سلطان کو مبارکباد دینے اور دوستانہ تعلقات میں اضافہ کرنے کے لئے تحائف کے ساتھ اپنے خاندان موحدین کے بزرگ محمد بن علی بن ابی ہلال کو دوستانہ پیغام کے ساتھ ایلچی بنا کر بھیجا۔

سفیر تونس کی آمد یہ شاہی قاصد ۷۹۳ھ میں ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں (مصر) پہنچا۔ سلطان اس سے اعزاز و اکرام کے ساتھ پیش آیا اور جب وہ ساحل بولاق کے قریب سمندر سے اترا تو سلطان کا استاذ دار محمود (وزیر مالیات) اس کے استقبال کے لئے پہنچا اور شاہی مصطبہ کے سامنے سے مقام پر طشتمر کے گھر میں اس کے قیام کا بندوبست کیا گیا اور (اس کی مہمان داری میں) جس قدر رقم خرچ کی گئی وہ اس سے پہلے کسی سفیر پر صرف نہیں کی گئی تھی۔ اس کے بعد سفیر نے سلطان سے حج پر جانے کے لئے درخواست کی تو سلطان نے اسے حج کرایا اور (شاہ تونس کو) اعلیٰ ریشم اور زریں پوشاکیں اور بڑے قیمتی تحفے بھیجے جو بے نظیر تھے۔ وہ قاصد ماہ ربیع الاول کے آخر میں ۷۹۴ھ میں واپس (اپنے وطن) چلا گیا۔

منطاش کے ساتھ آخری جنگ

ادھر منطاش عرب قبائل سے الگ ہو کر ترکمانوں کے علاقے میں آوارہ پھرتا رہا۔ پھر اس نے ۷۹۳ھ کے

میں دمشق کا قصد [illegible] اس نے [illegible] ناصری کے [illegible] تھی۔ چنانچہ وہ دمشق سے حلب کے [illegible] کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس کی آمد کی خبر [illegible] تو وہاں کا نائب حاکم [illegible] کی طرف [illegible] (جنگ کے بغیر) داخل ہو گیا اور [illegible] کا اعلان کرایا۔ پھر وہاں سے [illegible] دمشق کا نائب [illegible] کر اس کا مقابلہ [illegible] دمشق سے نکلا [illegible] گیا۔ [illegible] نے اس کے لئے شہر کے دروازے کھول دیے۔ [illegible] کے [illegible] لئے [illegible]۔

خونی جنگ [illegible] اس کے پیچھے [illegible] اس کے ساتھ [illegible] تھے۔ [illegible] کے لئے [illegible] روانہ کیا۔ [illegible]

فوجی تیاری جب [illegible] ناصری [illegible] کی جنگ میں [illegible] کے مقابلے کے لئے [illegible] کے لئے [illegible] کی طرف [illegible] کی جنگ کے لئے [illegible] کے مقام پر [illegible]۔

[illegible] کے [illegible] کے لئے [illegible]۔

ناصری کی شکست [illegible] ناصری کی شکست ہوئی [illegible] شامل تھا۔

بیاز تمر کی علیحدگی: دوسرے دن ناصری منطاش کے تعاقب کے لئے نکلا۔ اسے بتایا گیا کہ ترکمان (علاقہ کے) ترکمان دمشق کے گردونواح میں اس کا محاصرہ کر رہے ہیں لہٰذا منطاش ناصری سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوا مگر اس کا اتابک (بڑا افسر) بیاز تمر اکثر فوج کو لے کر ناصری کے لشکر سے جا کر مل گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منطاش نے راہ فرار اختیار کی۔

اب ناصری دمشق لوٹ آیا تھا۔ اس نے بیاز تمر کی تعظیم و تکریم کی اور اسے ترقی دلانے کے وعدے کئے۔ اتنے میں اسے یہ خبر ملی کہ سلطان شام کی سرحد میں داخل ہو گیا ہے لہٰذا ناصری اس کا استقبال کرنے کے لئے روانہ ہوا اور قانون کے مطابق اس سے ملاقات کی سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی اور جب وہ سواری سے اترا تو وہ خود بھی پیادہ ہو گیا اور بغل گیر ہونے کے بعد اس نے اسے اپنے قریب بٹھایا۔ پھر اسے دمشق کی طرف لوٹا دیا۔

سلطان کی دمشق میں آمد: اس کے بعد سلطان (اپنی فوجوں کے ساتھ) اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا حتیٰ کہ سلطان بھی دمشق پہنچ گیا۔ اب ناصری دوبارہ اس کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ سلطان بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک (موجودہ سال) قلعہ دمشق میں اس حال میں داخل ہوا کہ امراء کے لشکر اس کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے مگر ناصری اس کے ساتھ سوار تھا اور اپنے سر پر (رسم و رواج کے مطابق) [illegible] اٹھائے ہوئے تھا۔

امراء کی معذرت: پھر حماۃ کے نائب حاکم نے حلب کے امراء سے اپنے گزشتہ افعال پر معذرت کا اظہار کیا کیونکہ اس نے منطاش کے معاملہ میں ناصری پر جو الزام لگایا تھا اس سے اس کا مقصد فتنہ و فساد کا انسداد تھا۔ اس نے سلطان سے پناہ طلب کی اور اس بات کی ضمانت دی کہ منطاش جہاں کہیں ہوگا وہ اسے وہاں سے پکڑ کر حاضر کر دے گا۔

سلطان نے اسے پناہ دی اور اسے تحریر دیا کہ وہ اپنے وعدے پر عمل کرے۔ چنانچہ اس امر کا اعلان کر دینے کے بعد وہ خود منطاش کی تلاش میں حلب کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں سولی بن دلغادر امیر ترکمان کا ایلچی ملا جو اس کی طرف سے تحائف لے کر آیا تھا اور اس نے حمص کے واقعہ پر معذرت نامہ بھی پیش کیا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے حلب کے نائب حاکم کے حوالے کر دے گا۔

سلطان نے یہ تحائف قبول کر لئے اور اسے پناہ دے کر اس کے ساتھ احسان کرنے کا وعدہ کیا۔

بعد ازاں (عرب قبائل) آل مہنا اور آل عیسیٰ کے امراء کے وفود آئے۔ انہوں نے اطاعت کا اظہار کیا اور وعدہ کیا کہ وہ منطاش اور عمر کے برخلاف سلطان کے ہمراہ تعاون کریں گے۔ (انہوں نے یہ اطلاع بھی دی کہ) وہ دونوں شام کی سرحد پر رحبہ کے مقام پر مقیم ہیں۔ لہٰذا سلطان نے اس وفد کی عزت افزائی کی اور ان کی اطاعت قبول کی۔

منطاش کی گرفتاری کی اطلاع: پھر وہ حلب کی طرف روانہ ہوا اور اس کے قلعہ میں مقیم ہوا۔ سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ منطاش عمر سے الگ ہو گیا ہے اور وہ ماردین کے علاقے سے گزر رہا تھا کہ وہاں کی فوجوں نے اس پر حملہ کیا اور اس کے ساتھیوں کی جماعت کو گرفتار کر لیا ہے مگر وہ بھاگ کر امیر ترکمان سالم دوکاری کے پاس پہنچ گیا ہے چنانچہ اس نے اسے گرفتار کر لیا ہے اور اس کے بارے میں سلطان کو پیغام بھیجا ہے۔

لہٰذا سلطان نے حلب کے نائب حاکم قرا دمرداش کو فوج دے کر سالم دوکاری کے پاس بھیجا تاکہ وہ منطاش کو

حاضر کرے اور اس کے پیچھے ناصری کو بھی بھیجا۔

اس نے ابا بک کو ماردین کی طرف بھیجا تاکہ وہ سطاش کے ساتھیوں کو لے کر آئے اور قبال بن ابی الکبش کی طرف بھی گیا تھا۔ بہرحال ماردین کے حاکم کے ساتھی آئے اور انہوں نے سطاش کے ساتھیوں کو اس کے حوالے کر دیا۔ ماردین کے حاکم نے تحریر کیا تھا کہ وہ سلطان کے مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے اور اس کے دشمن کی گھات میں ہے۔

ناکام واپسی: اسی میں قراد مرداش بھی سالم بن زودکاری کے پاس پہنچ گیا اور سطاش کو حاصل کرنے کے لئے وہ اس کے پاس چار دن مقیم رہا مگر وہ ٹال مٹول کرتا رہا۔ لہٰذا قراد مرداش نے اس پر حملہ کر کے اس کے قبیلے کو لوٹ لیا اور اس کی قوم کا قتل عام کیا۔ مگر سالم بن زودکاری اور سطاش سنجار کی طرف بھاگ گئے۔

اس کے بعد ناصری بھی وہاں آ پہنچا۔ اس نے مرداش کو اس فعل پر ملامت کی اور ان دونوں میں جھگڑا ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ناصری مارنے کے لئے تیار ہو گیا۔ آخر کار کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور سب فوجیں سلطان کے پاس لوٹ آئیں۔

اس کے بعد سالم بن زودکاری نے سطاش کے بارے میں معذرت نامہ بھیجا کہ ناصری نے اسے لکھا تھا کہ وہ سطاش کو حفاظت رکھے کیونکہ اس میں ترکوں کا نقصان ہے۔

ناصری کا قتل: (اس ظلم کے بعد) سلطان قلعہ میں بہت دن تک بیمار رہا۔ یہ واقعہ ۷۹۱ھ اسی سال کا ہے۔ اس نے ناصری کو بلوا کر اسے زجر و توبیخ کی۔ پھر اسے اور اس کے بھتیجے شیخ اور رومی قوینہ (فوجی افسر) اور شیخ حسن اور علی احمد بن ابی جمدار کو جس نے قلعہ حلب پر قبضہ کر لیا تھا گرفتار کر لیا اور ناصری اور قشتمر اشرفی کو جو ماردین سے ان کے ساتھ آیا تھا قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے دمشق کا نائب حاکم اس کے بجائے بطا کو مقرر کیا اور اس کی جاگیریں قراد مرداش کو دیں اور اسے حکم دیا کہ وہ مصر چلا جائے۔ اس کے بجائے حلب کا حاکم عثمان کو مقرر کیا گیا جو پہلے اس کی فوج (مقدم الوف) کا اتابکی افسر تھا۔

نئے عہدیداروں کا تقرر: سلطان نے بطا کے بجائے ابویزید کو دوادار (پیغامبر سلطانی) مقرر کیا۔ یوں اس نے اس کی خدمات کا صلہ دیا جو اس نے ناصری کے عہد حکومت میں سلطان کو چھپا کر انجام دی تھیں اور اس کی حفاظت کی وجہ سے وہ ابویزید کے ساتھیوں کے پاس چھپ گیا تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

پھر سلطان حلب سے کوچ کر کے ماہ ذوالحجہ کی چودھویں تاریخ کو دمشق پہنچا اور وہاں رک کر متعدد امراء کو قتل کرا دیا جن کی تعداد پچیس تک پہنچتی ہے۔ اس نے عرب قبائل پر محمد بن مہنا کو مقرر کیا اور عرب کی جاگیریں ترکمانوں کی ایک جماعت کو دے کر مصر لوٹ گیا۔

مصر واپسی و نائب کا تقرر: نائب سودون اور حاجب سکیں سلطان سے ملے اس کے بعد ۷۹۲ھ میں سلطان فوجوں کے ساتھ نہایت شان و شوکت اور کر و فر سے قلعہ میں داخل ہوا اور اس دن جشن منایا گیا۔

سلطان کی آمد کے دسویں دن دمشق کے نائب حاکم بطا کی وفات کی خبر موصول ہوئی تو سلطان نے اس کے بجائے سودون طرنطائی کو نائب حاکم مقرر کیا۔ پھر ماہ صفر کی چودھویں تاریخ کو قراد مرداش احمدی کو گرفتار کر لیا گیا اور وہ قید خانے ہی میں ہلاک ہو گیا۔

بغاوت کا انسداد: سلطان نے طنبغا المعلم اور قردم حسنی کو بھی گرفتار کر لیا۔ اسی سال ماہ صفر کے آخر میں یہ اطلاع موصول ہوئی کہ جب یلبغا ہلاک ہو گیا تھا تو اس کے ساتھی بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ افراد بھاگ گئے تھے۔ اس موقع پر غلاموں کی ایک جماعت نے ابطبغا دوادار اور بیدمر کی سرکردگی میں قلعۂ دمشق پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور قید خانے کے اندر نقب لگا کر مصری اور منطاش کے تقریباً ایک سو ساتھیوں کو نکال لیا۔

لہٰذا ان کے مقابلے کے لئے شاہی فوج بھیجی گئی اور انہوں نے قلعہ کا تین دن تک محاصرہ کیا۔ پھر قلعہ کے پھاٹک پر حملہ کر کے اسے جلا دیا۔ و شاہی فوج قلعہ میں داخل ہوگئی اس نے ان (سب باغیوں) کو گرفتار کر کے انہیں مار ڈالا۔ مگر ابطبغا دوادار اور بیدمر پانچ افراد کو لے کر بھاگ نکلے یوں اس بغاوت کا قلع قمع ہو گیا۔

اسی سال ماہ شعبان کے آخر میں سودون طرنطائی کی وفات کی خبر آئی تو اس کے بجائے امیر مجلس کمشبغا اشرفی کو (دمشق کا) حاکم بنایا گیا اور کمشبغا کے عہدے پر امیر شیخ صفوی کا تقرر کیا گیا۔

منطاش کی شکست منطاش سالم دوکاری کے ساتھ سنجار بھاگ گیا تھا وہ کچھ دنوں تک اس کے ساتھ مقیم رہا۔ پھر اسے بھی چھوڑ کر نعیر کے پاس بھاگ گیا اور وہاں کے (عرب) قبائل کے ساتھ رہنے لگا۔ اسی اثناء میں وہاں کے قبیلے کے ایک شخص نے اسے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا اور اس نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا اور ان کے ساتھ رہنے لگا ....

....

....

.... پھر ۷۹۴ھ میں یکم رمضان کو وہاں سے روانہ ہوا اور دریائے فرات عبور کر کے حلب کے علاقے میں آ پہنچا۔ وہاں سرکاری فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا۔ جس میں اسے شکست ہوئی اور اس کے حامیوں کی ایک جماعت گرفتار ہوئی۔

اسی اثناء میں نعیر بغاوت اور نافرمانی کے اثرات سے تنگ آ گیا اور اس کے قبائل بھی غلہ اور خوراک کی کمی کی وجہ سے پریشان ہو گئے۔ لہٰذا اس نے اپنے حاجب (دربان) کو پناہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے منطاش کو گرفتار کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ بشرطیکہ اسے چار شہر جاگیر میں دیئے جائیں جن میں معرۃ کا شہر بھی شامل ہو۔

منطاش کی تلاش: ۷۹۵ھ میں سلطان کی طرف سے اس شرط کو منظور کرنے کی تحریر لکھی گئی۔ پھر [illegible] ایک شخص نے یہ اطلاع دی کہ منطاش اپنے قبائل کے ساتھ مقیم تھا اور اس کے ساتھ ترکمان بھی ہیں جو شیزر کے مقام پر مقیم ہیں۔

باغیوں کو شکست: لہٰذا سرکاری فوجیں وہاں پہنچیں اور انہوں نے باغیوں کو شکست دے دی۔ وہاں ایک ترکی سوار نے تلوار سے حملہ کر کے منطاش کا دو حصہ کر دیا تھا اور اسے زخمی کر دیا تھا۔ کیونکہ میدان جنگ میں وہ منطاش کو شناخت نہیں کر سکا کیونکہ جنگ [illegible] اور مفلسی کی وجہ سے اس کی شکل خراب ہوگئی تھی لہٰذا ابن [illegible] نے اسے اپنے گھوڑے کے پیچھے بٹھا کر اور بھگا کر فرار ہو گیا مگر ان کے حامیوں کی ایک بڑی جماعت ماری گئی جن میں ابن بردعان اور ابن اینال بھی شامل تھے چنانچہ ان دونوں

کے سر (کاٹ کر) دمشق لائے گئے۔

اب سلطان نے تمام امرائے شام کو لکھ دیا کہ وہ عام فوج کشی کر کے اسے اپنے علاقوں سے نکال دیں تاکہ یہ علاقے محفوظ رہیں اور عوام اپنے کھیتوں کے غلوں کو اٹھا سکیں۔

دشمنوں کا قتل عام: پھر عمر اور مطاش نے اسی سال کے یکم جمادی الاولیٰ کو سلمیہ کی طرف فوج کشی کی۔ حلب اور حماۃ کے نائب حکام نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر انہوں نے ان دونوں کو شکست دی اور حماۃ کے شہر کو لوٹ لیا۔ حلب کے حکم نے محاذ تبدیل کر کے عمر کے قبائل کی بستیوں کا رخ کیا اور ان پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا اور ان کے مویشیوں کو ہنکا کر لے آئے اور باقی ماندہ حصہ کو نذر آتش کر دیا اس کے بعد سرکاری فوجیں ان کی واپسی تک گھات میں لگی رہیں اور دشمن کے واپس آنے کا منتظر رہیں جب شہر حماۃ میں (دشمن کو) یہ اطلاع ملی تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ اپنے قبائل کی طرف واپس آئے۔ اس وقت گھات میں لگی ہوئی پوشیدہ فوج نے ان پر حملہ کیا اور ان کا قتل عام کیا۔ یوں فریقین میں سے عرب امراء اور قاصدوں کی بہت بڑی تعداد ہلاک ہوئی۔

ماہ شعبان المعظم میں (عرب قبائل کا ایک سردار) عامر بن طاہر بن جبر سلطان کے پاس آیا اور اس نے اطاعت قبول کی اور اپنے چچا (عمر) کی مخالفت کا اعلان کیا۔ اگرچہ اس کے بعد عمر بھی سلطان کا مطیع و فرمانبردار ہوا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر ان سے مطالبہ کیا جائے تو وہ مطاش کو پکڑ سکتے ہیں۔

عرب قبائل کا فیصلہ: سلطان نے اس عرب سردار کا خیر مقدم کیا اور اسے انعامات اور تحفوں سے زیر بار کیا اور اسے اپنی منظوری اور اختیارات دے کر عمر کے پاس بھیجا۔ چنانچہ جب ان کا چچا زاد بھائی عمر بن طاہر سلطان کی طرف سے یہ توقعات لے کر وہاں پہنچا تو انہوں نے آل مہنا کے تمام قبائل سے مشورہ کیا اور انہیں سلطان کی طرف سے ملنے والی امداد کی طرف مائل کیا اور اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ مخالفت اور نافرمانی کے نتیجے میں وہ کس قدر پریشان اور تنگ دستی میں مبتلا ہیں۔ ان سب نے عمر کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ دو باتوں میں سے ایک کو منظور کرے یا تو وہ مطاش کو اپنے پاس رکھے یا وہ انہیں اجازت دے دے کہ وہ سلطان کی اطاعت قبول کر لیں اور پھر وہ جہاں چاہے چلا جائے۔

مطاش کی گرفتاری: عمر یہ باتیں سن کر بہت گھبرایا وہ اپنے قبائل کی مخالفت نہیں کر سکتا اور انہیں اجازت دے دی کہ وہ مطاش کو گرفتار کر کے اسے سلطان کے حکام کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے گرفتار کر کے اسے حلب کے نائب حاکم کے حوالے کر دیا۔ ان فرزندوں نے سلطان کی طرف سے اپنے صلہ اور اپنے باپ کے لئے نائب حاکم سے حلف نامہ حاصل کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے افسروں کو بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے مطاش کو گرفتار کر لیا اور اس کے ساتھ سوار اور پیادہ فوج بھیجی اور وہ اسے حلب لے آئے۔ یہاں لا کر انہوں نے ایک بڑا جشن کا دن منایا اور اسے قلعہ میں مقید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان نے قاہرہ سے ایک امیر کو بھیجا۔

مطاش کا قتل: اس نے (قید خانے میں) گھس کر اسے قتل کیا اور اس کا سر (کاٹ کر) شام کے علاقے میں اس کا گشت کرایا۔ اور تاریخ ۱۱ رمضان المبارک کو وہ سر قاہرہ لے کر آیا اور باب زویلہ کے اوپر (مطاش کے) سر کو لٹکا دیا۔ اس سے

پہلے اسے (شاش) قاہرہ [illegible] گیا تھا اور اس کا [illegible] مصر کے علاقوں میں گشت کرایا گیا تھا۔ بعد میں اسے باب زویلہ میں لٹکا دیا گیا۔ پھر اسے اس کے اہل و عیال کے حوالے کر دیا گیا۔ انہوں نے اسے اسی سال ماہ رمضان المبارک کی آخری تاریخ میں دفن کر دیا۔

مکہ معظمہ کے واقعات

جب محمد بن احمد بن عجلان (حاکم مکہ) [illegible] تو سلطان (مصر) نے عنان بن مغامس کو [illegible] ۷۸۸ھ میں مکہ معظمہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس وقت کبیش بن عجلان نے اس کی مخالفت کی تھی اور اس نے مکہ معظمہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ کبیش میدان جنگ میں مارا گیا تھا۔ تاہم عنان انتظام حکومت سنبھالنے میں [illegible] اپنے چچا [illegible] بھائیوں اور [illegible] پر غالب نہیں آ سکا۔ [illegible] بن (عجلان) نے مکہ [illegible] (الظاہر) کے [illegible] اور [illegible] سلطان [illegible] کے لئے [illegible] کیا۔ [illegible] مکہ معظمہ اور [illegible] کے حالات [illegible] سے [illegible] مکہ معظمہ کا حاکم مقرر کر دے۔

علی کا تقرر: ابتدائے ۷۸۹ھ میں جب سلطان کے پاس مصر [illegible] عنان میں سے [illegible] علی آیا تو سلطان نے اس کو [illegible] کا حاکم مقرر کیا اور اسے امیر الحاج کے ساتھ اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ وہ [illegible] (امراء) کے درمیان صلح کرا دے۔

جب وہ امیر [illegible] مکہ معظمہ پہنچا تو [illegible] اشراف [illegible] عنان [illegible] تاہم وہ اس سے ملاقات کئے بغیر [illegible] اشراف مکہ بھی [illegible] آئے اور [illegible] نے [illegible] علی بن عجلان اور اس کے ترکی افسروں اور [illegible] کی مخالفت کی [illegible]۔

عنان کی گرفتاری: عنان بن مغامس ۷۹۰ھ میں سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور وہ اس وقت تک قید رہا جب تک کہ [illegible] ۷۹۱ھ میں [illegible] بغاوت کے موقع پر [illegible] کے ساتھ [illegible]۔ اسی وقت اسے اس کے بھائی [illegible] کے ساتھ بھیجا گیا [illegible] سلطان کو [illegible] کرے۔

دوہری حکومت: [illegible] سلطان نے [illegible] حکومت [illegible] دونوں [illegible] تھے۔ اس سے سلطان نے [illegible] عنان کو علی بن عجلان کے ساتھ حکومت میں شریک کیا [illegible] اسی طرح حکومت کرتے رہے [illegible] اشراف [illegible] علی بن عجلان [illegible] اقتدار کی وجہ سے [illegible] خوف اور پریشانی کی زندگی گزار رہے تھے۔

علی کی خود مختاری: ۷۹۴ھ میں سلطان مصر نے [illegible] اپنے پاس بلایا اور [illegible] دونوں [illegible]۔ سلطان نے ان دونوں کی تعظیم و تکریم کی اور ان دونوں کا منصب بحال رکھا [illegible] عبداللہ کے بعد

[illegible]

[illegible]

تاتاریوں کے حالات

[illegible]

سلطنت کی تقسیم: [illegible]

[illegible]

[illegible]

سلطان تیمور کا ظہور: تاتاریوں کی یہ تقسیم شدہ سلطنتیں بکھریں۔ جب تک قائم رہیں آخر کار ان کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ بغداد میں موجودہ عہد میں شیخ حسن کا پوتا احمد بن اویس حکمران تھا کہ اتنے میں یہ خبر آئی کہ ماوراء النہر کے علاقے ترکستان و بخارا میں (ایک زبردست اور طاقتور) حاکم نمودار ہوا ہے جس کا نام تمر (تیمور) تھا اس کے پاس مغل و تاتاریوں کا ایک لشکر جرار تھا۔ یہ بادشاہ اور اس کی قوم چغتائی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ لوگ چنگیز خان کے فرزند چغتائی کی نسل سے تھے یا یہ چغتائی کوئی اور شخص تھا جس کا نسلوں کی دوسری قوم سے تعلق تھا۔

چغتائی قوم کی تعداد: تاہم پہلی بات زیادہ درست ہے کیونکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ چنگیز خان کے چغتائی خاندان کی سلطنت ماوراء النہر کے علاقے میں قائم تھی۔ اس سلسلے میں یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ تمر (تیمور) بادشاہ کے ہمراہ چغتائی خاندان کا کثیر لشکر جرار تھا اور اس مختصر مدت میں اس خاندان کی اس قدر کثیر تعداد نہیں ہو سکتی تھی۔ (اس کا جواب یہ ہے کہ) چغتائی کے زمانے سے لے کر اس وقت تک کی مدت دو سو سال ہوتی ہے۔ کیونکہ چغتائی اپنے والد چنگیز خان (کی فتوحات) کے زمانے میں پچیس سال کا تھا۔ لہٰذا اس مدت میں پانچ نسلیں چل سکتی ہیں کیونکہ ہر نسل چالیس سال کی ہوتی ہے اور چالیس سال کے عرصے میں ہر مرد کے دس فرزند کم از کم ہو سکتے ہیں۔ اس طرح پانچ مرتبہ ضرب دینے سے (دو سو سال کے عرصے میں) ایک لاکھ افراد ہو جاتے ہیں۔

(علاوہ ازیں) اگر فی کس ۹ فرزند فرض کریں تو پانچ نسلوں کے بعد یہ تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ (اوسط گھٹا کر) فی کس آٹھ کر دی جائے تو یہ تعداد بتیس ہزار تک پہنچتی ہے اور اگر (بھی گھٹا کر) فی کس سات کر دی جائے تو اس صورت میں بھی یہ تعداد سولہ ہزار ہوتی ہے۔ تاہم فی کس سات بچوں کی تعداد بدویانہ معاشرے میں سب سے کم تعداد ہوتی ہے۔ بہرحال سولہ ہزار کی فوج بھی دوسری قوموں پر حکومت کرنے کے لئے بہت کافی ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلی تعداد تو زیادہ ہوتی ہے۔

سلطان تیمور کی فتوحات: بہر حال جب سلطان تمر (تیمور) ماوراء النہر کے علاقے میں نمودار ہوا تو وہ خراسان پہنچ گیا اور [illegible]ھ میں کئی جنگوں کے بعد اس کے حاکم شیخ ولی سے یہ علاقہ چھین لیا۔ شیخ ولی توریز کی طرف بھاگ گیا تھا لہٰذا سلطان تمر نے [illegible]ھ میں توریز پر فوج کشی کی اور توریز و آذربائیجان کو فتح کر کے انہیں ویران کر دیا۔ ان جنگوں میں شیخ ولی مارا گیا۔ اس کے بعد وہ شہر اصفہان کے پاس سے گزرا تو وہاں کے باشندوں نے اطاعت قبول کی۔

ترک فوجوں سے مقابلہ: توریز کی جنگ کے بعد وہ بغداد کے علاقے میں پہنچا تو وہ لوگ اس کے مقابلے سے گریز کرتے رہے۔ اس کے بعد آذربائیجان کے علاقے میں اس کی فوجوں کا دیار بکر اور موصل کی ترک فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ ان کے ساتھ اس کی جنگ برابر ہوتی رہی۔ اس کے بعد وہ اصفہان کی طرف پیچھے ہٹ گیا۔ راستے میں اسے یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کی قوم کے ایک شخص نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے جو قمر الدین فطمش کے نام سے موسوم ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے دوشی خان بن چنگیز خان کے شمالی علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور سرائے کے پایۂ تخت پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور اسے فوج اور مال و دولت کی امداد بھی دی گئی ہے۔

(یہ خبر سن کر) تیمور اپنے پایہ تخت کی طرف لوٹ گیا۔ پھر ۷۹۵ھ تک اس کے بارے میں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اس کے بعد یہ اطلاع آئی کہ وہ باغی قمر الدین پر غالب آ گیا ہے اور اس نے قندھار کا محاصرہ کر دیا ہے۔ پھر سرائے کے پایہ تخت کو بھی فتح کر لیا ہے۔

فتح ایران: اس کے بعد سلطان تمر (تیمور) نے اصفہان، عراق عجم، فارس اور کرمان کا قصد کیا اور مظفر یزدی کے فرزندوں کے ساتھ کئی دفعہ جنگ کی۔ ان جنگوں میں ان کے سلاطین مارے گئے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا۔ آخر کار یہ تمام علاقے اس کے زیر نگیں آ گئے۔

فتح بغداد: اس دوران میں حاکم بغداد احمد بن اویس اس سے خط و کتابت کرتا رہا اور تحائف بھیج کر اس سے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر نتیجہ کوئی نہیں نکلا۔ کیونکہ وہ خط و کتابت اور اظہار لطف و کرم کے ذریعے اسے فریب دیتا رہا۔ تا آنکہ احمد بن اویس ہمت ہار گیا۔ کیونکہ اس کی فوجیں منتشر ہو گئی تھیں۔ اس کے بعد (تاتاری سلطان) تیمور تاتاری کے ساتھ دریائے دجلہ تک پہنچ گیا۔ جب احمد بن اویس کو اس خطرہ کی اطلاع ہوئی تو وہ راتوں رات حلہ کے مقام پر دریائے دجلہ کے پل تک پہنچا اور اسے توڑ دیا۔ مگر سلطان تیمور اور اس کی فوجیں ۱۱ شوال ۷۹۵ھ کو اس مقام پر پہنچ گئیں۔ اور انہوں نے دریائے دجلہ کو تیر کر عبور کیا اور پھر وہ بغداد میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گئے۔

حاکم بغداد کا فرار: (احمد بغداد سے بھاگ گیا تھا) لہٰذا (تیموری) فوجیں احمد بن اویس کے تعاقب میں نکل گئیں۔ انہوں نے ذوالحجہ کے پل کے مقام پر دریا میں گھس کر اسے پار کیا۔ پھر انہوں نے احمد کو مزار حضرت علیؓ (نجف اشرف) پر جا پکڑا۔ اس نے بھی پلٹ کر ان فوجوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور جو تاتاری افسر اس کے تعاقب میں بھیجا گیا تھا وہ اس جنگ میں مارا گیا۔ احمد بچ نکلا اور وہ شام کی سرحد پر رحبہ کے مقام کی طرف بھاگ گیا۔ تاہم تاتاری فوج نے اس کے تمام ساز و سامان سواری کے جانوروں اور مال و دولت پر قبضہ کر لیا اور انہیں لوٹ کر واپس آ گئے۔

بغداد کی دوبارہ تباہی: احمد بن اویس نے رحبہ کے مقام پر آرام کیا اور وہاں سلطان مصر کے نائب حاکم کو اپنے حالات سے مطلع کیا۔ اس نے اپنے مخصوص افراد کے ذریعے اس کے لئے تحفہ اور ضروری ساز و سامان بھیجا۔ جنہوں نے ذوالقعدہ کے آخر میں حلب پہنچایا۔ وہاں پر وہ ایک عرصہ بیمار رہا اور صحت یاب ہو گیا۔ اسے یہ اطلاعات موصول ہوتی رہیں کہ سلطان تیمور نے اس کے علاقے میں بہت لوٹ مار مچائی ہے اور نہ صرف اس کے تمام ذخیروں پر قبضہ کر لیا ہے بلکہ تمام اہل بغداد کے مال و دولت کو بھی ضبط کر لیا ہے۔ بغداد کے امیر و غریب کے پاس کوئی ساز و سامان نہیں چھوڑا ہے یہاں تک کہ وہ سب بے خانماں ہو گئے ہیں اور قتل و فساد کی وجہ سے بغداد کے تمام محلے ویران ہو گئے ہیں۔

مصری فوجوں کی تیاری: ۷۹۶ھ میں ماہ ربیع الاول کو احمد بن اویس سلطان مصر کے پاس فریاد لے کر پہنچا تا کہ اپنے ملک کو دوبارہ حاصل کرنے اور دشمن سے انتقام لینے کے لئے اس سے مدد طلب کی۔ لہٰذا سلطان (مصر) نے اس کی فریاد رسی کی اور اعلان کیا کہ ان کی فوجیں شام کی جانب کوچ کرنے کے لئے تیار رہا کریں۔

تکریت کی تباہی: اسی اثناء میں سلطان تیمور نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد تکریت کی طرف فوج کشی کی وہاں کے قلعوں سے جنگ کی اور راستہ بند کرنے کے لیے [illegible] کا محاصرہ کیا آخرکار وہاں کے باشندے اس کے مطیع ہو گئے۔ اس نے جس کو چاہا قتل عام کیا اور باقی [illegible] کو گرفتار کر کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ پھر اس کی فوجیں [illegible] باقی بھی [illegible] نے چند گھڑیوں میں اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی دولت لوٹ لی۔ چنانچہ وہاں کے باشندے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

سلطان مصر کی فوج کشی: جب یہ خبریں سلطان مصر تک پہنچیں تو اس نے لشکر تیار کیا اور ایک مقام پر چند دن رہا جہاں اس نے اپنے لشکر کی تمام ضروریات کو پورا کیا [illegible] سے مال لیا اور ہر قسم کی فوجوں میں سے بھرتی مکمل کی۔ اس سے قبل ہی شیخ نائب السلطنت [illegible] ہو چکا تھا اور صف بندی کر کے شہر کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ [illegible] بھی تھے۔ سلطان نے اس کی ضروریات پوری کر دی تھیں اور وہ شامی فوج کے تمام اخراجات کا کفیل تھا۔

دمشق میں آمد: سلطان [illegible] (۸۰۲ھ) کے آخر میں دمشق پہنچ گیا۔ اس نے حلب کے نائب [illegible] کو ہدایت کی تھی [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] فوج کو وہاں [illegible] دشمن کی حرکات [illegible] رہیں۔

چنانچہ جب سلطان دمشق پہنچا تو [illegible] اس کے پاس آیا اور اس نے اسے اپنی [illegible] اور دشمن کے بارے میں تمام معلومات [illegible]۔ پھر اس کے [illegible] کرنے کے لئے [illegible]۔ اس کے بعد سلطان نے [illegible] کی قیادت میں [illegible]۔

دشمن (سلطان تیمور) [illegible] میں مشغول تھا۔ وہ وہاں [illegible]۔ پھر اس نے وہاں کے [illegible] پر قبضہ کیا اور اس کی فوجوں نے [illegible] اور [illegible] پھر اس [illegible] (قلعہ [illegible]) [illegible] کی فوجوں نے [illegible] وہاں کے [illegible] کا [illegible] کر دیا۔

آخری خبر: سلطان [illegible] شعبان ۸۰۳ھ تک دمشق ہی میں مقیم تھا۔ وہ (دشمن کے حملہ کا) مقابلہ کرنے کے لئے [illegible] تھا [illegible] کا [illegible] کرے۔

ترکی سلطنت [illegible] کا یہ آخری حال ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

---

۱ [illegible] ابن خلدون [illegible]

باب: ششم

یمن کی رسول شاہی سلطنت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایوبی سلطنت نے یمن کو بھی فتح کر لیا تھا اور ان کی طرف سے یمن کے حکام مقرر ہو کر آتے تھے۔ مگر جب بنو مظفر میں سے شہنشاہ بن ایوب کا پوتا سلیمان بن سعد الدین شہنشاہ یمن کا حاکم مقرر ہوا تو وہ سلطان عادل کے عہد حکومت میں خود مختار ہو گیا اور بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ایسے موقع پر سلطان عادل نے اپنے فرزند ملک کامل کو جو مصر کا حاکم تھا پیغام بھیجا کہ وہ اپنے فرزند یوسف مسعود کو یمن بھیجے وہ ۶۱۲ھ میں آیا تھا اور اس کا ترکی میں لقب اقسیس یا اطسیس تھا مسعود نے یمن پر فتح حاصل کی اور گرفتار کر کے اسے مصر بھیج دیا جہاں وہ فرنگیوں کے مقابلہ جہاد کے لیے بھیجا گیا اور وہ ۶۴۷ھ میں فوت ہو گیا۔

مسعود کی حکومت سلطان عادل ۶۱۵ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند کامل بادشاہ مقرر ہوا۔ اس نے بھی یوسف مسعود کو یمن کی حکومت پر بحال رکھا۔ مسعود نے ۶۱۹ھ میں فریضہ حج ادا کیا۔ حج کے زمانے میں مسعود نے خلیفہ کے جھنڈوں کو اپنے جھنڈوں سے پیچھے رکھا تھا (اس کے بارے میں حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں)

مسعود ۶۲۰ھ میں مکہ معظمہ اس وقت پہنچا جب کہ وہاں کا امیر (حاکم) حسن بن قتادہ تھا۔ جو خاندان بنو الحسن کی ایک شاخ سلیمان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ مسعود کے ساتھ مقابلہ پر آیا مگر مسعود نے اسے شکست دے کر مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے وہاں ایک حاکم مقرر کر کے یمن لوٹ آیا۔

۶۲۵ھ میں دوبارہ وہ مکہ معظمہ چلا گیا اور یمن پر اپنے استاذ دار (وزیر مالی) علی بن رسول ترکمانی کو نائب مقرر کیا۔ مسعود چودہ سال حکومت کرنے کے بعد مکہ معظمہ میں فوت ہو گیا۔

اس کی وفات کی خبر اس کے والد کو اس وقت ملی جب کہ وہ دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھا (وفات کی خبر سنتے ہی) ابن قتادہ (جو سابق حاکم تھا) مکہ معظمہ لوٹ آیا اور (اس نے) اپنی حکومت حاصل کر لی۔

موسیٰ اشرف کا عہد حکومت علی بن رسول نے (اس کے فرزند) موسیٰ بن المسعود کو یمن کا حاکم مقرر کیا۔ اس کا لقب اشرف مقرر ہوا۔ مسعود کا ایک اور فرزند بھی تھا جس کا نام یوسف تھا مگر وہ فوت ہو گیا تھا اور اس نے ایک فرزند چھوڑا تھا جس کا نام بھی موسیٰ تھا۔ جسے ترک (امراء) نے ایبک کے بعد حاکم مقرر کیا تھا مگر پھر اسے معزول کر دیا تھا۔

رسول شاہی سلطنت کا آغاز بہرحال علی بن رسول نے موسیٰ اشرف بن مسعود کو حاکم (برائے نام) مقرر کر کے خود اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ پھر اسے برخواست کر کے خود حاکم بن گیا تھا۔ مگر وہ مصر کے حاکم سلطان کامل کا وفادار تھا اور

اطاعت کے ثبوت میں بیٹے دونوں بھائیوں کو یرغمال بنا رکھا ہوا تھا۔

وہ ۶۲۶ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا نائب منصور عمر بن علی بن رسول (ترکمان) حاکم ہوا۔ جب کہ ابن منصور ہلاک ہوا تو سلطان کامل نے اس کے فرزند کو حاکم مقرر کیا۔ سلطان کامل نے ۶۳۵ھ میں وفات پائی اور ایوبی خاندان خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئے تو یمن میں عمر بن علی کی سلطنت مستحکم ہو گئی اور اس نے منصور کا لقب اختیار کیا اور وہ خراج بھی بند کر دیا جو وہ مصر بھیجا کرتا تھا۔ تب حاکم مصر عادل بن الکامل نے اس کے چچاؤں کو رہا کر دیا جنہیں اس کے والد نے اطاعت کے ثبوت میں یرغمال کے طور پر بھیجا تھا تاکہ وہ حکومت حاصل کرنے کے لئے اس کا مقابلہ کریں مگر وہ ان پر غالب آ گیا اور اس نے انہیں قید خانے میں ڈال دیا۔

فرقہ زیدیہ کی قیادت: اس زمانے میں صعدہ میں فرقہ زیدیہ (شیعہ) کی قیادت ہادویوں کے ہاتھوں سے نکل کر سلیمان بن حمزہ کے فرزندوں میں منتقل ہو گئی تھی اور انہوں نے ہادویوں کے خاندان کو صعدہ سے نکال دیا تھا۔ انہوں نے ظفار قلعہ میں اپنا مرکز قائم کر لیا تھا۔ چنانچہ جب ہادویوں کے خاندان میں احمد بن الحسین سے زیدیوں نے علماء میں بیعت کی تو اس کا لقب الموطی رکھا گیا (اس کا شجرہ نسب) یحییٰ بن الحسین بن القاسم الرسی کے خاندان سے متعلق تھا۔ وہ ثلا کے قلعہ میں پناہ گزین تھا اور فرقہ زیدیہ میں بہت مشہور ہو گیا۔ یوں ان کی قیادت پھر خاندان ہادوی میں لوٹ آئی۔

زیدیوں کے حاکم سے جنگ: (فرقہ زیدیہ کا پیشوا) زیدیہ فرقہ کا بہت بڑا امام اور ادیب تھا وہ بہت عبادت گزار بھی تھا۔ اس کے ہاتھ پر ۶۴۶ھ میں بیعت کی گئی تھی۔ حاکم یمن عمر بن رسول کو اس کے اقتدار سے بہت تشویش پیدا ہوئی۔ چنانچہ وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا مگر وہ شکست کھا کر لوٹ آیا۔ پھر اس نے اس کا محاصرہ کر دیا اور قریشی قصور سے ثلا کا محاصرہ کرنے کے لئے فوجیں تیار کیں۔

وہ ۶۴۸ھ تک برسر حکومت رہا تا آنکہ اس کے بھتیجے کی امداد سے اس کے غلاموں نے اس کو مار ڈالا۔

مظفر کی حکومت: جب منصور علی بن رسول فوت ہو گیا تو اس کا فرزند مظفر شمس الدین یوسف حاکم بنا۔ وہ نیک اور انصاف پسند حاکم تھا۔ جب ترک مصر کے فرمانروا ہوئے تو انہوں نے اس پر تاوان مقرر کر دیا۔ وہ ان کا وفادار اور باجگزار رہا اور تحفے ارسال کرتا رہا۔

اس کے آغاز حکومت میں صعدہ کے اہل قلعہ نے اطاعت قبول نہیں کی تھی چنانچہ وہ ان کے محاصرہ میں مشغول رہا۔ اسی دوران میں خاندان ہادوی کے زیدی امام نے صعدہ میں بغاوت کا اعلان کیا اور احمد الموطی نے فرقہ زیدیہ کے کئی قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے صعدہ پر قبضہ کی کوشش کی اور اسے سلیمانی خاندان کے قبضہ سے چھڑا لیا۔ چنانچہ اس کا نام امام الموطی پکارا جانے لگا۔ کچھ مدت بعد مظفر نے اس سے صلح کر لی اور اس نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے پناہ حاصل کی۔ یوں ہر زمانے میں فرقہ زیدیہ کا ایک مستقل امام مقرر ہوتا رہا۔

اشرف کا عہد حکومت: مظفر یمن کا حاکم رہا یہاں تک کہ وہ ۶۹۴ھ میں فوت ہو گیا۔ مظفر یوسف کے فوت ہونے پر

کے بعد اس کا فرزند اشرف ممہد الدین عمر یمن کا حکمران ہوا۔ اس وقت اس کا بھائی داؤد شحر کا حاکم تھا چنانچہ اس نے خود حاکم بننے کا دعویٰ کیا اور اس کی مخالفت کی۔ چنانچہ اشرف نے اس کے خلاف فوج کشی کی۔ اس کی فوج نے جنگ میں اسے شکست دے کر اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید خانے میں بند کر دیا۔ اس اثناء میں اس کی ایک لونڈی نے اسے زہر دے کر ہلاک کر دیا اور وہ ۶۹۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے صرف بیس مہینے حکومت کی۔

داؤد المؤید: اشرف کے مرنے کے بعد امرائے یمن نے اس کے بھائی مؤید الدین داؤد کو قید خانے سے نکال کر اسے حاکم یمن مقرر کیا اور اس کا (شاہی) لقب المؤید رکھا۔ اس نے حکمران بنتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ اس نے حکم دیا کہ اس لونڈی کو قتل کر دیا جائے جس نے اس کے بھائی کو زہر دیا تھا۔

اس کے بعد داؤد ترک سلاطین مصر کو تحائف و ہدایا اور دوسری اشیاء بھیجتا رہا اور مقررہ خراج بھی ادا کرتا رہا۔ چنانچہ ۷۱۰ھ میں اس کے تحائف کی مقدار دو سو اونٹوں کے بوجھ پر مشتمل تھی جن میں (یمن کے بنے ہوئے) عمدہ کپڑے یمن کی نادر چیزیں اور دیگر اشیاء شامل تھیں اس کے علاوہ عمدہ نسل کے گھوڑے بھی بھیجے گئے تھے۔ اس نے ۷۱۵ھ میں بھی اسی قدر تحائف بھیجے۔ اس کے باوجود اس کے تعلقات سلاطین مصر سے بگڑتے گئے تا آنکہ جب ۷۱۸ھ میں اس نے اسی قسم کے تحائف بھیجے تو انہوں نے وہ تحائف واپس کر دیئے پھر وہ ۷۲۱ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے پچیس سال حکومت کی۔

داؤد المؤید نہایت عالم و فاضل حاکم تھا۔ وہ شافعی مسلک کا تھا۔ اس نے تمام شہروں سے کتابیں منگوا کر جمع کر رکھی تھیں۔ چنانچہ اس کے کتب خانے میں کتابوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ وہ علماء کو انعام و اکرام سے نوازتا تھا اور مصر کے بہت بڑے شافعی عالم ابن دقیق العید کو انعامات بھیجتا تھا۔

اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مجاہد سیف علی جو بارہ سال کا تھا یمن کے تخت پر بیٹھا۔

جلال الدین بن عمر الاشرف کی بغاوت: مجاہد تخت نشین ہونے کے بعد لہو و لعب اور عشرت میں مشغول ہو گیا۔ اس نے قدیم عہدیداروں کے ساتھ برا سلوک کیا اور انہیں معزول کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ارکان سلطنت نے اس کے اس رویے کو ناپسند کیا۔ لہٰذا اس کے چچا عمر اشرف نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اس کے خلاف فوج کشی کی۔ چنانچہ فریقین کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جن میں مجاہد کو فتح حاصل ہوئی اور وہ جلال الدین پر غالب آ گیا اور اس نے اسے قید کر دیا۔

دوبارہ بغاوت: جلال الدین کو قید کرنے کے بعد بھی مجاہد مسلسل عشرت اور لذت کوشی میں مصروف رہا یہاں تک کہ اس کے ارکان سلطنت بھی اس سے تنگ آ گئے اور وہ اسے قتل کرنے میں جلال الدین کے ساتھ سازشیں کرنے لگے۔ ۷۲۲ھ میں جب وہ شہر بدر ہوا تو جلال الدین نے قید خانے سے نکل کر اس پر یکایک حملہ کیا اور اسے گرفتار کر کے اس نے اس کے چچا منصور ایوب بن المظفر کے ہاتھ پر حکومت کے لئے بیعت کی اور مجاہد کو چند افراد کے ساتھ نظر بند کر دیا گیا اس سے پہلے جلال الدین رہا ہو گیا تھا۔

مجاہد کی بحالی: جب مجاہد قلعہ تعز میں نظر بند ہو گیا اور منصور یمن کا بادشاہ ہو گیا تو مجاہد کے حامی اکٹھے ہو کر منصور کے گھر میں گھ

کے مقام پر حملہ کر دیا۔ اور مجاہد کو دوبارہ قید سے باہر نکالا۔ اسے دوبارہ تخت سلطنت پر بحال کر دیا اور اہل یمن اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔

عبداللہ بن منصور کی مخالفت: اس وقت اسد الدین عبداللہ بن منصور ایوب دملوہ میں تھا۔ اس نے اس کی مخالفت کی اور اطاعت سے انکار کیا۔ مجاہد نے اسے تحریر کیا کہ (اگر اس نے مخالفت کی تو) وہ اس کے باپ (منصور ایوب) کو قتل کر دے گا۔ اس کے باوجود وہ مخالفت پر قائم رہا اور انقلاب کی خلیج وسیع ہوتی گئی بلکہ فتنہ و فساد بڑھتا گیا اور (یمن کے) عرب (دو) گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور حالات خراب ہوتے گئے۔

منصور ایوب نے قید خانے سے اپنے فرزند کے نام یہ ہدایت نامہ بھیجا کہ وہ دملوہ (اس کے) حوالے کر دے۔ اسے اپنے قتل ہونے کا اندیشہ تھا۔ مگر عبداللہ نے اس کی (ہدایت) ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے باپ کو بھی سخت جواب تحریر کیا۔

زبید پر قبضہ: جب مجاہد (عبداللہ کے رویے) سے مایوس ہو گیا تو اس نے اس کے والد منصور ایوب کو اس کے قید خانے میں قتل کرا دیا۔ اس وقت دملوہ کے باشندے اپنے سردار شریف قاسم بن حمزہ کی قیادت میں نکل آئے اور انہوں نے اسد الدین عبداللہ بن منصور ایوب کے ہاتھ پر (حاکم کی حیثیت سے) بیعت کی۔ اس کے بعد اس نے شہاب صفوی کی سرکردگی میں زبید کے مقابر کی طرف فوج بھیجی جس نے اس شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

مجاہد کی ناکامی: اب مجاہد نے اپنے سپہ سالار [illegible] کی نگرانی میں زبید فوجیں بھیجیں جب وہ زبید کے قریب پہنچیں تو وہاں سیلاب آ گیا اور اہل زبید نے ان پر شب خون مار کر (مجاہد کی) فوج کو نقصان پہنچایا اور ان کے سردار کو قید کر لیا۔

(جب مجاہد کو یہ خبر پہنچی تو) اس نے اپنے سپہ سالار علی بن دوادار پر یہ الزام لگایا کہ وہ اس کے دشمن کے ساتھ مل گیا ہے اس لئے اس نے اسے تحریر کیا کہ وہ امداد حاصل کرنے کے لئے عدن چلا جائے (اس کے ساتھ ساتھ) اس نے عدن کے حاکم کو تحریر کیا کہ وہ اسے گرفتار کر لے۔

عبداللہ ظاہر کی فتوحات: یہ تحریر ظاہر (بن منصور ایوب) کے ہاتھ لگی تو اس نے یہ خط دوادار کے پاس بھیج دیا۔ یہ پڑھ کر دوادار عدن واپس آ گیا۔ اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور ۷۲۳ھ میں عدن کو فتح کر کے ظاہر کی حکومت کا خطبہ پڑھوایا۔ پھر اس نے صنعاء اور حرض کے حاکم کو اپنے ساتھ ملا لیا اور انہوں نے بھی ظاہر (ابن منصور) کو حاکم تسلیم کیا۔

مجاہد نے مذحج اور کردوں کے قبائل سے اس وقت امداد طلب کی جب کہ وہ قلعہ معدیہ میں تھا۔ مگر انہوں نے اسے کوئی امداد فراہم نہیں کی۔

امیر ظاہر نے مکہ معظمہ کے شرفاء اور وہاں کے قاضی نجم الدین طبری کو تحریر کیا کہ وہ یمن کا حاکم ہو گیا ہے۔

مصر کی امدادی فوج: جب ظاہر بن منصور ایوب یمن کے قلعوں پر قابض ہو گیا اور انہیں مجاہد کے قبضے سے نکال لیا اور قلعہ معدیہ میں اس کا محاصرہ کیا تو مجاہد نے مصر کے ترک سلطان محمد بن قلاوون الناصر کو ۷۲۴ھ میں ایک فریاد نامہ بھیجا اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان مصر نے بیبرس حاجب اور طینال کی قیادت میں جو اس کے امرائے سلطنت میں سے تھے فوج بھیجی۔ وہ لوگ (یمن) ۷۲۵ھ میں پہنچے تو ان کی ہمراہی میں مجاہد قلعہ معدیہ سے جو عدن کے نواح میں تھا نکلے

مقام پر پہنچا۔ جب وہاں کے باشندوں نے پناہ طلب کی تو اس نے انہیں پناہ دے دی۔ اس کے بعد انہوں نے ظاہر بن منصور ایوب سے مصالحت کے لئے خط و کتابت کی مگر وہ دملوہ کو اپنے قبضے میں رکھنے پر اصرار کرتا رہا آخر کار انہوں نے باہم حلف اٹھایا۔

شہاب صفوی کا قتل: ترک امراء نے (جو امداد کے لئے وہاں پہنچے ہوئے تھے) شہاب صفوی کو طلب کیا جس نے مجاہد اور ظاہر کے درمیان مخالفت اور اختلاف پیدا کر رکھا تھا مگر اس نے تعمیل حکم سے انکار کر دیا لہٰذا مغربی (مصری سردار) سوار ہو کر اس کے پاس پہنچا اور اس کے خیمے ہی میں اس پر حملہ کر کے سوق الخیل (گھوڑوں کے بازار) میں جو تعز کے مقام پر واقع تھا اسے قتل کر دیا۔

پھر (ترک فوج نے) بہت سے مجاہد کے مخالفوں کا قتل عام کیا تا آنکہ وہ سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ یوں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ اس کے بعد (ترکی) فوج ۷۲۵ھ میں مصر لوٹ گئی۔

ظاہر کا قتل: جب یمن میں مجاہد کی حکومت مستحکم ہو گئی اور دملوہ کے علاقے پر ظاہر اس کا جانشین بنا تو مجاہد نے اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ جب وہ مطمئن ہو گیا تو مجاہد نے اس کو یہ اختیار دیا کہ وہ دملوہ کی حکومت سے دستبردار ہو گیا۔ مجاہد نے اسے اپنی طرف سے دملوہ کا حاکم مقرر کیا۔ یوں وہ اس کے حامیوں میں شامل ہو گیا۔ پھر (اچانک) اس نے اسے گرفتار کر کے تعز کے قلعہ میں مقید کر دیا اور ۷۳۴ھ میں قید خانے ہی میں اسے قتل کرا دیا۔

مجاہد کا حج: مجاہد نے ۷۵۱ھ میں حسن الناصر کے پہلے دور حکومت میں حج ادا کیا۔ یہ وہ سال تھا جب کہ مصری سلطنت کے حکمران طاز نے بھی امیر حج کی حیثیت سے حج ادا کیا تھا۔ اس وقت سابق حکمران سلطنت بیبغا اروس نے مقید ہو کر حج کیا تھا کیونکہ سلطان مصر نے طاز کو حکم دیا تھا کہ وہ راستے ہی میں اسے گرفتار کر لے۔ گرفتاری کے بعد بھی اس کی یہ خواہش تھی کہ وہ فریضۂ حج ادا کرے۔ لہٰذا اس نے اجازت دی کہ مقید ہو کر وہ حج کرے۔

مصری فوج سے جنگ: اس اثناء میں شاہ یمن مجاہد حج کرنے کے لئے آ پہنچا۔ اس کے متعلق یہ خبر مشہور ہو گئی کہ وہ غلاف کعبہ تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ اس بات پر امرائے مصر و ان کی فوج اہل یمن سے ناراض ہو گئی اور ایک دن یمن کے قافلے میں ہنگامہ برپا ہو گیا اور جنگ چھڑ گئی۔ اس میں مجاہد کو شکست ہو گئی اور اس کی اکثر فوج جاتی رہی۔ اس موقع پر بیبغا اروس کو جنگ کرنے کے لئے رہا کر دیا گیا تھا اور اس نے اس جنگ میں بہادرانہ کارنامے انجام دیئے۔ اس کے بعد اسے دوبارہ قید کر دیا گیا۔

گرفتاری اور رہائی: (اس جنگ کے بعد) مجاہد کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور اسے مصر لے جا کر مقید کر دیا گیا تھا۔ سلطان الصالح کے عہد حکومت میں ۷۵۲ھ میں اسے رہا کر دیا گیا تھا اور اس کے امراء قشتمر منصوری کو بھیجا گیا تھا تاکہ وہ اسے اس کے ملک چھوڑ آئے۔ مگر جب وہ ینبع کے مقام پر پہنچا تو قشتمر کو اندازہ ہوا کہ وہ بھاگنے کا ارادہ کر رہا ہے چنانچہ وہ مجاہد کو لوٹا کر لے گیا اور کرک کے قلعہ میں اسے مقید کر دیا۔ اس کے بعد پھر اسے رہا کیا گیا اور اس کو اس کے ملک پہنچا دیا گیا۔

مجاہد کی وفات: یمن آ کر اس نے بادشاہ مصر سے مصالحانہ تعلقات قائم رکھے اور وہاں تحائف بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا تا آنکہ وہ ۷۶۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کی مدت حکومت بیالیس سال تھی۔

افضل بن مجاہد کی حکومت: جب ۷۶۶ھ میں مجاہد کی وفات ہوئی تو اس کے بعد اس کا فرزند عباس حکمران ہوا۔ اس کا لقب افضل تھا۔ وہ یمن پر ۱۲ سال حکومت کی اور وہ ۷۷۸ھ میں فوت ہوا۔

دیگر حکام یمن: جب ۷۷۸ھ میں الافضل عباس بن المجاہد فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا فرزند محمد المنصور حاکم ہوا۔ اس کی حکومت مستحکم رہی البتہ ۷۸۲ھ میں اس کے غلاموں کی ایک جماعت اس کے خلاف باغی ہو گئی اور اس نے اس کو قتل کرنے کی سازش کی مگر جب ان کی سازش کا علم ہو گیا تو وہ غلام صعدہ کی طرف بھاگ گئے۔ کچھ عربوں نے انہیں راستے میں پکڑ لیا اور انہیں (بادشاہ کے پاس) لے کر آ گئے۔ بادشاہ نے انہیں معاف کر دیا۔ اس کے بعد بھی وہ حکومت کرتا رہا تا آنکہ وہ فوت ہو گیا۔

محمد المنصور بن الافضل کی وفات کے بعد اس کا بھائی اشرف اسماعیل بن الافضل (یمن کا) حاکم ہوا۔ اس کی سلطنت بھی مستحکم رہی اور ابھی تک جبکہ ہم نے یہ سطور لکھیں ۷۹۶ھ تک یہی یمن کا حاکم ہے۔

باب: ہشتم

تاتاری سلاطین کے حالات

ہم پہلے تاتاریوں کے حالات میں بتا چکے ہیں کہ تاتاریوں کا تعلق ترک اقوام سے ہے اور صحیح روایت کے مطابق تمام ترک قومیں کومر بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ جس کا ذکر تورات میں موجود ہے۔

ہم نے ترکوں کی مختلف اجناس و اقوام کا تذکرہ بھی کیا ہے اور غز قوم کا بھی جن سے سلجوقیوں کا تعلق ہے انہی میں شمار کیا ہے تغزغز بھی انہی میں سے ہیں اور انہی میں سے تبت قوم ہے اور اہل بلاساغون کا جو سمرقند کے قریب ہے انہی سے تعلق ہے اور وہ اسی نام سے بھی پکارے جاتے ہیں۔

ہم نے خطا اور طغرغز کو بھی انہی میں شمار کیا ہے اور وہ بھی تاتاری ہیں۔

ان دونوں قوموں کا مسکن طمغاج کی سرزمین میں تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ترکستان، کاشغر اور اس سے متعلقہ ماوراء النہر (دریا پار) کا علاقہ ہے اور جب ان (تاتاریوں) کے سلاطین مسلمان ہو گئے تھے تو اس وقت بھی یہی ان کا علاقہ تھا۔

ہم نے غزیہ، خزر اور قفچاق کو بھی انہی میں شمار کیا ہے۔ یہی قبچاق، یمک علان کے قبائل بھی ہیں اور اب چرکس اور ارکس بھی انہی میں شامل ہیں۔

ترک اقوام جغرافیہ کی کتاب روجر کے مؤلف (ادریسی) نے مندرجہ ذیل (قبائل) کو بھی انہی (تاتاریوں) میں شمار کیا ہے:

(۱) بلعس (۲) تغزغزیہ (۳) خرخیریہ (۴) کیمائیہ (۵) خزلجیہ (۶) خزر (۷) خلخ (۸) بلغار (۹) یمناک (۱۰) برطاس (۱۱) سجرت (۱۲) خرخان (۱۳) انکر۔ اس نے یہ بیان کیا ہے کہ انکر قوم کے علاقے روسی علاقے میں ہیں۔

ترکوں کی یہ تمام قومیں دریا کے پار (ماوراء النہر) مشرق سے بحر محیط تک اقلیم اول سے لے کر ساتویں اقلیم تک جنوب و شمال کے درمیان میں آباد ہیں اور چین ان کے ممالک کے وسط میں ہے۔

چین: چین کا ملک ابتدا میں ان ترکوں کے ماتحت تھا جو یافث کی اولاد میں ان کے بھائی تھے۔ پھر یہ ملک بھی ان کے تحت ہو گیا اور انہوں نے چین کا اکثر علاقہ فتح کر لیا۔ البتہ سمندر کا کچھ ساحلی علاقہ چینیوں کے قبضہ میں ہے۔

تاتاری ترک بدوی ہیں جیسا کہ ہم آغاز کتاب میں اور سلجوقیوں کے حالات میں بیان کر چکے ہیں ان کی اکثر آبادی ان جنگلوں اور بیابانوں میں آباد ہے جو چین اور ترکستان کے درمیان ہیں۔ اسلام سے پہلے بھی ان کی ایک سلطنت تھی جو ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرتی رہتی تھی۔ اس زمانے میں ان کے حکام افراسیاب تھے۔

اسلام کا آغاز: [illegible] اسلامی فتوحات [illegible] مسلمانوں [illegible] نے بھی [illegible] قبول کی۔ مسلمانوں نے [illegible] ماوراء النہر [illegible] ممالک تک [illegible] طرف غالب آ گئے۔ [illegible] مسلمان [illegible] ترقی [illegible] صدی ہجری کے بعد پیدا ہوئی۔ اس وقت [illegible] ترکستان [illegible] سلاطین کی نسل سے تھے۔

خاقان: کہا جاتا ہے [illegible] ترکی قوموں میں [illegible] ہے۔ البتہ ترکوں کے سلاطین کو خاقان کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہے [illegible] بادشاہ [illegible] کیا جاتا ہے۔

بنو سامان: جب [illegible] سلطنت [illegible] رہے تھے۔ اس زمانے کے بعد [illegible] ماوراء النہر [illegible] سامانیوں [illegible] ہو گئی۔ اس [illegible] سلاطین [illegible] خراسان [illegible] ہو گئی۔

عہد سلجوقی: اس زمانے میں سلجوقی [illegible] تھے [illegible] بعد [illegible] سلجوقی [illegible] سلطنت [illegible] کا خاتمہ ہو گیا۔

خطا اور قراخطا: جب سلجوقی [illegible] ترکستان [illegible] قوم [illegible] تھی [illegible] سلطان [illegible] تھا۔

گورخان کی سلطنت: ۱۱۲۵ء میں [illegible] سلطان سنجر سلجوقی کا [illegible] مقابلہ [illegible] سلطان [illegible] خراسان [illegible] کے سلاطین اور

مسلمان قوتوں کی امداد حاصل کی اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے دریائے جیحوں [illegible] کی قوت [illegible] پسپا کرنے کے لئے وہ پہنچیں اور ۵۳۶ھ [illegible] قطوان میں جنگ ہوئی آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی اور اس کی بیوی گرفتار ہو گئی [illegible] بخارا [illegible] ماوراءالنہر [illegible] اس کا قبضہ ہو گیا۔

سلطان گورخان ۵۳۷ھ میں مر گیا۔ اس کے بعد اس کی بیوی ملکہ بنی [illegible] اس کے بعد [illegible] محمد [illegible] کے طور پر حکمران ہوا۔ اس کے بعد اس خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور [illegible] ماوراءالنہر کے علاقے پر [illegible] ہو گئی۔

خوارزم شاہی سلطنت: اس کے بعد خوارزم کے علاقے کو علاءالدین محمد [illegible] نے فتح کر لیا۔ چنانچہ [illegible] خوارزم شاہ [illegible] ماوراءالنہر [illegible] سلاجقہ کی عظمت ختم [illegible] انہوں نے قوم خطا کے مقابلے کے لئے خوارزم شاہ سے فوجی امداد طلب کی [illegible] جنگ میں [illegible] مقابلہ کیا [illegible] انہوں نے اسے شکست دی خوارزم شاہ نے [illegible] تمام علاقے [illegible] فتح کر لئے [illegible] کے بعد [illegible] آ گیا۔

جب [illegible] سمرقند کے [illegible] سلطان [illegible] کے بعد [illegible] خطاب [illegible] خوارزم شاہی [illegible] سمرقند کا محاصرہ کر لیا [illegible] شاہ سمرقند [illegible] ختم کر دیے۔

کشلی خان: قوم خطا کے پیچھے کے علاقوں میں تاتاری قوم آباد تھی [illegible] آبادی [illegible] اور ان سے [illegible] جب [illegible] خوارزم شاہ نے انہیں شکست دی [illegible] اس سے [illegible] خوارزم [illegible] امداد [illegible] کا قبضہ ہو گئے۔

قوم خطا کا خاتمہ: سلطان کشلی خان [illegible] کے پاس [illegible] امداد حاصل [illegible] پیغام [illegible] کے ساتھ [illegible] کی مدد کے لئے [illegible] جنگ [illegible] شکست ہوئی۔ اس وقت وہ

تاتاریوں کی حمایت میں خطا قوم کے برخلاف ہو گیا تھا اور ہر طرف سے ان کا صفایا ہو گیا۔ چنانچہ ان کے معدودے چند افراد بچ سکے جو ترکستان کے پہاڑوں کے درمیان قلعہ بند ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک قلیل تعداد خوارزم شاہ کے ساتھ مل گئی تھی اور اس کے ساتھ رہنے لگی تھی۔

کشلی خان سے مخالفت: اب خوارزم شاہ نے کشلی خان کو جو تاتاریوں کا بادشاہ تھا قوم خطا کی شکست پر مبارک باد دی اور یہ پیغام دیا کہ (یہ فتح) اس کی امداد کی بدولت میسر ہوئی۔ تاتاری بادشاہ نے (اس کی امداد کا) اعتراف کیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ مگر (کچھ عرصے بعد) علاقے کی ملکیت کے بارے میں اس سے جھگڑنے لگا۔ لہٰذا خوارزم شاہ نے اعلان جنگ کیا مگر اسے جلدی ہی معلوم ہو گیا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ لہٰذا وہ جنگ کرنے میں ٹال مٹول کرتا رہا۔ جب کشلی خان اسے اس بارے میں ملامت کرتا تو وہ اسے مغالطہ دیتا رہا۔ اسی اثناء میں کشلی خان نے کاشغر ترکستان اور ساغون کے علاقوں کو فتح کر لیا تھا۔

شہروں کی تباہی: (جب خوارزم شاہ کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا تو اس نے شاش فرغانہ اسبیجاب کاشان اور ان کے چاروں طرف کے شہروں کو جو دنیا کے نہایت ہی صاف ستھرے اور خوب صورت شہر تھے وہاں کے باشندوں سے خالی کرائے۔ چنانچہ وہاں کے باشندوں کو دیگر اسلامی شہروں میں بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام شہروں کو ویران اور تباہ کر دیا تاکہ وہ تاتاریوں کے قبضہ میں نہ چلے جائیں۔

چنگیز خان کا ظہور: اسی اثناء میں کشلی خان کے مقابلے کے لئے مغل قوم نمودار ہوئی جن کا بادشاہ چنگیز خان تھا۔ لہٰذا کشلی خان خوارزم شاہ سے جنگ ترک کر کے مغلوں سے جنگ کرنے لگا۔ وہ دریا کو عبور کر کے خراسان پہنچا اور خوارزم شاہ کا جو حشر ہوا وہ آگے چل کر ہم بیان کریں گے۔

خوارزم شاہ کی فتوحات

جب سلطان (خوارزم شاہ) نے خراسان کی طرف کوچ کیا تو اس نے خراسان اور بغداد کے درمیان تمام ممالک فتح کر لئے ان میں خراسان مازندران بامیان اور غزنی سے ہندوستان کی سرحد تک کے شہر شامل تھے البتہ غوری خاندان کے سلاطین اپنے علاقوں پر قابض رہے اس کے بعد اس نے رے اصفہان اور (ایران کے) کوہستانی تمام شہر فتح کر لئے اس کے بعد وہ عراق کی طرف روانہ ہوا اور (عباسی) خلیفہ کو پیغام بھیجا کہ خطبہ میں اس کا نام اسی طرح شامل کیا جائے جس طرح سلجوقی سلاطین کا نام لیا جاتا تھا۔ مگر خلیفہ نے اس پر عمل نہیں کیا جیسا کہ ہم خلفاء کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

پھر وہ عراق سے ۶۱۵ھ میں لوٹ آیا اور اس نے نیشاپور میں قیام کیا۔ وہاں اس کے پاس چنگیز خان کے ایلچی معدنی چاندی مشک سنگ یشم اور درختوں کی سفید اون سے بنے ہوئے ملک خطا کی پوشاکیں تحائف کے طور پر لے کر آئے۔ چنگیز خان نے یہ پیغام بھیجا کہ اس نے چین اور ان کے درمیان کے ترکستانی علاقے فتح کر لئے ہیں لہٰذا مصالحت کا خواہاں ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جانبین سے تاجروں کو اپنا سامان تجارت لانے اور لے جانے کی اجازت دی جائے۔

چنگیز خاں نے اپنے خط میں سلطان خوارزم شاہ کی بے حد تعریف کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ وہ اسے اپنی عزیز ترین اولاد کے برابر سمجھتا ہے۔

چنگیز خاں کا ایلچی: سلطان (خوارزم شاہ) کو اس کی یہ تحریر ناگوار معلوم ہوئی اور ناراض ہو کر اس نے عداوت رکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ اس نے چنگیز خان کے ایک ایلچی محمود خوارزمی کو بلوایا اور اس سے نرم رویہ اختیار کیا تاکہ وہ اس کے لئے اپنے بادشاہ کے خلاف جاسوسی کرے اور اس سے یہ تصدیق کرنی چاہی کہ کیا چنگیز خان نے چین فتح کر کے شہر طمغاج پر قبضہ کر لیا ہے یا نہیں؟ محمود خوارزمی نے اس بات کی تصدیق کی۔ مگر جب اس نے اس کی فوجی طاقت کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے اس کی فوج کی تعداد کم کر کے بتائی اور اس بارے میں اسے مطمئن کیا (اور غلط بیانی سے کام لیا)۔

سلطان کو یہ بات ناگوار گزری کہ چنگیز خاں نے اسے بیٹا کہہ کر خطاب کیا ہے۔ تاہم اس نے صلح کا پیغام منظور کر کے اور تاجروں کو (تجارت کی) اجازت دے کر ایلچیوں کو رخصت کیا۔

تاجروں کا قتل: اس کے بعد ان کے ملک کے کچھ سوداگر اترار پہنچے جہاں سلطان خوارزم شاہ کا ماموں زاد بھائی اینال خاں حاکم تھا۔ اس نے ان سے بہت سا مال و دولت ضبط کیا اور سلطان کو یہ اطلاع بھیجی کہ یہ در حقیقت سوداگر نہیں ہیں بلکہ ملک میں جاسوسی کرنے آئے ہیں۔ لہٰذا سلطان نے انہیں قتل کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے ان کا مال چھین کر انہیں پوشیدہ طور پر قتل کرا دیا۔

احتجاجی خط: چنگیز خاں کو جب یہ خبر ملی تو اس نے سلطان کو احتجاجی خط بھیجا اور تحریر کیا کہ اگر یہ ینال خاں کا عمل ہے تو اسے میرے پاس بھیج دو۔ اس نے اپنے خط میں سلطان کو سخت دھمکی دی جس سے برافروختہ ہو کر سلطان نے ایلچیوں کو قتل کرا دیا۔

چنگیز خاں سے مقابلہ: جب چنگیز خاں کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے اس کے ملک پر فوج کشی کی۔ ایسے موقع پر خوارزم شاہ نے اہل سمرقند سے دو سالوں کا خراج وصول کیا۔ اس کے بعد شہر سمرقند کی فصیل کو مستحکم کر کے اسے محفوظ بنا دیا۔ پھر اس نے مزید ایک سال کا خراج وصول کر کے اس کی حفاظت اور مدافعت کے لئے گھوڑ سواروں کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد وہ چنگیز خاں کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔

چنگیز خاں کے ساتھ اس کی گھمسان کی جنگ ہوئی۔ اس میں فریقین کے بہت سے افراد مارے گئے۔ تو اس نے انہیں شکست دی جب کہ وہ ان سے غالب تھا۔

پھر خوارزم شاہ دریائے جیحوں کی طرف لوٹ گیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ اس نے اپنی فوجوں کو ماوراء النہر کے مختلف صوبوں بخارا، سمرقند اور ترمذ میں منتشر کر دیا اور اپنے سب سے بڑے حاکم اینانج کو بخارا میں مقرر کیا اور انہیں اس کی زیر نگرانی رکھا۔

بخارا اور سمرقند کی تباہی: پھر چنگیز خاں اس کے مقابلے کے لئے پہنچا تو وہ دریا کو عبور کر کے بھاگ گیا۔ اب چنگیز خاں نے اطرار کے علاقے کا قصد کیا اور اس کا محاصرہ کر کے بزور شمشیر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے حاکم ینال خاں کو گرفتار کر لیا۔ جس نے اس کے تاجروں کو قتل کرایا تھا۔ چنگیز خاں نے اس کے کانوں اور آنکھوں میں چاندی پگھلوا کر ڈلوا دی۔ پھر اس نے

بخارا کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے بلا ضرب کی چنگیز نے انہیں پناہ دے کر اس نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ پھر اہل بخارا قلعہ کی تسخیر میں اس کے ساتھ مل کر لڑے۔ یہاں تک کہ اس نے قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا۔ پھر چنگیز خان نے اہل بخارا کے خلاف عہد شکنی کر کے ان کا قتل کرایا اور انہیں قید کر لیا۔ اس نے اہل سمرقند کے ساتھ بھی ۶۱۹ھ میں یہی سلوک کیا (کہ ان کا قتل عام کیا اور انہیں قید کر لیا)

خطوط کا تبادلہ: پھر اس نے خوارزم شاہ کی والدہ کے رشتہ دار امراء سے خوارزم شاہ کو خطوط لکھے جو ان خطوط کے جوابات تھے۔ اس نے خوارزم شاہ کی والدہ کی نافرمانی کرنے پر مذمت کی اور اپنے خطوط میں ان سے بہت توقعات وابستہ کیں اور خوارزم شاہ کی والدہ ترکان خاتون سے جو خوارزم میں تھی خراسان میں ملاقات کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ ایسا شخص بھیجے جسے وہ جانشین مقرر کر سکے۔

پھر اس نے یہ خطوط سلطان کو بھی بھجوا دیئے۔ جب اس نے یہ خطوط پڑھے تو وہ اپنی والدہ اور اس کے رشتہ داروں سے بدگمان ہو گیا۔ یوں چنگیز نے ان میں نفرت اور بدگمانی کے جذبات پیدا کر دیئے۔

خوارزم شاہ کا فرار: جب چنگیز خان نے ماوراء النہر کا علاقہ فتح کر لیا تو جب خوارزم شاہ بچی کچی شکست خوردہ فوج کو لے کر بھاگ گیا۔ اس کے بعد سلطان نے بھی بھاگ کر دریائے جیحون کو عبور کر لیا۔ اس کے سات ہزار خطائی جو فوجیں تھیں راستے میں چھوڑ کر چلی گئیں۔ چنگیز خان نے اس کے تعاقب میں بیس ہزار کا لشکر بھیجا جو مغربی تاتاری فوج کے نام سے مشہور تھا۔ یہ لشکر خراسان کی سمت سے قپچاق کے علاقے تک فوج کشی کرتا رہتا تھا۔ خوارزم شاہ نیشاپور پہنچا کچھ عرصے کے بعد وہ مازندران کی طرف کوچ کر گیا۔ اس وقت بھی تاتاری فوج اس کے تعاقب میں تھی۔

تاتاری فوج کا تعاقب: جب خوارزم شاہ ہمدان پہنچا تو تاتاری فوجوں نے اسے شکست دے کر اس کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ لہٰذا خوارزم شاہ نے کوہستان طبرستان میں پناہ لی اور اپنی شکست خوردہ فوج کے ساتھ ساحل بحر کے ایک گاؤں میں مقیم ہو گیا۔ تاتاریوں نے اسے وہاں بھی شکست دی تو وہ بحری راستے سے بحر طبرستان کے ایک جزیرے میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ تاتاری فوج بھی تعاقب میں پانی میں گھس پڑی مگر پانی کے زور کی وجہ سے انہیں لوٹنا پڑا۔

خوارزم شاہ کی وفات: خوارزم شاہ اس جزیرے میں مقیم رہا مگر بیمار ہو کر ۶۱۷ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنا ولی عہد جلال الدین منکبرنی کو مقرر کیا تھا۔

ترکان خاتون کی گرفتاری: جب خوارزم شاہ کے فرار کی خبر اس کی والدہ ترکان خاتون کو موصول ہوئی تو وہ بھی وہیں سے نکل کر مازندران کے قلعہ ایلال میں پناہ گزین ہو گئی۔ جب تاتاری فوج خوارزم شاہ کے تعاقب سے واپس آئی تو انہوں نے مازندران کے قلعوں کو فتح کر لیا اور ان پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے قلعہ ایلال کو محاصرے کے بعد فتح کیا اور وہاں انہوں نے خوارزم شاہ کی والدہ اور اس کی بیٹیوں کو گرفتار کر لیا۔ جن کے ساتھ تاتاریوں نے نکاح کر لیا۔ چنانچہ دوشی خان بن چنگیز خان نے بھی اس کی ایک بیٹی سے نکاح کیا اور ترکان خاتون (اس کی والدہ) نہایت ذلت اور گمنامی کے ساتھ تاتاریوں کی قید میں رہی۔

مغربی تاتاریوں کی فتوحات

جب عراق عجم میں مغربی دستے کے تاتاری خوارزم شاہ کا تعاقب کرنے کے بعد ہمدان کی طرف لوٹے تو اہل ہمدان نے ان کا مطالبہ پورا کر کے ان کے ساتھ صلح کر لی۔ اہل زنجان نے بھی ان کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کیا مگر جب وہ قزوین پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے ان کا مقابلہ کیا تاتاریوں نے ان کا محاصرہ کر کے اس شہر پر غلبہ پا کر قبضہ کر لیا اور ان کے چالیس ہزار سے زائد افراد کو قتل عام کیا۔

آذربائیجان کے شہروں کی تباہی پھر انہوں نے آذربائیجان کی طرف کوچ کیا تو تبریز کے حاکم نے ان کے ساتھ مصالحت کر لی تو وہ موقان کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ کرجستان کے علاقے کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اسے لوٹ لیا اور جب وہاں کے لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا تو شکست کھا گئے اور تاتاریوں نے ان کا قتل عام کیا۔ یہ واقعہ ۶۱۷ھ کے آخر میں ہوا۔ پھر وہ [illegible] تبریز لوٹے اور وہاں کے حاکم سے مال [illegible] کر مراغہ کی طرف آئے اور ماہ صفر ۶۱۸ھ میں اس پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے قتل عام کر کے اسے [illegible] کے بعد وہ اربل کی طرف گئے۔ وہاں کا حاکم مظفر الدین تھا۔ اس نے [illegible] سے مدد طلب کی اور [illegible] امدادی فوج بھیج دی۔

پھر خلیفہ عباسی الناصر نے درخواست کی کہ وہ اپنی فوجیں لے کر عراق کی حفاظت کے لیے دقوقا پہنچیں۔ اس نے ان کا سپہ سالار مظفر الدین کو مقرر کیا مگر اس نے ان کا مقابلہ کرنے سے گریز کیا اور تاتاری بھی ان کا مقابلہ کرنے سے پیچھے ہٹ گئے۔

پھر ہمدان اور آذربائیجان پھر تاتاری ہمدان آئے تو وہاں فوجی چوکی تھی جس نے ان سے مصالحت کر رکھی تھی [illegible] اور جنگ کی تیاری [illegible] جب تاتاری غالب آ گئے تو انہوں نے مقابلہ کرنے والے باشندوں کا قتل عام کیا۔ اس کے بعد وہ آذربائیجان کی طرف لوٹ گئے۔ وہاں انہوں نے اردبیل کو فتح کر کے اس کا قتل عام کیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ پھر وہ تبریز کی طرف چلے گئے۔ اس وقت ازبک بھی نخجوان کی طرف بھاگ گیا تھا۔ چنانچہ وہاں کے شہریوں نے بہت سا مال دے کر ان سے صلح کر لی۔

بیلقان کی تباہی اب یہ تاتاری قوم بیلقان پہنچی اور اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ انہوں نے وہاں خوب خونریزی کی اور قتل عام کے بعد اسے تباہ و برباد کر دیا۔ پھر وہ وہاں سے اران کے مرکزی مقام گنجہ پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے ان سے مصالحت کر لی۔ اس کے بعد جب وہ کرجستان پہنچے اور انہیں شکست دے کر [illegible] تعاقب [illegible] کر دیا مگر چونکہ وہ دشوار گزار علاقہ تھا اس لیے وہ اس کے اندر نہیں گھس سکے اور واپس چلے گئے۔

دربند شروان کی طرف پیش قدمی پھر انہوں نے دربند شروان کا قصد کیا اور شماخی کا محاصرہ کر لیا۔ پھر بزور شمشیر اس میں داخل ہو گئے [illegible] اور پھر [illegible] دربند کو عبور کرنا ناممکن تھا اس لیے انہوں نے شروان شاہ سے مصالحت کے لیے پیغام بھیجا اور جب اس نے [illegible] بھیجا تو انہوں نے ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور جو باقی بچے انہیں رہبر بنا کے [illegible] کر لیا

پھر وہ دربند سے آگے آلان کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں قپچاق، لزگی اور ترک مسلمانوں کے دیگر قبائل تھے اور کافر ترکوں میں تو بے شمار تھیں۔ چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے (یہ تاتاری قوم) ان پر غالب نہیں آسکتی تھی اس لئے انہوں نے ان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ آخر کار (اس طرح یہ تاتاری) ان کے مقابلے پر غالب آگئے پھر انہوں نے اس علاقے کو تباہ و برباد کر دیا۔ لوگوں کا قتل عام کیا اور جو بچ گئے انہیں قیدی بنالیا۔ [illegible] ان کے پیچھے سے ملک روس کی طرف بھاگ گئی اور جو باقی بچ گئے انہوں نے پہاڑوں اور دلدلی علاقوں میں پناہ لی۔

فتح سوداق: تاتاری قوم ان کے سب سے بڑے شہر سوداق پہنچی جو قسطنطنیہ کے قریب بحر نیطش کے کنارے پر واقع تھا۔ یہ ان کی تجارت گاہ تھی اور یہیں سے ان کی تجارت ہوتی تھی۔ تاتاریوں نے اسے فتح کرلیا۔ یہاں کے باشندے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اور کچھ لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر بلاد روم چلے گئے جو قلیج ارسلان کے ماتحت تھے۔

روسی علاقے پر حملہ: تاتاری [illegible] قپچاق [illegible] روس کے ملک میں گھس گئے۔ یہ بہت وسیع ملک ہے۔ یہ لوگ عیسائی مذہب کے پیروکار ہیں۔ [illegible] ان کا مقابلہ کرنے کے لئے آئے [illegible] مقابلہ کرتے رہے۔ پھر [illegible] کشتیوں میں سوار [illegible] پہاڑوں [illegible] تاتاریوں نے [illegible] تھا۔

پھر تاتاری وہاں سے لوٹ آئے اور [illegible] بلغار [illegible] کی طرف کوچ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے [illegible] کمین گاہوں [illegible] جب مقابلہ ہوا تو کمین گاہوں سے (پوشیدہ افراد) پیچھے سے نکل کر [illegible] صرف ایک [illegible] ہزار [illegible] گئی۔

اس کے بعد تاتاری لوٹ کر [illegible] سرزمین میں چنگیز خان کے پاس پہنچے۔ اس وقت قپچاق کے ہاتھ سے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے اور وہیں رہنے لگے۔

چنگیز خان کی فتوحات

جب خوارزم شاہ دریائے جیحوں کو پار کرنے کے بعد [illegible] تاتاریوں [illegible] تب [illegible] اس وقت چنگیز خان نے سمرقند فتح کرلیا تھا۔ اس وقت (تین علاقوں کی طرف فوجیں بھیجی تھیں) فوج کا ایک حصہ اس نے [illegible] کی طرف بھیجا تھا۔ دوسرا حصہ خوارزم کی طرف روانہ کیا تھا اور تیسری فوج اس نے خراسان کی طرف روانہ کی تھی۔ ان میں سے جو فوج خوارزم کی طرف روانہ کی گئی تھی وہ سب سے بڑی تھی۔ کیونکہ (خوارزم) ملک کا پایہ تخت اور سب سے بڑی فوجی چھاؤنی تھی۔ اس لئے [illegible] اپنے فرزند چغتائی اور اوکتائی کو بھی روانہ کیا تھا۔

تاتاریوں نے اس کا پانچ مہینے تک محاصرہ کیا مگر وہ فتح نہ کرسکے تب چنگیز خان نے مزید فوجی امداد بھیجی۔ اس کے بعد انہوں نے ایک ایک علاقہ فتح کرکے تمام ملک کو فتح کرلیا۔ پھر انہوں نے دریا کے اس بند کو توڑ دیا جو دریائے جیحوں سے

پانی کو شہر سے روکے ہوئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دریائے جیحون کا پانی چلا۔ پھر نکل کر شہر میں آ گیا اور اسے غرق کر دیا اور وہاں کے باشندے عراق اور سندھ کے علاقوں میں منتشر ہو گئے۔

نسائی کا بیان: (ابن الاثیر کا بیان ہے) جلال الدین کے کاتب نسائی کا یہ بیان ہے کہ دوشی خان نے انہیں پناہ دی اور جب وہ (پناہ کے وعدے کے مطابق) اس کے پاس نکل کر آئے تو اس نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ میں ہوا۔ اس کے بعد دوشی خان اور اس کا لشکر چنگیز خان کی طرف روانہ ہوا۔ انہوں نے اسے طالقان میں پایا۔

فتح ترمذ و فرغانہ: وہ فوج (تاتاری) جو ترمذ کی طرف روانہ کی گئی تھی۔ اس نے اسے فتح کر لیا۔ پھر آگے بڑھ کر دریائے جیحون کے قریب قلعہ کلف پر فتح کر کے اسے تباہ کر دیا۔ فرغانہ کی طرف جو فوج گئی تھی اس نے بھی ایسا کیا۔

فتح بلخ: خوارزم کے لئے جو فوج روانہ ہوئی تھی وہ دریا عبور کر کے بلخ پہنچی اور ۶۱۷ھ میں وہاں کے لوگوں کو پناہ دے کر اسے فتح کر لیا اور وہاں مسلح چوکی قائم کی۔ پھر یہ فوج زوزن، اندخود اور مازندران پہنچی اور ان (شہروں) کو فتح کر کے وہاں حاکم مقرر کئے

قلعہ کی تسخیر: پھر یہ فوج طالقان کی طرف روانہ ہوئی۔ اس نے قلعہ صہارکوہ کا محاصرہ کیا جو بہت مستحکم تھا۔ جب اس قلعہ کے محاصرہ کو چھ مہینے گزر گئے تو سلطان چنگیز خان بنفس نفیس ان کی امداد کے لئے پہنچا اور مزید چار مہینے تک وہ محاصرہ کئے رہے۔ پھر چنگیز خان نے حکم دیا کہ لکڑیاں اور مٹی ڈال کر ایک بہت اونچا ٹیلہ بنایا جائے جو شہر سے بھی اونچا ہو۔ لہٰذا جب اہل قلعہ کو یقین ہو گیا کہ اب وہ ہلاک ہو جائیں گے تو انہوں نے قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور نہایت بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں ان کے تھوڑے سوار تو بچ نکلے اور وہ مختلف شہروں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں منتشر ہو گئے مگر پیدل فوج ہلاک ہو گئی۔ چنانچہ تاتاری (فوج) نے قلعہ میں گھس کر ان کا صفایا کر دیا۔

قتل عام: چنگیز خان نے اپنے ایک رشتہ دار تغاجاق نوین کے ہمراہ ایک لشکر نسا کی طرف روانہ کیا۔ وہ اس کے محاصرہ کے دوران مارا گیا اس کے بعد جب تاتاریوں نے اسے فتح کیا تو وہاں قتل عام کیا اور اس مقام کو ویران کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر ستر ہزار سے زائد افراد مارے گئے۔

سات لاکھ کا قتل عام: پھر چنگیز خان نے شہر مرو کی طرف فوجیں روانہ کیں جہاں مختلف جگہوں سے بچ نکلنے والے افراد پناہ گزین تھے۔ چنانچہ (مقابلہ کے لئے) شہر سے باہر دو لاکھ سے زائد (جنگجو سپاہی) اکٹھے ہو گئے تھے۔ جو اپنی فتح مندی کے بارے میں شک و شبہ نہیں رکھتے تھے۔ مگر جب تاتاریوں نے ان کے خلاف حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ دشمن نے ان کا قتل عام کیا۔ پھر تاتاری فوج پانچ مہینے تک شہر کا محاصرہ کرتی رہی۔ آخر کار اس کا حاکم پناہ طلب کرنے پر مجبور ہوا (مگر پناہ دینے کے باوجود) تاتاریوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔ چنانچہ ان کے قتل عام کے موقع پر خود چنگیز خان موجود تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر سات لاکھ افراد مارے گئے۔

فتح نیشاپور: پھر تاتاری فوج نیشاپور پہنچی اور وہاں بزور شمشیر گھس کر قتل عام کیا اور علاقہ کو تباہ کر دیا (تاتاری فوج کا) یہی

طرح انہوں نے خراسان ([illegible]) کے متعدد شہر فتح کر لیے۔ پھر ہرات کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں کے لوگوں کو پناہ دے کر شہر فتح کر لیا۔ وہاں انہوں نے اپنی فوجی چوکی قائم کی۔ پھر وہ سلطان چنگیز خان سے [illegible] طالقان کے مقام پر پہنچ گئے جہاں سے چنگیز خان خراسان کے مختلف علاقوں کی طرف فوجی دستے روانہ کرتا تھا۔ [illegible] فتح کر لیا گیا۔ یہ تمام فتوحات ۶۱۸ھ میں ہوئیں۔

جلال الدین خوارزم شاہ کے کارنامے

چنگیز خان نے اس کے بعد جلال الدین خوارزم شاہ کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں لیکن جلال الدین اپنے والد کی وفات اور خوارزم سے ترکان خاتون کے نکلنے کے بعد غزنی پہنچ گیا تھا اور وہاں کا حاکم ہو گیا تھا۔ بہت سے لوگ اس کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔

اس اثناء میں [illegible] (افغان) کے [illegible] تھے۔ ان کے بھائی [illegible] کی طرف [illegible] جلال الدین [illegible] چاہتے ہیں۔ لہٰذا جلال الدین [illegible] اس کے بعد جب [illegible] خوارزم کے [illegible] چنگیز خان [illegible] بھاگ گئے تو [illegible] ان کے پاس [illegible] پہنچ جائیں۔ تاتاریوں نے [illegible] اس وقت [illegible] ان کا محاصرہ کیا۔ [illegible] کی طرف [illegible] ان کے قبضے [illegible] یہ واقعہ ۶۱۸ھ میں پیش آیا۔

تاتاریوں کو شکست اب [illegible] ان کے [illegible] شامل ہو گئے [illegible] جنگ کے زمانے میں [illegible] خان نے [illegible] تھا۔ اس لئے وہ جلال الدین خوارزم شاہ کے ساتھ [illegible] جنگ میں شریک ہوئے جس میں تاتاریوں کو شکست دی گئی اور ان کی شکست خوردہ فوج بھاگ کر چنگیز خان کے پاس پہنچ گئی۔

تولی خان کا قتل چنگیز خان نے جلال الدین خوارزم شاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے فرزند تولی خان کو بھیجا مگر جلال الدین نے اسے شکست دے کر قتل کر دیا۔ جب اس کی شکست خوردہ فوج چنگیز خان کے پاس پہنچی تو وہ [illegible] جلال الدین [illegible] شکست [illegible] اور [illegible] ہے۔

سندھ کے علاقے میں پناہ اب جلال الدین خوارزم شاہ [illegible] دریائے سندھ کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت اس کے [illegible] جنگ میں [illegible] کی وجہ [illegible] کرنے میں مشغول ہوا [illegible] چنگیز خان بھی [illegible] جنگ [illegible] پھر [illegible] دریائے سندھ [illegible] پار کر کے سندھ کے علاقے میں چلا گیا۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ میں ہوا۔

خوارزم شاہی سلطنت کی تقسیم

خوارزم شاہ نے اپنا ملک اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا تھا۔ اس نے عراق کا حاکم غورسانجی شاہ کو مقرر کیا اور کرمان کا حاکم غیاث الدین تیر شاہ کو مقرر کیا۔ جب خوارزم شاہ بھاگ کر رے کے علاقے میں پہنچا تو اس کا فرزند غورسانجی شاہ نے جو عراق کا حاکم تھا اس سے ملاقات کی پھر تاتاریوں سے جنگ ہوئی تو خوارزم شاہ جزیرہ طبرستان چلا گیا اور غورسانجی شاہ کرمان آ گیا۔ اس کے بھائی غیاث الدین بھی کرمان میں تھا اور اس کا ملک اس کے اور اس کے اتابک (نائب) بجا طرابلسی کے درمیان (تقسیم شدہ) تھا اور وہ آذربائیجان کی طرف بھاگ گیا تھا۔

غورسانجی شاہ اصفہان اور رے کے علاقے پر قابض ہو گیا تھا۔ مگر تاتاریوں نے اس کے خلاف حملہ کر کے اسے قلعہ اوند میں محصور کر دیا تھا اور پھر اسے قتل کر دیا تھا۔

غیاث الدین کی فتوحات: غیاث الدین نے عراق، مازندران اور خوزستان کو فتح کر لیا تھا۔ اس نے بجا طرابلسی کو ہمدان کا عامل مقرر کیا تھا۔ پھر غیاث الدین نے آذربائیجان کی طرف فوج کشی کی۔ مگر وہاں کے حاکم اتابک ازبک پہلوان نے اس سے مصالحت کر لی۔ غیاث الدین کے والد کے جو امراء خراسان کے علاقوں پر قابض ہو گئے تھے وہ سب اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔

طوائف الملوکی: بخارا کا نائب حاکم ایناج خاں اس جنگ کے بعد نسا، جرجان، شیروان اور خراسان کے تمام علاقوں پر قابض ہو گیا۔ تکین پہلوان مرو کے علاقے پر قابض تھا۔ چنانچہ اس نے ۶۱۸ھ میں دریائے جیحون کو پار کر کے تاتاری فوج کو شکست دی۔ پھر انہوں نے اس کا شیروان تک تعاقب کیا اور جرجان کے مقام پر انہوں نے ایناج خاں سے جنگ کر کے اسے شکست دی۔ اس کی شکست خوردہ باقی ماندہ فوج غیاث الدین کے پاس چلی گئی جو عراق، رے اور جنوبی علاقہ لوکان اور آذربائیجان کا حاکم تھا۔ یوں سلطنت خوارزم مختلف گروہوں میں منقسم ہو گئی اور ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی زبردستی کا حاکم بنا ہوا تھا۔ اس وقت تاتاری فوجیں عراق کے شہروں کو روند رہی تھیں۔ مگر ایسی حالت میں غیاث الدین عیش و عشرت میں مشغول تھا۔

جلال الدین خوارزم شاہ کی واپسی

جلال الدین خوارزم شاہ ۶۲۱ھ میں ہندوستان سے واپس آ گیا اور اپنے بھائی غیاث الدین کے جو مقبوضہ علاقے عراق اور کرمان کے تھے ان پر قابض ہو گیا۔ اس نے (عباسی) خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ اس کا نام خطبہ میں شامل کیا جائے۔ مگر اس نے (یہ مطالبہ) منظور نہیں کیا۔ چنانچہ وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

ایرانی شہروں کی تباہی: رے کے شہر کو مغربی تاتاریوں نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ تاہم (ان کے جانے کے بعد) وہاں کے کچھ باشندے واپس آ گئے تھے اور انہوں نے اسے آباد کر لیا تھا۔ مگر چنگیز خاں نے تاتاریوں کا لشکر بھیج کر اسے دوبارہ تباہ

دوبارہ فتح کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ طوس، قم اور کاشان کو بھی تباہ و برباد کر دیا تھا۔ خوارزم شاہ کا لشکر ہمدان سے انہیں دیکھ کر بھاگ گیا تھا تو انہوں نے ہمدان کو بھی تباہ و برباد کر دیا اور ان کا تعاقب کرتے آذربائیجان کی سرحد میں انہیں شکست دی۔ شکست خوردہ فوج کو بچا کر تبریز کی طرف بھاگ آیا تو تاتاریوں نے ان کا بھی تعاقب کیا مگر وہاں کے حکمران ازبک بن پہلوان نے تاتاریوں کے ساتھ مصالحت کر لی اور (شکست خوردہ فوج کی) ایک جماعت کو قتل کر کے باقی متعدد افراد کو تاتاریوں کے پاس واپس بھیج دیا اور مقتولوں کے سروں اور مال و دولت کو مصالحت کے طور پر ان کے پاس بھجوا دیا۔ چنانچہ تاتاری اس کے ملک سے واپس چلے گئے۔

جلال الدین کی فتوحات اب جلال الدین خوارزم شاہ نے ۶۲۲ھ میں آذربائیجان پر فوج کشی کر کے اس کو فتح کر لیا۔ اس سلسلے کے حالات ہم اس کے عہد حکومت کے واقعات میں بیان کر چکے ہیں۔ پھر جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے اپنے ملک سے دریائے جیحوں سے عراق کی طرف فوج کشی کی ہے تو ابتدائے رمضان ۶۲۵ھ میں تبریز سے ان کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا اور اصفہان کے مقام پر ان سے جنگ کی۔ اس موقع پر اس کا بھائی غیاث الدین اپنی فوج لے کر اس سے الگ ہو گیا۔

تاتاریوں کی شکست: تاہم تاتاریوں کے دائیں بازو (میمنہ) کو شکست ہوئی تو سلطان ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ وہ کمین گاہ میں چھپ گئے تھے۔ پھر انہوں نے نکل کر اس کی ایک جماعت کو شہید کر دیا۔ پھر جب سلطان نے شدید حملہ کیا تو انہوں نے کوئی مورچہ کھول دیا اور وہ بچ کر راستے پر چل گیا اور فوج بھی شکست کھا کر فارس، کرمان اور آذربائیجان تک چلی گئیں۔ تاتاریوں کے پیچھے آنے والی فوجیں جب کاشان سے ملیں تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ شکست ہو گئی ہے لہٰذا وہ ادھر ادھر منتشر ہو گئیں۔

سلطان جلال الدین آٹھ دن کے بعد اصفہان پہنچا تو معلوم ہوا کہ تاتاری اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں لہٰذا سلطان اپنی فوج لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکلا اور انہیں شکست دی۔ اس نے رے تک ان کا تعاقب کیا۔ پھر اس نے ان کے تعاقب کے لئے خراسان تک فوجیں بھیجیں اور خود آذربائیجان چلا آیا اور وہاں رہنے لگا۔ وہاں کے حالات اس کے دور حکومت کے حالات میں مذکور ہیں۔

جلال الدین خوارزم شاہ کا آخری دور

جب تاتاری ماوراء النہر (ترکستان) میں رہتے تھے تو انہوں نے وہاں کے شہروں کو آباد کیا اور خوارزم کے قریب ایک بڑا شہر آباد کیا جو ان کا دارالحکومت تھا۔ مگر خراسان کا علاقہ ویران رہا۔ اور وہاں کے امراء بادشاہوں کی طرح خود مختار ہو گئے۔ البتہ جب سلطان جلال الدین ہندوستان سے واپس آیا تو وہ اس کی اطاعت کا اظہار کرنے لگے تھے۔

سلطان جلال الدین عراق واپس آ کر آذربائیجان اور اران کے علاقوں کا حکمران تھا۔ ۶۲۵ھ میں اصفہان کے قریب تاتاری فوجوں سے جنگ ہوئی [illegible] اس کی ایک فوج [illegible] چنگیز [illegible] اور اس نے سلطان جلال الدین سے جنگ کی لیکن [illegible] ہو کر واپس لوٹ گئے۔

فتح خلاط اس کے بعد جلال الدین نے خلاط کے علاقے پر فوج کشی کر کے اسے فتح کر لیا تھا۔ اس کے مقابلے کے لئے وہاں کے حاکم اشرف بن العادل نے شام سے اور علاء الدین کیقباد حاکم روم سے فوجیں منگوائیں۔ [illegible] ۶۲۷ھ میں ہوا اور اس جنگ میں جلال الدین کی فوجی طاقت کمزور ہو گئی تھی اور اس کے نظم سلطنت میں خلل آ گیا تھا۔

تاتاریوں کی فوج کشی اس دوران میں تاتاریوں کا [illegible] جلال الدین کا دشمن تھا لیکن جلال الدین نے اس کے علاقے [illegible] تاتاریوں کو [illegible] سے اس کی فوجی طاقت کمزور ہو گئی ہے [illegible] چنانچہ تاتاری ۶۲۸ھ کے آغاز میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہو گئے۔

جلال الدین کی شکست جب تاتاری [illegible] جلال الدین [illegible] تو وہ تبریز سے موقان کی طرف روانہ ہوا [illegible] خراسان اور مازندران [illegible] فوج کا انتظام کرنے [illegible] مشغول ہو گیا [illegible] تاتاریوں نے [illegible] شکست دے دی [illegible] سلطان [illegible] کی طرف چلا گیا اور وہاں سے آذربائیجان کی طرف لوٹ گیا۔ پھر جب اسے [illegible] اس نے [illegible] کیا اور [illegible]۔

اہل تبریز کی بغاوت [illegible] تبریز [illegible] انہوں نے [illegible] کے خلاف بغاوت کر دی اور [illegible] قتل کر دیا [illegible] کے حاکم [illegible] تاتاریوں کی [illegible] کرنے [illegible] مگر جب [illegible] ہو گیا تو انہوں نے اپنا علاقہ تاتاریوں کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد ملک گنجہ اور اران [illegible] اطاعت قبول کر لی [illegible] تاتاریوں کے حوالے کر دیئے گئے۔

پھر سلطان نے کنجہ کے مقام کی طرف فوج کشی کی اور اسے دوبارہ فتح کر لیا۔ اور بغاوت کے سرغنوں کو قتل کرا دیا۔

خلاط کی طرف پیش قدمی: اس کے بعد وہ خلاط کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت اشرف بن عادل نے حاکم شام سے فوجی امداد طلب کی مگر وہ اسے وعدوں کے ذریعے بہلاتا رہا۔ پھر وہ مصر کی طرف بھی روانہ ہوا مگر وہاں سے بھی امداد سے مایوس ہو گیا۔ پھر اس نے پڑوس کے حاکموں یعنی حاکم حلب اور حاکم آمد و ماردین سے بھی امداد طلب کی۔

اس نے فوجیں [illegible] کے علاقے [illegible] اور آذربائیجان کی طرف بھیجیں کیونکہ اس کے حاکم کیقباد اور اشرف کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے۔ اس واقعہ سے تمام حکام پریشان ہو گئے اور انہوں نے اسے فوجی امداد نہیں بھیجی۔

جب جلال الدین خلاط میں تھا تو اسے یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے اس کے برخلاف فوج کشی کی ہے۔ اس اطلاع سے وہ بہت پریشان ہوا۔ لہٰذا اس نے اپنے اتابک (نائب) کو خبر رسانی کے لئے چار ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا۔ جب اس کا اتابک [illegible] نے یہ اطلاع بہم پہنچائی کہ تاتاری آذربائیجان کی سرحدوں سے واپس چلے گئے ہیں لہٰذا اس کی قوم نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اصفہان واپس چلا جائے۔ مگر آمد کے حاکم نے اسے بلاد روم پر فوج کشی کرنے کا مشورہ دیا تھا اور اسے یہ توقع دلائی تھی کہ وہ ان علاقوں کو فتح کرنے کے بعد قوم قفچاق سے رابطہ قائم کر سکے گا اور ان کے ذریعے تاتاریوں پر غالب آ سکے گا۔ حاکم آمد نے بذات خود بھی اس کی امداد کرنے کا وعدہ کیا۔ کیونکہ اس طرح وہ حاکم بلاد روم سے انتقام لینا چاہتا تھا جس نے اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

غلط مشورہ: سلطان جلال الدین نے حاکم آمد کی رائے پر عمل کیا اور اصفہان جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور آمد میں مقیم ہو گیا۔ ترکمان قوم نے اسے خطرہ سے آگاہ کیا اور یہ اطلاع دی کہ انہوں نے تاتاریوں کو بستیوں میں آگ لگاتے ہوئے دیکھا ہے مگر اس نے ان کی خبر کو غلط سمجھا۔

اچانک حملہ: آخرکار تاتاری فوج ماہ شوال ۶۲۸ھ کی پندرھویں تاریخ کو اچانک آمد پہنچ گئی اور اس نے اس کے خیمے کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اس کے نائب اورخان نے ان پر حملہ کر کے انہیں اس کے خیمے سے دور ہٹا دیا۔

اس وقت سلطان سوار ہو کر چلا گیا اور اورخان نے فوجوں کو لوٹا دیا۔ اس وقت وہ ایک طرف چلا گیا تاکہ دشمن کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ پھر اورخان اصفہان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ یہاں تک کہ تاتاریوں نے ۶۳۹ھ میں اس سے یہ شہر چھین لیا۔

سلطان جلال الدین کا قتل: سلطان جلال الدین اس وقت بھٹکتا پھرا کیونکہ تمام راستے (دربند) اور درے مفسدوں سے بھرے ہوئے تھے۔ جو لوٹ مار کر رہے تھے اس لئے اورخان نے اسے مشورہ دیا کہ وہ واپس آ جائے چنانچہ سلطان میافارقین کے ایک دیہات میں آ کر ٹھہر گیا۔ اس وقت اورخان اسے چھوڑ کر حلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر تاتاریوں نے سلطان کی قیام گاہ پر حملہ کر کے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ سلطان بھاگ کر جبل الاکراد پر چڑھ گیا جہاں کے کرد لوٹ مار اور رہزنی کی تیاریاں کر رہے تھے لہٰذا انہوں نے سلطان کا سامان وغیرہ چھین لیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اسے

میں کسی کو معلوم ہوا کہ یہ سلطان ہے لہٰذا وہ اسے اپنے گھر لے گیا تاکہ وہ اسے دیار بکر کے کسی علاقے کی طرف بھیج دے (چنانچہ وہ اسے اپنے گھر لے گیا) مگر جب وہ گھر میں موجود نہیں تھا تو ان کا کوئی رذیل شخص اس کے گھر میں داخل ہو گیا۔ وہ خوارزمیوں سے اپنے بھائی کے قتل کا انتقام لینا چاہتا تھا جو خلاط میں مارا گیا تھا۔ لہٰذا اس نے سلطان کو قتل کر دیا اور گھر کے لوگ اسے نہیں بچا سکے۔

تاتاریوں کی تباہ کاریاں: سلطان کے قتل کے واقعے کے بعد تاتاری فوج آذربائیجان، میافارقین اور دیار بکر کے تمام علاقوں میں پھیل گئی انہوں نے ان علاقوں کا صفایا کر کے انہیں تباہ اور ویران کر دیا۔ نیز اسعرد کے شہر پر بزور شمشیر قبضہ کیا اور بدلیس کا محاصرہ کرنے کے بعد اس کا صفایا کر دیا۔

وہ میافارقین کے علاقے سے بھی گزرے مگر وہ شہر خیریت سے رہا پھر وہ نصیبین پہنچے اور اس کے تمام علاقے کا صفایا کر دیا پھر وہ سنجار اور اس کے کوہستانوں کی طرف پہنچے اور خابور میں گئے پھر وہ ایلی پہنچے اور اسے نذر آتش کر دیا۔ پھر وہ خلاط کے علاقوں کی طرف پہنچے اور وہاں باکری اور ارجیش کا صفایا کر دیا۔

آذربائیجان سے تاتاریوں کا ایک دوسرا گروہ اربل کے علاقے کی طرف بھیجا۔ راستے میں وہ ترکمان ایوانیہ اور کردی بادیہ نشینوں کے علاقوں میں سے گزرے تو وہاں انہوں نے لوٹ مار کی۔ جب اربل کا حاکم اور موصل کا لشکر وہاں کے باشندوں کی امداد کے لئے پہنچا تو تاتاری فوج آگے جا چکی تھی۔ اس لئے وہ لشکر لوٹ آیا۔ تاہم وہ علاقہ مکمل ویران ہو چکا تھا۔

چنگیز خان کے حالات

چنگیز خان تاتاریوں اور مغلوں کا عظیم سلطان تھا۔ شہاب الدین ابن فضل اللہ کی کتاب میں یوں مذکور ہے:

"چنگیز خان مغلوں کے سب سے مشہور اور عظیم قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ چنگیز مغلی زبان کا (مجرد) کلمہ ہے اور زبانی درمیانی آواز میں بولا جاتا ہے۔ اس کا اصلی نام تمرچین تھا بعد میں اسے چنگیز کہنے لگے۔ اس کے بعد میں خان کے لفظ کا اضافہ کیا گیا۔ خان ان کے ہاں بادشاہ کے مفہوم میں ہے۔

چنگیز خان کا نسب نامہ گیارہ ناموں کے بعد مونجہ تک پہنچتا ہے۔ شہاب الدین ابن فضل اللہ کی کتاب میں مشرق میں منقولات کے امام شمس الدین اصفہانی سے نصیر الدین طوسی کے حوالے سے منقول ہے۔

"مونجہ ایک خاتون کا نام ہے جو باپ کے سلسلے سے تنگس (تعیان) کے رشتے میں ان کی بزرگ تھیں"۔

مونجہ کی کہانی: کہا جاتا ہے کہ مونجہ شادی شدہ تھی۔ اس کے دو فرزند ہوئے۔ ان میں سے ایک کا نام بلکلت اور دوسرے کا نام بلکوت تھا۔ ان کی اس اولاد کو بنو الحلو کہا جاتا تھا۔ پھر اس کا شوہر فوت ہو گیا اور وہ بیوہ رہ گئی بیوگی کی حالت میں اسے حمل ہو گیا تو اس کے رشتہ داروں کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ مگر اس نے یہ بیان کیا "ایک نور اس کے اندر تین مرتبہ داخل ہوا۔ اس کے بعد اسے حمل ٹھہر گیا۔ لہٰذا اس کے پیٹ میں تین فرزند ہیں لہٰذا وضع حمل کے وقت پر اگر اس کی بات سچ نہ نکلے تو جو وہ چاہیں اس کے ساتھ سلوک کریں"۔

[illegible] کے موقع پر اس کے قتل [illegible] ہے۔ اس طرح [illegible] ہو گئی۔ ان [illegible] چنگیز خان کے [illegible] بھی [illegible] تھے کیونکہ [illegible] کے [illegible] تھے۔ [illegible] چنگیز خان [illegible] جاتا تھا۔

نسوی کا بیان: سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کا [illegible] نسوی [illegible] سلطنت کی حدود [illegible] کرتا ہے

> "[illegible] سلطنت بہت وسیع تھی [illegible] کی مسافت تک پھیلی ہوئی ہے [illegible] ایک [illegible] کی مسافت [illegible] ہے۔ [illegible] زبان میں [illegible] ہے۔"

چین کا بادشاہ: [illegible] چین کا [illegible] چنگیز خان [illegible] تھا۔

چنگیز خان کی بادشاہت: [illegible] چنگیز خان کی [illegible] چنگیز خان [illegible] کے دن [illegible] چنگیز خان کو بادشاہ [illegible] کی اطاعت کرے۔

شہنشاہ چین: جب [illegible] کو اطلاع [illegible] ہوا اور [illegible] فوج کے ساتھ حملہ آور [illegible] جنگ میں اسے شکست ہوئی اور چنگیز خان [illegible] حکومت [illegible] چنگیز خان [illegible] بیان کر چکے ہیں۔

علاء الدین عطا ملک کا بیان: [illegible] تاریخ [illegible] بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] بادشاہ تھا [illegible] خان کے [illegible] چنگیز خان نے [illegible] کے خلاف [illegible] چنگیز خان نے خلاف [illegible] کا انتظار کرتا رہا۔

انگ خان کی شکست: ایک [illegible] خان اپنے [illegible] دونوں نے چنگیز خان سے [illegible]

طلب کی اس نے ان دونوں کو پناہ دے کر انہیں ملاقات کی اجازت دی۔ اس کے بعد ان دونوں نے اسے بادشاہ کے (مخالفانہ) ارادے سے مطلع کیا تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اسے بادشاہ (ازبک خان) کے سخت حملہ کا اندیشہ تھا۔ اس لئے وہ اپنی فوج لے کر بھاگ گیا۔ مگر ازبک خان نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا تعاقب کیا۔ جب بادشاہ اس کے پاس پہنچ گیا تو چنگیز خان نے پلٹ کر اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دے کر اس کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا۔

فوجی طاقت میں اضافہ: اس جنگ کے بعد دونوں بادشاہوں کے درمیان عداوت قائم ہوئی اور چنگیز خان ازبک خان سے الگ ہو گیا۔ اب اس نے اپنے لشکر کو ہیبت اور الفت سے نوازا اور اس پر انعام و احسان کی بارش برسا دی۔ اس کی شان و شوکت میں اضافہ ہو گیا اور مغلوں کے دو بڑے قبیلے اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ ان کے نام یہ تھے (۱) اورات (۲) قنقورات۔ اس کی وجہ سے اس کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

چنگیز خان نے ان دونوں غلاموں پر بھی بہت احسانات کئے۔ جنہوں نے اسے سلطان ازبک خان کے خطرہ سے آگاہ کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کا منصب بلند کیا اور جیسا کہ وہ چاہتے تھے اس کے مطابق اس نے ان کے لئے یہ سند بھی لکھا کہ ان کی نو پشت تک (نسل در نسل) ان کا منصب برقرار رہے۔

تاتاری شہنشاہ: اس کے بعد اس نے سلطان ازبک خان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے لشکر تیار کیا اور اس کی مدد سے اس نے اسے شکست دے کر اسے قتل کر دیا اور تاتاریوں کی پوری سلطنت پر قابض ہو گیا اور مغل قبائل کے بعد وہ چنگیز خان کے لقب سے موسوم ہو گیا۔ ورنہ اس کا نام تمرجین تھا۔

چنگیزی مجموعہ قوانین: چنگیز خان نے اپنی قوم کے لئے اصول سیاست میں ایک کتاب تحریر کرائی جس کا نام سیاست کبیرہ ہے۔ اس میں نظام سلطنت اور حکمرانی کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں شرعی احکام کی طرح عام احکام و قوانین بھی مذکور ہیں۔

چنگیز خان نے یہ بھی حکم دیا کہ یہ کتاب اس کے خزانہ میں محفوظ رکھی جائے اور وہ اس کے (مخصوص) رشتہ داروں کے پاس محفوظ ہے۔ یہ کتاب اس کی قوم اور اس کے آباؤ اجداد کے دین و مذہب کے مطابق تھی۔

وسیع سلطنت: اب چنگیز خان اور اس کی اولاد روئے زمین کی مالک بن گئی تھی اور اب اس کی سلطنت عراق، شمالی علاقہ اور ماوراء النہر کے ممالک میں مستحکم ہو گئی تھی۔ بعد ازاں ان سلاطین میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی وہ سلاطین مسلمان ہو گئے اور وہ اسلام کے زمرہ میں شامل ہو گئے تو پھر ان کی سلطنت کو فروغ ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

چنگیز خان کے جانشین

چنگیز خان کی اولاد بہت تھی جیسا کہ ان کے بدویانہ معاشرہ کا تقاضا تھا۔ مگر ان میں سے مشہور یہ چار ہیں: (۱) دوشی خان اسے بری بھی کہا جاتا ہے (۲) چغتائی اسے کدائی بھی کہا جاتا ہے (۳) اوکدائی یہ اوکتائی کے نام سے بھی موسوم ہے (۴) تولی اسے طولی بھی کہا جاتا ہے۔

ان میں سے پہلے تین فرزند ایک ماں سے تھے (سگے بھائی تھے) ان کی والدہ کا نام [illegible] تھا۔ [illegible] والد سلطان [illegible] نے ان چاروں فرزندوں کو اس طرح بیان کیا ہے۔

(۱) جوچی (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible]۔

سلطان ابو سعید کے [illegible] نظام الدین [illegible] الدین [illegible] کی روایت سے [illegible] الدین بن فضل اللہ نے یوں بیان کیا ہے۔

" [illegible] چغتائی [illegible] ہے۔

سلطنت کی تقسیم جب چنگیز خان نے [illegible] ملک فتح کئے تو اس نے [illegible] اپنے فرزندوں میں تقسیم کر دیے۔ اس کے فرزند [illegible] ہیں۔ [illegible] کی سلطنت میں [illegible] ان کے [illegible] کا اضافہ کیا گیا [illegible] ہے۔

چغتائی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ہوگیا۔

جب چنگیز خان کی سلطنت وسیع اور منظم ہوگئی تو وہ تخت نشین ہوا اور اپنے قدیم وطن کی طرف [illegible] کے درمیان [illegible] اس [illegible] ترکستان اور [illegible] تھا۔ [illegible] تخت [illegible] ہے۔

[illegible] سب سے [illegible] تھا [illegible] ہے۔ [illegible] چنگیز خان کی زندگی ہی میں [illegible] تھا۔ اس نے اپنے فرزند [illegible] تھے۔

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]۔ یہ اس [illegible] کا بیان ہے [illegible] الدین نے [illegible] کہ اس کی اولاد [illegible] تھے۔

اس کا [illegible] چنگیز خان کی زندگی [illegible] سے [illegible] جلال الدین [illegible] کے [illegible] تھے۔

(۱) [illegible]۔

پائے تخت قراقرم کے سلاطین

ابن فضل اللہ نے بیان کیا ہے: "جب چنگیز خان [illegible] تخت نشین ہوا اور [illegible] اور اس سے متعلق [illegible] قراقرم [illegible] کی طرف [illegible] اپنا [illegible] اپنے فرزند [illegible] چغتائی [illegible]

سلطنت حاصل نہیں کر سکا۔

اس نے مملوکوں سے دوستی رکھنی [illegible] سلطان بیبرس [illegible] کو خط بھیجا۔ اپنی طرف سے ایک وفد بھیجا تاکہ وہ ان علاقوں [illegible] اور وہاں کے غلام [illegible] (ان [illegible]) ناصر نے [illegible] کے نام [illegible] کے پاس بھیج دیا۔ اس نے اس کا کام [illegible]۔

جب [illegible] تو [illegible] ہلاکو [illegible] فوج [illegible] مگر [illegible] منزل [illegible] ہو گیا۔

[illegible] قوم [illegible] وقت [illegible] کا وارث [illegible] اس کے [illegible] اس کے پاس [illegible] کے ساتھ [illegible] بھیجا اور [illegible] اپنے بھائی [illegible] آبادی میں ایک [illegible] کہ وہ اسے تخت [illegible] مدد دے سکے۔

قبول اسلام: جب دولت [illegible] سے [illegible] صوفی [illegible] کے [illegible] شیخ [illegible] باخرزی شمس الدین باخرزی سے ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ [illegible] کے دست مبارک پر بیعت کر کے اسلام قبول کیا اور ان کے مرید [illegible] (شیخ [illegible]) [illegible] ہو گئے۔ [illegible] خلیفہ [illegible] کو [illegible] بیعت کر کے [illegible] خلیفہ [illegible]۔

چنانچہ [illegible] اور [illegible] کے درمیان [illegible] ان کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔

منگو تیمور کی تخت نشینی: [illegible] منگو تیمور تخت نشین ہوا [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] خان کی اس وصیت پر عمل ہو سکے [illegible] کو [illegible] کیا۔

[illegible] کے [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] اس نے [illegible] اپنے بھائی [illegible] کے خلاف [illegible] اور ان کے [illegible] اس نے اس کی [illegible] اور اپنے بھائی [illegible] کی طرف [illegible] کے علاقوں [illegible] اس کے بھائی [illegible] کی [illegible]۔

[illegible] اپنے بھائی [illegible] منگو [illegible] کے درمیان [illegible] کے خلاف [illegible] قائم [illegible] اپنے بھائی [illegible] کی [illegible]۔

[illegible] کی سرکوبی: [illegible] کے پاس [illegible] اس وقت [illegible] کے علاقے [illegible] اور لشکر [illegible] اس [illegible] کے [illegible] اور اس کے [illegible] اس

وقت ہلاکو نے منکو خان سے (حملہ کرنے کی) اجازت طلب کی اور اس مقصد کے لئے وہ ملحدوں کی سرکوبی کے لئے خلیفہ کے علاقوں میں گھس گیا۔ اس نے ان ملحدوں کو شکست دے کر ان کے قلعوں کو فتح کر لیا اور ان کا صفایا کر دیا۔ اس نے اہل ہمدان پر بھی حملہ کیا اور انہیں تباہ کیا کیونکہ وہ برکہ اور اس کے بھائی طوطک کے ساتھی تھے۔

ہلاکو کی شکست: پھر ہلاکو نے دشت قپچاق کی طرف پیش قدمی کی تو برکہ بے شمار فوج لے کر اس کے مقابلے کے لئے آیا۔ جب فریقین میں جنگ ہوئی تو ہلاکو کے بے شمار سپاہی مارے گئے اور اس نے شکست کھائی۔ بعد ازاں دریائے کر فریقین کے درمیان حائل ہو گیا اور ہلاکو اپنی مملکت کی طرف واپس چلا گیا۔ پھر دونوں کے درمیان عداوت مستحکم ہو گئی۔

سقوط بغداد: اس کے بعد ہلاکو بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ آخر کار وہ مشہور حادثہ (بغداد کی تباہی کا) رونما ہوا جس کا تذکرہ اس کے عہد خلافت کے حالات میں بیان ہوگا۔

اصفہانی کی روایت: ابن فضل اللہ نے شمس الدین اصفہانی کی روایت سے اپنی کتاب میں یہ بیان کیا ہے کہ "ہلاکو خود مختار (بادشاہ) نہیں تھا۔ وہ اپنے بھائی منکو خان کی طرف سے نائب حاکم تھا۔ نہ تو اس کے نام کا کوئی سکہ ڈھالا گیا تھا اور نہ کسی سکے پر اس کے فرزند اباقا کا نام تھا۔ البتہ جب ارغون بن اباقا حاکم ہوا تو اس نے صاحب تخت (مغل بادشاہ) کے نام کے ساتھ اپنا نام بھی کندہ کرایا تھا۔"

وہ مزید تحریر کرتے ہیں "مغل تخت نشین (بادشاہ) کا فوجی افسر (کوتوال) اس وقت سے بغداد میں رہتا تھا مگر جب غازان بادشاہ ہوا تو اس نے اس کوتوال کو نکال دیا تھا اور سکے میں صرف اپنا نام ہی باقی رکھا۔ اس کا قول تھا "میں نے یہ ملک بزور شمشیر فتح کیا ہے۔"

باغی جماعت: چنگیز خان کے افراد خاندان کی یہ رائے ہے کہ ہلاکو کی اولاد باغی جماعت ہے کیونکہ چنگیز خان نے (ان کے جد امجد) طولی (تولی) کو کسی علاقہ کا حاکم مقرر نہیں کیا تھا۔ اس نے طلو خان کو بھی جو بعد میں حاکم مقرر ہوا نائب حاکم بنا کر بھیجا تھا۔ بعد میں منکو خان کو تا ... اور وشی نے تخت نشین کرایا تھا۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

مجہول النسب: وہ مزید تحریر کرتے ہیں "تاریخی حضرات نے یہ بیان کیا ہے کہ ہلاکو نے کسی ایسے شخص کو زندہ نہیں چھوڑا جو اس کے حسب و نسب کی تحقیق کر سکے۔ کیونکہ اس نے اپنی سلطنت کے تحفظ کے لئے ایسے افراد قتل کرا دیئے تھے اور جو زندہ بچ نکلے تو وہ اپنی شخصیت کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس وجہ سے اس کے نسب کا حال پوشیدہ رہا۔"

مغل سلاطین کی ترتیب: شمس الدین اصفہانی نے مغلوں کے ایک بڑے امیر کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے: "سب سے پہلے چنگیز خان تخت نشین ہوا۔ پھر اس کا فرزند اوکتائی تخت پر بیٹھا۔ پھر اس کا فرزند کیوک بن اوکتائی تخت نشین ہوا۔ پھر منکو خان بن طولی بادشاہ ہوا۔ پھر اس کا بھائی اریق بوکا تخت نشین ہوا۔ پھر ان دونوں کا بھائی قبلائی بادشاہ ہوا۔ پھر [illegible] تخت نشین ہوا۔ اسے تمر قان بھی کہتے ہیں۔ پھر [illegible] (مغلوں کا) بادشاہ ہوا۔ پھر کیزقان ہوا۔ (آخر میں) [illegible] بن تمر بن قبلائی بن طولی تخت نشین ہوا۔" یہاں پر ابن فضل اللہ کی تحریر ختم ہوئی ہے۔

[illegible] دوسری روایت یہ ہے کہ [illegible] منکو قاآن تخت نشین [illegible] [illegible] ایک شخص [illegible] [illegible] اولاد کے [illegible] [illegible] [illegible] کی حکومت [illegible]

منکو خان کی وفات اس کے بعد [illegible] اپنے بھائی قبلائی خان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قبلائی خان کی حکومت [illegible] [illegible] قبلائی خان [illegible] حکومت [illegible] [illegible]

قیدو کی فتح قبلائی خان کے آخری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قبلائی خان کی وفات اس کے بعد [illegible] چغتائی خاندان کے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] حالات معلوم نہ ہو سکے۔

چغتائی خاندان کی سلطنت

[illegible] [illegible] اسلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سمرقند [illegible] تھے۔

ان کے بعد سلجوقی اور تاتاری خاندان بھی یہیں سے نمودار ہوئے۔

جب چنگیز خان نے ان علاقوں کو فتح کیا تو اس نے وصیت کی کہ یہ علاقے اس کے فرزند چغتائی کو دیئے جائیں۔ مگر اس کی زندگی میں اس کی تکمیل نہیں ہو سکی اور چغتائی یہاں کا حاکم بننے سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔

جب منگو خان بن تولی (تولی) تخت نشین ہوا تو چنگیز خان کی وصیت کی تکمیل کے لئے اس نے اپنے چچا چغتائی کی [illegible] کو حاکم مقرر کیا اور منگو خان [illegible] ہوا۔ جب منگو خان فوت ہو گیا تو اس کے بھائی قبلائی خان نے اس کے فرزند مبارک شاہ کو حاکم مقرر کیا۔ پھر قیدو بن قاشی نے ان کے قبضے سے ماوراء النہر کی سلطنت کو چھین لیا۔ اس کا دادا اوکتائی (۲) صاحب تخت و تاج بادشاہ تھا۔ اور اوکتائی بن چنگیز خان کا فرزند تھا، منگو خان اس کے بعد بادشاہ ہوا تھا۔

قیدو کی حکومت: جب قیدو اس علاقہ کا حاکم ہو گیا تو اس نے صاحب تخت و تاج بادشاہ قبلائی کے خلاف جنگ کی۔ یہ جنگ تیس برس تک جاری رہی۔ اس اثناء میں قبلائی نے چغتائی کے فرزندوں کو اپنا ملک واپس لینے میں امداد دی اور اسی خاندان میں سے براق کو حاکم مقرر کر کے اسے فوج اور سامان امداد دے کر بھیجا۔ لیکن قیدو غالب آ گیا اور اپنے آباؤ اجداد کی سلطنت کا خود مختار بادشاہ بن گیا۔

چغتائی خاندان: اس کے فوت ہونے کے بعد دوا بن براق بادشاہ مقرر ہوا۔ اس کی موت کے بعد اس کے چار فرزند یکے بعد دیگرے حاکم ہوئے۔ ان کے نام (بہ ترتیب حکومت) یہ ہیں (۱) کنجک (۲) اسنبوقا (۳) کبک (۴) ایلچیکدائی۔

ان چاروں کے بعد دوا تیمور بادشاہ ہوا۔ پھر ترماشیرین بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد قزان بن یساور اغلان (ماوراء النہر کا) بادشاہ مقرر ہوا جو منکو خان بن [illegible] (چغتائی) کا پوتا تھا۔ اس کے زمانہ میں کئی افراد نے زبردستی سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا اور حکومت برقرار نہیں رکھ سکے۔ ان میں سے ایک [illegible] تھا۔

بہرحال ترماشیرین کے بعد چغتائی خاندان کی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا اگرچہ ان میں سے [illegible] حکومت پر باقی رہی اور مختلف بادشاہ مقرر ہوتا رہا۔

مغلی خاندان: یہ سارا خاندان مغلوں کے مذہب کا پابند تھا اور آفتاب کی پرستش کرتا تھا۔ بالخصوص چنگیز خان کے دین و مذہب پر عمل ہوتا تھا جسے یاسا کہا جاتا تھا۔ چغتائی خاندان اس سلسلہ میں سختی سے عمل کرتا تھا۔ [illegible] یہاں تک کہ صاحب تخت و تاج [illegible] بادشاہ ہو گئے۔

ترماشیرین کا قبول اسلام: چغتائی خاندان میں سے جب ترماشیرین بادشاہ ہوا تو وہ دل و جان سے مسلمان ہو گیا۔ اس نے جہاد بھی کیا اور ہند (ہندوستان) پر حملہ کیا اور وہاں سے بہت زیادہ مال غنیمت لایا۔ (اس سے پہلے) اس ملک میں مسلمان تاجروں کا داخلہ ممنوع تھا مگر جب اس نے [illegible] وہ اس کے [illegible] (جب وہ [illegible] جاتے تھے) تو وہ وہاں اس کی تعظیم کرتے تھے۔

امیر تیمور کا ظہور: جب تمام علاقوں میں چنگیز خان کی اولاد کی سلطنتیں ختم ہو گئیں تو اسی چغتائی خاندان میں سے سمرقند اور ماوراء النہر کے علاقے میں ایک بادشاہ نمودار ہوا۔ جس کا نام تیمور (تیمور) تھا۔ جیسا کہ معلوم ہے اس کا سلسلہ نسب یہ ہے

تک کیسے پہنچا ہے کیونکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ چغتائی خاندان۔ یہ شخص تو بلکہ اس نے ان کے سلاطین کی نسل میں سے ایک بچے پر قبضہ کر رکھا تھا جس کا نام سیورغتمش یا محمود تھا۔ اس کے والد کی موت کے بعد اس کا نام (سلطان کی فہرست میں) شامل کر لیا گیا تھا اور وہ اس پر غالب آ گیا تھا اور اس نے (اپنے آپ کو) ان کے امراء میں مشہور کر رکھا تھا۔

نامعلوم نسب: مجھ سے ایک محقق شخص نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کا باپ بھی خود مختار امراء کی طرح تھا تاہم مجھے یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ آیا وہ چغتائی خاندان کا خالص النسب فرد تھا یا وہ ان کے حامیوں اور حلیفوں میں سے تھا۔

تیمور کی فتوحات: فقیہ برہان الدین خوارزمی نے جو خوارزم کا بڑا عالم اور معزز سردار تھا مجھے یہ بتایا: "جب ابتداء میں یہ بادشاہ (تیمور) ظاہر ہوا تو بخارا میں ایک مغل سردار تھا جو حسن کے نام سے موسوم تھا اور خوارزم میں بھی سرائے کے صاحب تخت و تاج سلاطین میں سے ایک شخص تھا جو حاجی حسن صوفی کے نام سے مشہور تھا۔ لہٰذا سب سے پہلے اس نے بخارا پر لشکر کشی کی اور حسن کو شکست دے کر بخارا کو فتح کر لیا۔ پھر وہ خوارزم پر حملہ آور ہوا اور حاجی حسن صوفی کے ساتھ اس کی طویل جنگیں ہوتی رہیں۔ اس نے کئی مرتبہ وہاں کا محاصرہ کیا۔

فتح خراسان: جنگ کے دوران حسن صوفی فوت ہو گیا اور اس کا بھائی یوسف اس کا جانشین ہوا تو تمر نے اسے شکست دے کر خوارزم فتح کر لیا اور طویل محاصرہ کر کے اسے تباہ و برباد اور ویران کر دیا۔ بعد ازاں اس نے تمام شہر دوبارہ تعمیر کرایا۔ اس طرح ماوراء النہر کی مملکت اس کے زیر نگین ہو گئی تو اس نے بخارا کو پایہ تخت مقرر کیا۔ پھر اس نے خراسان کی طرف لشکر کشی کی اور ہرات کے حاکم کو شکست دے کر اسے فتح کر لیا۔ ہمارے خیال میں ہرات کا حاکم غوری خاندان کی یادگار تھا۔

فتح مازندران و توریز: (تیمور) اس کے بعد مازندران کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوا اور وہاں وہ اس کے حاکم شیخ ولی کے ساتھ طویل جنگیں لڑتا رہا آخر کار ۷۸۵ھ میں اس نے فتح حاصل کی اور شیخ ولی توریز کی طرف بھاگ گیا۔ تمر نے ۷۸۷ھ میں توریز بھی فتح کر لیا اور شیخ ولی یہاں کی جنگ میں مارا گیا

اس کے بعد اس نے شہر اصفہان پر حملہ کیا۔ اہل اصفہان نے مجبوراً (بادل ناخواستہ) اطاعت کی تاہم اس کی قوم اور خوزان کے ایک بڑے سردار نے جس کا نام قمر الدین تھا اس کی مخالفت کی اور سرائے کے تخت نشین طغتمش (مغل بادشاہ) نے اسے امداد فراہم کی۔ تمر نے اس پر پلٹ کر حملہ کیا اور اس کے ساتھ جنگ کرتا رہا تا آنکہ اس نے اسے شکست دے کر اس کے نام و نشان مٹا دیئے اور طغتمش (تخت نشین بادشاہ) نے اس کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

فتح بغداد: تیمور نے ۷۹۵ھ میں بغداد پر حملہ کیا تو وہاں کا بادشاہ احمد بن اویس بن شیخ حسن جو خاندان ہلاکو کے بعد اس کا زبردستی بادشاہ بن گیا تھا۔ بغداد سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد احمد بن اویس شام ۷۹۵ھ میں پہنچ گیا۔ یوں تمر (تیمور) نے بغداد اور الجزیرہ اور دیار بکر سے فرات تک فتح کر لیا۔

تاتاری بادشاہ کو شکست: سرائے کا بادشاہ اس سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوا اور دریائے فرات کے قریب پہنچ گیا۔ مگر تیمور نے مقابلہ نہیں کیا بلکہ پیچھے ہٹ کر دو کردوں کے قلعوں اور بلاد روم کی طرف چلا گیا اور آذربائیجان اور اناطولیہ

[illegible]

[illegible]

خاندان دوشی خان کے سلاطین

[illegible]

دوشی اور باطوخان [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوالفداء کا بیان [illegible]

[illegible]

اسلام کے [illegible]

دی تو وہ مسلمان ہوا

پھر برکہ نے شیخ موصوف سے ملاقات کے لئے سفر کیا تو شیخ موصوف نے اسے ملاقات کی اجازت نہیں دی۔ جب ان کے ساتھیوں نے بہت اصرار کر کے اجازت حاصل کی تو وہ ملاقات کے لئے داخل ہوا اور اسلام کے تئیں تجدید بیعت کی۔

مدارس و مساجد کی تعمیر شیخ موصوف نے برکہ سے یہ عہد لیا کہ وہ نہ صرف کھلم کھلا اظہار اسلام کرے گا بلکہ اپنی قوم کو بھی اسلام لانے کی ترغیب دے گا۔ چنانچہ اس نے اپنی قوم کو بھی مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ اس لئے اپنی سلطنت کے تمام شہروں میں مساجد اور مدارس تعمیر کرائے اور علماء و فقہاء کو مقرب بارگاہ بنایا اور انہیں انعام و اکرام سے نوازنے لگا۔

(ابوالفداء) الفداء کے اس بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ برکہ اپنی بادشاہت کے زمانے میں مسلمان ہوا۔ مگر ابن الاثیر کی اس روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے بھائی باتو کے عہد حکومت میں مسلمان ہوا تھا۔ چونکہ ہمیں مغلوں کی طرف سے کوئی (مستند) تاریخ نہیں ملی جس کی طرف رجوع کیا جائے اس لئے صرف ہمارے پاس یہ اجتہاد ہے۔

برکہ کے دیگر حالات بعد کے واقعات ہم حافظ ابوالفداء (ابوالفداء) کی تاریخ سے اخذ کرتے ہیں جو ملک مظفر شاہنشاہ بن ایوب کی اولاد سے تھے۔ وہ رقم طراز ہے

> "پھر برکہ نے اپنے عہد حکومت میں اپنے بھائی ہلاکو کو جہاد کے لئے مغربی علاقے کی طرف بھیجا۔ اس نے الموت (جنوبی) کے ترکی بادشاہ سے جنگ کی جس میں اسے شکست ہوئی اور اس کا بیٹا مارا گیا۔ پھر وہ اسی رنج و افسوس میں مر گیا۔"

ہلاکو کی سازش اس کے بعد برکہ اور صاحب تخت و تاج قبلائی کے درمیان خانہ جنگی ہوئی اور برکہ نے قبلائی کی مملکت میں سے ماوراء النہر کا علاقہ چھین لیا اور اس کا حاکم اپنے بھائی باتو کے بیٹے سرتاق کو مقرر کر لیا۔ وہ عیسائی مذہب کا پیرو تھا۔ ہلاکو نے اس کے ساتھ یہ سازش کی کہ وہ اپنے چچا برکہ کے خلاف باغی ہو کر صاحب تخت قبلائی کی حمایت کرے۔ اس کے بدلے میں وہ ماوراء النہر کے علاوہ جو علاقے وہ چاہے گا اسے جاگیر میں مل جائے گا۔

برکہ کو اس سازش کا علم ہو گیا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سرتاق اسے زہر دے کر قتل کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے بجائے اس کے چچا زاد بھائی کو ماوراء النہر کا حاکم مقرر کر لیا۔

ابغا کی شکست ہلاکو نے سرتاق کا انتقام لینا چاہا۔ چنانچہ ۶۶۱ھ میں دریائے آمد کے قریب ہلاکو اور برکہ کے درمیان جنگ ہوئی۔ پھر ہلاکو ۶۶۳ھ میں مر گیا اور اس کا فرزند ابغا (اباقا) اس کا جانشین ہوا تو وہ بھی برکہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ برکہ نے نوغائی بن تاتار بن ططاری اور نوغیہ بن اسر بن ملک روسی خانان کی قیادت میں فوجیں اس کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجیں۔ جب فریقین میں مقابلہ ہوا تو نوغائی پسپا ہوا اور شکست کھا کر لوٹ آیا مگر نوغیہ نے ابغا کو شکست دی اور اس کی فوجوں کا صفایا کر دیا۔

یوں برکہ پر نوغیہ کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ مشرقی یورپ تک بار حاوی ہوا اور اس کی قدر و منزلت جاری رہی۔ آخر کار برکہ

۶۶۵ھ میں فوت ہو گیا۔

منگو تمر بن طغان بن باتو خان

جب برکہ فوت ہوا تو اس کے بعد [illegible] سلطنت کے تخت پر منگو تمر بن طغان بیٹھا۔ اس کا عہد حکومت [illegible] اس نے [illegible] بادشاہ [illegible] کے بعد اس کے [illegible] الغرض [illegible] بادشاہ نے اطاعت [illegible] کیا۔ [illegible] بھی [illegible]

اس نے [illegible] شام [illegible] کے علاوہ [illegible] کے درمیان [illegible] اس نے [illegible] منگو تمر [illegible] [illegible] اس نے [illegible]

تودان منگو کی حکومت اس [illegible] کے بعد [illegible] منگو تمر فوت ہوا [illegible] [illegible] منگو تمر کے بعد [illegible] سے [illegible] اس نے [illegible] سال حکومت [illegible] [illegible] تخت و سلطنت [illegible]

طلابغا کا عہد حکومت جب [illegible] منگو [illegible] اپنے [illegible] [illegible] سلطنت کے ایک حصہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

توقتہ سے بد سلوکی [illegible] [illegible] طغان [illegible] [illegible] [illegible]

سے قابجق کی مخالفت ہو گیا اور اس نے عزم مصمم کر لیا کہ اسے اچانک قتل کر دے گا۔

قابجق کا قتل چنانچہ جب اس نے یہ منصوبہ تیار کیا تو اس سے نوغیہ واقف ہو گیا۔ نوغیہ کو اس بات کی اطلاع مل گئی تھی۔ اس لئے اس نے سلطان کی خیر خواہی اور ہمدردی کا بہانہ کیا۔ اس نے اس کی والدہ کو لکھا کہ وہ سلطان [illegible] خیر خواہی کی باتیں کہنا چاہتا ہے۔

[illegible] لہٰذا اس کی

والدہ نے سلطان کو اس منصوبے سے باز رکھا اور [illegible] نوغیہ سے ملاقات کر کے نصیحت کی باتیں سنے۔

چنانچہ نوغیہ کو بلایا گیا۔ اس نے سلطان قابجق کے بھائیوں کو (اپنے ہمراہ چلنے کے لئے) بلوا لیا جو اس کے ماتحت تھے ان میں طغطائی، بلک بمرائی اور [illegible] شامل تھے جو منکو تیمور بن طغان کے فرزند تھے۔ وہ اس کے ساتھ گئے مگر جب سلطان قابجق اپنے فوجی دستے کے ساتھ نوغیہ سے ملاقات کرنے کے لئے چلا تو [illegible] نوغیہ نے اپنے [illegible] کو [illegible] بھی چھپا رکھا تھا۔ جب دونوں میں ملاقات ہوئی تو وہ [illegible] باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد نوغیہ نے [illegible] سلطان کو [illegible] کر ڈالا۔ ۱۲۹۰ء کا یہ واقعہ ۶۹۰ھ پیش آیا۔

طغطائی کی حکومت سلطان قابجق کو قتل کرنے کے بعد نوغیہ نے طغطائی کو سلطان بنا دیا اور نوغیہ اپنے علاقے کی طرف واپس چلا گیا۔ اس نے طغطائی کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ ان تمام امراء کو قتل کرا دے جنہوں نے قابجق کے ساتھ مل کر اس کے قتل کی سازش کی تھی۔ چنانچہ طغطائی نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ مگر وہ بھی نوغیہ سے بدگمان ہو گیا کیونکہ وہ [illegible] اس [illegible] طغطائی [illegible] دونوں کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی۔

طغطائی کی شکست جب روس سلطنت کے امراء نوغیہ کے پاس پہنچے تو وہ انہیں سلطان کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ ان امراء میں [illegible] نے اپنی بیٹی کی شادی کر دی تھی۔ آخر کار سلطان طغطائی نے اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ جب نوغیہ [illegible] اس کا مقابلہ ہوا تو اس نے [illegible] شکست دی [illegible] دریا کے [illegible] حائل تھا لہٰذا اس کے بہت سے ساتھی [illegible] غرق ہو گئے۔ نوغیہ ان کے تعاقب [illegible] علاقوں پر قابض ہونے کے لئے اس نے [illegible] چنانچہ [illegible] وصول کرنے کے لئے بھیجا [illegible] کے ساتھ [illegible] روانہ کیں۔ انہوں نے وہاں جا کر [illegible] تباہی [illegible]

[illegible]

نوغیہ کا قتل نوغیہ [illegible] ساتھیوں کے ساتھ بہت [illegible] روا رکھی۔ یہ کام [illegible] تھا مگر جب وہ [illegible] ہو گیا تو اس نے اپنے [illegible] بھائی [illegible] ساتھ [illegible] اپنی قوم [illegible] کے پاس چلے گئے۔

ابوحمو کے فرزند نے اس کا تعاقب کیا [illegible] ان میں سے بچ کر [illegible] ہو گئے۔ پھر ابوحمو کے فرزند نے [illegible] اور قرابا کے ان ساتھیوں کو جمع کیا جو واپس آ گئے تھے [illegible] دو منحرف امرا [illegible] اس کے ساتھ تھے وہ بھی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] آباد کیا [illegible] چنانچہ اس نے [illegible] کی اور ۷۹۱ھ میں [illegible] کا مقابلہ [illegible] ابوحمو میدان جنگ میں مارا گیا۔ جب اس کا سر [illegible] کے پاس لایا گیا تو اس نے [illegible] کر دیا۔ [illegible] سلطان [illegible]"۔

اس کے بعد [illegible] کیا اور ان [illegible] کے مختلف حصوں میں [illegible] کر دیا۔ [illegible] ان حصوں کی [illegible] فتح کی گئی [illegible]۔

ابوحمو کے جانشین جب ابوحمو ہلاک ہوا تو اس کا فرزند [illegible] اس کا جانشین ہوا اس کے بھائی نے [illegible] کر دیا [illegible] اس کے [illegible] اور انہوں نے [illegible] کا [illegible] کے لئے اس کا [illegible] جب [illegible] کے علاوہ [illegible] اپنے ساتھ [illegible] کے پاس [illegible] انہیں شکست دے دی۔

استحکام سلطنت [illegible] کے خلاف [illegible] شکست [illegible] کی طرف بھاگ گیا [illegible] کے پاس [illegible] اور [illegible] دونوں [illegible] سلطنت مستحکم ہو گئی [illegible] اپنے بھائی [illegible] دونوں [illegible] کے درمیان [illegible]۔

مراکش کا استبداد [illegible] اپنے [illegible] کے بھائی [illegible] چنانچہ [illegible] اپنے بھائی [illegible] کے خلاف بغاوت [illegible] کے پاس [illegible] اس نے [illegible] اپنے بھائی [illegible] قتل کر دیا اور اپنے بھائی [illegible] حکومت [illegible] اپنے فرزند [illegible] دی۔

[illegible] مراکش [illegible] میں [illegible] اور

وہاں کے کسی بادشاہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا۔

[illegible] اس کا بھائی [illegible] اس کا فرزند [illegible] بھی فوت ہو گیا اور ۷۱۲ھ میں طغطائی بھی فوت ہو گیا۔

ازبک بن طغرلجای بن منگوتمر

جب طغطائی فوت ہو گیا تو اس کے نائب السلطنت قطلتمر نے [illegible] جو اس کے بھائی طغرلجای کا فرزند تھا۔ اس کے والد طغرلجای کی بیگم [illegible] ان کے مشورے سے بادشاہ بنا دیا۔ اس نے اسے اسلام لانے کی ترغیب دی چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور نماز پڑھنے کے لیے اس نے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔ اس کے ایک امیر نے اس کی مخالفت کی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

سلطان مصر سے تعلقات: سلطان طغطائی اور سلطان مصر کے درمیان تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ چنانچہ جب طغطائی فوت ہوا تو اس کے ایلچی سلطان [illegible] کے پاس گئے ہوئے تھے۔ جب وہ واپس لوٹے تو [illegible] حکومت [illegible] وہاں [illegible] آئے تو ازبک نے ان کا [illegible] احترام کے ساتھ [illegible] نے (سلطان مصر کے ساتھ [illegible] تعلقات [illegible] قطلتمر نے اسے [illegible] وہ اپنے خاندان کی کسی لڑکی کا اس سے عقد [illegible] قطلتمر کے [illegible] کے بھائی [illegible] کا نام [illegible] گیا۔ بعد [illegible] سلطان مصر [illegible] بہت [illegible] قیصر [illegible] اور انہوں نے [illegible] سلطان مصر نے عقد نکاح کر کے اسے [illegible] لے لیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

اس کے بعد سلطان ازبک اور سلطان ابو سعید کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو گئی جو ہلاکو خان کے فرزندوں کی طرف سے عراق کا تاتاری بادشاہ تھا۔ ازبک نے اپنی فوج آذربائیجان کی طرف بھیج دی۔

علاقہ [illegible] پر جھگڑا: دوشی خان کے فرزند [illegible] علاقوں [illegible] ہیں۔ [illegible] اور [illegible] کے علاقوں کو فتح کرنے کا فیصلہ کیا تو اس نے فوج کی تعداد [illegible] اور اس کے [illegible] علاقے کی [illegible] سلطنت [illegible] تھی۔ چنانچہ اس نے [illegible] مقرر ہوا تھا۔

جب [illegible] فوت ہو گیا [illegible] کے فرزند [illegible] بغاوت [illegible] اجازت [illegible] چنانچہ جب [illegible] سلطان [illegible] دیا۔

[illegible] پر حملہ: جب [illegible] میں [illegible] ہوئی تو [illegible] خان کے [illegible] کرتے رہے [illegible] کی [illegible] کرتے رہے [illegible] جب سلطان ازبک اور سلطان ابو سعید کے درمیان [illegible] ہوئی تو اس نے اپنی [illegible] پر حملہ کر دیا اور [illegible] اس نے اپنی فوج [illegible]

نے وہاں کا مقابلہ کیا اور پھر وہ واپس آ گئیں۔

یسعول کی فتح خراسان: اس عرصے میں چوبان (جو سلطان ابو سعید کا نائب تھا) ان کی سلطنت پر غالب آ گیا تھا اور وہ چنگیز خان کی اولاد پر بھی حکم چلاتا تھا وہ اس بات کو پسند کرتا تھا کہ یساق بن ... جو چغتائی تھا خوارزم کا بادشاہ مقرر ہو۔ اس لئے ازبک نے اس سے جنگ کی اور خراسان فتح کر لیا۔ اس نے فوج کی مدد کے لئے اپنے نائب قطلق تمر کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا اور پھر یسعول بھی اسی مقصد کے لئے روانہ ہوا۔ لہذا سلطان ابو سعید نے ان دونوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے نائب چوبان کو بھیجا مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ یسعول خراسان کے بہت سے علاقوں پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد چوبان نے اس کے ساتھ مصالحت کر لی۔

یسعول ۷۲۰ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان ازبک نے اپنے نائب قطلق تمر کو ۷۲۰ھ میں معزول کر دیا اور اس کے بھائی عیسیٰ کو نائب مقرر کیا مگر ۷۲۱ھ میں اس نے قطلق تمر کو دوبارہ اس کے عہدہ نیابت پر بحال کر دیا۔

جانی بیگ کی حکومت: سلطان ازبک اور سلطان ابو سعید کے درمیان جنگ اس پورے عرصے میں جاری رہی یہاں تک کہ سلطان ابو سعید ۷۳۶ھ میں فوت ہو گیا۔ ... ۷۴۲ھ میں فوت ہو گیا۔ جب سلطان ازبک بن طغرلجا فوت ہوا اس کا فرزند جانی بیگ اس کا جانشین ہوا۔

جانی بیگ کی فتوحات: اس سے قبل سلطان ابو سعید فوت ہو گیا تھا اور اس کی موت اور ... پایۂ عراق میں اس کا جانشین شیخ حسن ہوا جو ایلخانی خاندان کے بیٹوں میں سے تھا۔ باقی علاقوں میں طوائف الملوکی پھیل گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جانی بیگ نے خراسان کی طرف فوج بھیجی اور ۷۵۸ھ میں اسے فتح کر لیا۔ پھر اس نے آذربائیجان اور تبریز کی طرف لشکر کشی کی۔ ان علاقوں پر شیخ الصغیر ابن امیر ... بن چوبان حکمران تھا اور اس کے بعد اس کا بھائی اشرف حکمران تھا۔ لہذا جانی بیگ نے اس سلطان کے ساتھ آذربائیجان پر حملہ کیا جس کے ظلم سے اس کے لوگ تنگ آ چکے تھے۔ آخر کار (وہاں کا حاکم) اشرف مارا گیا اور وہ تبریز اور آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ اس نے تبریز پر اپنے فرزند بردی بیگ کو مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد خود ... کی طرف ... ۷۵۸ھ میں جانی بیگ کا انتقال ہو گیا۔

بردی بیگ بن جانی کا دور: جب تبریز سے خراسان کی طرف جاتے ہوئے جانی بیگ راستے ہی میں ... اس کے فرزند بردی بیگ کو یہ خبر ... کے ساتھ پہنچائی اس وقت وہ تبریز کا حاکم تھا۔ اس نے اپنی طرف سے ... کو جانشین مقرر کیا اور وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اپنی قوم کے ساتھ اپنے والد کے پاس پہنچ گیا۔ جب وہ سرائے پہنچا تو اس کا باپ جانی بیگ فوت ہو چکا تھا۔ لہذا لوگوں نے اسے بادشاہ مقرر کیا اور وہ خود بادشاہ بن گیا مگر ... حکومت کرنے پایا تھا کہ فوت ہو گیا۔

تاتاری حکام کی خانہ جنگی

جب بردی بیگ فوت ہو گیا تو اس کا فرزند طغلطش نہایت کم عمر کا تھا۔ اس کی ... بیگم کی بیٹی تھی۔ ...

مرو درے کے حصے میں تھی جس کا نام ماما ئی تھا۔ وہ خودمختار حاکم تھا قرم کا شہر اس کی عملداری میں شامل تھا مگر وہ بھی زمانے کی وہاں سے غائب تھا اور مصر بی (سرائی) کے دروازوں کے نزدیک تھا۔ تو ان میں حکام منتشر اور پراگندہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک الگ ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں خودمختار ہو گئے تھے۔ چنانچہ حاجی ترکس حاجی طرخان کے علاقے پر قابض ہو گیا۔ اہل خان بھی اپنے علاقے کا خودمختار حاکم بن گیا۔ یہی طریقہ ایبک خان نے اختیار کیا اور یہ سب اپنے اپنے علاقے کے حکام کہلاتے تھے۔

ماما ئی کا عہد حکومت: جب بردی بیگ فوت ہو گیا اور اس کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو مذکورہ بالا (حکام) اپنے علاقوں میں خودمختار ہو گئے تو ماما ئی قرم کے شہر پہنچا اور اس نے ازبک خان کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو بادشاہ مقرر کیا جس کا نام عبد اللہ تھا۔ اسے اپنے ہمراہ لے کر اس نے سرائی کی طرف فوج کشی کی لیکن (وہاں کا مستقل حاکم) طغطمش بھاگ گیا اور وہ جغطائی بن چنگیز خان کی سلطنت سمرقند و ماوراء النہر کی طرف چلا گیا۔ اس وقت وہاں ایک مغل سردار جس کا نام تیمور تھا اس سلطنت پر قابض تھا۔ اس نے بھی ایک بچے کو جس کا نام محمود اور منصب تھا (برائے نام) بادشاہ مقرر کر رکھا تھا۔ وہ اس کی والدہ سے نکاح کر کے اس کا نائب بن گیا تھا۔ چنانچہ (سرائی کا بادشاہ) طغطمش اس کے پاس مقیم ہو گیا۔

سرائی پر قبضہ: اس کے بعد وہ حکام جو سلطنت سرائی کے مختلف علاقوں پر قابض تھے آپس میں لڑنے لگے چنانچہ حاجی طرخان کے حاکم حاجی ترکس نے ماما ئی کے خلاف فوج کشی کی اور اس کے قبضے سے سلطنت سرائی کو چھین کر خود اس پر قابض ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ماما ئی شہر قرم کی طرف چلا گیا اور وہاں کا خودمختار حاکم بن گیا۔

جب حاجی ترکس اپنی عملداری سے روانہ ہوا تھا تو اسی وقت خوارزم کے علاقے سے ارض خان نے (اس کے خلاف فوجیں بھیجیں) چنانچہ انہوں نے حاجی طرخان کا محاصرہ کر لیا حاجی ترکس نے ایک سردار کی قیادت میں فوجیں مقابلے کے لئے بھیجیں۔ اس سردار نے ایسی تدابیر اختیار کیں کہ (دشمن کی فوجیں) شکست کھا کر حاجی طرخان کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ اس نے ان فوجوں اور ان کے سردار پر اچانک حملہ کیا۔

ایبک خان کا حملہ: جب حاجی ترکس اس خانہ جنگی میں مقتول ہو گیا تو (دوسرے حاکم) ایبک خان نے سرائی پر حملہ کر دیا اور اس کے قبضے سے سرائی کو چھین لیا اور چند دنوں تک وہ وہاں کا خودمختار حاکم بنا رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا فرزند قاری خان بادشاہ مقرر ہوا۔

ارض خان کا اقتدار: اس زمانے میں خوارزم کے کوہستان سے ارض خان حملہ آور ہوا تو اس نے سرائی کو فتح کر لیا اور وہاں سے قاری خان بن ایبک خان بھاگ گیا اور اس کی عملداری پر قابض رہا اور ارض خان سرائی کا حاکم بن گیا۔ یہ واقعات ۷۷۶ھ میں رونما ہوئے۔ اسی وقت ماما ئی ارض خان کی اصل سلطنت اور سرائی کی سلطنت کے درمیان قرم کے علاقے کا حاکم تھا (سابق شاہ سرائی) طغطمش اس عرصے میں سلطان تیمور کے پاس ماوراء النہر کے علاقے میں مقیم تھا۔

طغطمش کی شکست: اس کے بعد طغطمش نے سرائی کی اپنی آبائی سلطنت حاصل کرنے کا عزم مصمم کیا۔ لہٰذا سلطان تیمور نے اس کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں چنانچہ جب وہ فوج لے کر خوارزم کے کوہستان میں پہنچا تو ارض خان کی فوجوں نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ شکست کھا کر تیمور کے پاس واپس آ گیا۔

مظفریوں کی فتوحات جب [illegible] سلطان [illegible] میں [illegible] خان [illegible] تو [illegible] مظفر نے [illegible] کی [illegible] اس کے بعد سلطان [illegible] نے [illegible] کو [illegible] خوارزم کے [illegible] علاقوں کو فتح کر لیا جو [illegible] خان کی عملداری میں تھے۔

اس کے بعد [illegible] کی طرف [illegible] وہاں [illegible] خان کے [illegible] تھے انہوں نے [illegible] شکست [illegible] فتح کر لیا [illegible] علاقوں پر [illegible] فتح [illegible] عملداری [illegible] تمام [illegible] کا نام و نشان مٹا دیا۔

بیٹوں کی بغاوت اس کے بعد [illegible] جہاں [illegible] بیٹے [illegible] سلطان [illegible] کی [illegible] علاقوں پر [illegible] سخت [illegible] طرح [illegible]۔

سلطان تیمور کی یلغار

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان تیمور (تیمور لنگ) چغتائی خاندان [illegible] میں [illegible] تھا [illegible] امیر [illegible] خراسان [illegible] تھا اس کے بعد [illegible] خاندان کا [illegible] بادشاہ [illegible] اس نے [illegible] فتوحات [illegible] فتح کر لیا [illegible] کی طرح [illegible] خان [illegible] کے بعد [illegible] اس کے ساتھ سلطان تیمور [illegible] فتح [illegible] اپنے [illegible] سلطنت کے ساتھ [illegible]۔

فتح اصفہان اس کے بعد سلطان تیمور [illegible] اصفہان [illegible] (وہاں کا حاکم) [illegible] نے اطاعت قبول کر لی [illegible] اس نے [illegible] سلطان [illegible] کی طرف [illegible]۔

قمرالدین کی سرکوبی سلطان تیمور [illegible] قمرالدین کے نام سے مشہور تھا [illegible] نے اس سے [illegible] تیمور کے خلاف [illegible] اس مقصد [illegible] فوجی امداد [illegible] چنانچہ اس نے اس [illegible] تباہی [illegible] اس وقت [illegible] جب وہ اصفہان کو فتح کرنے [illegible] اس نے [illegible] اور قمرالدین کے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

شاہ منصور کی شکست [illegible]

[illegible]

بنو مظفر کا خاتمہ [illegible]

فتح بغداد [illegible]

فتح ماردین [illegible]

[illegible]

منصور کا قتل [illegible]

کے تمام علاقوں پر قابض ہو گیا ہے۔

غزنی اور بامیان کے سلاطین

غزنی اور بامیان کا علاقہ بھی دوشی خان کی اولاد کے قبضے میں تھا۔ یہ جنوبی حصے میں زور و ماثیر کا علاقہ ہے اس کی سرحدیں سجستان و ہندوستان کے متصل ہیں۔ اس سے پہلے یہ علاقہ خوارزم شاہی سلاطین کی سلطنت میں شامل تھا مگر جب تاتاری قوم حملہ آور ہوئی تو ابتدائی زمانے ہی میں انہوں نے اسے فتح کر لیا تھا۔ چنگیز خان نے اسے اپنے فرزند دوشی خان کو عطا کیا تھا۔ پھر یہ اس کے فرزند اردو کے پاس آ گیا۔ پھر یہ اس کے فرزند قونچی بن اردو کے قبضے میں آیا وہ ساتویں صدی (ہجری) کے آخر میں فوت ہو گیا۔ اس کے تین فرزند تھے (۱) بیان (۲) کبک (۳) منقطائی۔ لہٰذا یہ علاقہ ان تینوں کے درمیان تقسیم ہو گیا۔

بیان کی فتح: بیان جو بڑا فرزند تھا وہ غزنی میں تھا جب قونچی کے فوت ہونے کے بعد اس کا فرزند کبک بادشاہ بنا تو اس کے بڑے بھائی بیان نے اس کی مخالفت کی اور اس نے ترمذی کے بادشاہ خربندا سے فوجی امداد طلب کی تو اس نے اپنے بھائی کو اس کی امداد کے لئے بھیجا۔ کبک نے قیدو سے امداد طلب کی تو اس نے فوجی امداد ارسال کی مگر وہ مفید ثابت نہیں ہوئی اور اسے شکست ہو گئی وہ ۷۰۹ھ میں فوت ہو گیا۔ لہٰذا بیان تمام علاقے پر قابض ہو گیا اور وہ غزنی میں مقیم رہا۔

قوشتائی کا دور: اس کے بعد کبک کا فرزند قوشتائی اس کے خلاف فوج لے کر حملہ آور ہوا اور اس نے بھی قیدو سے کمک حاصل کی اس مرتبہ اس نے اپنے چچا بیان پر فتح حاصل کی اور غزنی کے تخت پر قابض ہو گیا اور وہاں قیام کرنے لگا۔ بیان بھاگ کر خربندا کے پاس پہنچ گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جس نے بیان پر فتح حاصل کی تھی وہ اس کا بھائی منقطائی تھا اس کے بعد کے حالات ہمیں معلوم نہیں ہو سکے۔

باب: ششم

خاندان ہلاکو کے سلاطین

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ چنگیز خان نے قراقرم میں اپنا پایۂ تخت اپنے فرزند اوکتائی کو دلا دیا تھا۔ اس کے بعد اس تخت و تاج کا کیوک بن اوکتائی وارث ہوا۔ بعد ازاں اس کے اور شمالی ممالک کے بادشاہ کے درمیان خانہ جنگی ہوئی۔ یہ بادشاہ باطو بن دوشی خان تھا جو صرای کے تخت پر متمکن تھا چنانچہ خود کیوک [illegible] کی فوج لے کر اس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا مگر راستے ہی میں فوت ہو گیا۔

اس مجلس شوریٰ نے باطو کے ساتھ ہی اس کو تخت و تاج باطو کے حوالے کر دینا چاہا مگر اس نے اپنی ذات کے لئے یہ تخت قبول نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی منگو خان کو اس مقصد کے لئے بلا بھیجا۔ ان فوجوں کے ساتھ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں قبلائی اور ہلاکو کو بھی بھیجا۔ ان دونوں کے ہمراہ ایک اور بھائی برکہ بھی تھا تا کہ وہ اسے تخت نشین کرائے۔ چنانچہ وہ قراقرم میں تخت نشین ہو گیا۔ جب برکہ وہاں سے واپس آیا تو اس نے اسلام قبول کر لیا تھا جس کا سبب ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اب منگو خان مستقل طور پر تخت نشین ہو گیا تھا۔ اس نے چنگیز خان کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے چغتائی بن چنگیز خان کی اولاد کو ماوراء النہر کے علاقوں کا حاکم مقرر کیا۔ اور اپنے بھائی ہلاکو کو عراق فتح کرنے اور فرقہ اسماعیلیہ کے قلعوں کو جو ملاحدہ بھی کہلاتے تھے تباہ کرنے کے لئے بھیجا تا کہ وہ خلیفۃ المسلمین کے علاقے بھی فتح کر لے۔

ہلاکو بن طولی کے حالات

جب منگو خان نے اپنے بھائی ہلاکو کو عراق کی طرف بھیجا تو وہ اسی مقصد کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے فرقہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اور ان کو شدید نقصان پہنچایا۔ اسی اثناء میں اس کی برکہ بن دوشی خان سے خانہ جنگی ہو گئی جو شمالی ممالک کا بادشاہ تھا۔ جب برکہ خان [illegible] کے ہمراہ جنگ کے لئے روانہ ہوا تو [illegible] کے قریب مقابلہ ہوا۔ اس وقت سخت سردی کی وجہ سے اس نہر کا پانی منجمد ہو گیا تھا لہٰذا ہلاکو کو شکست ہوئی اور اس کی تمام فوج تباہ و برباد ہو گئی۔ اس خانہ جنگی کے اسباب ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ابن العلقمی کا خط: (اس شکست کے بعد) ہلاکو اسماعیلیوں کے قلعے فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے قلعہ الموت کا قصد کیا تو [illegible] راستے ہی میں اسے خلیفہ المستعصم کے وزیر ابن العلقمی کا قاصد ملا جو اربل کے [illegible] نے اسے بھیجا تھا جس میں اسے [illegible] بغداد پر حملہ کرنے [illegible] اس سلسلے میں وہ اسے [illegible]

کرے گا۔

حملۂ بغداد کا سبب: (اس خط کے بھیجے کی وجہ یہ تھی کہ) ابن العلقمی رافضی تھا۔ اس کے محلہ کرخ کے باشندے بھی شیعہ تھے۔ اہل سنت والجماعت کے افراد ان کے خلاف ہو گئے تھے۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ خلیفہ اور دوادار ان کی حمایت کرتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے محلہ کرخ پر حملہ کر دیا تھا۔ ابن العلقمی اس پر بہت برافروختہ ہوا۔ اس نے پوشیدہ طور پر اربل کے حاکم ابن الصلایا کو یہ پیغام بھجوایا (کیونکہ وہ اس کا دوست تھا) کہ وہ تاتاریوں کو بغداد فتح کرنے پر آمادہ کرے۔ ادھر اس نے عام فوجیوں کو یہ فریب دیا کہ وہ تاتاریوں کو عطیات دے کر ان سے مصالحت کر رہا ہے۔

(اس کی سازش سے) ہلاکو اپنا تاتاری لشکر لے کر بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے بلاد روم میں تاتاری سردار سے بھی امداد طلب کی تاکہ وہ اپنی فوجیں لے کر اس کی امداد کے لئے آئے۔ اس نے پہلے تو انکار کیا پھر وہ فوج لے کر روانہ ہو گیا۔

بغداد پر فوج کشی: جب ہلاکو اپنی فوج لے کر بغداد کے قریب پہنچا تو ایبک دوادار مسلمانوں کی فوجوں کو لے کر اس کے مقابلے کے لئے پہنچا اور انہوں نے تاتاری لشکر کو شکست دی۔ تاتاریوں نے دوبارہ پلٹ کر حملہ کیا اور مسلمانوں کی فوجوں کو شکست دی۔ جب یہ فوج بغداد واپس جا رہی تھی تو اس رات دریائے دجلہ میں مختلف مقامات پر شگاف پڑ گئے جو ان کی راہ میں حائل ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام فوجیں ڈوب گئیں اور ایبک دوادار (جو سپہ سالار تھا) ہلاک ہو گیا اور اس کے ساتھ جو فوجی افسر تھے وہ گرفتار ہو گئے۔

محاصرۂ بغداد: جب ہلاکو کی فوجیں شہر بغداد کے قریب پہنچ گئیں۔ انہوں نے شہر کا ایک عرصے تک محاصرہ کیا پھر ابن العلقمی نے خلیفہ مستعصم اور اپنی ذات کے لئے پناہ طلب کی۔ اس کا خیال یہ تھا کہ ہلاکو اس کی جاں بخشی کرے گا۔ لہٰذا وہ شہر کے معزز افراد کے وفد کو لے کر ماہ محرم ۶۵۶ھ میں ہلاکو کے پاس پہنچا (اور ہتھیار ڈال دیئے)

قتل عام: اب خلیفہ مستعصم کو گرفتار کر کے مار ڈالا گیا (پھر قتل عام کا حکم دے دیا گیا) کہا جاتا ہے کہ جب مقتولوں کا شمار کیا گیا تو وہ چودہ لاکھ نفوس تھے اس کے علاوہ جن شاہی محلات اور ان کے خزانوں کو لوٹا گیا تھا ان کے مال و دولت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

کتب خانوں کی تباہی: وہ علمی کتب جو وہاں کے کتب خانوں میں محفوظ تھیں انہیں دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے خیال میں مسلمانوں سے اس بات کا بدلہ لیا کہ مسلمانوں نے جب مدائن کو فتح کیا تھا تو انہوں نے ایرانیوں کی کتابوں کو تباہ کیا تھا۔

ابن العلقمی کا قتل: ہلاکو نے تمام گھروں کو نذر آتش کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اس کے ارکان سلطنت نے اس کی حمایت نہیں کی۔ ہلاکو نے ابن العلقمی کو وزارت کے اعلیٰ عہدے پر برقرار رکھا۔ کیونکہ سلطنت کے آمد و خرچ کا حساب کسی دوسرے شخص کے سپرد تھا جو ہلاکو کا ندیم یا مقرب بارگاہ تھا۔ ابن العلقمی کو صرف آمد و خرچ کے بارے میں ایک حد تک مشورہ دینے کا حق

حاصل تھا۔ اس جرم بے گناہی کی وجہ [illegible] اور بالآخر [illegible] ہلاکو نے اسے مروا ڈالا۔

میافارقین کی تباہی ہلاکو نے بغداد کو فتح کرنے کے بعد اپنی فوجیں میافارقین کی طرف بھیجیں۔ یہاں کا فرمانروا الکامل محمد بڑا غیرت مند اور دلیر تھا۔ انہوں نے کئی سال تک اس شہر کا محاصرہ جاری رکھا۔ آخر کار [illegible] تنگ آگئے تو تاتاری لشکر زبردستی شہر میں گھس آیا اور باقی ماندہ فوجوں کا خاتمہ کر دیا۔

حاکم موصل کی مصالحت اس کے بعد موصل کے حاکم بدرالدین لؤلؤ نے اپنے فرزند ملک الصالح اسماعیل کو تحائف دے کر ہلاکو کے پاس بھیجا اور اپنی اطاعت کا اقرار کیا۔ اس نے یہ تحفے قبول کر کے [illegible] قتل عام [illegible] سلطان [illegible] جب وہ اس کے پاس [illegible] تو انہوں نے اس کے [illegible] ملاقات کی [illegible] میافارقین کے محاصرہ میں شریک [illegible] اس کے بعد [illegible] کے [illegible] موصل [illegible] واپس آیا۔

[illegible] ملک الصالح اسماعیل [illegible] حاصل [illegible] کا [illegible] تھا۔

اربل کا محاصرہ ہلاکو نے [illegible] شہر [illegible] کامیابی [illegible] ہو [illegible] ہلاکو کے پاس [illegible] قتل کرا دیا۔

حاکم شام کی مصالحت اس زمانے میں شام کا حاکم [illegible] ملک الناصر صلاح الدین یوسف تھا۔ جب [illegible] ہلاکو نے بغداد فتح کر لیا تو اس نے اپنے فرزند [illegible] کو تحائف دے کر مصالحت چاہی۔ [illegible] شام [illegible] ملاقات کے لئے [illegible] موصل [illegible] آیا۔

فتح البیرہ [illegible] ہلاکو [illegible] فتح [illegible] ہلاکو نے [illegible] البیرہ کو فتح کیا۔ [illegible] ملک [illegible] کا [illegible]

فتح حلب اس کے بعد ہلاکو نے [illegible] حلب [illegible] کا محاصرہ [illegible] اس نے [illegible] فتح کر [illegible] کے [illegible] کو [illegible] دیا۔ [illegible] اس نے [illegible]

(غلام) قطز بندقی جنہیں سلطان ناصر نے قید کر رکھا تھا ان میں سنقر اشقر اور منکو وغیرہ بھی شامل تھے لہٰذا ہلاکو نے ان سب کو رہا کر دیا۔ ان میں قپچاق کا ایک بڑا سردار بھی شامل تھا جو ان کے پاس چلا گیا اور ان کی خدمت کرنے لگا تھا۔ ہلاکو نے اسے ان کے ساتھ شامل کر لیا اور شام کے مفتوحہ علاقوں کا حاکم مقرر کر دیا۔

دمشق کی طرف پیش قدمی: اس کے بعد اس نے دمشق کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ اس وقت سلطان ناصر مصر گیا ہوا تھا۔ لہٰذا حمص کا حاکم صالح بن اشرف اس سے الگ ہو کر ہلاکو کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ ہلاکو نے اسے دمشق کا حاکم مقرر کر دیا اور وہاں اس کی نگرانی کے لئے اپنے جانشین بھی چھوڑے۔

غلط مشورہ کا نتیجہ: اس کے بعد خلیفہ سلطان مصر قطز سے ناراض ہو گیا اور ان کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تھے لہٰذا ناصر ہلاکو کے پاس پہنچا وہ اس پر حمایت کرنے لگا اور اس سے مشورہ کیا کہ آیا وہ شام میں اپنے فوجی دستے چھوڑ جائے یا نہیں؟ ناصر نے (مشورہ دیا کہ) مصری فوجوں کو اہمیت نہ دی جائے۔ چنانچہ ہلاکو نے اس کے مشورہ پر عمل کیا اور اپنے ایک تاتاری سردار کیتبغا کو مختصر فوج کے ساتھ شام میں چھوڑ دیا۔

تاتاریوں کو زبردست شکست: کیتبغا نے سلطان مصر کے پاس اپنے ایلچی بھیجے ان کے ایلچیوں نے سلطان مصر کے دربار میں اطاعت قبول کرانے میں بدتمیزی کا مظاہرہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان نے انہیں مروا ڈالا۔ اور شام کی طرف فوجیں لے کر حملہ آور ہوا۔ عین جالوت کے مقام پر اس کا کیتبغا کی فوجوں سے مقابلہ ہوا جس میں تاتاری فوجوں کو شکست فاش ہوئی اور ان کا سردار کیتبغا بھی مارا گیا۔

ناصر کا بھائی اور قیصرہ کا حاکم سعید بھی تاتاریوں کی حمایت میں اس جنگ میں شریک تھا وہ گرفتار ہوا اور مارا گیا۔

حلب کی جنگ: ہلاکو نے اس کے بعد اپنی فوجیں بیرہ کے مقام کی طرف بھیجیں اس وقت سعید بن لولو حلب کا حاکم تھا۔ اس کے پاس کافی فوج تھی۔ اس لئے اس نے کچھ فوجیں تاتاریوں کے مقابلے کے لئے بھیجیں مگر انہیں شکست ہوئی لہٰذا حلب کے امراء اس وجہ سے سعید کے دشمن ہو گئے انہوں نے اسے قید کر کے حسام الدین جوکندار کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ مگر جب تاتاریوں نے حلب پر حملہ کیا تو وہ وہیں سے بھاگ گیا اور اپنے دوست منصور کے پاس حمص پہنچ گیا وہاں سے انہوں نے تاتاریوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ اب تاتاری فوج افامیہ کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ پیش قدمی سے رک گئی اور اپنے وطن کی طرف کوچ کر گئی۔

حاکم دمشق کا قتل: جب ہلاکو کو (شکست کی) یہ اطلاع ملی تو اس نے دمشق کے حاکم ناصر کو قتل کرا دیا۔ کیونکہ اس نے اس پر یہ الزام لگایا تھا کہ اس نے مصری فوجوں کو حقیر سمجھنے کے بارے میں مشورہ دیا تھا۔

ہلاکو کی واپسی: جب ۶۵۸ھ میں ہلاکو نے شام کو فتح کیا تھا تو اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ قاآن (خان اعظم منگو قاآن) جب ختا کے ممالک پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا تو وہ راستے میں فوت ہو گیا۔ لہٰذا وہ خان اعظم بننے کی توقع میں جلدی سے واپس چلا گیا مگر (جب وہ وہاں پہنچا تو) اس نے اس کے بھائی قبلائی (قاآن) کو دیکھا کہ وہ اپنے بھائی اریق بوکا سے جنگ کرنے کے

[illegible]

مفتوحہ ممالک [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

عراق عرب [illegible]

(۳) [illegible]

(۵) [illegible]

(۴) [illegible]

(۶) [illegible]

مصر میں خلافت کا احیاء [illegible]

خلیفہ کی فوج کو شکست [illegible]

ہلاکو اور برکہ کی جنگ [illegible]

مغل سردار کا فرار [illegible]

تاتاری لشکر روانہ کیا اس کے پیچھے اپنے فرزند ابغا کو بھی (فوج دے کر) روانہ کیا۔ ادھر سلطان ظاہر نے وہاں کے باشندوں کی امداد کے لئے فوجیں بھیجیں۔ جب وہ دربائی کے لشکر کے قریب پہنچیں تو دربائی انہیں دیکھ کر بھاگ گیا۔ اس نے اپنے خیمے اور تمام ساز و سامان بھی وہیں چھوڑ دیا اور بھاگ کر ابغا (فرزند ہلاکو) کے پاس پہنچ گیا۔ ابغا اس پر سخت ناراض ہوا اور اس نے اسے قید کر دیا۔

ہلاکو نے عراق پر دس برس حکومت کی تھی کہ ۶۶۳ھ میں فوت ہو گیا۔

ابغا بن ہلاکو

جب ہلاکو فوت ہو گیا تو اس کا فرزند ابغا اس کا جانشین ہوا۔ اپنی حکومت کے آغاز میں وہ سب سے پہلے شمالی سلطنت کے بادشاہ برکہ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان برکہ نے اپنے ایک عزیز نوغائی بن ططر بن مغل بن دوشی خان اور منکو تمر خان کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں ان میں سے منکو تمر مقابلہ کرنے سے خوف زدہ ہوا اور شکست کھا کر واپس چلا گیا مگر نوغائی مقابلے پر ڈٹا رہا اور اس نے ابغا کو شکست دی اور اس کی فوج کا صفایا کر دیا۔ اسی وجہ سے سلطان برکہ کے دل میں اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔

سلطان ابغا نے ۶۷۱ھ میں دربائی کی قیادت میں البیرہ کے محاصرے کے لئے فوجیں بھیجیں چنانچہ سلطان الظاہر نے دریائے فرات کو عبور کر کے انہیں شکست دی اور دربائی کے ہمراہ وہ سرداروں کو قتل کر دیا۔ دربائی نے شکست کھا کر ابغا کے پاس جا کر پناہ لی۔ سلطان ابغا اس پر بہت ناراض ہوا اور اسے معزول کر کے اباجی کو افسر مقرر کیا۔

تکدار کی شکست ۶۶۸ھ میں سلطان ابغا نے تکدار بن موچی بن جغتائی بن چنگیز خان کے علاقے پر فوج کشی کی تو اس نے اپنے چچازاد بھائی براق بن سنتف سے فوجی امداد طلب کی تو وہ بذات خود امدادی فوج لے کر روانہ ہوا۔ ادھر سلطان ابغا نے روم کی فوجوں سے امداد طلب کی جن کے سردار صمغان اور پروانا تھے۔ آخر کار فریقین کا گرجستان میں مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں تکدار کو شکست ہوئی اور اس نے وہاں ایک پہاڑ پر پناہ لی۔ اس کے بعد اس نے سلطان ابغا سے جان بخشی کی درخواست کی۔ چنانچہ اس نے اسے پناہ دے کر یہ عہد لیا کہ وہ آئندہ کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا اور نہ تیر و کمان استعمال کرے گا۔

تاتاری فوج کو شکست اس کے بعد سلطان ابغا کو یہ خبر ملی کہ سلطان ظاہر ملک مصر (فوج لے کر) بلاد روم کی طرف روانہ ہوا ہے لہٰذا اس نے بھی دو مغل جرنیلوں کی قیادت میں فوجیں بھیجیں ان دونوں جرنیلوں کے نام تدوان اور تقو تھے۔ چنانچہ وہ دونوں فوجیں لے کر روانہ ہو گئے اس اثنا میں سلطان ظاہر نے ان کے سرحدی شہر قیساریہ کو فتح کر لیا۔

جب سلطان ابغا کو یہ اطلاع ملی تو وہ بذات خود شکست کے مقام پر پہنچا۔ وہاں اس نے صرف اپنی قوم کے سپاہیوں کی لاشیں دیکھیں اور (حاکم روم) پروانا کے کسی فوجی کی لاش کا وہاں نام و نشان تک نہ تھا لہٰذا اس نے (اس شکست کا) ذمہ دار اسے قرار دیا اور واپسی کے بعد اسے بلوا کر قتل کروا دیا۔

رحبہ کا محاصرہ سلطان ابغا نے ۶۷۹ھ میں دریائے فرات کو عبور کر کے رحبہ کا محاصرہ کیا۔ اس نے ... کے حاکم کو بھی

[illegible] بھیجا۔ چنانچہ [illegible] اس نے [illegible] بھیجا [illegible] قتل [illegible]
[illegible] سلطان [illegible]
[illegible] ہلاکو [illegible]

اباقا کی شکست سلطان [illegible] مصر نے تاتاریوں کی فوجوں کو [illegible] مقابلہ کے لئے روانہ ہوا [illegible] فوجوں سے مقابلہ ہوا [illegible] شکست ہوئی [illegible] حالت دیکھ کر سلطان اباقا [illegible] کیا کہا جاتا ہے [illegible] چنانچہ [illegible] قتل کر دیے تھے۔

سلطان اباقا [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] شمس الدین جوینی [illegible] تھا۔

احمد بن تکودار بن ہلاکو

جب ہلاکو [illegible] اس وقت [illegible] تکودار [illegible] بھائی تکودار [illegible] مقرر [illegible] اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور اس کا نام احمد رکھا گیا [illegible] کرتے تھے۔

[illegible] کا قتل اس نے [illegible] شمس الدین [illegible] قطب الدین شیرازی [illegible] ارغون [illegible] تکودار [illegible] کے پاس بھیجا [illegible] مقرر کیا۔

تکودار کا قتل [illegible] ارغون [illegible] مقابلہ [illegible] شکست [illegible] قتل کر دیا [illegible] تکودار کو قتل کر دیا اور ارغون [illegible] پیغام بھیجا۔

ارغون بن ابغا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کیخاتو بن ابغا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بیدو بن طرغای بن ہلاکو

[illegible]

کچھ عرصے کے بعد نیروز نے قازان کو تحریک کیا کہ وہ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو جائے لہٰذا وہ (فوج لے کر) خراسان سے روانہ ہو گیا۔ جب بیدو کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے نیروز اتابک سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔ نیروز نے جواب دیا: ''میں اس مہم کے لئے کافی ہوں''۔ (اور اس کا ذمہ دار ہوں)۔ (اس پیغام کے بعد) بیدو نے توقف کیا۔ جب نیروز آ گیا تو اس نے اسے قازان کے پاس روانہ کیا۔

بیدو کا قتل: جب نیروز قازان کے پاس پہنچا تو اس سے بیدو کے امراء کے بارے میں یہ معلومات پہنچائیں کہ وہ اسے پسند نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے وہ اس پر حملہ کر دے۔ بیدو اس خبر سے بہت پریشان ہوا تاہم وہ مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ جب فریقین میں جنگ کا آغاز ہوا تو نیروز کی سازش کی بدولت بیدو کے امراء اس کے برخلاف ہو گئے اور اسے شکست ہو گئی۔ بیدو ہمدان کے علاقے کی طرف بھاگ گیا مگر وہاں اسے گرفتار کر لیا گیا اور اسے ۶۹۵ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اس نے صرف آٹھ ماہ حکومت کی۔

قازان بن ارغو

بیدو کے قتل کے بعد قازان بن ارغو مغلوں کا بادشاہ ہوا۔ اس نے اپنے بھائی خربندا کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اور نیروز اتابک کو اپنی سلطنت کا منتظم مقرر کیا۔ اس نے اقتدار سنبھالتے ہی طرغائی کے ان مغل امراء کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی جو بیدو کے ساتھ کیخاتو کو قتل کرنے کی سازش میں شریک تھے۔ اس اطلاع سے طرغائی کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا جو بغداد اور موصل کے درمیان مقیم تھا لہٰذا اس نے شاہ مصر کتبغا عادل کو ایک پیغام بھیج کر اس کے پاس آنے کی درخواست کی۔

طرغائی مصر میں: اس کے بعد قازان نے اپنے ایک حاجی کو دیار بکر کا حاکم بنا کر بھیجا جس کا نام مولان تھا۔ اس نے اسے شکست دے کر اس کے لشکر کے بڑے حصے کا صفایا کر دیا اور خود جان بچا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان کتبغا نے اس کو لانے کے لئے (اپنا خاص) آدمی بھیجا جو اسے مصر لے آیا۔

جب وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو مسلمان ہونے سے پیشتر ہی بادشاہ نے اس کا مرتبہ بلند کیا اور وہ اور اس کی قوم اور براتیہ مصر میں رہنے لگی۔ سلطان نے انہیں جاگیریں بھی عطا کیں چنانچہ اس کا یہ (طرز عمل) دونوں سلطنتوں میں اختلاف کا ذریعہ ثابت ہوا۔

نیروز کا قتل: (مغل) سلطان قازان نے اس کے بعد اتابک نیروز کو قتل کرا دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ قازان سے ناراض ہو گیا تھا اور کتبغا کے بعد مصر و شام کے سلطان لاشین سے خط و کتابت کرنے لگا تھا۔ جب نیروز کو اس (ناراضگی کا) احساس ہوا تو حاکم ہرات سے پناہ طلب کرتے ہوئے ہرات بھاگ گیا۔ ہرات کا حاکم فخر الدین بن شمس الدین کرت تھا جو سجستان کا حاکم بھی تھا۔ فخر الدین نے اسے گرفتار کر کے قطلغ شاہ کے سپرد کر دیا اس نے اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد قازان نے اپنے دونوں بھائیوں حاجی اور لکزی کو بھی قتل کروا دیا جو بغداد میں تھے۔

مغل سرداروں کا فرار: اس کے بعد مصر سے سفیر خانے لگ آیا۔ اس کے بعد سلامش بن اتیل مصر بھاگ گیا۔ اس نے

بعد منجو جو بلاد روم میں ایک طومار (ایک لاکھ افوج کا سپہ سالار) تھا مصر بھاگ گیا کیونکہ قازان اس سے بدگمان ہو گیا تھا اور (جب اسے اس کے فرار ہونے کی اطلاع ملی تو) اس نے (اسے گرفتار کرنے کے لئے) فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کی اس جنگ میں اس کے دیگر ساتھی اس سے الگ ہو گئے اس لئے وہ خود (اکیلا) مصر کی طرف بھاگ گیا اور اپنے اہل و عیال کو وہیں چھوڑ دیا تھا۔

منجو کا قتل: جب شاہ مصر نے اس کے اہل و عیال کو واپس لانے کے لئے اس کے امراء فوجیں بھیجیں اور وہ حمص کے مقام سے گزر رہا تو تاتاری فوجوں نے انہیں روکا اور انہیں شکست دے کر اس مصری جرنیل کو بھی قتل کر دیا جو اس کے ساتھ تھا۔ منجو نے کسی قلعے میں پہنچ کر پناہ لی مگر تاتاری فوج نے وہاں سے بھی اسے نکال کر کے قازان کے پاس بھیج دیا۔ قازان نے اسے قتل کر دیا۔

منجو کا بھائی قطقطو بھی پوری فوج کے ساتھ مصر میں رہنے لگا۔ یہ واقعہ بھی قازان اور اہل مصر کے درمیان اختلاف کا سبب تھا۔

شام پر حملہ: تاہم چند امرائے شام بھی اس کے پاس پہنچ گئے ان میں: نائب حاکم دمشق قفجق، حاکم حمص البکی، قابری اور عزاز الصالحی شامل تھے۔ یہ لوگ اپنے سلطان ناصر محمد بن قلاوون کے مخالف ہو گئے تھے اس لئے وہ اس (قازان) کے پاس چلے گئے تھے اور اسے آمادہ کیا کہ وہ شام پر حملہ کرے۔ چنانچہ وہ ۶۹۹ھ میں مغل اور ارمن فوجوں اور اپنے نائب قطلو شاہ اور سولی کے ساتھ (شام پر حملہ کرنے کے لئے) روانہ ہوا۔

سلطان ناصر کو شکست: سلطان ناصر بھی مصر سے مسلمانوں کی فوجوں کو لے کر (مقابلہ کے لئے) روانہ ہوا۔ جب وہ غزہ کے مقام پر پہنچا تو اسے یہ اطلاع ملی کہ کتبغا کے بعض ساتھی اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں اور وہ مغل امراء جو مصر ہجرت کر گئے تھے اس میں شریک ہیں لہٰذا وہ سب سے آگے روانہ ہوا اور تاتاری فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے حمص پہنچا پھر وہاں سے آگے چل کر شام کے وقت مرج المروج پہنچا وہاں فریقین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کی کافی تعداد شہید ہوئی۔ سلطان جان بچا کر مصر چلا گیا۔

قازان کی فتوحات: مگر قازان صف بندی کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس نے حمص کا تمام شاہی علاقہ فتح کر لیا۔ پھر اس نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی اور شہر فتح کر لیا۔ اس نے قبچاق کی طرف پیش قدمی کی تا کہ وہاں کا محصول وصول کرے اور دمشق کے قلعہ کا محاصرہ کرے جہاں کا قلعہ دار علم الدین سنجر منصوری تھا۔ مگر وہ قلعہ تسخیر نہیں ہو سکا اس لئے اس نے اس کی چاروں طرف کی آبادی جلا کر برباد کر دی۔ جس میں دار السعادہ بھی شامل تھا جو شاہی محل تھا۔

مفتوحہ علاقوں کے حکام: اب قازان حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے شہر کو فتح کر لیا مگر قلعہ فتح نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد اس کی تاتاری فوجیں شہروں میں لوٹ مار کرتی رہیں اور قتل و غارت کرتی ہوئی غزہ تک پہنچ گئی تھیں مگر چونکہ وہاں کے قلعے مسخر نہیں ہو سکے تھے اس لئے قازان نے اپنے وطن کی طرف کوچ کیا۔ اس نے قطلو شاہ کو شہر کی حفاظتی فوج کا نائب بنایا اور قلعے کے محاصرہ کا کام اس کے سپرد کیا۔ یحییٰ بن جلال کے سپرد محصولات وصول کرنے کا کام کیا اور قبچاق کو دمشق کا نائب

حاکم مقرر کیا اور بکتمر کو حلب، حمص اور حماۃ کا نائب حاکم بنایا۔

مصر کا شام پر دوبارہ قبضہ: سلطان ناصر نے فوجیں اکٹھی کر کے دوبارہ حملہ کیا۔ اس سے قبل بکتمر اس نے فوجوں کو داد و دہش سے نوازا اور ان کی تنخواہیں دوگنی کر دی تھیں۔ ان کے جزوی دستوں کی قیادت [illegible] قبچق اور بکتمر کر رہے تھے جو وہاں سلطنت کے نگران تھے۔ چنانچہ جب [illegible] شام کی سرحدی طرف بڑھیں اور سلطان مصر [illegible] کے قریب پہنچے تو قبچاق اور بکتمر جو دمشق اور حلب کے سابق نائب حاکم تھے پناہ کے طالب ہوئے اور ان دونوں نے دوبارہ سلطان کی اطاعت قبول کی تو [illegible] اور سلطان دونوں نے شام کے علاقے کو فتح کر لیا اور قطلو شاہ ([illegible]) عراق کی طرف لوٹ گیا۔

مغلوں کی دوبارہ فوج کشی: غازان نے دوبارہ شام کی طرف فوج کشی کی اور دریائے فرات کو عبور کر کے [illegible] کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔ اس نے اہل شام کو خوف زدہ کرنے کے لئے [illegible] قطلو شاہ کو بہت سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا وہاں ترکمانوں کے قبائل مقیم تھے انہوں نے اس سے جنگ کر کے کافی نقصان پہنچایا اور وہیں مقیم ہو گئے۔

مغل فوج کا قتل عام: اب سلطان ناصر نے بادشاہان کی تیاری مکمل کر کے فوجوں کے ساتھ مصر سے پیش قدمی کی۔ مرج الصفر کے مقام پر اس کا قطلو شاہ سے مقابلہ ہوا۔ سلطان نے [illegible] جنگ کے بعد اسے شکست دی اور رات تک ان کا تعاقب کرتا رہا۔ وہ رات میں ایک پہاڑ پر چڑھ کر پناہ گزین ہو گئے۔ مسلمان فوجیں رات بھر ان کا محاصرہ کئے رہیں [illegible] وہاں پہنچ گئیں اور ان کا قتل عام کیا۔ [illegible] بعد میں [illegible] دلدل میں پھنس گئے (وہاں جو موجود تھے) ان میں سے کوئی بچ نہیں سکا۔

شکست خوردہ فوج کا حصہ غازان کے پاس گیا ان کے ہمراہ قطلو شاہ بھی پہنچا۔ وہ وہاں بیمار ہو گیا تھا اور اسی سال [illegible] (اسی شکست کے بعد) افسوس میں فوت ہو گیا۔

خربندا ابن ارغو

غازان کے بعد اس کا بھائی خربندا ابن ارغو جانشین ہوا۔ وہ بادشاہ بننے سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کا نام محمد اور لقب غیاث الدین رکھا گیا تھا۔ قطلو شاہ کو اپنا امیر الامراء بنایا۔ پھر اس نے جیلان کے [illegible] کو اس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھیجا مگر اس جنگ میں [illegible] نے اسے شکست دے کر مار ڈالا۔

شیعی اثرات: خربندا نے اس کا جانشین جوبان بن [illegible] کو مقرر کیا۔ خربندا [illegible] زمانے میں [illegible] خلفائے ثلاثہ کی تعظیم کرتا تھا اور [illegible] رافضیوں (شیعوں) کی صحبت میں رہ کر وہ بد عقیدہ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے خطبے میں سے شیخین (حضرت ابوبکر و عمرؓ) کا تذکرہ حذف کر دیا اور اپنے سکوں پر بارہ اماموں کے نام کندہ کرائے۔

بہشتی محل کی تعمیر: اس نے تبریز اور ہمدان کے درمیان ایک شہر تعمیر کرایا اور اس کا نام سلطانیہ رکھا اور [illegible]

مقرر کیا۔ اس نے وہاں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے ایک مدرسہ تعمیر کرایا اور اس کے سامنے ایک باغ لگوایا جس کے درخت سونے کے تھے اور اس کے پھل موتیوں اور نگینوں کے تھے۔ اس نے دودھ اور شہد کی نہریں جاری کرائیں اور وہاں حور وغلمان کو آباد کیا تاکہ یہ علاقہ جنت کے مشابہ ہو جائے۔

وہ اپنی قوم کے عزت داروں پر بہت ظلم کرتا رہا۔ اس کے بعد ۷۱۲ھ میں شام کی طرف فوج لے کر گیا اور دریائے فرات کو عبور کر کے رحبہ کے مقام پر ٹھہرا رہا اور پھر وہاں سے لوٹ گیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی قوم کے کسی سردار نے زہر دے کر اسے ہلاک کیا تھا۔

سلطان ابوسعید بن خربندا کا عہد حکومت

جب سلطان خربندا فوت ہوا تو اس وقت اس کا فرزند ابوسعید تیرہ سال کا نوجوان لڑکا تھا۔ اس لئے جوبان نے اسے بہت کم عمر خیال کرتے ہوئے ازبک شاہ شمالی سلطنت کے بادشاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ آکر عراق (عراق عجم) اور عرب کی سلطنت سنبھال لے۔ مگر اس کے نائب قطلقمر نے اسے باز رکھا۔ تب امیر جوبان نے وزیروں کے ہاتھ پر ابوسعید کو سلطان تسلیم کیا۔

سلطان ابوسعید نے (حکومت سنبھالتے ہی) پہلا کام یہ کیا کہ اس نے خواجہ رشید الدین فضل اللہ بن یحییٰ ہمدانی کو قتل کر دیا۔ اس پر اس کے والد کو قتل کرنے کا الزام تھا۔ وہ مختلف علوم وفنون کا ماہر تھا۔ اس نے ایک تاریخ لکھی تھی جس میں اس نے تاتاریوں کے حالات اور ان کے نسب نامے تحریر کیے تھے۔ اس نے ہماری کتاب کی طرح ان کے شجرۂ نسب بھی بیان کیے تھے۔

امراء کی سازش: اس زمانے میں جوبان خراسان کی مہم پر گیا ہوا تھا اور وہاں یسول بن ... حاکم خوارزم سے چھپ کر رہا تھا جسے شمالی سلطنت کے حاکم ازبک نے بھیجا تھا اور اسے ایک فوج دے کر خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا تھا اس وقت جوبان بھی اس کا حامی تھا۔

جب سلطان خربندا ہلاک ہوا تو یسول نے تمام خراسان پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور (اس مقصد کے لئے) اس نے سلطان ابوسعید کی سلطنت کے کئی امراء سے خط وکتابت کی تو انہوں نے اس کی حمایت کرنے کی توقع دلائی۔ اس وقت جوبان اپنے محاذ جنگ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

سازش کا انسداد: جب سلطان ابوسعید کو یہ اطلاع ملی کہ امراء اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں تو اس نے ان میں سے چالیس افراد کو قتل کرا دیا اور جوبان بھی اس کے عوض خراسان کی طرف واپس آیا۔ اس وقت یسول خراسان پر اور عراق عجم کے کچھ حصے پر قابض ہو چکا تھا۔ ازبک شاہ شمالی نے اپنے نائب قطلقمر کو بڑی فوج دے کر بھیجا جس کا جوبان کی فوج نے مقابلہ کیا۔ ان کے درمیان متعدد جنگیں ہوتی رہیں آخر کار جوبان نے یسول سے مقبوضہ خراسانی علاقے چھین لئے اور باقی علاقوں کے لئے مصالحت کر کے واپس چلا آیا۔

اس کے بعد شمالی سلطنت کا بادشاہ ازبک (فوج لے کر) مرند کی طرف روانہ ہوا اور وہاں حملہ کر کے اس نے مال

حکومت حاصل کیا اور وہ بھی چلا گیا۔ جوبان نوین نے اس کے تعاقب میں روانہ ہوا مگر اسے پکڑ نہیں سکا۔

جب یسول ۷۲۰ھ میں فوت ہو گیا تو سلطان ابو سعید نے اس کے مقبوضہ باقی حصہ خراسان پر بھی قبضہ کر لیا۔

ازبک سے اختلافات: اس وقت شمالی سلطنت کا بادشاہ ازبک سلطان ابو سعید سے اس بات پر ناراض تھا کہ اس نے جوبان کو خواہ مخواہ اپنے اوپر حاوی کر رکھا ہے اور وہ چنگیز خان کی اولاد پر بھی حکومت کر رہا ہے اور اس نے ترکی ممالک کے لوگوں کو بھی جوبان کے خلاف کر دیا۔ حملہ کیا اور وہیں سے جوبان اور اس کے سلطان ابو سعید کے تعلقات خراب ہوتے گئے یہاں تک کہ بات یہاں تک بڑھی کہ اس نے شاہ مصر کے ساتھ اتحاد کے تعلقات بھی قائم کیے مگر سلطان ابو سعید کے ساتھ اس کی مصالحت نہیں ہوئی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ازبک نے ۷۱۹ھ میں جوبان سے جنگ کرنے کے لئے فوج کشی کی مگر دریائے کرل کے قریب جوبان کی موجودگی میں وہ پیچھے ہٹ گیا جوبان نے اس کا محاصرہ کر لیا اس لئے اس کی فوج واپس چلی گئی اس کے بعد ازبک نے ایک دوسری فوج اپنے نائب قطلقتمر کی قیادت میں روانہ کی۔

سیس پر حملہ: سلطان ابو سعید کے نائب جوبان نے بلاد روم پر اپنے فرزند دمرداش کو حاکم بنایا تو دمرداش نے ۷۲۲ھ میں سیس کے مقابلے پر جنگی مہم بھیجی اور اس کے کئی قلعے فتح کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ پھر اس نے ترکی اقوام کے خلاف جہاد کرنے کے لئے جو سیس کے مقام پر بستی تھیں شاہ مصر سے فوجی امداد طلب کی تو سلطان مصر نے ۷۲۲ھ میں اپنی فوجیں بھیجیں جن میں رضاکار مجاہدوں کی کافی تعداد تھی۔ انہوں نے سیس کا محاصرہ کر لیا۔

پھر ۷۲۳ھ میں شاہ مصر اور سلطان ابو سعید کے درمیان مصالحت ہو گئی اور اس کے بعد تمام حالات درست ہو گئے۔

سلطان ابو سعید شاہ مصر کی دختر کے رشتے اور ترک گروہ کی صلح ہو جانے کے بعد دونوں سلطانوں کے درمیان تحائف کا تبادلہ ہوا۔

فتح خراسان: ۷۱۹ھ میں سلطان ابو سعید کے نائب جوبان نے ترکمانوں کی طرف فوج کشی کی کیونکہ ایک امیر یسول نے وہاں فوجی حملہ کر دیا تھا۔ فریقین میں متعدد جنگیں ہوئیں۔ آخر کار جوبان کو شکست ہوئی اور کبک خراسان پر قابض ہو گیا۔ پھر دوبارہ جوبان نے حملہ کر کے اسے شکست دی اور اس کی فوجوں کا صفایا کر دیا اور خراسان کو فتح کر کے سلطان ابو سعید کی سلطنت میں شامل کر دیا۔

جوبان کا قتل: جب جوبان خراسان میں مشغول تھا تو اسے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ سلطان ابو سعید نے اس کے فرزند کو گرفتار کر لیا ہے۔ پھر قتل کر دیا تو اس نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ ابو سعید نے اس کے خلاف فوج کشی کی اور اس کے بعد اس کے ساتھی اس سے الگ ہو گئے اور وہ خود ہرات بھاگ گیا جہاں وہ ۷۲۸ھ میں مارا گیا۔ اس وقت سلطان ابو سعید نے اس کے فرزند کو یہ اجازت دے دی کہ وہ اس کی نعش کو مدینہ منورہ لے جا کر دفن کر دے کیونکہ جوبان نے مدینہ منورہ میں قبر بنوا رکھا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی لاش کو وہاں لے گئے مگر وہاں اسے دفن نہیں کر سکے۔ کیونکہ حاکم مدینہ سلطان مصر کی اجازت کا انتظار کر رہا تھا

آخرکار اسے شیخ نے قبرستان میں دفن کر دیا۔

دمرداش مصر گیا جب جوبان (کے قتل) کی خبر اس کے فرزند دمرداش والی بلاد روم کو ملی تو وہ اس سے بہت پریشان ہوا آخرکار وہ اپنے امراء فوج اور ساتھیوں کو لے کر مصر چلا گیا۔

(مصر کے) سلطان ناصر نے اس وقت اس کا زبردست استقبال کیا اور اس کی تعظیم و تکریم کی۔ اس کے بعد سلطان ابوسعید کے قاصد اس کا یہ پیغام لے کر آئے کہ اس کے بارے میں اللہ کے فیصلے کے مطابق عمل کیا جائے کیونکہ یہ لوگ فتنہ و فساد کی کوشش کرتے آئے تھے۔

دمرداش کا قتل سلطان نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ وہ ایسا ہی کرے گا بشرطیکہ وہ شام کے امیر قرا سنقر کے ساتھ بھی وہی اختیار کرے جو وہاں سے بھاگ کر اس کے پاس آیا تھا۔ چنانچہ ان دونوں کو ان کے کرتوتوں کی سزا دی گئی اور دونوں کو قتل کر دیا گیا۔)

دوستانہ تعلقات اس کے بعد ان دونوں سلطنتوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ ان دونوں کے درمیان ازدواجی رشتے بھی قائم ہوئے اور آنا جانا بھی جاری ہو گیا۔ دوستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ (عرب میں امن و امان قائم ہوا اور) ان کے تعلقات کا اثر یہ ہوا دونوں سلطنتوں کے درمیان شر و فساد کا خاتمہ ہوا۔

سلطان ابوسعید ۷۳۶ھ میں فوت ہو گیا اس کی اولاد نہیں تھی اسے سلطانیہ کے مقام پر دفن کیا گیا۔

ہلاکو سلطنت کا خاتمہ اس کے بعد اس کے ارکان سلطنت میں اختلاف پیدا ہو گئے یہاں تک کہ ان کو شکست ہو گئی اور ہلاکو کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ چنانچہ شیخ حسن نے توریز آذربائیجان عراق عرب اور دیار بکر میں اپنی سلطنت قائم کر لی جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

باب : [illegible]

خاندان شیخ حسن کی حکومت

جب سلطان ابوسعید بن خدابندہ جو بغداد کا بادشاہ تھا ۷۳۶ھ میں فوت ہو گیا تو اس کا کوئی فرزند نہ تھا۔ اس لئے مغل امراء نے [illegible] کا تقرر کیا۔ [illegible] ایلخانی خاندان کے افراد میں سے موسیٰ خان کو بادشاہ مقرر کیا گیا اور سلطنت کا انتظام شیخ حسن بن حسین بن آقبوقا بن ایلکان نے سنبھالا۔ یہ سلطان ابوسعید کا [illegible] تھا۔ [illegible] کی جاتی تھی۔

جب [illegible] سے موافقت [illegible] گیا تھا۔ جب بغداد کے اراکینِ سلطنت کو حال معلوم ہوا [illegible] شیخ حسن [illegible] کے [illegible] (۷۴۰ھ) [illegible] بادشاہ ان کے [illegible] محمد [illegible] (بادشاہ) مقرر کیا۔ تخت کے [illegible] بادشاہوں میں ان کی نسبت [illegible] کے [illegible] بیان کی جاتی ہے۔

اس کے بعد شیخ حسن بغداد [illegible] اس کے بعد [illegible] کا [illegible] اس نے وہاں کے بادشاہ [illegible] کو قتل کر دیا۔ شیخ حسن بھاگ کر بغداد آ گیا اور شیخ حسن [illegible] پر حکومت کرنے لگا۔

یہاں آ کر اس نے سلطان ابوسعید کی [illegible] مقرر کیا اور بغداد کے [illegible] خان سے [illegible] شیخ حسن [illegible] کے نام سے [illegible] کے نام سے مشہور ہوا اور [illegible] مستقل ([illegible]) [illegible] شیخ حسن [illegible] ہے۔

ترکمانوں کا تسلط: [illegible] ان میں ترکمان [illegible] (شیخ حسن [illegible]) اس نے [illegible] بغداد [illegible] کے پاس رہنا چاہتا ہے [illegible] اس مقصد کے لئے [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہے۔

طوائف الملوکی: [illegible] کہ خاندان ہلاکو کی سلطنت کا شیرازہ بکھر [illegible] شیخ حسن کبیر بغداد کا حاکم تھا اور حسن صغیر [illegible]

کا حاکم تھا۔ عراق عجم اور فارس میں ابن المظفر حاکم تھا اور شاہ حسین خراسان کا حاکم تھا مگر اس کے اکثر علاقوں پر [illegible] سلطنت کے بادشاہ ازبک کا قبضہ تھا جو سرای کے تخت کا مالک تھا اور دوشی خان بن چنگیز خان کی نسل سے تھا۔

امرا کی وفات: کچھ عرصہ کے بعد شیخ حسن کبیر اپنے بادشاہ سلیمان خان سے جدا ہو گیا اور اس نے اسے قتل کر کے خود مختاری حاصل کر لی۔ اس کے بعد شیخ حسن صغیر بن دمرداش ۷۴۴ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بجائے اس کا بھائی اشرف حاکم ہوا۔ بعد ازاں شیخ حسن کبیر بھی ۷۵۷ھ میں بغداد میں فوت ہو گیا۔

اویس بن شیخ حسن کبیر

جب شیخ حسن کبیر بغداد میں فوت ہو گیا تو اس کے بجائے اس کا فرزند وہاں کا حاکم مقرر ہوا۔ تبریز میں اشرف بن دمرداش حکومت کرتا تھا لہٰذا شمالی سلطنت کے بادشاہ نے جانی بیگ بن ازبک کو فوج دے کر تبریز ۷۵۸ھ میں حملہ کرنے کے لئے بھیجا اور تبریز پر قبضہ کر لیا۔ اس نے وہاں اپنے فرزند کو حاکم بنا کر خراسان کی طرف کوچ کیا۔ وہ راستے میں گرفتار ہو گیا۔ اس کے ارکان سلطنت نے اس کے فرزند بردی بیگ کو یہ مشورہ دیا کہ وہ حکومت پر قبضہ کر لے۔ چنانچہ وہ تیز رفتاری کے ساتھ ادھر روانہ ہو گیا اور تبریز کا حاکم اخیجوق کو مقرر کیا (مورخ کو تحقیق سے معلوم نہیں ہوا) حاکم بغداد اویس فوج لے کر (تبریز کی طرف) روانہ ہوا اور اسے شکست دے کر تبریز پر قبضہ کر لیا مگر (وہاں کے حاکم) اخیجوق نے (دوبارہ حملہ کر کے) یہ علاقہ اس سے چھین لیا اور وہاں رہنے لگا۔ اب حاکم اصفہان ابن المظفر نے حملہ کر کے تبریز اس سے چھین لیا اور اسے قتل کر دیا۔ یوں اس کی سلطنت میں عراق عجم تبریز تستر اور خوزستان کے علاقے شامل ہو گئے۔

اویس کی اولاد: بعد ازاں اویس نے فوج کشی کر کے تبریز کو ابن المظفر کے قبضے سے چھین لیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد وہ بغداد آ کر مقیم ہو گیا اور اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ آخر کار اویس بن حسن ۷۷۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے مندرجہ ذیل پانچ فرزند چھوڑے۔

(۱) شیخ حسن (۲) حسین (۳) شیخ علی (۴) ابو یزید (۵) احمد۔

اس کا وزیر زکریا تھا اور اس کی سلطنت کا سب سے بڑا امیر عادل تھا۔ وہ حسین کا نگران تھا اور وہ سلطانیہ کا علاقہ اس کی جاگیر میں شامل تھا۔

حسین بن اویس

آخر کار ارکان سلطنت نے مل کر تبریز کے مقام پر حسین بن اویس کو حاکم تسلیم کیا اور (اس کے بھائی) شیخ حسن کو قتل کر دیا۔ انہوں نے یہ مشہور کیا کہ ان کے والد نے اسے قتل کر دینے کی وصیت کی تھی۔

(دوسرا بھائی) شیخ علی بغداد میں تھا۔ اس نے بھی اپنے بھائی حسین کی اطاعت قبول کر لی۔ ان کا ایک امیر قمر علی بادک تستر اور خوزستان میں اس کا نائب تھا۔ اس نے بھی حسین کی اطاعت قبول کر کے اس کی اطلاع اسے بھیج دی تھی۔ تبریز

کے علاقے پر [illegible] کا [illegible] حاکم تھا۔ اس کا ایک فرزند عادل شیخ اویس کے عہد حکومت میں [illegible] چلا گیا تھا۔ وہ اب اپنے [illegible] باپ کے پاس واپس آ گیا تھا۔ البتہ اس نے اسے بغداد بھیج دیا تاکہ وہ شیخ علی کی [illegible] کا حاکم تھا [illegible] پہنچ [illegible] اس کی [illegible] کے لئے [illegible] ہو گیا۔ یہاں [illegible] کر کے واپس [illegible] گیا۔

اور جب حسین بن اویس تبریز [illegible] حاکم مقرر ہوا تو [illegible] کے [illegible] تھے اور [illegible] کے [illegible]۔ [illegible] اس علاقے کو ان سے چھین لیا تھا۔ تاہم جب اس کی وفات ہو گئی تو شاہ شجاع بن مظفر نے [illegible] پر حملہ [illegible] تو حسین بن اویس ([illegible]) جب وہاں سے بھاگ کر بغداد پہنچا تو شجاع بن مظفر نے تبریز پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

حسین بن اویس نے بغداد پہنچ کر اپنے بھائی شیخ علی اور اس کے [illegible] سے فوجی امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے اس [illegible] تبریز [illegible] شاہ شجاع [illegible] وہاں سے [illegible] پہنچا اور [illegible] قلعہ [illegible] کر دیئے گئے۔

اسماعیل کا قتل شیخ علی [illegible] ایک جماعت [illegible] اسماعیل [illegible] قتل کر دیا۔ اس جماعت میں [illegible] شامل تھے۔

انہوں نے شیخ علی [illegible] تبریز [illegible] اسماعیل [illegible] بغداد کے [illegible] شیخ علی [illegible] آ گئے۔ (اس کے بھائی) [illegible] تھا [illegible] کیا۔ [illegible] پہنچا۔ [illegible] شیخ علی اور [illegible] بھاگ گئے اور حسین بغداد پر قابض ہو گیا۔

دوبارہ حکومت اب شیخ علی [illegible] بغداد [illegible] کے لئے [illegible] شیخ علی نے [illegible] اس کے بعد بغداد پر شیخ علی کی حکومت قائم ہو گئی اور وہ اپنے [illegible] میں [illegible]۔

حسین کا قتل جب حسین بغداد سے تبریز کی طرف [illegible] میں مشغول ہو گیا اس کا بھائی [illegible] چلا گیا۔ جہاں شیخ [illegible] تھا [illegible] اس نے [illegible] کی طرف روانہ ہوا اور [illegible] تبریز [illegible] حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ حسین [illegible] وہاں [illegible] احمد نے [illegible] کر کے اسے قتل کر دیا۔

احمد سے جنگ اسی زمانے میں [illegible] احمد نے حسین کے قتل کا اعلان کیا تو وہ بہت [illegible] ہوا اس کے پاس اس کا دوسرا بھائی [illegible] موجود تھا۔ چنانچہ دونوں [illegible] شجاع بن مظفر [illegible] کے پاس پہنچے [illegible] احمد بن اویس کے خلاف فوجی امداد حاصل کریں۔ چنانچہ [illegible] نے ان کی

نے دیار ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں (جب وہ وہاں پہنچے تو) امیر احمد ان کا مقابلہ کرنے کے لئے صف آراء ہوا۔ پھر فریقین قریب آ گئے اور پھر فیصلہ کیا کہ ابو یزید سلطانیہ کا حاکم رہے اور امیر عادل وہاں سے نکل کر امیر تیمور کے پاس فارس چلا جائے۔ ان شرائط کے ساتھ ان میں مصالحت ہو گئی اور ابو یزید سلطانیہ واپس آ گیا اور وہاں رہنے لگا۔

مگر احمد کے امراء اور ناس فراموشی نے رعایا کو بہت تنگ کیا اس لئے وہ احمد کے پاس فریاد لے کر گئے۔ چنانچہ احمد فوج لے کر وہاں پہنچا اور سلطانیہ پر قبضہ کر لیا اور ابو یزید کو گرفتار کر کے بغداد لے گیا۔ جہاں اس نے بغداد میں وفات پائی۔

علی کا قتل: جب احمد نے اپنے بھائی حسین کو قتل کیا تھا تو شیخ علی نے بھی دشمنی کرنی شروع کر دی۔ اس نے الجزیرہ میں ترکمان قوم کے امیر قرا محمد سے امداد طلب کی۔ پھر وہ بغداد سے (فوج لے کر) تبریز (پر حملہ کرنے) کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں احمد اس کے مقابلے کے لئے نکلا اس کے بعد وہ شکست کی حالت ظاہر کر کے پسپا ہوا۔ علی کا تعاقب کیا گیا مگر جب فوجیں پوشیدہ ہو گئیں تو اس نے بیابان شکار اور (بہادروں کے ساتھ) پلٹ کر حملہ کیا۔ اس معرکہ میں شیخ علی کو ایک تیر لگا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اس کے بعد قرا محمد (امیر ترکمان) کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں احمد تبریز واپس آ گیا جہاں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

ابو یزید کی حمایت: اس اثناء میں عادل نے سلطان ابو سعید سے موقع غنیمت جان کر حملہ کر دیا مگر اسے شکست حاصل ہوئی۔ پھر احمد نے بغداد کی طرف فوج کشی کی۔ کیونکہ شیخ علی کی وفات کے بعد ایک شخص خواجہ عبد الملک خود حاکم بن گیا تھا جو احمد کا مخالف تھا۔ جب امیر عادل نے سلطانیہ میں ابو یزید (دوسرے بھائی) کی بیعت کا اعلان کیا اور بغداد کی طرف ایک فوجی افسر بھیجا جس کا نام برق تھا تاکہ وہ بغداد میں ابو یزید کی حمایت حاصل کرے تو خواجہ عبد الملک نے اسے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت دی اور اس کی حمایت کی۔

بغداد پر قبضہ: برق نے بغداد میں آنے کے دوسرے دن عبد الملک کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد شہر میں ایک مہینے تک بد امنی اور بد نظمی کی حالت رہی۔ لہٰذا احمد تبریز سے (فوج لے کر) بغداد پہنچا۔ برق بھی (فوج لے کر) اس کی مدافعت کے لئے نکلا مگر اس نے شکست کھائی اور اسے گرفتار کر کے امیر احمد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے (کچھ عرصہ کے لئے) قید میں رکھا پھر اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد امیر عادل بھی مارا گیا اور احمد اس کی تمام قلمرو پر قابض ہو گیا۔

حملہ تیمور: اب احمد کی سلطنت میں تبریز، بغداد، تستر اور سلطانیہ کے علاقے شامل ہو گئے تھے اور اس کی حکومت مستحکم ہو گئی تھی مگر ۷۸۶ھ میں اس کے ارکان سلطنت نے بغاوت کی۔ اسی زمانے میں چغتائی خاندان کے سلطان تیمور نے [illegible] مغلوں کی سلطنت سے نکل کر خراسان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کا ایک رکن سلطنت تیمور کے پاس فریاد لے کر پہنچا۔ تیمور نے اس کی طرفداری کی اور اس کے ہمراہ تبریز کی طرف اپنی فوجیں روانہ کیں۔ احمد (ان کے مقابلے کی تاب نہ لا کر) بغداد کی طرف بھاگ گیا اور وہ باغی رکن وہاں کا خود مختار حاکم بن گیا اور تیمور اپنے پایہ تخت کی طرف لوٹ گیا۔

بعد ازاں دوشی خاں کی شمالی سلطنت کا بادشاہ توقتمش تبریز پر قبضہ کرنے کے ارادے سے وہاں فوج لے کر پہنچا اور تبریز کا علاقہ اس باغی حکمران سے چھین لیا۔

اس زمانے میں امیر تیمور (تیمر لنگ) اپنی فوجیں لے کر اصفہان پہنچا ہوا تھا تاہم اس نے اپنی فوجیں تبریز کی طرف بھی روانہ کیں اور وہاں لوٹ مار اور قتل عام کر کے اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے بعد تستر اور سلطانیہ کے علاقے بھی تیمور کی عملداری میں آ گئے۔ اب امیر احمد بن اویس کے پاس صرف بغداد کا علاقہ رہ گیا تھا۔

بغداد پر تیمور کی یلغار

جب سلطان تیمور نے تبریز فتح کر لیا تو مغلوں کے ایک سردار قمر الدین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اسے یہ بھی اطلاع ملی کہ تاتاری سلطنت میں سرای کے صاحب تخت و تاج نے اسے مالی و فوجی امداد فراہم کی ہے۔ لہٰذا وہ اصفہان سے اپنے ملک کی طرف واپس چلا گیا۔ پھر وہ عرصے تک ان کے بارے میں ہمیں کوئی اطلاع نہیں ملی۔

اس کے بعد کے حالات میں یہ معلوم ہوا کہ اس نے اپنے باغی امیر قمر الدین کو شکست دے دی اور نہ صرف اس کے فتنہ و فساد کی سرکوبی کی ہے بلکہ اس نے سرای کے تخت و تاج پر بھی قبضہ کر کے وہاں کے علاقوں کو فتح کر لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے پھر چڑھائی کی اور اصفہان، عراق عجم، فارس اور کرمان کے علاقوں کو فتح کر کے بنو المظفر یزدی کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ ان جنگوں میں اس خاندان کے سلاطین مارے گئے تھے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔

بغداد پر فوج کشی: احمد بن اویس (حاکم بغداد) نے (یہ حالات دیکھ کر) کمر ہمت باندھی اور فوجی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ پھر اس نے یہ ارادہ کیا کہ تحائف بھیج کر اس کے ساتھ صلح کی جائے مگر یہ طریقہ بے سود رہا کیونکہ سلطان تیمور نے جواب میں خط و کتابت کے ذریعے اسے فریب دے رکھا تھا اور جب اس کی ہمت پست ہو گئی اور اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ اور بے خبری کی حالت میں فوج لے کر روانہ ہو کر دریائے دجلہ کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت کسی نے احمد کو اس خطرے سے آگاہ کیا۔

اس وقت احمد بن اویس نے سواریوں پر اپنے مال و دولت اور قیمتی ذخیروں کو لادا اور روانہ ہو گیا۔ دجلہ کی کشتیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور خود دریا کو عبور کر کے سیدھا حضرت علیؓ کے مزار مبارک (نجف اشرف) میں پناہ گزین ہوا۔

فتح بغداد: سلطان تیمور وہاں کا شہر گیا۔ شوال ۷۹۵ھ میں وہ دریائے دجلہ پر پہنچا اور وہاں (دریا عبور کرنے کے لئے) کشتیاں نہیں تھیں اس لئے وہ اپنی فوجوں کو لے کر دریا میں گھس گیا اور بغداد میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا۔ اس نے احمد کے تعاقب میں فوجیں بھیجیں تو وہ حلہ کے مقام کی طرف روانہ ہو گئیں۔ وہاں کا پل ٹوٹا ہوا تھا۔ لہٰذا وہاں بھی فوجیں دریا میں گھس گئے۔ پھر انہوں نے احمد بن اویس کو حضرت علیؓ کے مزار مبارک (نجف اشرف) کے مقام پر جا پکڑا اور اس کے مال و سامان اور سواریوں پر قبضہ کر لیا۔

احمد کا مقابلہ اور فرار: احمد بن اویس نے پلٹ کر اپنی فوجوں کے ساتھ مغلوں کی فوجوں پر حملہ کیا اور نہایت بہادری اور فداکاری کے ساتھ مقابلہ کر کے مغلوں کے سردار کو قتل کر دیا۔ اس کے تعاقب میں فوجیں کم آئی تھیں باقی تاتاری فوج واپس چلی گئی۔

احمد بھاگ کر شام کے سرحدی مقام رحبہ کی طرف چلا گیا اور وہاں آ کر رہنے لگا۔ اس نے وہاں کے سلطان کے نائب حاکم کو اطلاع کرائی تو اس نے اپنے مخصوص افراد کے ہاتھ زادِ راہ اور دیگر اخراجات کی رقم بھجوائی پھر اسے حلب بھیج دیا گیا جہاں اس نے آرام کیا۔ پھر اسے ایسا مرض لاحق ہوا کہ وہ مصر نہیں جا سکا۔

بغداد کی دوبارہ تباہی: اس اثناء میں اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان تیمور نے اس کے علاقے میں قتل و غارت برپا کیا اور اس کے تمام ذخیروں پر قبضہ کر لیا بلکہ بغداد کے تمام امیر و غریب کے سامان اور موجودہ تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا ہے یہاں تک کہ وہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے ہیں اور بغداد کے تمام علاقے لوٹ مار کی وجہ سے ویران ہو گئے ہیں۔

مصری فوجوں کی تیاری: بعد ازاں احمد بن اویس فریاد لے کر ماہ ربیع الاول ۷۹۶ھ میں سلطان مصر کے پاس پہنچا اور اس نے درخواست کی کہ اس کا ملک اسے واپس دلایا جائے اور اس کے دشمن سے انتقام لیا جائے۔ سلطان مصر نے اس کی فریاد رسی کی اور اپنی فوج میں اعلان کرایا کہ وہ شام کی طرف جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔

فتح تکریت و دیار بکر: اس اثناء میں جب سلطان تیمور نے بغداد کو فتح کر لیا تو وہ اپنا لشکر لے کر تکریت کی طرف روانہ ہوا جو اس کے مخالفوں کا اڈہ بنا ہوا تھا اور وہ راہگیروں کی گھات میں تاک لگانے کے لئے بیٹھے رہتے تھے۔ سلطان نے اس مقام کا چالیس دن تک محاصرہ کیا آخر کار شہر والوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس وقت ان کا قتل عام ہوا۔ اس کے بعد اسے تباہ و برباد کر کے اسے ویران کر دیا گیا۔

اس کے بعد تیموری فوجیں دیار بکر میں رہا کے مقام تک پھیل گئیں اور ان کے چند حصوں میں یہ علاقے مفتوح ہو گئے اور انہیں بھی تباہ و ویران کر دیا گیا۔

مصری لشکر دمشق میں: جب سلطان مصر کو (ان تباہ کاریوں کی) اطلاع ملی تو وہ فوج لے کر چند دنوں تک ریدانیہ کے مقام پر خیمہ زن رہا۔ اس عرصے میں اس نے اپنی فوج کی خامیوں کو دور کیا اور اپنے غلاموں کو بخشش سے مالا مال کیا۔ اس نے ہر قسم کی فوج کو اکٹھا کیا اور قاہرہ میں اپنے نائب سودون کو جانشین بنایا۔ پھر احمد بن اویس کو ساتھ لے کر صفر ۷۹۶ھ کے بعد شام کی طرف کوچ کیا۔ اس نے احمد بن اویس کی فوجوں کو بھی بخشش سے نوازا اور انہیں ہر طرح سے مسلح کیا بعد ازاں سلطان ماہ جمادی الاولیٰ کے آخر میں دمشق پہنچ گیا۔

فوجوں کی روانگی: سلطان مصر نے حاکم حلب جلبان کو ہدایت کی تھی کہ وہ دریائے فرات کی طرف جائے اور عرب اور ترکمان قوم کو اکٹھا کر کے انہیں وہاں دشمن کی گھات میں بیٹھے رہنے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ جب سلطان دمشق پہنچا تو جلبان اس کے پاس آیا اور اس نے اپنی کارگزاری سے آگاہ کیا اور دیگر حالات بھی بتائے اس کے بعد سلطان کے احکام کے مطابق تعمیل حکم کے لئے واپس چلا گیا۔ سلطان نے اس کی امداد کے لئے کمشبغا اتابک، کمشش امیر سلاح اور احمد بن یلبغا کی قیادت میں فوجیں بھیجیں۔

تیمور بلاد الروم میں: اس اثناء میں ان کا دشمن سلطان تیمور ماردین کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ چنانچہ چھ مہینے کے محاصرہ

کے بعد اس نے سیواس فتح کر لیا۔ پھر اس کی فوجوں نے وہاں لوٹ مار کر کے اس علاقے کا صفایا کر دیا مگر اس کا قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ لہٰذا وہاں سے کوچ کر کے وہ بلاد ارمن کی طرف پہنچ گیا۔ جب تیمور کردوں کے قلعوں کے پاس سے گزرا تو اس کی فوجوں نے وہاں بھی لوٹ مار کر کے اس علاقے کا صفایا کر دیا۔

آخری خبر (ان آخری حالات کے تحریر کرنے تک ابن خلدون کے زمانے میں) سلطان مصر ماہ شعبان **۸۰۲ھ** تک دمشق میں مقیم تھا (وہ انتظار میں تھا کہ) جب تیمور اس طرف آئے تو وہ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ (تیمور کا حال یہیں تک بیان کیا گیا ہے)

باب: [illegible]

ایران میں بنو مظفر یزدی کی حکومت

امیر مظفر [illegible]

[illegible]

[illegible]

فتح فارس و اصفہان: [illegible]

سلطنت کی تقسیم: محمد بن مظفر کے چار فرزند تھے (۱) شاہ ولی (۲) محمود (۳) شجاع (۴) احمد [illegible]

شجاع کی شکست و فتح: شجاع نے مخالفت کی تو محمود نے اویس بن حسن الکبیر سے فوجی مدد طلب کر کے اصفہان کے علاقے سے فوج کشی کی اور اویس کی فوجی مدد حاصل کر کے ۷۶۵ھ میں شیراز فتح کر لیا اور شجاع اپنے دوسرے علاقے کرمان کی طرف بھاگ گیا اور وہیں رہنے لگا۔ وہاں تھوڑے عرصے کے لئے اس کے ماتحت حکام اس کے خلاف رہے۔ آخرکار وہ اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ پھر تین سال کے بعد فوج کشی کر کے اس نے شیراز پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور شیراز لوٹ آیا اور اس کا بھائی محمود اصفہان چلا گیا اور وہیں رہنے لگا تا آنکہ ۷۷۶ھ میں فوت ہو گیا۔

(اس کے مرنے کے بعد) شجاع نے اس کے علاقے کو بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور اسے اپنے فرزند زین العابدین کے حوالے کر دیا اور اس کا نکاح اویس بن حسن (حاکم بغداد) کی لڑکی سے کر دیا جو پہلے محمود کی (منکوحہ) تھی۔ اس کے بعد شجاع ۷۸۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کا فرزند زین العابدین اصفہان کا مستقل حاکم تھا اور شیراز اور فارس میں اس کا بھتیجا منصور۔ ابن شاہ ولی اس کا جانشین ہوا۔

خانہ جنگی: اس کے بعد منصور اور زین العابدین کے درمیان خانہ جنگی ہوئی اور منصور کو شکست ہوئی (لہٰذا) منصور بن شاہ ولی زین العابدین کے خوف سے بھاگ کر حسین بن اویس کے بیٹے احمد کے پاس (پناہ لینے کے لیے) بغداد پہنچا مگر اس نے قید کر لیا۔ پھر وہ قید خانے سے بھاگ کر احمد بن اویس کے پاس فریاد لے کر پہنچا تو اس نے اس کی فریاد رسی کی اور اسے اپنے ساتھ تستر میں پناہ دی۔ وہاں سے (وہ تستر سے نکل کر) شیراز کی طرف روانہ ہوا تو زین العابدین اصفہان چلا گیا اور اس طاہر۔ کا بھائی بھی چلا گیا۔ ان دونوں کا چچا احمد بن محمد المظفر کرمان میں تھا۔

تیمور کی اطاعت: جب چغتائی بن چنگیز خان کے خاندان کے سلطان تیمور نے ۷۸۹ھ میں فوج کشی کی اور توریز کے علاقے کو فتح کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا تو حاکم یزد شیخ نے اس کی اطاعت قبول کی اور حاکم کرمان احمد نے بھی اس کی اطاعت قبول کی۔

تیمور کی فوج کشی: پھر زین العابدین اصفہان سے بھاگ گیا اور سلطان تیمور نے اس کے علاقے فتح کر لیا۔ زین العابدین شیراز چلا گیا تھا۔ اس کے بعد سلطان تیمور اپنے ملک سمرقند کی طرف واپس چلا گیا تھا اور ۷۹۵ھ تک اس کے علاقے سے غیر حاضر رہا۔ اس کے بعد اس نے بلاد فارس کی طرف فوج کشی کی تو منصور بن شاہ ولی نے فوجیں اکٹھی کیں اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کی مگر سلطان تیمور نے قریب ہونے کے باوجود اس کی شکست پر قرار نہ رہا اور اس کی طرف لوٹ گیا۔ اس شکست میں منصور کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔

منصور کی شکست: جب سلطان تیمور کے جاسوسوں نے اسے فوجوں کے منتشر ہونے کی اطلاع دی تو سلطان تیمور تیز رفتاری کے ساتھ شیراز پہنچا اور شہر سے باہر منصور کی باقی ماندہ فوجوں کو جن کی تعداد دو ہزار سے زیادہ نہ تھی شکست دی (اس جانکاہ جنگ سے خوف زدہ ہو کر) منصور کی فوج کے اکثر افراد تیموری فوج میں شامل ہو گئے اور منصور اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ بڑی بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ اس کے بعد منصور جنگ میں گم ہو گیا اور اس (کی زندگی) کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

بنو المظفر کا خاتمہ اب سلطان تیمور نے شیراز کو فتح کر کے اسے اصفہان و عراق میں شامل کر لیا۔ اور اپنی طرف سے ان دونوں کا حاکم مقرر کیا اس نے کرمان کے حاکم احمد بن محمد اور اس کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ اور کرمان کے علاقے پر بھی اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ اس نے یزد کے حاکم یحییٰ بن شاہ ولی اور اس کے دونوں فرزندوں کو بھی قتل کر دیا اور وہاں بھی اپنا حاکم مقرر کیا۔ یوں اس نے بنو المظفر (کے ترکمان خاندان) کا خاتمہ کر دیا۔ البتہ زین العابدین بن شاہ شجاع بن محمود کو اندھا کر کے زندہ رکھا گیا اس کا فرزند بغداد کی طرف بھاگ کر سلطان احمد بن اویس کے پاس پہنچ گیا اور وہ ابھی تک (تا وقت تحریر کتاب تاریخ ابن خلدون) اس کے ساتھ مصر میں مقیم ہے۔

احوال بلاد روم اور بنو ارتنا کی حکومت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بلاد روم کا ملک سلاطین سلجوقیہ کی ایک شاخ یعنی قتلمش بن ارسلان کے زیر حکومت تھا جنہوں نے یہاں حکومت اسلام کا آغاز کیا اور اس علاقے کو ان سلجوقی سلاطین نے قیصر سے جس کا مرکز قسطنطنیہ تھا آزاد کرایا۔ انہوں نے اس ملک سے رومیوں کو نکال کر مسلمانوں کو آباد کیا۔ پھر جب ان کا خاندان ختم ہو گیا تو ان کی عظیم سلطنت ختم ہو گئی۔

بلاد الروم کے علاقے ان سلاطین کا پایۂ تخت قونیہ تھا اور ان کے قبضہ میں مندرجہ ذیل شہر اور علاقے شامل تھے۔

(۱) اقصرا (۲) انطالیہ (۳) العلایا (۴) الطغرل زن (۵) دمرلو (۶) قراحصار۔ ان کے ماتحت آذربائیجان کا ملک بھی تھا اور اس میں مندرجہ ذیل علاقے بھی شامل تھے۔

(۱) اقشہر (۲) کانج (۳) قلعہ کمخ۔

قیساریہ بھی ان کی سلطنت میں شامل تھا۔ اس کے ماتحت مندرجہ ذیل شہر تھے۔

(۱) نکیدہ (۲) اژوند (۳) علاقایہ (۴) اسمالی۔

سیواس کا صوبہ بھی ان کی سلطنت میں شامل تھا جسے انہوں نے دانشمند کے قبضے سے چھینا تھا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

ان کی عملداری میں یہ شہر بھی شامل تھے۔ (۱) قیسریہ (۲) آماسیہ (۳) توقات (۴) نکسار (۵) اسمنات (۶) سامسون (۷) صنوبی (۸) طرابزون (۹) ...

انہوں نے ارمینیہ کے علاقے (ارزنجان) جس سے علاوہ ارمینیہ الجزیرہ کے بالائی علاقوں کے علاقے بھی اپنی سلطنت میں شامل کئے۔

وسیع سلطنت دیار بکر میں سے ... جو ان کی سلطنت میں شامل تھے۔ ان کی یہ سلطنت شمالی سمت سے شہر بورصہ سے لے کر خلیج قسطنطنیہ تک پھیلی ہوئی تھی یوں وہ ایک وسیع اور عظیم ملک پر قابض تھے۔ آخر کار اور سلطنتوں کی طرح ان کی سلطنت بھی کمزور ہو کر ختم ہو گئی۔

تاتاریوں کی فتوحات جب تاتاریوں نے اسلامی ممالک کو فتح کر لیا تو مرکزی سلطنت کے تخت پر چنگیز خان کا پوتا ہلاکو

بھائی تھا بیٹا۔ اس وقت تاتاری چھوٹی بڑی اسلامی سلطنتوں کے وارث تھے۔ انہوں نے بلاد روم کی طرف توجہ کی تھی انہوں نے ایک بڑے سردار بیگو کی قیادت میں مغل فوجیں بھیجیں۔ اس وقت بلاد روم کا بادشاہ غیاث الدین کیخسرو بن علاء الدین کیقباد تھا جو سلجوقی خاندان کا بارہواں بادشاہ تھا۔ یہ مغل فوجیں ارزن الروم (ارض روم) پہنچیں جو وہاں کا حاکم شاہ علاء الدین کا آزاد کردہ غلام سنان الدین یاقوت تھا۔ مغل فوجوں نے دو مہینے کے محاصرے کے بعد اسے فتح کر لیا اور اسے تباہ کر کے آگے بڑھ گئے۔ اقشہر اور ارزنجان کے مقامات کے قریب شاہ غیاث الدین کیخسرو نے صحرا میں ان کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ اس کے بعد وہ اپنے ذخیرہ اور اہل و عیال کو لے کر قونیہ پہنچ گیا۔ بیگو (مغل سردار) اس کے چھوڑے ہوئے علاقے پر قابض ہو گیا۔

پھر وہ قیساریہ پہنچا۔ مغل فوجوں نے اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد شاہ غیاث الدین فوت ہو گیا تو اس کا فرزند علاء الدین کیقباد بادشاہ مقرر ہوا۔ اس نے اپنی سلطنت کے کاموں میں اپنے دونوں بھائیوں کو بھی شریک کر لیا جن کے نام عزالدین کیکاؤس اور رکن الدین قلیج ارسلان تھے۔

خانہ جنگی: جب تاتاری ان کے شہروں کو تباہ کرتے تھے تو علاء الدین کیقباد صاحب تخت و تاج مغل بادشاہ منگو خان کی طرف (قراقرم) جانے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اس کی غیر حاضری میں اس کے دونوں بھائی جھگڑنے لگے۔ اس (خانہ جنگی) میں عزالدین کیکاؤس غالب آ گیا اور اس نے اپنے بھائی رکن الدین کو قید میں نظر بند کر دیا۔ عزالدین نے اپنے بھائی علاء الدین کے پیچھے ایک شخص کو بھیجا جو منگو خان کو اس کے برخلاف کر دے مگر اس مہم کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کیونکہ علاء الدین راستے ہی میں فوت ہو گیا تھا۔

سلطنت کی تقسیم: آخر کار منگو خان نے یہ فیصلہ کیا کہ بلاد روم کے تخت میں عزالدین اور رکن الدین دونوں شریک ہیں اور اس ملک کی ان دونوں کے درمیان اس طرح تقسیم ہوئی کہ عزالدین کے پاس جو علاقہ ہے وہ قسطنطنیہ کی سرحد تک کا علاقہ رہے گا اور رکن الدین سیواس سے ارزن الروم (ارض روم) تک اس مشرقی علاقے کا حاکم رہے گا جو تاتاری علاقے کے قریب ہے۔

(اس فیصلے کے بعد) عزالدین نے رکن الدین کو رہا کر دیا اور اس نے تاتاری حکومت کی اطاعت قبول کی۔

بیگو کی فتح: ابھی عزالدین واپس نہیں آیا تھا کہ بیگو نے بلاد الروم پر حملہ کر دیا چنانچہ عزالدین کے ایک سردار ارسلان دغمش نے اس کا مقابلہ کیا۔ بیگو نے شکست دے کر اسے قونیہ کی طرف بھگا دیا۔ عزالدین وہاں سے بھاگ کر علایا کے مقام پر پہنچ گیا بیگو نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخرکار وہاں کے خطیب نے یہ شہر بیگو کے حوالے کر دیا اور وہ اس پر قابض ہو گیا۔ جب وہ باہر نکلا تو اس کی بیوی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو گئی۔ اس موقع پر یہ شرط رکھی گئی کہ تاتاری (شہر میں) ایک ایک کر کے داخل ہوں اور وہ (کسی) شخص کو تنگ نہ کریں۔

اب عزالدین اور رکن الدین نے تاتاریوں کی اطاعت قبول کر لی۔ ان کی حکومت اور بادشاہت برائے نام رہ گئی تھی۔ اصل حکومت مغل سردار بیگو کے ہاتھ میں تھی۔

سقوط بغداد میں شرکت: جب ہلاکو نے ۶۵۵ھ میں بغداد کی طرف پیش قدمی کی تو اس نے بیجو نوین کی فوجوں کو مدد کے لئے طلب کیا۔ مگر اس نے یہ معذرت کی کہ اس کے راستے میں کرد طائفے اور پہاڑی کرد قومیں حائل ہیں ان کی وجہ سے وہ نہیں پہنچ سکتے۔ لہٰذا ہلاکو نے (اس کا راستہ صاف کرنے کے لئے) اپنی طرف سے فوجیں بھیجیں جب وہ آذربائیجان کے علاقے سے گزریں تو وہاں سے کرد قوم کے افراد بھاگ گئے اور انہوں نے اس علاقے کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد بیجو (اور) [illegible] فوجیں لے کر ہلاکو کے پاس پہنچ گئے وہ فتح بغداد اور اس کے بعد کے واقعات میں اس کے ساتھ شریک رہے تھے۔

ہلاکو کی امداد: جب ہلاکو حلب پہنچا تو اس نے عزالدین اور رکن الدین کو بلایا چنانچہ وہ دونوں پہنچ گئے اور وہ دونوں فتح حلب کے موقع پر اس کے ہمراہ تھے۔ ان دونوں کے ساتھ ان کا وزیر معین الدین سلیمان پروانہ بھی ہمراہ تھا۔ ہلاکو نے اسے بہت پسند کیا اور رکن الدین نے درخواست کی کہ اسے اپنی طرف سے ان کے پاس سفیر بنا کر بھیج دے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

جب ہلاکو روم کی مہم سے فارغ ہو گیا تو اس نے مملکت دونوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کو ایک حصہ پر مقرر کر دیا۔

عزالدین کی شکست: ۶۵۹ھ میں دونوں بھائیوں عزالدین اور رکن الدین کے درمیان خانہ جنگی ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدین رکن الدین کے علاقے پر غالب آ گیا تو رکن الدین پروانہ کو ہمراہ لے کر ہلاکو کے پاس فریاد لے کر پہنچا۔ ہلاکو نے فوجی امداد دے کر بھیجا۔ جب مقابلہ ہوا تو عزالدین نے ان سب کو شکست دی۔ رکن الدین نے دوبارہ امداد طلب کی تو ہلاکو نے دوبارہ امدادی فوج بھیجی۔ اس مرتبہ عزالدین کو شکست ہوئی اور وہ قسطنطنیہ پہنچ گیا جہاں وہ روم کے حاکم لشکری کے پاس رہنے لگا۔

ترکمانوں کی خود مختاری: اب رکن الدین قلیج ارسلان بلاد روم (ترکی) کا حاکم ہو گیا تھا۔ وہاں کی سرحدوں اور ساحلوں پر ترکمان قوم رہتی تھی اس نے اس کی حکومت تسلیم نہیں کی۔ انہوں نے ہلاکو سے درخواست کی کہ وہ ان پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کرے چنانچہ اس نے ان کے لئے ایک حاکم مقرر کر کے بھیجا۔

آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے ان کو سلطنت عطا کی چنانچہ بنی عثمان (ترکی) اب بھی حکومت کر رہے ہیں جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔

عزالدین کی وفات: عزالدین قسطنطنیہ میں مقیم تھا۔ اس نے وہاں کے حاکم لشکری پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں نے اس کے قتل کی سازش کی۔ لشکری کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے اسے اپنے کسی قلعہ میں نظر بند کر دیا جہاں وہ وفات پا گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ صحرائی کے صاحب تخت شمالی سلطنت کے بادشاہ اور قسطنطنیہ کے درمیان جنگ ہو گئی تھی اور تاتاری بادشاہ نے قسطنطنیہ کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب وہ اس قلعہ کے پاس سے گزرا جہاں عزالدین نظر بند تھا تو اسے رہا کر کے اپنے ساتھ سرائے کی طرف لے گیا تھا اور عزالدین وہیں فوت ہوا تھا۔

اس کے بعد اس کا فرزند مسعود ہلاکو کے فرزند ابغا کے پاس پہنچا۔ اس نے اس کا بہت عزت و احترام کیا اور بلاد روم کے کئی قلعوں کا حاکم بنا دیا۔

غیاث الدین کیخسرو کی حکومت: اس کے بعد معین الدین سلیمان پروانہ رکن الدین سے بدگمان ہو گیا اور اس نے رکن الدین کو ۶۶۴ھ میں اچانک اور پوشیدہ طور پر قتل کر دیا اور اس کے فرزند کیخسرو کو غیاث الدین کا لقب دے کر تخت نشین کر دیا اور خود اس پر حاوی ہو گیا (اس کے نام سے خود مختار حاکم ہو گیا) اس کے باوجود وہ تاتاری سلطنت کا مطیع و فرمانبردار رہا مگر وہ ان (تاتاریوں) سے بہت پریشان رہتا تھا۔ اس نے والی مصر کے سلطان سے خط و کتابت کر کے اس کی اطاعت میں آنا چاہتا تھا۔ جب ابغا بن ہلاکو (مغل بادشاہ) کو سلطان ظاہر بیبرس سے اس کی خط و کتابت کا علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوا۔

مغل فوجوں کو شکست: جب صمغار مغلوں کا حکمران حاکم (گورنر) فوت ہوا تو ابغا نے اس کے بجائے دو مغل سردار بھیجے جن کے نام تدوان اور توقو تھے۔ وہ دونوں ۶۷۵ھ میں شام پہنچے اور ابلستین کے مقام پر فروکش ہوئے۔ ان دونوں کے ساتھ غیاث الدین کیخسرو بھی تھا اور اس کا سرپرست پروانہ بھی لشکر میں موجود تھا۔ اسی زمانے میں سلطان ظاہر بیبرس دمشق سے فوجیں لے کر ابلستین پہنچا اور ۶۷۵ھ میں مغل فوجوں سے جنگ کی۔ پروانہ جنگ میں شریک نہیں ہوا۔ کیونکہ اس نے پیشتر ازیں سلطان ظاہر سے اسی قسم کا وعدہ کیا تھا۔ لہذا سلطان ظاہر نے ان دونوں (تاتاری سرداروں کی فوجوں) کو شکست دی اور تاتاری فوجیوں کے علاوہ اس نے دونوں سپہ سالاروں تدوان اور توقو کو قتل کر دیا۔ مگر پروانہ جو ان کا (نگران) تھا سلامت بچ گیا بلکہ ان کی فوج میں سے کسی ایک کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس کے بعد سلطان ظاہر بلاد روم کے پایہ تخت قیساریہ کو فتح کر کے مصر لوٹ گیا۔

سازش کا انکشاف: جب (تاتاری سلطان) ابغا موقع پر پہنچا اور اس نے میدان جنگ کا مشاہدہ کیا تو وہاں اس نے دیکھا کہ تاتاری قوم کے افراد کی لاشیں پڑی ہیں۔ لیکن ان کی مخالف فوج کی تعداد بہت کم ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ پروانہ اور اس کے ساتھیوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ لہذا اس نے ملک کو تباہ و برباد کر دیا اور لوٹ لیا۔

مغلوں کا تسلط: پھر اس نے اپنے محاذ جنگ میں پروانہ کو بلا کر اسے قتل کر دیا اور اس کے بجائے غیاث الدین کیخسرو کا قائم مقام اس کے بھائی عز الدین محمد کو مقرر کر دیا۔ اس کے بعد غیاث الدین کیخسرو اس حالت میں بلاد الروم پر حکومت کرتا رہا کہ مغل فوجوں کا ایک سردار (گورنر کی حیثیت سے) اس ملک کی نگرانی کرتا تھا۔

مغل حاکم کا تقرر: جب تکودار بن ہلاکو بادشاہ مقرر ہوا تو اس وقت اس کا بھائی قنقرطای بلاد الروم میں مقیم تھا۔ وہ (مغل سرداروں) صمغار کے ساتھ وہاں آیا تھا۔ سلطان تکودار نے اسے بلا بھیجا مگر اس نے آنے سے انکار کیا۔ اس نے غیاث الدین کو حکم دیا تو اس نے اسی کو ارزنجان کے مقام پر نظر بند کر دیا اور بلاد الروم پر مغلوں کا قائد و نگران افسر (شحنہ) ایک مغل سردار اولاقو اور اولاجو کو مقرر کیا گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ صمغار کے بعد ارغون بن ابغا نے الاقو کو بلاد الروم میں نگران افسر (شحنہ) مقرر کیا تھا۔ جب سلطان ابغا نے (دو مغل سرداروں) تدوان اور توقو کو بھیجا تھا تو ان دونوں کو سلطان مصر ظاہر سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ ان دونوں کو نگران افسر (شحنہ) کی حیثیت سے نہیں بھیجا گیا تھا۔

امیر علی کی حکومت: بعد ازاں مسعود بن عز الدین کیکاؤس بادشاہ روم کا آخری [illegible] بنا۔ اصل حکومت تو مغلوں کی فوجی افسر (شحنہ) کی تھی۔ اس کی حکومت برائے نام تھی اور اس کا اقتدار ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد مغل سردار بطور [illegible] مغل فرمانروا (شحنہ) کی حیثیت سے یہاں آتے رہے۔ چنانچہ تمرتاش [illegible] کے عہد میں امیر علی مقرر ہوا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے ارمنی قوم کے بادشاہ [illegible] کے ساتھ [illegible] کو قتل کیا تھا۔ جب اس کا بھائی سلطان [illegible] کے پاس آیا تو [illegible] اس نے [illegible] تھا۔ جیسا کہ ترکی سلطنت کے خاتمے میں ارمنی قوم کے تذکروں میں بیان کیا گیا ہے۔

ارمنوں کے خلاف جہاد: [illegible] یہاں امیر علی حکمران مقرر ہو کر آیا تو سلطان ابوسعید نے بلاد روم کی طرف (حکمران بنا کر) امیر تمرتاش بن چوپان کو [illegible] روانہ کیا۔ وہاں اس کا اقتدار قائم ہو گیا اور اس نے کئی مرتبہ ارمنوں کے ساتھ جہاد کیا اور اس مقصد کے لئے سلطان مصر محمد بن قلاوون سے بھی فوجی امداد طلب کی تھی۔ چنانچہ اس کے لئے مصری فوج بھی آئی [illegible] چلے گئے۔

تمرتاش کا قتل: جب سلطان ابوسعید نے اپنے [illegible] چوپان کو قتل کیا تو [illegible] اس کے فرزند تمرتاش [illegible] مصر آ گیا۔ سلطان مصر نے اس کا استقبال کیا اور اسے بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔ اس کے پیچھے سلطان ابوسعید نے ایلچی بھیجے اور (سلطان ابوسعید کا) یہ مطالبہ [illegible] اس کے ساتھ خدا کا فیصلہ کے مطابق [illegible] سلطان مصر نے اس کے ساتھ [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے۔ چنانچہ [illegible] قتل کی سزا دی گئی۔

ارتنا کی حکومت

جب تمرتاش بلاد روم سے بھاگ کر مصر گیا تو وہاں اس نے ایک سردار [illegible] ارتنا کہا جاتا ہے [illegible] سلطان ابوسعید [illegible] سلطان نے [illegible] اس علاقے کا حاکم مقرر کر دیا۔ [illegible]

دشمن کی شکست: جب حسن بن تمرتاش [illegible] ارتنا نے [illegible] سلطان مصر [illegible] حکومت [illegible]

مستحکم حکومت: اب ارتنا کی حکومت مستحکم ہو گئی اور جب حسن بن تمرتاش [illegible]

حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد کے حالات کا صحیح علم نہیں ہو سکا اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کے فرزند کس ترتیب کے ساتھ حکومت کرتے رہے۔ البتہ ترک حکومت کے حالات کے ضمن میں اتنا پتہ چلتا ہے کہ ۷۸۲ھ میں سلطان مصر نے اپنے نائب حاکم کو یہ ہدایت کی کہ وہ فوج لے کر محمد بیگ بن ارتنا کی امداد کے لئے جائے۔ چنانچہ وہ فوج لے کر گیا اور کامیابی حاصل کی۔

بنو ذوالقادر در ارمینیہ صغیر۔ ارتنا اور اس کے فرزند بلاد الروم پر حکومت کرتے رہے مگر ترکمان قوم نے ان سے ارمینیہ میں سے بیس اور اس کا متعلقہ علاقہ چھین لیا تھا۔ وہاں بنو ذوالقادر کی خانقات سلطنت قائم ہو گئی تھی اور وہ فوجی حملے کرتے رہتے تھے۔ اور یہ علاقہ ابھی تک (تا زمانہ ابن خلدون) ان کے قبضے میں ہے۔

جب ایک ترکی امیر سوار (سعادۃ) نے ۸۰۰ھ میں بغاوت اختیار کی تھی تو قراجا بن ذوالقادر نے اس کی حمایت کی تھی۔ اس وقت سلطان مصر نے فوجیں حملہ کرنے کے لئے ارسال کیں تو اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔ شاہی فوج نے تعاقب کرنے کے بجائے قتل کر دیا تھا۔

۸۰۲ھ میں سلطان مصر نے قراجا کو گرفتار کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ جب وہ البستین پہنچیں تو وہاں کا نائب حاکم وہاں سے بھاگ گیا۔ شاہی فوجوں نے اس کے قبائل کو لوٹ لیا اور وہ خود قراجا ابن ارتنا کے پاس جا کر بھاگ گیا۔ ابن ارتنا نے اسے گرفتار کر کے سلطان کے پاس مصر بھیج دیا جہاں وہ مارا گیا۔

عثمانی سلطنت۔ ترکمان قوم نے شمالی سمت سے بلاد الروم کا علاقہ قسطنطنیہ تک اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور وہاں کی عیسائی قوموں کا صفایا کر کے قسطنطنیہ کے پیچھے کے بہت بڑے علاقے پر تسلط جما لیا تھا۔ ان کا حاکم آج کل بڑے سلاطین میں شمار کیا جاتا ہے ان کی سلطنت نئی ہے مگر روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔

قاضی کی حکمرانی۔ ۸۰۱ھ میں سیواس میں ارتنا کی نسل میں سے ایک لڑکا تھا (جس کا نام غالباً ابراہیم بن محمد بیگ بن ارتنا تھا) باپ کی وصیت کے مطابق اس کا نگران شہر کا قاضی مقرر ہوا اور وہی خود مختار حاکم بن گیا تھا۔ پھر اس قاضی نے ۸۰۲ھ میں اس لڑکے کو قتل کر کے حکومت مکمل طور پر سنبھال لی تھی۔ اس علاقے میں تاتاری قبائل کی تقریباً تین ہزار فوج رہتی تھی۔ ان کا حاکم دمرداش بن جوبان تھا۔ اس سے پہلے بھی مغل افسر مقرر ہو کر آتے تھے۔ یہ فوج بنو ارتنا کی طرف دار اور حامی تھی اور یہی وہ فوج تھی جن سے قاضی شہر نے فوجی امداد کی درخواست کی تھی۔ جب مصری فوج اپنے اس باغی سلطان کی تلاش میں وہاں پہنچی تھیں جو بھاگ کر وہاں پناہ گزین تھا۔ لہٰذا مصری فوجیں ۸۰۶ھ میں اسے گرفتار کرنے کے لئے سیواس پہنچی تھیں مگر قاضی شہر کی درخواست پر تاتاری فوجوں نے اس کی امداد کی اور اس کے نتیجے میں مصری فوجیں وہاں سے چلی گئیں جیسا کہ ترکی حکومت کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

بنو ارتنا کی حکومت ابھی تک (تا زمانہ مؤرخ ابن خلدون ۸۰۸ھ) قائم ہے۔

سلطنت بنو عثمان ترکی میں

یہ ترکمان قوم یافث بن نوح کی اولاد میں سے توغرما بن کومر بن یافث کی نسل سے ہیں جیسا کہ تورات میں مذکور ہے۔ جو اسرائیل نے اور انساب بغوی نے بیان کیا ہے کہ توغرما کی اولاد ترکمان ہیں جو ترکوں کے بھائی ہیں۔ ان کا اصلی وطن جیسا کہ ہمیں بتایا گیا ہے۔ بحر طبرستان سے لے کر جسے بحر خزر کہا جاتا ہے۔ قسطنطنیہ کے دونوں درمیانی حصوں تک ہے۔ مشرق میں ان کا علاقہ دیار بکر تک ہے۔

جب عربوں اور ایرانیوں کی حکومت کا زوال ہوا تو انہوں نے دریائے فرات کے نواحی علاقے کی ابتداء سے لے کر اس کے دہانے تک وہاں تک قبضہ کر لیا جہاں دو دریائے دجلہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ متفرق اور مختلف قبائل میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔

بلاد روم میں ان کا بہت بڑا گروہ تھا۔ چنانچہ اس کثرت تعداد کی بدولت وہ اکثر اسلام دشمن کے ساتھ جنگوں میں غالب آ جاتے تھے۔ چوتھی صدی ہجری میں ان کا بہت بڑا مرتبہ تھا۔ اس وقت بھی ان کے بہت قبیلے تھے اور ان کی تعداد بہت تھی۔

عثمانی قوم کا آغاز: جب سلیمان بن قطلمش نے اپنے والد کی وفات کے بعد قونیہ کی سلطنت پر حکومت کی تو انطاکیہ کو رومیوں کے قبضے سے چھڑا کر اسے فتح کر لیا تھا تو مسلم بن قریش نے اس سے اس جزیہ کا مطالبہ کیا جو وہ رومیوں سے وصول کرتا تھا۔ سلیمان نے اس سے انکار کیا تو دونوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اس وقت مسلم بن قریش نے عربوں اور ترکمانوں کو (اس کے مقابلے کے لیے) اکٹھا کر لیا تھا۔ ترکمانوں کا سردار جق اس کے ساتھ تھا اور وہ انطاکیہ کے مقام پر سلیمان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے پہنچا تھا۔ جب فریقین میں جنگ کا آغاز ہوا تو ترکمان ترکی نسل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سلیمان کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ مسلم بن قریش کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔

جداگانہ سلطنت کا قیام: بنو قطلمش کے عہد حکومت میں یہ ترکمانی قوم بلاد روم کے پہاڑوں اور ساحلی مقامات پر مقیم رہی۔ جب تاتاری قوم نے بلاد الروم کو فتح کیا تو انہوں نے بنو قطلمش کی حکومت کو برقرار رکھا۔ پہلے عز الدین کیکاؤس اپنے بھائی رکن الدولہ قلیج ارسلان پر غالب آ گیا تھا (مگر پھر مغلوب ہو گیا) آخر کار رکن الدولہ حاکم بنا اور عز الدین قسطنطنیہ بھاگ گیا۔ اسی زمانے میں (تذکرہ وا) ترکمانوں کے سردار محمد بیگ اس کا بھائی الیاس بیگ اور اس کا سسر علی بیگ اور اس کا رشتہ دار سونج تھے۔ جو بدوقی کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے رکن الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ پھر انہوں نے ہلاکو کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس کے مطیع و فرمانبردار رہیں۔ جبکہ ان کے لئے جداگانہ نگران افسر بھیجا جائے اور ان کی آزادی تسلیم کر کے ان کے لئے (جداگانہ) علم بھیجا جائے۔ چنانچہ ہلاکو نے ان کی بات مان لی اور ان کی آزادی تسلیم کر لی۔

علی بیگ کا تقرر: بعد ازاں ہلاکو نے (ترکمانوں کے سردار) محمد بیگ کو بلوایا۔ مگر اس نے معذرت پیش کر کے حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ لہذا ہلاکو نے بلاد روم کے نگران افسر اور سلطان قلیج ارسلان کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کریں

چنانچہ وہ فوج لے کر اماسیہ پہنچا اور ان کے ساتھ جنگ کی۔ اس جنگ سے اس کا حریف علی بیگ الگ ہو کر بایزید کے پاس پہنچا۔ اس نے اسے اس کے عوض محمد بیگ کے بجائے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔

محمد بیگ نے جنگ میں مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور [illegible] علاقے کی طرف بھاگ گیا جو [illegible] سلطان کے پاس پناہ لینے کے لئے حاضر ہوا۔ اس نے اس کو [illegible] قید کر لیا اور [illegible] اس نے محمد بیگ کا کام تمام کر دیا اور اس کے بھائی علی بیگ کو ترکمان قوم کا امیر مقرر کر دیا۔

اس وقت [illegible] فوج [illegible] کے علاوہ [illegible] علاقہ فتح کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] نے عثمانی سلطان علی بیگ [illegible] سے تھے کیونکہ [illegible] میں خلافت دی تھی۔

پہلا عثمانی بادشاہ جب [illegible] عثمان [illegible] روم [illegible] تھا اس اور [illegible] کے علاقوں پر حملہ [illegible] کے [illegible] قسطنطنیہ تک [illegible] کے بادشاہ نے ان علاقوں [illegible] کے تحت قرار دیا۔ [illegible] وہاں کے [illegible] میں [illegible] تھا۔

سلطان مراد کی فتوحات اس کے بعد [illegible] کی فتح [illegible] کے پیچھے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کر دیا [illegible] وہاں [illegible] تھے۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ [illegible] پہلا شخص [illegible] ہے جس نے قسطنطنیہ [illegible] کی طرف سے محاصرہ کر لیا تھا۔ یہاں تک [illegible] بادشاہ [illegible] ادا کرنے کا مطالبہ کرتا رہا۔

سربیا کی حکومت سلطان مراد [illegible] قوموں کے ساتھ جہاد کرتا رہا [illegible] قوم کے ساتھ ایک جنگ میں وہ شہید ہو گیا۔ یہ واقعہ [illegible] میں ہوا۔ اس کے بعد اس کا فرزند سلطان بایزید حکمران ہوا اور [illegible] عثمانی قوم کا بادشاہ ہے۔

وسیع سلطنت [illegible] سلطنت بہت وسیع اور مستحکم ہو گئی ہے [illegible] روم [illegible] حکومت کرتے ہیں جو [illegible] کے درمیان [illegible] ایشیائے کوچک تک ہے۔ [illegible] ترکمان قوم کا ایک [illegible] تھا [illegible] قائم ہو گئے۔ چنانچہ [illegible] سلطان مراد [illegible] علاقوں پر قابض ہو گیا ہے [illegible] قوم [illegible] سلطان مراد نے تمام (ترکی) شہروں کو فتح کر لیا تھا [illegible] اور ترکی قوم [illegible] (بلاد [illegible]) کو بھی [illegible] سلطنت سے

باہر) قائم رہا ہے۔ سیواس کا شہر ایک خودمختار قاضی کے ماتحت ہے۔ تاہم یہ نہیں معلوم ہے کہ خاندان چغتائی کے مغل حکمران سلطان تیمور کی فتوحات کے بعد کیا صورت حال پیش آئی؟

یورپ کو خطرہ: بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ (بحر روم) کے شمالی علاقے میں بنو عثمان کی سلطنت بہت وسیع اور مستحکم ہے۔ وہاں (یورپ) کی نصرانی قومیں اس سے بہت خائف ہیں۔

خاتمۃ الکتاب: یہاں تک عربوں اور ان کی ماتحت سلطنتوں کے طبقہ سوم کے تاریخی حالات ختم ہو گئے ہیں۔ اس میں ان ماتحت عجمی سلطنتوں کے حالات بھی شامل ہیں جو مشرق و مغرب میں قائم ہوئیں۔

اب ہم عربوں کے طبقہ چہارم کی سلطنتوں کا حال بیان کریں گے جو عربی زبان کے زوال و انحطاط کے بعد قائم ہوئیں۔ ان کے حالات بیان کرنے کے بعد ہم کتاب کے تیسرے حصہ میں بربری اقوام اور ان کی سلطنتوں کا حال بیان کر کے فارغ ہو جائیں گے۔

[illegible]

تکملہ و ضمیمہ

﴿جلد دہم﴾

تاریخ ابن خلدون

!از مترجم!

ممالیک سلاطین مصر کی علمی اور تعلیمی خدمات

(از: حافظ رشید احمد ارشد ایم اے۔ سابق صدر شعبہ عربی۔ کراچی یونیورسٹی)

چونکہ ممالیک مصر سلاطین کو یہ راز معلوم ہو گیا تھا کہ علم سلطنت کی بنیاد اور اس کا مستحکم ستون ہے۔ اس لئے انہوں نے علوم و فنون کی نشر و اشاعت کی حوصلہ افزائی کی اور علمائے کرام کی قدر دانی کرتے ہوئے ان کے لئے بیش بہا وظائف مقرر کئے۔

اس زمانے میں جدید سلطنت کی نشو و نما ہو رہی تھی۔ اسی لئے ان سلاطین نے اپنی بقا و زیست کا راز اسی میں سمجھا کہ وہ علوم و فنون کے مراکز قائم کریں اور عالم اسلام میں خلافت کے احیاء کے بعد وہ مذہب اسلام کے حامی اور محافظ کی حیثیت سے نمودار ہوں۔

چونکہ وہ تاتاریوں اور صلیب پرستوں پر غالب آ کر اپنا موقف بلند کر چکے تھے اس لئے جلد انہوں نے عالم اسلام کی ہمدردی حاصل کر لی اور ان کے مخالفین کو ان کے خلاف نکتہ چینی یا ریشہ دوانیاں کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

بغداد کی تباہی کے بعد اسلامی ممالک میں علوم و فنون کا خاتمہ ہو گیا تھا اور مسلمانوں کی کتابیں اور ان کے کتب خانے ناپید ہو گئے تھے اور اس تباہی کی قربان گاہ پر مسلمانوں کی کتابیں اور ان کے علماء اور فضلاء بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ اس لئے نہایت سرگرمی کے ساتھ علمی احیاء کی ضرورت تھی۔ چنانچہ ممالیک سلاطین مصر نے علمی ترقی کے لئے تمام ضروری اسباب فراہم کئے۔ انہوں نے ملک میں کتب خانے قائم کئے اور تعلیمی اداروں کی بنیاد ڈالی جہاں تعلیم و تدریس کی خدمات پر مشہور علمائے کرام کو مقرر کیا گیا جو تعلیمی خدمات کے ساتھ ساتھ علمی تحقیقات اور تصنیف و تالیف کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

مساجد کی اہمیت: تعلیمی ادارے مساجد، مدارس اور خانقاہوں میں قائم تھے ممالیک سلاطین مصر کے عہد میں بھی ان کا

مقامات پر تعلیم اتنی ہی ہوتی تھی اور مشہور علماء بڑی مساجد میں مقیم رہتے تھے۔ یہ قدیم طریقہ آج تک جاری ہے۔ جب یہ نوجوان کالج کی جب کہ مصر میں قدیم طرز ہے کے مطابق جامع ازہر اور یونیورسٹیاں [illegible] ترقی پر ہیں [illegible] سے جامعات ہیں جو تعلیم و مرکزی ہوتی ہیں آج کل کی [illegible] ہے جو تعلیم اور وسطانی [illegible] تعلیم کا مقصد [illegible] یہاں [illegible] کی [illegible] سے حصے آباد ہوں گے۔

مساجد میں تعلیم: سابقہ صدیوں کے عہد میں [illegible] مساجد [illegible] مرکز بنی ہوئی تھیں [illegible] دور دراز سے طلباء علم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ [illegible] کی مختصر تفصیل [illegible] بیان کرتے ہیں۔

جامع عمرو بن العاص: سب سے پہلی مسجد جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں حضرت عمرو بن العاص نے فتح مصر کے بعد اپنے شہر فسطاط میں تعمیر کی تھی۔ اس کے بعد [illegible] میں سب سے پہلے حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری نے [illegible] زمانے میں [illegible] سے [illegible] تک [illegible] امیر [illegible] عبدالرحمن بن [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible] جامع عمرو بن العاص [illegible] جامع الازہر [illegible] کتاب [illegible]

بعد ازاں جب [illegible] کا [illegible] ہو گیا تو [illegible] نے جامع عمرو بن العاص کی تعمیر و مرمت کے بعد [illegible] تعلیم [illegible] ہو گئی۔

اس جامع مسجد نے بہت سے [illegible] پیدا کئے۔ [illegible] امام شافعی کا [illegible] (زاویہ) کہا جاتا تھا۔ اس [illegible] مشہور ہے کہ یہاں امام شافعی نے اپنے قیام مصر کے زمانے میں درس دیا تھا۔ اس کے [illegible] مشہور ہو گیا [illegible] بہت سے مشہور علماء [illegible] طرح [illegible] تعلیم [illegible]

یہاں کا ایک [illegible] جو [illegible] کے نام سے مشہور تھا [illegible] کی طرف منسوب ہے جو [illegible] انہوں نے [illegible] کے مدرسین [illegible] کے لئے [illegible] کے تھے۔ [illegible] تعلیم [illegible] جاتا تھا [illegible] یہاں تعلیم دینے کے لئے [illegible]

یہاں کا [illegible] کی مشہور [illegible] تاج الدین [illegible] کی طرف منسوب ہے۔ انہوں نے اس تعلیمی حلقہ کے [illegible] مقرر کئے تھے [illegible] تھا [illegible] تھا انہوں نے اس کے [illegible] تھے۔

[illegible] کے [illegible] سے اپنے [illegible] کی تعلیم کا انتظام کیا [illegible] سے [illegible] تعلیمی [illegible] کے لئے [illegible] تھیں۔ یہ جامع مسجد [illegible] زمانے میں ایک [illegible] کی حیثیت [illegible]

[illegible]

جامع عمرو بن العاص مصر کی سب سے قدیم تعلیمی درس گاہ ہے جہاں جامع ازہر سے بہت پہلے تعلیم و تدریس جاری تھی۔ اور اس کے قائم ہونے کے بعد بھی یہاں تعلیم جاری رہی اور مملوک سلاطین مصر کے دور میں بھی یہاں کے تعلیمی حلقوں میں اضافہ ہوا۔

اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن بن الصائغ الحنفی نے ۷۴۹ھ میں مصر کی وبا سے پہلے جامع عمرو بن العاص میں چالیس سے زیادہ علمی حلقے دیکھے تھے جہاں ہر وقت علم کا چرچا رہتا تھا۔[1]

خود فاطمی دور میں بھی جامع ازہر کی تعمیر کے بعد یہاں حکومت کی طرف سے فاطمی مسلک کے مطابق تعلیم ہوتی تھی۔[2]

جامع ابن طولون: امیر ابو العباس احمد بن طولون نے القطائع کی تعمیر کے بعد جامع ابن طولون کی تعمیر کرائی۔ اس جامع مسجد کی تکمیل کے بعد عوام یہاں جمعہ کی نماز پڑھتے تھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ربیع بن سلیمان کی مجلس میں آکر مختلف علوم و فنون کے مسائل تحریر کرتے تھے۔

۶۹۶ھ میں منصور حسام الدین لاجین (لاشین) سلطان مصر نے اس جامع مسجد کی از سر نو تعمیر کرائی اور اس کی تمام خامیاں اور خرابیاں دور کیں۔ نیز اس کا چبوترہ تعمیر کرایا اور اس میں [illegible] کرائی۔

اس کے علاوہ اس نے جامع مسجد میں چاروں فقہی مذاہب کے مطابق درس فقہ کا انتظام کیا نیز فقہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن کریم، حدیث اور طب کی تعلیم کا انتظام بھی کیا۔ اس نے خطیب اور امام کے لئے باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں اور اس جامع مسجد کے لئے متعدد مؤذن، فراش اور ملازمین مقرر کئے۔ اس جامع مسجد کے ایک پہلو میں مسلمان یتیم بچوں کے لئے ایک مکتب بھی قائم کیا۔ جہاں انہیں قرآن کریم پڑھایا جاتا تھا۔

سلطان لاشین نے اس جامع مسجد ابن طولون کے لئے اس قدر اہتمام اس لئے کیا تھا کہ جب وہ اشرف کے قتل میں شریک تھا تو سلطان کے ڈر سے اس جامع مسجد کے مینار میں پوشیدہ ہوگیا تھا۔ اس وقت سلطان نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ رکھا تو وہ اس مسجد کو پھر سے آباد کرے گا۔ چنانچہ جب وہ بادشاہ بنا تو اس نے اپنی نذر و منت پوری کی۔

۷۵۷ھ میں الجیبغا العمری الخاصکی نے جامع ابن طولون میں از سر نو تعلیم و تدریس کا انتظام کیا۔ جس میں حنفی مسلک کے سات مدرس تھے۔ امیر موصوف نے ہر ہوشیار طالب علم کے لئے ماہانہ چالیس درہم وظیفہ اور ایک اردب گیہوں کا مقرر کیا (اس وظیفہ کو حاصل کرنے کے لئے) شافعی مسلک کی ایک جماعت حنفی مسلک کی پیرو ہوگئی۔[3]

جامع ازہر اور اس کے تعلیمی حالات: فاطمی سلطان کے سپہ سالار جوہر نے جامع ازہر کی تعمیر ۳۵۹ھ میں شروع کی۔ اس کی تکمیل ۳۶۱ھ میں ہوئی۔ ۳۷۸ھ میں وزیر ابو الفرج یعقوب بن یوسف بن کلس نے فاطمی سلطان العزیز باللہ سے درخواست کی کہ وہ فقہا کی ایک جماعت کے لئے وظائف مقرر کرے۔ چنانچہ اس نے انہیں کافی عطیات دیئے اور جامع ازہر کے قریب ان کے لئے ایک عمارت تعمیر کرائی۔ چنانچہ یہ فقہا یہاں جمعہ کے دن نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے اور نماز سے

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

فارغ ہونے کے بعد وہ تعلیم و تدریس کے لئے نماز عصر تک بیٹھا کرتے تھے۔

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جامع ازہر فاطمی سلاطین کے عہد میں بھی ایک درس گاہ تھی اس کے بعد ایوبی اور مملوک سلاطین کے عہد میں بھی یہ نہایت اہم درس گاہ رہی۔ کیونکہ تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امیر بیلبک خازندار نے جامع ازہر میں ایک بہت بڑا کمرہ تعمیر کرایا تھا۔ جہاں فقہا کی ایک جماعت امام شافعی کے فقہی مسلک کے مطابق فقہ کی تعلیم دیتی تھی۔ اسی طرح حدیث کی تفہیم کے لئے محدثین اور قرآن کریم کی قراءت کے لئے قاری مقرر تھے جن کے ذریعہ معاش کے لئے اوقاف مقرر تھے۔

۷۶۱ھ میں امیر سعد الدین بشیر نے جامع ازہر کو از سر نو آباد کیا اور وہاں قرآن کریم کے نسخے رکھے اور ایک قاری مقرر کیا۔ اس نے مسلمان یتیم بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے ایک مکتب بھی قائم کیا۔ وہاں رہنے والے غریبوں کے لئے کھانے کا بندوبست بھی کیا۔ چنانچہ روزانہ ان غریبوں کے لئے کھانا پکایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لئے اس نے کئی اوقاف مخصوص کر رکھے تھے۔

اس زمانے کے مشہور مؤرخ مقریزی رقمطراز ہیں:

> "جامع ازہر کی تعمیر کے وقت سے یہاں مختلف غریبوں کی ایک بڑی تعداد رہا کرتی تھی۔ ان طلبہ (مجاورین) میں ان کی تعداد ۷۵۰ افراد تک پہنچ گئی تھی۔ یہاں ہر شب کے لئے قراءت کا ایک حصہ مقرر ہے جو اس ملک کے نام سے مشہور ہے۔"[1]

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ مملوک سلاطین مصر کے عہد میں بھی قرآن کریم کی تلاوت، تفسیر، حدیث، فقہ اور مختلف علوم و فنون کی تدریس سے جامع ازہر آباد رہتی۔ یہاں وعظ کی محفلیں بھی ہوتی تھیں اور ذکر و اذکار کے حلقے بھی قائم ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب کوئی اس جامع مسجد میں داخل ہوتا تھا تو اس کے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی تھی اور اسے ایسا دلی سکون و اطمینان ملتا تھا جو اسے کسی دوسری جگہ حاصل نہیں ہوتا تھا۔

حکومت کے علاوہ اس زمانے کے دولت مند حضرات بھی یہاں کے طلباء کی مالی امداد کرتے تھے تاکہ وہ تحصیل علم اور خدا کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر سکیں۔

جامع حاکم: اس جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز فاطمی سلطان العزیز باللہ بن المعز لدین اللہ نے کیا۔ مگر اس کی تکمیل اس کے فرزند الحاکم بامر اللہ نے ۴۰۳ھ میں کی۔ اس لئے یہ جامع مسجد اس کے نام سے منسوب ہوئی۔

۷۰۳ھ میں امیر بیبرس نے اس کی اصلاح کی اور یہاں چاروں فقہی مسالک کی فقہ کی تعلیم کا انتظام کیا۔ یہاں حدیث نبوی کا درس بھی دیا جاتا تھا اور ہر درس کے لئے الگ الگ مدرسین مقرر تھے۔ یہاں بہت سے طلباء شریک درس ہوتے تھے۔ کیونکہ یہاں مشہور علماء و فضلاء درس دیتے تھے چنانچہ فقہ شافعی کا درس قاضی القضاۃ بدر الدین محمد بن جماعہ دیتے تھے۔ فقہ حنفی کا درس قاضی القضاۃ شمس الدین احمد سروجی حنفی دیا کرتے تھے۔ فقہ مالکی کے درس قاضی القضاۃ زین

---

[1] الخطط للمقریزی ج ۴۔

[2] [illegible]

الدین علی بن مخلوف تھے۔ فقہ حنبلی کے مدرس قاضی القضاۃ شرف الدین الحرانی تھے۔ علم حدیث کی تعلیم شیخ سعد الدین مسعود حارثی دیتے تھے۔ اسی طرح نحو اور قراءات سبعہ کے لئے مشہور علماء بھی متعین تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے لئے جداگانہ قاری مقرر تھے جو باری باری ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔[1]

باقاعدہ تعلیمی مدارس: جامع مسجدوں کی مشہور مذکورہ بالا درسگاہوں کے علاوہ سلطانوں کے سلاطین اور امراء نے باقاعدہ تعلیمی مدارس بھی تعمیر کرائے تھے ان میں سے بعض ایوبی سلاطین کے تعمیر کردہ تھے مگر مملوک سلاطین مصر نے بھی ان کے تعلیمی نظام کو ترقی دے کر ان میں توسیع کی تھی۔ اس قسم کے چند مشہور مدارس کا حال یوں بیان کیا جاتا ہے۔

۱) مدرسہ صلاحیہ ناصریہ۔ اس مدرسہ کی بنیاد سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۵۶۶ھ میں قائم کی تھی۔ یہاں کے مشہور مدرسین میں سے مندرجہ ذیل مشہور علماء بھی تھے

(۱) قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز (۲) قاضی القضاۃ تقی الدین ابن رزین (۳) قاضی القضاۃ تقی الدین ابن بنت الاعز (۴) قاضی القضاۃ شیخ الاسلام تقی الدین ابن دقیق العید۔[2]

۲) المدرسۃ الکاملیہ: یہ مدرسہ دار الحدیث (حدیث کی درسگاہ) تھا اور ۶۲۱ھ میں مکمل ہوا اسلامی ممالک میں یہ دوسرا مخصوص دار الحدیث تھا۔ پہلے دار الحدیث کو سلطان نور الدین محمود بن زنگی نے دمشق میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ دوسرا دار الحدیث ملک الکامل کی طرف منسوب ہے اس کے مہتمم و منتظم شیخ الاسلام ابن دقیق العید اور علامہ بدر الدین ابن جماعہ تھے۔

الملک الکامل نے اس دار الحدیث کو طلبائے حدیث نبوی اور ان کے بعد طالبان فقہ شافعی کے لئے وقف کیا تھا اور اس کے آس پاس کی جائیداد کی آمدنی اس دار الحدیث کے لئے وقف کی تھی یہ دار الحدیث شارع النحاسین پر واقع تھا جو بیت القاضی کی طرف جاتی تھی۔ ۶۰۷ھ تک اس دار الحدیث کا انتظام مشہور علماء اور فقہاء کرتے رہے۔ بعد کو یہ شکستہ ہو گیا۔ جیسا کہ الخطط التوفیقیہ کے مؤلف یوں تحریر کرتے ہیں:

"یہ مدرسہ اب منہدم ہو گیا ہے اور اس کا کچھ حصہ شارع النحاسین میں شامل ہو گیا ہے"۔[3]

الملک الکامل کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ علماء کے ساتھ مناظرہ کرتا تھا اور فقہ اور نحو کے عجیب و غریب مسائل پوچھ کر ان کا امتحان لیا کرتا تھا۔ جو کوئی ان کے صحیح جواب دیتا تھا وہ اس کی بڑی قدر دانی کرتا تھا۔ چنانچہ اس کے محل میں تخت کے قریب بہت سے علماء شب باشی کر کے اس سے گفتگو کرتے تھے۔ وہ آنے والوں کو بہت عمدہ عطیات دیتا تھا۔

۳) المدرسۃ الظاہریہ: یہ تعلیمی درسگاہ سلطان ظاہر بیبرس بندقداری کی طرف منسوب ہے۔ اس کی تعمیر ۶۶۰ھ میں شروع ہوئی اور تکمیل ۶۶۲ھ میں ہوئی۔ جب اس کی تکمیل ہوئی تو ہر علم کے مشہور علماء کو اس کی تکمیل کے جشن میں شرکت کے لئے دعوت دی گئی ہر گروہ کے لئے مخصوص ایوان مقرر کئے گئے تھے چنانچہ شافعی مسلک کے فقہاء قبلہ والے ایوان میں بیٹھے ان کے مدرس اول شیخ تقی الدین محمد بن حسین بن رزین الحموی تھے۔ حنفی مسلک کے فقہاء ایوان بحری کی طرف بیٹھے

---

[1] الخطط [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible]۔

[2] حسن المحاضرہ سیوطی ج ۲ صفحہ ۱۶۱۔

[3] حسن المحاضرہ سیوطی ج ۲ صفحہ ۱۴۲۔

[4] الخطط [illegible]

بیٹھتے تھے۔ ان کے مدرس علی الصدر مجد الدین عبد الرحمن بن الصاحب کمال الدین عمر ابن العدیم حلبی تھے۔ علوم حدیث کے طلباء ایوان شرقی میں بیٹھتے۔ ان کے مدرس اعلیٰ شیخ شرف الدین عبد المومن ابن خلف الدمیاطی تھے۔ قراءت سبعہ کے قاری مغربی ایوان میں بیٹھتے ان کے شیخ فقیہ کمال الدین المحلی تھے۔ سب کے نئے تعلیمی نصاب اور اسباق مقرر کیے گئے۔ اس کے بعد باقاعدہ تعلیم و تدریس شروع ہو گئی۔

اس درسگاہ کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا تھا جس میں تمام علوم و فنون کی بنیادی و ضروری کتب جمع کی گئی تھیں۔ اس کے ایک حصہ میں مسلمان یتیم بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے کے لئے ایک مکتب بھی قائم تھا۔ مکتب کے یتیم بچوں کے لئے وظائف اور پوشاک کا بندوبست بھی کیا گیا تھا۔

۴) المدرسۃ المنصوریہ۔ یہ درسگاہ سلطان منصور قلاوون کی طرف منسوب ہے۔ اسے امیر علم الدین سنجر الشجاعی نے تعمیر کرایا تھا۔ یہاں چاروں فقہی مسالک کی الگ الگ تعلیم دی جاتی تھی۔ نیز طب کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ یہاں تعلیم و تدریس کے لئے نہایت قابل اور مشہور مذہبی اساتذہ کا تقرر کیا جاتا تھا۔ یہ مدرسہ شارع المعز پر المدرسۃ الکاملیہ کے سامنے تھا اور جامع السلطان قلاوون کے نام سے مشہور تھا۔

۵) القبۃ المنصوریہ۔ یہاں بھی تعلیمی درسگاہ تھی اور یہ بھی سلطان منصور قلاوون کی طرف منسوب ہے۔ یہاں بھی چاروں فقہی مسالک کے مطابق جداگانہ تعلیم دی جاتی تھی۔ یہاں کے اساتذہ قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوتے تھے۔ اس درسگاہ کے اخراجات و انتظام ان اوقاف کے ذریعے کیا جاتا تھا جو الملک الصالح عماد الدین اسماعیل بن محمد بن قلاوون نے وقف کئے تھے

اس قبہ میں تلاوت قرآن کریم کے لئے قاری بھی مقرر تھے جو قبہ کے قریب کھڑکیوں کے پاس بیٹھ کر باری باری دن رات تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے۔ یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا جس میں ہر قسم کی کتابیں محفوظ تھیں۔

۶) المدرسۃ الناصریہ۔ ابتداء میں اس درسگاہ کو قائم کرنے کا حکم السلطان العادل زین الدین کتبغا نے دیا تھا مگر جب وہ معزول ہو گیا تو سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون نے جب دوبارہ ۶۹۸ھ میں مصر کا بادشاہ ہوا۔ اس کی تکمیل کا حکم دیا۔ اس لئے یہ مدرسہ سلطان ناصر کے نام سے منسوب ہو گیا اور ۷۰۳ھ میں مکمل ہوا۔

یہاں سب سے پہلے قاضی القضاۃ زین الدین علی بن مخلوف مالکی نے تعلیم و تدریس کا آغاز کیا۔ وہ ایوان کبیر میں مالکی فقہ پڑھاتے تھے۔

قاضی القضاۃ شرف الدین عبد الغنی الحرانی ایوان غربی میں حنبلی فقہ کا درس دیتے تھے اور قاضی القضاۃ احمد بن سروجی حنفی ایوان شرقی میں فقہ حنفی کا درس دیتے تھے۔ شیخ صدر الدین ابن المرحل الشافعی ایوان بحری میں فقہ شافعی کا درس دیتے تھے۔ ہر مدرس کے پاس طلبہ کی مخصوص تعداد ہوتی تھی۔ حکومت کی طرف سے طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی رہائش مفت ہوتی تھی۔ نیز انہیں ماہانہ طور پر ضروری نقد رقم دی جاتی تھی اور ہر سال قربانی کا گوشت بھی طلبہ کو تقسیم کیا جاتا تھا

۱: [illegible] صفحہ ۲۱۸-۲۱۹ [illegible]

۲ [illegible] ۲/۲۶۹

المدرسۃ الناصریہ جو منصوریہ کے قریب مشرقی سمت میں اسی مقام پر واقع تھا جہاں آج جامع ہے۔ یہ اب شارع الحسینیہ پر ہے اور جامع الناصریہ کے نام سے مشہور ہے۔

شام کے تعلیمی مدارس

مذکورہ بالا مشہور مدارس وہ تھے جو ممالیک سلاطین کے عہد میں مصر میں قائم تھے اب ان مشہور ترین مدارس کا ذکر کیا جاتا ہے جو ممالیک سلاطین کے عہد میں شام میں قائم تھے۔ ان مدارس نے اس زمانے میں شام میں تعلیم و ثقافت کی شمع روشن کی۔

(۱) مدرسۃ الظاہریہ۔ یہ مدرسہ الملک الظاہر بیبرس نے ۶۷۶ھ میں قائم کیا جہاں صرف حنفی اور شافعی علماء درس دیتے تھے۔ سب سے پہلے جس نے یہاں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیا وہ حنفی عالم شیخ صدر الدین سلیمان تھے۔ وہ مشرق و مغرب میں حنفیوں کے بہت بڑے عالم تھے اور عرصہ دراز تک دمشق میں تدریس اور افتاء کا کام کرتے رہے پھر وہ مصر منتقل ہو گئے۔ وہ بہت عالم اور حق پرست تھے وہ حق بات کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔

ایک مرتبہ سلطان بیبرس نے چاہا کہ وہ اس کی مرضی کے فتویٰ دیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ باغ دمشق والوں کے قبضے میں ہیں اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ان پر قبضہ کر لیں۔

یہ کہہ کر وہ بادشاہ کی مجلس سے اٹھ گئے اور چلے گئے۔ اس بات سے بادشاہ بہت غضب ناک ہوا مگر جلد ہی اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور وہ ان کی صداقت اور حق گوئی سے بہت متاثر ہوا اور (لوگوں کے سامنے) ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا کرتا تھا:

"انہیں ہم کسی کے پاس سے لائے ہیں۔"

(۲) المدرسۃ العادلیۃ الکبریٰ۔ یہ تعلیمی درسگاہ باب الظاہریہ کے سامنے دمشق کے اندر ہے۔ دونوں کے درمیان ایک راستہ گزرتا ہے۔ سلطان نور الدین محمود بن زنگی نے اس مدرسے کی تعمیر شروع کرائی تھی مگر اس مدرسے کی تکمیل سے قبل ان کی وفات ہو گئی بعد میں اس کا باقی ماندہ حصہ الملک العادل سیف الدین نے تعمیر کرایا۔ اس لئے یہ مدرسہ العادلیہ کے نام سے منسوب ہو گیا لیکن ابھی یہ بالکل مکمل نہیں ہوا تھا کہ الملک العادل بھی فوت ہو گیا۔ جب اس کے فرزند الملک المعظم نے اسے مکمل کرایا اور اس مدرسہ کے اخراجات کے لئے بہت سے اوقاف مخصوص کئے۔

مشہور مؤرخ ابن خلکان (وفات ۶۸۱ھ) نے اس سے استفادات کئے۔ اس کے دور میں سب سے پہلے قاضی جمال الدین مصری نے درس دیا۔ پھر قاضی القضاۃ شمس الدین احمد بن خلیل الخوئی ۶۲۳ھ میں مسند درس پر فائز ہوئے۔

ان کے بعد قاضی کمال الدین اور پھر ابو حفص بن حمدان المنفلوطی نے مسند درس سنبھالا۔ ۱۱ شعبان ۶۹۳ھ میں قاضی بدر الدین بن جماعہ شام آئے اور اسی مدرسہ العادلیہ میں مقیم ہو گئے اور یہاں درس دیتے رہے۔ وہ پہلی شخصیت تھے جنہوں نے یہاں اپنی عدالت کی

---

[1] النجوم الزاہرۃ ج ۷ ص ۲۱۹۔

[2] الدارس فی تاریخ المدارس ج ۱ ص ۳۵۹ مطبوعہ دمشق۔

قائم کرتے تھے۔

اس مشہور درس گاہ کے معلموں میں شیخ الاسلام قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ ان کے بعد ان کے فرزند قاضی القضاۃ ابوحامد احمد نے بھی یہاں درس دیا۔ ان کے بعد ان کے بھائی قاضی القضاۃ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بھی اس تعلیمی درس گاہ کے مدرس رہے۔ نیز قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء السبکی اور قاضی القضاۃ سراج الدین الکی بھی یہاں کی مسند درس پر سرفراز رہے۔

یوں اس مشہور درس گاہ المدرسۃ العادلیۃ الکبریٰ کے تمام مدرسین قاضی القضاۃ تھے اور اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس مشہور درس گاہ کے شام کے علم و ثقافت پر کس قدر گہرے اثرات تھے۔ یہاں آج کل مجمع اللغۃ العربیہ کا دفتر قائم ہے۔ نعیمی نے اپنی کتاب الدارس فی تاریخ المدارس میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کی الگ الگ درس گاہوں نیز قرآن و حدیث کی مشترکہ درس گاہوں کا حال بیان کیا ہے۔ اسی طرح شافعی، مالکی اور حنبلی کے مخصوص مدارس کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے مدارس طب اور خانقاہوں کا حال بھی بیان کیا ہے۔[1]

خانقاہیں

تصوف کی وجہ سے اسلامی ممالک کے مشرقی اور مغربی حصوں میں خانقاہیں بھی قائم ہو گئی تھیں جہاں طالبان حقیقت کو روحانی تعلیم دی جاتی تھی اور وہاں کے رہنے والے ذریعہ معاش سے بے فکر ہو کر رات دن خدا کے ذکر و اشغال میں مشغول رہتے تھے۔ اس لئے مسلم سلاطین اور بالخصوص ممالیک سلاطین مصر نے ان خانقاہ نشینوں کی سرپرستی کی اور انہیں فکر معاش سے فارغ کر کے خدا کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول رکھا جہاں تعلیم و تدریس کا انتظام بھی تھا۔

مصر میں اس قسم کی بعض خانقاہیں عہد ممالیک سے پیشتر بھی قائم تھیں جنہیں ممالیک مصر نے قائم رکھا اور ان کی سرپرستی کی۔ ممالیک سلاطین مصر کے عہد کی مشہور خانقاہیں مندرجہ ذیل تھیں جنہیں مصر میں زاویہ کہا جاتا تھا۔

۱) خانقاہ سعید السعداء۔ یہ عمارت پہلے ایک شخص کا محل تھا جس کا نام سعید تھا۔ بعد میں یہاں فاطمی وزراء رہنے لگے تھے۔ جب سلطان صلاح الدین مصر کا خود مختار بادشاہ ہوا تو اس نے اس عمارت کو ان غریب صوفی درویشوں کے لئے وقف کر دیا جو دور دراز کے شہروں سے آتے تھے یہ کام ۵۶۹ھ میں تکمیل پذیر ہوا۔ یہاں ان درویشوں کے لئے روزمرہ کھانے اور گوشت روٹی کا مفت بندوبست ہوتا تھا۔ ان کے لئے ایک حمام بھی تعمیر کرایا گیا۔ یوں مصر میں یہ پہلی خانقاہ قائم ہوئی۔ یہ دویرۃ الصوفیہ کے نام سے مشہور تھی۔ طبقات الصوفیہ میں یہاں کے شیخ کو شیخ الشیوخ کہا جاتا تھا جو بالعموم اکابر علماء میں سے ہوتے تھے اور اس خانقاہ کے رہنے والے بھی اہل علم اور خدا رسیدہ صوفی حضرات ہوتے تھے۔ یہاں کے شیوخ میں قاضی القضاۃ تاج الدین ابن بنت الاعز اور قاضی القضاۃ بدر الدین ابن جماعہ بھی تھے۔[2]

۲) خانقاہ رکن الدین بیبرس۔ یہ خانقاہ خطہ جمالیہ میں مکتب الجمالیہ کے قریب ہے جسے سلطان رکن الدین بیبرس

---

[1] علامہ نعیمی: الدارس فی تاریخ المدارس تحقیق ج ۱ ص ۲۵۹، ۲۶۳، ۲۷۱۔

[2] حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ ج ۲ ص ۱۴۱۔ الخطط المقریزیہ ج ۲ ص ۴۱۵۔

[illegible] نے [illegible] میں تعمیر کرایا [illegible] وہاں سے [illegible] ایک بہت بڑی سرائے [illegible] تعمیر کرائی۔ بعد ازاں اس کے [illegible] کا مقبرہ تعمیر کیا۔

جب [illegible] سلطان [illegible] نے [illegible] کئے۔ [illegible] بہت [illegible] تھا [illegible] پایا جاتا تھا۔

یہاں سے [illegible] کے قریب [illegible] کرتے تھے۔

جب سلطان [illegible] تخت نشین [illegible] اس وقت [illegible] بنایا تھا۔ [illegible] کروا دیا

یہ مقام [illegible] آباد [illegible] کے نام سے مشہور [illegible] میں تحریر کیا ہے۔

۳) [illegible] جامع مسجد [illegible] ہے۔

اس [illegible] تھی۔ [illegible] تھا۔

[illegible] جامع مسجد [illegible] ہے۔

ریاض: [illegible] بابا صوفی کے نام سے [illegible] تھے۔

۱۱۔ [illegible]

[illegible]

۱: [illegible]

۲: [illegible]

تھے اور اب اس کا نام و نشان مٹ گیا ہے اور اس کے بجائے نہایت وسیع دکانیں تعمیر ہو گئی ہیں۔ [1]

۴۔ رباط الآثار: رباط الآثار کی تعمیر تاج الدین بن الصاحب فخر الدین بن الصاحب بہاء الدین حنا نے کی تھی۔ یہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مبارکہ میں سے لکڑی اور لوہے کے ٹکڑے وغیرہ محفوظ کئے گئے تھے جو الصاحب نے ینبع کے خاندان بنو ابراہیم سے خریدے تھے۔

الملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد بن قلاوون کے عہد حکومت میں یہاں فقہ شافعی کی تعلیم بھی ہونے لگی اور اس مقصد کے لئے ایک قابل مدرس مقرر کیا گیا تھا اور کچھ طلباء بھی وہاں پڑھنے کے لئے آ گئے تھے۔

یہ رباط الآثار مصر سے باہر برکۃ الحبش کے قریب دریائے نیل کے کنارے پر واقع تھا۔ یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا۔ [2]

دورِ ممالیک کی علمی تصانیف

ممالیک سلاطین کے عہد میں سقوط بغداد کے بعد علوم و فنون کا احیاء ہوا۔ تمام اسلامی ممالک کے ماہرین مصر و شام میں پناہ گزین ہو گئے تھے اور انہوں نے عربی زبان میں ہر علم و فن پر بہترین کتب تحریر کیں۔ خود مصر و شام میں اس دور کے بہترین علماء اور فضلاء اور محققین پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنے علمی شاہکاروں سے عربی زبان کو مالا مال کیا اور اہل سنت کے چاروں فقہی مذاہب پر نہایت عمدہ کتب تحریر کی گئیں کیونکہ مجتہدین اور محققین فقہاء کی بہتات تھی۔

علم حدیث و تفسیر میں اس دور کی تصانیف حرفِ آخر ثابت ہوئیں اور بعد کے ہر دور میں علماء اور طالبانِ علم ان سے مستفید ہوتے رہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی شرح بخاری جو فتح الباری کے نام سے موسوم ہے نیز اصولِ حدیث اور اسماء الرجال میں ان کی تصانیف علم حدیث کا بہترین سرمایہ ہیں۔ اس دور میں حدیث، تاریخ اور اسماء الرجال پر علامہ ذہبی نے اپنی تصانیف تحریر کیں۔ علامہ عینی کی شرح بخاری اور دیگر ضخیم کتب اسلامی علوم پر اسی دور میں تحریر کی گئیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ کی تصانیف بھی اسی دور میں لکھی گئیں جو اپنے دور کے زبردست فضلاء اور مجتہدین میں سے تھے۔ اسی دور میں علامہ ابن کثیر نے اپنی مشہور تفسیر اور تاریخ کی زبردست تصنیف البدایہ والنہایہ تحریر کی۔

اس دور میں بہت سے مشاہیر علم و فضل پیدا ہوئے جنہوں نے تمام مروجہ علوم میں کتب تحریر کی تھیں تاہم اس دور کے مصر و شام کی خصوصیت کے ساتھ اسلامی علوم کا بیش بہا ذخیرہ ہے چونکہ اسلامی علوم کے مراکز حجاز و عراق اور ایران و خراسان سے منتقل ہو کر مصر و شام میں آ گئے تھے کیونکہ یہیں علماء کی قدر دانی عوام اور حکومت دونوں کی طرف سے ہوتی تھی اور ان کی حق گوئی اور صداقت ضرب المثل ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ حکومت کی مداخلت اور عوام کے دباؤ کے بغیر نہایت آزادی اور جرأت کے ساتھ اپنی علمی تحقیقات پیش کرتے تھے اور اس معاملہ میں حکومت اور عوام کے خوف کے بغیر وہ بیباک بات پیش کرتے تھے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ اپنے خیالات اور اجتہادات کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ نیز

---

[1] الخطط ج ۲ ص ۴۹۳-۴۹۴ بحوالہ [illegible] ۱/ ۳۴۶ء۔

[2] حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۲۶۱، الخطط ج ۲ ص ۴۲۹، بحوالہ [illegible] ۱/ ۳۵۰ء۔

دیگر علماء کی حق گوئی اور صداقت کی مثالیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

نحو و بلاغت: اسلامی علوم کے علاوہ عربی صرف و نحو، بلاغت اور معانی (لغت) پر بھی بہترین کتب تحریر کی گئیں۔ چنانچہ جمال الدین ابن مالک کی نحو میں منظوم کتاب الفیہ بہت مشہور ہوئی اور بعد کے ہر دور میں نصابی کتب میں شامل رہی۔ نیز جمال الدین ابن ہشام مصری کی کتاب مغنی اللبیب بھی صرف و نحو میں بہت مقبول ہوئی۔

علم بلاغت میں جرجانی نے اسرار البلاغۃ اور دلائل الاعجاز دو کتابیں تحریر کیں اور سکاکی نے مفتاح العلوم تحریر کی تھی۔ مملوک سلاطین کے دور میں جلال الدین قزوینی نے شام میں تلخیص المفتاح لکھی جو متن کی حیثیت سے مدارس میں بہت مقبول ہوئی۔ چنانچہ وہ اور اس کی شرح مختصر المعانی اور مطول تمام اسلامی ممالک میں داخل نصاب رہیں۔

کتاب معاجم (لغت یا ڈکشنری) میں ابن منظور افریقی کی کتاب لسان العرب نہایت ضخیم اور مستند لغت ہے جو عربی زبان کی بہترین ڈکشنری سمجھی جاتی ہے۔ اس کے مؤلف کی وفات ۷۱۱ھ میں ہوئی۔

کتب تاریخ: اس دور کی ایک علمی خصوصیت یہ ہے کہ اس دور میں موسوعات یعنی انسائیکلوپیڈیا طرز کی کتابیں لکھی گئیں جن میں ہر قسم کی معلومات اور مشاہیر اسلام کے حالات ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں مشہور مؤرخین بھی اسی دور میں گزرے ہیں چنانچہ ہمارا مؤرخ ابن خلدون بھی اسی دور کی پیداوار ہے کیونکہ اس کا آخر زمانہ مصر میں گزرا اور وہیں اس نے اپنی مشہور تاریخ مکمل کی اور قاہرہ میں فوت ۸۰۸ھ اور وہیں مدفون ہوا۔

دوسرا مشہور مؤرخ ابوالفداء ہے جو حاکم وقت بھی تھا اسی دور میں گزرا ہے۔ چنانچہ سلطان ناصر محمد بن قلاوون نے اس کی قدر دانی کی۔ علامہ ابن کثیر کی مشہور اور ضخیم تصنیف تاریخ البدایہ والنہایہ بھی اسی دور میں لکھی گئی۔

تذکرے: اس دور میں مشاہیر کی سوانح عمریوں اور ہر علم و فن کے علماء کے تاریخی تذکرے لکھنے کا رواج شروع ہوا۔ چنانچہ ماہرین لغت، نحویوں، شعراء، ادباء، اطباء اور حکماء کے جداگانہ تذکرے لکھے جانے لگے۔ بعد کے تذکرہ نویس اپنے دور تک کے علماء کے حالات لکھتے تھے چنانچہ صدی کے علماء کے حالات صدی کے طور پر لکھے جاتے تھے۔ بعض تذکروں میں ہر قسم کے علماء اور مشاہیر کو مجموعی حیثیت سے شامل کیا جاتا تھا۔ ان میں کسی خاص صنف کی پابندی نہیں ہوتی تھی۔

تاریخ ابن خلکان: اس قسم کے مجموعی قسم کے تاریخی تذکروں میں ابن خلکان کا تذکرہ وفیات الاعیان بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ابن خلکان ۶۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۸۱ھ میں فوت ہوئے انہوں نے ان مشاہیر اسلام کے حالات تحریر کیے ہیں جن کی وفات ۱ھ سے لے کر ۶۵۴ھ تک کے زمانے میں ہوئی ہو اور اپنی تالیف سے ۶۷۲ھ تک فارغ ہو گئے تھے۔

فوات الوفیات: ابن خلکان نے جن مشاہیر افراد کا حال چھوڑ دیا تھا یا جو ان کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے تھے ان سب کا حال فوات الوفیات میں بیان کیا گیا ہے جو محمد بن شاکر الکتبی نے تحریر کی تھی۔ ابن شاکر الکتبی نے حلب اور دمشق میں تعلیم حاصل کی تھی۔ بعد وہ کتب فروش ہو گیا تھا اس لئے اسے الکتبی کہا جاتا تھا۔ اس کی وفات ۷۶۴ھ میں ہوئی۔ اس لئے

---

۱ تاریخ آداب اللغۃ العربیہ: جرجی زیدان ج ۳ ص ۸۴۔

اس میں ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے مشاہیر افراد کے حالات بھی مذکور ہیں

الوافی بالوفیات اسی قسم کی سوانح عمریوں کی ایک ضخیم کتاب "الوافی بالوفیات" ہے جو ابو الصفا خلیل بن ایبک نے تالیف کی۔ یہ صلاح الدین صفدی ۶۹۶ھ میں پیدا ہوئے تھے اور دمشق میں ۷۶۴ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی کتاب الوافی بالوفیات پچاس جلدوں میں ہے۔ اس میں مشہور [illegible] بادشاہوں، امرا، وزیروں، ادیبوں، شعرا، ادبا [illegible] علمی و فنی مشاہیر کے حالات مندرج ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کی ہے مگر کتاب سب سے پہلے ان لوگوں کے حالات سے کتاب کا آغاز کیا ہے جو محمد کے اسم گرامی سے موسوم ہیں۔ پھر اس مناسبت سے ان حضرات کے حالات بیان کئے گئے ہیں جن کے اسمائے گرامی احمد ہیں۔ [illegible] ان لوگوں کے حالات بیان کرنے کے بعد باقاعدہ حروف تہجی کی ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔ الف سے مشاہیر کے حالات کی ابتدا کی گئی ہے۔ پھر حروف تہجی کے مطابق جاری رکھا گیا۔

الدرر الکامنہ آٹھویں صدی کے مشاہیر کے حالات میں ایک اور کتاب لکھی گئی جس کا نام "الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ" ہے جو چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب مشہور محدث اور امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی کی تصنیف ہے [illegible] حدیث کے بہت بڑے ماہر تھے۔ وہ ۷۷۳ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور ۸۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی اس کتاب میں آٹھویں صدی کے مشاہیر کے حالات ملتے ہیں۔

علاوہ ازیں [illegible] نے اسی موضوع پر [illegible] مختلف علماء و فضلا کی [illegible] ان میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ [illegible] یہ کتاب [illegible] ہیں
۲۔ [illegible] یہ کتاب [illegible] ہیں۔
۳۔ [illegible] اصول حدیث کی [illegible] ہے۔

تواریخ مصر مصر و قاہرہ اسلامی سلطنت کے مرکز رہے تھے اس لئے مصر اور قاہرہ کی تاریخ اور وہاں کے ساکنین کے حالات کی طرف بھی توجہ دی گئی۔ تاریخ مصر کے مشہور مؤرخین حسب ذیل تھے۔

(۱) ابن دقماق مصری ان کا پورا نام [illegible] ابراہیم بن محمد بن ایدمر العلائی [illegible] ان کی وفات ۸۰۹ھ میں ہوئی۔ انہوں نے مصر کی [illegible] ایک کتاب [illegible] لکھی ہے۔

(۲) [illegible] القلقشندی [illegible] ۸۲۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے بھی [illegible] جلدوں میں مصر کی تاریخ لکھی تھی۔

(۳) تقی الدین احمد بن علی المقریزی [illegible] مصر [illegible] ان کی وفات بھی ۸۴۵ھ میں ہوئی۔

[illegible] ۱۹۱۰ء
[illegible]
[illegible]

اس نے تاریخ مصر کے ترک غلام سلاطین پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام المختصر المطولیہ فی الدولۃ الترکیہ ہے۔

ابوالفداء: اگر اس دور میں مختلف علوم و فنون پر مشہور کتب کا تذکرہ ہی کیا جائے تو اس کی فہرست بہت طویل ہو گی۔ ہم نے عالم اسلام کی تاریخ میں ابن خلدون، ابن کثیر اور ابوالفداء کی مشہور تواریخ کا ذکر کیا ہے۔ ابوالفداء شام کے مشہور علاقہ حماۃ کا حاکم تھا۔ وہ ایوبی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ سلطان ناصر بن قلاوون نے اسے حماۃ کا حاکم بنایا تھا اس کی وفات ۷۳۲ھ میں ہوئی۔

تاریخ ابوالفداء کا اصل نام المختصر فی اخبار البشر ہے۔ اس میں دور جاہلیت سے لے کر ۷۲۹ھ تک کے تاریخی حالات مذکور ہیں اس کی یہ تاریخ چار جلدوں میں ہے۔ ابوالفداء کی تاریخ کا تتمہ عمر بن الوردی نے لکھا ہے جس میں ابوالفداء کی تاریخ عام پر ۷۴۹ھ کے حالات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں۔

ابوالفداء نے جغرافیہ میں بھی تقویم البلدان کے نام سے ایک کتاب تحریر کی تھی جو یورپ میں بہت مقبول ہوئی۔

اس دور میں مسلمانوں کے علوم مثلاً ہندسہ، طب، ریاضیات اور علم الاجتماع میں بھی کتابیں لکھی گئیں۔ چنانچہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں علم الاجتماع اور علم سیاست کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ دیگر علوم و فنون کی کتب کا تذکرہ ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

محدثین و مجتہدین

اس دور کی خصوصیت یہ تھی کہ اس عہد میں جلیل القدر حفاظ و محدثین پیدا ہوئے۔ جنہیں ہزاروں احادیث زبانی یاد تھیں۔ انہوں نے اس دور میں علوم حدیث کو زندہ رکھا اور اس کی تدریس و تعلیم میں اپنی عمر صرف کر دیں۔ ان میں سے چند مشہور محدثین مندرجہ ذیل ہیں۔

۱) **الدمیاطی:** آپ کا پورا نام و نسب یہ ہے: شرف الدین ابو محمد عبدالمومن ابن خلف الدمیاطی الشافعی ہے۔ آپ ۶۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۰۵ھ میں وفات پائی۔ آپ فقیہہ اور علم الانساب کے ماہر بھی تھے۔ عربی زبان و ادب سے بھی بخوبی واقف تھے اور علم لغت کے ماہر بھی تھے۔[۱]

۲) **ابن شامہ:** آپ کا پورا نام و نسب یہ ہے: شمس الدین محمد بن عبدالرحمن بن شامہ حنفی آپ ۷۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۸۰ھ میں وفات پائی۔ آپ بھی حافظ حدیث فقیہہ اور ماہر علم الانساب تھے۔

۳) **ابن دقیق العید:** آپ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے مجتہد بھی تھے۔ آپ ۶۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور قوص میں نشوونما پائی اور تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے مصر و شام کا سفر مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے کیا اور شیخ الاسلام

---

[۱] تاریخ آداب اللغۃ العربیہ از جرجی زیدان ج۳ ص ۱۸۵-۱۹۲۔

[۲] حسن المحاضرہ للسیوطی ج۱ ص ۲۰۰۔

عز الدین بن عبدالسلام کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ پھر آپ خود تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے اور چاروں طرف سے طلبہ تحصیل علم کے لئے آپ کے پاس آنے لگے۔ آپ کے معاصر علماء آپ کو بہت بڑا عالم تسلیم کرتے تھے اور مجتہد مطلق کا درجہ دیتے تھے۔ [1]

۴) السبکی: آپ کا پورا نام و نسب یہ ہے تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی الانصاری آپ علاقہ منوفیہ میں سبک کے مقام پر ۶۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ جامع الکمالات تھے یعنی محدث و فقیہ بھی تھے اور مفسر و مجتہد بھی تھے اور عابد و زاہد بھی تھے۔ اہل علم آپ کو امام غزالی اور امام سفیان ثوریؒ کے مشابہ قرار دیتے تھے اور مطلق مجتہد بھی سمجھتے تھے آپ کی وفات ۷۵۶ھ میں ہوئی۔

۵) ابن حجر عسقلانیؒ: آپ کا پورا نام و نسب شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد ہے اور ابن حجر عسقلانی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا اور آپ کی مشہور تصانیف کا ذکر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

مذکورہ بالا محدثین کے علاوہ جو مجتہدین بھی تھے مندرجہ ذیل مجتہدین کرام اس دور کے ممتاز مجتہدین میں سے تھے۔

۶) شیخ عز الدین بن عبدالسلام: آپ شیخ الاسلام اور سلطان العلماء تھے ۵۷۸ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد فقہ، اصول فقہ اور عربی زبان کے زبردست ماہر ہوئے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"آپ کو اپنے زمانے کی مذہبی قیادت حاصل تھی۔ اطراف عالم سے لوگ آپ کے پاس فتویٰ حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ آپ اس قدر بڑے عالم تھے کہ آپ اپنے اجتہاد کے مطابق فتویٰ دیتے تھے"۔

جمال الدین ابن حاجب فرماتے ہیں: "ابن عبدالسلام امام غزالی سے زیادہ فقیہ ہیں"۔ آپ اس قدر دیانتدار تھے کہ اگر فتویٰ دینے میں غلطی ہو جائے تو ان کا علم ہوتا، اعتراف کرتے تھے اور اس کے بارے میں اعلان کرا دیتے تھے۔ آپ نے ۶۶۰ھ میں وفات پائی۔ [2]

۷) ابن منیر الاسکندری: آپ ۶۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۸۳ھ میں وفات پائی۔ ان کے بارے میں خود شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں "دیار مصر کو اپنی دو شخصیتوں پر ناز ہے جو مصر کے دو کناروں کے باشندے ہیں۔ ان میں ایک دقیق العید ہیں جو قوص کے رہنے والے ہیں اور دوسرے ابن المنیر ہیں جو اسکندریہ کے باشندے ہیں۔" [3]

ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی

مصر اور عالم تاریخ کے مورخین میں ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی کا نام بہت نمایاں ہے جو گزشتہ صفحات میں ہم سے چھوٹ گیا تھا تاہم اس کی تاریخ النجوم الزاہرہ فی اخبار ملوک مصر والقاہرہ اور ایک سلاطین مصر کے حالات میں بہت

---

[1] حسن المحاضرہ للسیوطی ج ۱ ص ۳۴۱۔

[2] حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۳۱۴۔

[3] حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۳۱۶۔

مستند اور مشہور ہے اور دوسری میں اس دور کے اہل علم کے حالات بھی بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور مختصر رسالہ جات ہیں۔ جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی ۸۱۲ھ کی حدود ۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا باپ تغری بردی مصر کے بڑے امراء میں سے تھا اور اپنے سلاطین مصر کا زبردست مشیر تھا۔ جب وہ دمشق کا حاکم تھا تو ۸۱۵ھ میں وفات ہو گیا۔ اس وقت اس کا فرزند ابوالمحاسن یوسف بہت چھوٹا تھا لہٰذا اس کے بہنوئی قاضی القضاۃ ناصر الدین محمد بن العدیم نے اس کی پرورش کی جو بہت بڑے عالم اور مؤرخ تھے مگر چار سال کے بعد ۸۱۹ھ میں وہ بھی فوت ہو گئے۔ اب ان کی ہمشیرہ نے شیخ الاسلام قاضی القضاۃ جلال الدین عبدالرحمن البلقینی الشافعی سے دوسرا نکاح کیا یوں ابن تغری بردی اس عظیم شخصیت کے زیر تربیت رہے۔

ابن تغری بردی نے اپنے دونوں بہنوئیوں کے علاوہ مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جن میں حنفی علما کی تعداد زیادہ تھی۔ انہوں نے قاضی القضاۃ بدر الدین محمود عینی حنفی سے بھی تعلیم حاصل کی اور شیخ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی اور شیخ تقی الدین بن مقریزی سے بھی روایت کی اجازت تحریری لیں۔

ان کی کتاب النجوم الزاہرہ جو دس جلدوں میں ہے فتح مصر سے ۸۷۲ھ تک کے حالات مذکور ہیں۔ ان کی دوسری مشہور کتاب المنہل الصافی ہے جو ۶۵۰ھ سے لے کر اپنے آخر زمانے تک کے مشاہیر کے حالات پر ہے۔ جو کئی بڑی جلدوں میں ہیں۔ ان کی وفات ۸۷۴ھ مطابق ۱۴۷۰ء میں سلطان قایتبائی کے زمانے میں ہوئی (مترجم)

ممالیک سلاطین مصر کے عہد میں فن تعمیر کی ترقی

(از : رشید احمد ارشد ایم اے۔ سابق صدر شعبہ عربی۔ کراچی یونیورسٹی)

ممالیک مصر سلاطین کا عہد مصر کے فن تعمیر کا سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ اس دور میں قاہرہ میں نہایت خوبصورت اور عمدہ عمارتیں کثیر تعداد میں تعمیر کی گئیں۔ ان عمارتوں میں جامع مساجد، مدارس، مقابر، حمام اور مکاتیب وغیرہ ہر قسم کی عمارتیں شامل ہیں۔ بالخصوص سلاطین ممالیک مصر کے مقبرے نہایت شان دار طریقے سے تعمیر کئے گئے تھے۔ ان میں قابل ذکر سلطان برقوق کا مقبرہ اور مدرسہ، سلطان فرج بن برقوق کا مقبرہ، سلطان بارسبائی اور سلطان قایتبائی کے مزارات امراء ممالیک میں قابل ذکر ہیں۔

اس عہد کی عمارتوں میں سب سے خوبصورت عمارتیں وہ ہیں جن کا تعلق سلطان منصور قلاوون کے عہد سے ہے۔ وہ بین القصرین کے علاقے میں واقع ہیں۔ ان عمارتوں میں مدرسہ، مقبرہ، بیمارستان (ہسپتال) کی عمارتیں شامل ہیں جو مصر میں اسلامی دور کی نہایت ہی خوبصورت عمارتیں ہیں۔ ان میں عجیب و غریب اور دلکش یہ مقبرہ منصور قلاوون کا وہ مثمن برج ہے جو مختلف ستونوں پر قائم ہے۔ اس مقبرہ کی عمارت اور اس کے گنبد پر نہایت ہی خوبصورت کام کیا گیا ہے جو اسلامی فن تعمیر کا شاہکار ہے۔ اس کی تجدید سلطان ناصر محمد بن قلاوون نے ۷۰۳ھ میں کی تھی۔

سلطان حسن کا مقبرہ اور مدرسہ بھی مصر میں اسلامی فن تعمیر کا زبردست شاہکار ہے جسے دنیا کے مشہور ماہرین فن تعمیر

فرانک ویدرائٹ نے اسے دیکھا تو اس نے کہا تھا

"یہ مصر میں اسلامی فن تعمیر کا سب سے خوبصورت شاہکار ہے۔"

مملوک چراکسہ کے دور کی عمارتیں۔ مملوک مصر کے دوسرے خاندان چراکسہ (برجی) کے دور میں بھی بے شمار خوبصورت عمارتیں تعمیر ہوئیں ان میں سلطان برقوق الظاہر اور سلطان فرج بن برقوق کے مقبرے بھی شامل ہیں جو مملوک کے قبرستان میں ایک ہی جگہ ہیں۔ ان میں مقبرے، خانقاہ اور مساجد کی تعمیر کی گئی تھی۔ مساجد کے مینارے دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں ایک طرف صوفی درویشوں کے لیے رہنے کے مکانات بھی تعمیر کیے گئے تھے۔

سلطان قائتبائی نے بھی بہت سی عمارات تعمیر کرائی تھیں جن میں مسجد و مدرسہ، سرکاری عمارتیں اور پل وغیرہ شامل ہیں۔ اس نے جنگی عمارتیں اور قلعے بھی تعمیر کرائے تھے۔ چنانچہ اس نے قلعہ سکندریہ تعمیر کرایا تھا اور دوسرا قلعہ رشید میں تعمیر کرایا تھا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ سلطان قائتبائی نے [illegible] عمارتوں کو دوبارہ تعمیر کرایا یا ان میں کچھ اضافہ یا مرمت کرائی۔ جن میں سلطان قائتبائی نے جو بنیادی عمارتیں تعمیر کیں خوبصورت اور دلکش ہیں۔

مصر کا سلطان غوری [illegible] قلعہ الجبل اور اسکندریہ [illegible] کی مرمت کرائی [illegible] تمام مرمت کرایا۔ اس نے مصر کے مشہور بازار خان الخلیلی کو بھی درست کرایا اور وہاں پتھروں کے پختہ تھلے بنے جو ابھی تک باقی ہیں۔

سلطان غوری کا مقبرہ اور مدرسہ بھی شارع الغوریہ میں اس کی خوبصورت یادگار ہیں۔ سلطان غوری نے سرکاری اور رفاہی عمارات ان تعمیر کرائیں [illegible] کے مطابق [illegible] موجود ہیں۔

۔ [illegible]